

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي
الْفُتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ

فَتَاوَى رِضْوِيَّة



قصیدہ شریف: اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلا حضرت نیت ورک

www.alahazratnetwork.org

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ

الْفَتَاوَى الصُّوْنِيَّةُ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودہویں صدی کا عظیم الشان
فقہی انسائیکلو پیڈیا

جلد ۲۹

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۱۲۴۲ھ — ۱۳۳۲ھ
۱۸۵۶ء — ۱۹۲۱ء

○

رضا فاؤنڈیشن • جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور (پاکستان) (۵۳۰۰۰)

۴۶۵۴۱۳

فون ۴۶۵۴۴۲

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹
تصنیف	اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فیضانِ کرامت	مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	صاحبزادہ مولانا محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور شیخوپورہ
اہتمام	صاحبزادہ مولانا قادری قصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت " " " " " " " " " " " "
ترجمہ عربی و فارسی عبارت	حافظ محمد عبد الستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور شیخوپورہ
پیش لفظ	" " " " " " " " " " " "
تبویب جدید	" " " " " " " " " " " "
ترتیب فہرست	" " " " " " " " " " " "
تخریج و تصحیح	مولانا ندیر احمد سعیدی ، مولانا حافظ محمد شہزاد ہاشمی ، مولانا غلام حسن محمد شریف گل ، کریم ال کلاں (گوجرانوالا)
کتابت	مولانا محمد منشا تابش قصوری صدر مدرس و انچارج شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
پیسٹنگ	
صفحات	۷۵۲
اشاعت	رجب المرجب ۱۴۲۶ھ / اگست ۲۰۰۵ء
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
مطبع	
قیمت	

○

ملنے کے پتے

○ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

6445222 - 30/9210300

○ مکتبہ اہل سنت ، جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور

○ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

○ شبیر برادرزادہ، ایم بی اردو بازار، لاہور

جلد آہستہ

ایجمالی فہرست

۵	پیش لفظ
۱۳	فہرست مفصل
۳۹	فہرست ضمنی مسائل
۴۷	عروض و قوافی
۵۹	علم و تعلیم
۶۵	زبان و بیان
۶۹	وعظ و تبلیغ
۷۳	علم الحيوان
۷۵	تشریح ابدان
۷۹	علم حروف و ریاضی
۸۳	حقوق العباد
۸۵	لغت
۸۷	خواب
۸۹	احبارہ
۹۱	عقائد و کلام و دینیات

فہرست رسائل

۱۱۹	○ قواعد القہار
۲۸۷	○ تلج الصدر
۳۰۳	○ التحبیر

- اعتقاد الاحباب ۳ ۳ ۹
- سماح القهار ۴ ۱ ۱
- خالص الاعتقاد ۴ ۳ ۳
- انباء المصطفى ۴ ۸ ۵
- اراحة العيب ۵ ۱ ۱
- انوار الانتباه ۵ ۲ ۹
- اسماء اربعين ۵ ۷ ۱
- امور عشرين ۶ ۱ ۳
- شرح المطالب ۶ ۵ ۵





پیش لفظ

الحمد لله! اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزانہ علمیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث، قدوة العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم فتوری ہزاروی علیہ الرحمہ کی زیر سرپرستی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری کے ساتھ مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے اہداف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے جن میں بین الاقوامی معیار کے مطابق شائع ہونے والی مندرجہ ذیل عربی تصانیف خاص اہمیت کی حامل ہیں:

- (۱) الدولة المکیة بالمادة الغیبیة (۱۳۲۳ھ)
- مع القیوضات المکیة لمحہب الدولة المکیة (۱۳۲۶ھ)
- (۲) انباء الحی ان کلامہ المصون بتیان لكل شیء (۱۳۲۶ھ)
- مع التعليقات حاسم المفتی علی السید البوی (۱۳۲۸ھ)
- (۳) کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ)
- (۴) صیقل الرہین عن احکام مجاورة الحرمین (۱۳۰۵ھ)
- (۵) ہادی الاضحیۃ بالشاة الہندیۃ (۱۳۱۴ھ)

- (۶) الصافیۃ الموحیۃ لحکم جلود الاضحیۃ (۴۰ ۳ ۱ھ)
 (۷) الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ (۴۲ ۳ ۱ھ)

مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطاویۃ النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ المعروف بہ فتاوی رضویہ کی تخریج و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاویٰ مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعنایت رسولہ الکریم تقریباً پندرہ سال کے مختصر عرصہ میں انتیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل شائع ہونے والی اٹھائیس جلدوں کے مشمولات کی تفصیل سنین اشاعت، کتب و ابواب، مجموعی صفحات، تعداد سوالات و جوابات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:

نمبر جلد	عنوانات	مسئلہ جوابات	رسائل تعداد	سنین اشاعت
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ — مارچ ۱۹۹۰ء
۲	"	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ — نومبر ۱۹۹۱ء
۳	"	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ — فروری ۱۹۹۲ء
۴	"	۱۲۵	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ھ — جنوری ۱۹۹۳ء
۵	کتاب الصلوۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاول ۱۴۱۴ھ — ستمبر ۱۹۹۳ء
۶	"	۲۵۷	۴	ربیع الاول ۱۴۱۵ھ — اگست ۱۹۹۴ء
۷	"	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ھ — دسمبر ۱۹۹۴ء
۸	"	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ھ — جون ۱۹۹۵ء
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ — اپریل ۱۹۹۶ء
۱۰	کتاب الزکوۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاول ۱۴۱۷ھ — اگست ۱۹۹۶ء
۱۱	کتاب النکاح	۲۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ھ — مئی ۱۹۹۷ء
۱۲	کتاب النکاح، کتاب الطلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ھ — نومبر ۱۹۹۷ء
۱۳	کتاب الطلاق، کتاب الایمان			
	کتاب الحدود والتعزیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ — مارچ ۱۹۹۸ء
۱۴	کتاب السیر	۳۳۹	۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ — ستمبر ۱۹۹۸ء

۱۵	۸۱	۱۵	کتاب السیر	۱۵	محرم الحرام ۱۴۲۰ — اپریل ۱۹۹۹	۷۳۲
۱۶	۳۳۲	۳	کتاب الشریکۃ، کتاب الوقف	۱۶	جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ — ستمبر ۱۹۹۹	۷۳۲
۱۷	۱۵۳	۲	کتاب البیوع، کتاب الحوالہ، کتاب الکفای	۱۷	ذیقعدہ ۱۴۲۰ — فروری ۲۰۰۰	۷۱۶
۱۸	۱۵۲	۲	کتاب الشہادۃ، کتاب القضاۃ والعداوی	۱۸	ربیع الثانی ۱۴۲۱ — جولائی ۲۰۰۰	۷۴۰
۱۹			کتاب الوکالہ، کتاب الإقرار			
			کتاب الصلح، کتاب المضاربعہ			
			کتاب الامانات، کتاب العاریۃ			
			کتاب الہبۃ، کتاب الاجارہ			
۲۰	۲۹۶	۳	کتاب الاکراذ، کتاب الحجر	۲۰	ذیقعدہ ۱۴۲۱ — فروری ۲۰۰۱	۷۹۲
			کتاب الغصب، کتاب الشفعۃ			
			کتاب القسم، کتاب المزاعمہ			
	۲۳۴	۳	کتاب الصيد الذبائح، کتاب الاضحیۃ		صفر المظفر ۱۴۲۲ — مئی ۲۰۰۱	۷۳۲
۲۱	۲۹۱	۹	کتاب المحظور والاباحۃ	۲۱	ربیع الاول ۱۴۲۳ — مئی ۲۰۰۲	۷۷۶
۲۲	۲۴۱	۶	" " "	۲۲	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ — اگست ۲۰۰۲	۷۹۲
۲۳	۴۰۹	۷	" " "	۲۳	ذوالحجہ ۱۴۲۳ — فروری ۲۰۰۳	۷۷۸
۲۴	۲۸۴	۹	" " "	۲۴	ذوالحجہ ۱۴۲۳ — فروری ۲۰۰۳	۷۲۰
۲۵			کتاب المداینات، کتاب الاشریۃ			
			کتاب الرهن، کتاب القسم			
	۱۸۳	۳	کتاب الوصایا		رجب المرجب ۱۴۲۴ — ستمبر ۲۰۰۳	۷۵۸
۲۶	۳۲۵	۸	کتاب الفرائض، کتاب الشی حصہ اول	۲۶	محرم الحرام ۱۴۲۵ — مارچ ۲۰۰۴	۷۱۶
۲۷	۳۵	۱۰	کتاب الشی حصہ دوم	۲۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ — اگست ۲۰۰۴	۷۸۴
۲۸	۲۲	۶	کتاب الشی حصہ سوم	۲۸	ذیقعدہ ۱۴۲۵ — جنوری ۲۰۰۵	۷۸۴

فتاویٰ رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی تھی جو معروف و متداول کتب فقہ و فتاویٰ میں مذکور ہے۔ رضا فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی بیس جلدوں میں اسی ترتیب کی

ملحوظ رکھا گیا ہے مگر فتاویٰ رضویہ قدیم کی چار مطبوعہ جلدوں (جلد نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محل نظر تھی، چنانچہ ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ محسن اہلسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر اکابر علماء و مشائخ سے استشارہ و استفسار کے بعد راکین ادارہ نے فیصلہ کیا تھا کہ بیسویں جلد کے بعد والی جلدوں میں فتاویٰ رضویہ قدیم کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے، نیز اس سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا مفتی محمد عبدالنان صاحب اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کی گرانقدر تحقیق انیق کو بھی ہم نے پیش نظر رکھا اور اس سے بھرپور راہنمائی حاصل کی۔ عام طور پر فقہ و فتاویٰ کی کتب میں کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظرو الاباحۃ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے اور ہمارے ادارے سے شائع شدہ بیسویں جلد کا اختتام چونکہ کتاب الاضحیہ پر ہوا تھا لہذا اکیسویں جلد سے مسائل حظرو اباحۃ کی اشاعت کا آغاز کیا گیا۔ کتاب الحظرو الاباحۃ (جو چار جلدوں ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴ پر مشتمل ہے) کی تکمیل کے بعد ابواب ہدایت، اثربہ، رہن، قسم، وصایا اور فرائض پر مشتمل پچیسویں، چھیالیسویں جلد منصفہ شہود پر آئی۔ باقی رہے مسائل کلامیہ و دیگر متفرق عنوانات پر مشتمل مباحث و فتاویٰ اعلیٰ حضرت جو فتاویٰ رضویہ قدیم کی جلد نہم و دوازدہم میں غیر مہتب و غیر مرتب طور پر مندرج ہیں ان کی ترتیب و تبویب اگرچہ آسان کام نہ تھا مگر رب العالمین عز و جل کی توفیق، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی نظر عنایت، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے روحانی تصرف و کرامت سے راقم حقیقہ نے یہ گھاٹی بھی عبور کر لی اور کتاب الحظرو الاباحۃ کی طرح ان بکھرے ہوئے موتیوں کو ابواب کی لڑی میں پرو کر مرتبط و منضبط کر دیا ہے واللہ الحمد۔

اس سلسلہ میں ہم نے مندرجہ ذیل امور کو بطور خاص ملحوظ رکھا،

- (ا) ان تمام مسائل کلامیہ و متفرقہ کو کتاب الشتی کا مرکزی عنوان دے کر مختلف ابواب پر تقسیم کر دیا ہے۔
- (ب) تبویب میں سوال و استفادہ کا اعتبار کیا گیا ہے نہ کہ جوابات میں مذکورہ مباحث کا۔
- (ج) ایک ہی استفادہ میں مختلف ابواب سے متعلق سوالات مذکور ہونے کی صورت میں ہر سوال کو مستفقی کے نام سمیت متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (د) مذکورہ بالا دونوں جلدوں (نہم و دوازدہم قدیم) میں شامل رسائل کو ان کے عنوانات کے مطابق متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (ه) رسائل کی ابتداء اور انتہاء کو متاثر کیا ہے۔

(۵) کتاب الشقی کے ابواب سے متعلق المحضرت کے بعض رسائل جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ ہو سکے تھے ان کو بھی موزوں و مناسب جگہ پر شامل کر دیا ہے۔

(۶) تبویب جدید کے بعد موجودہ ترتیب چونکہ سابق ترتیب سے بالکل مختلف ہو گئی ہے لہذا مسائل کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے مرتب کرنا پڑی۔

(۷) کتاب الشقی میں شامل تمام رسائل کے مندرجات کی مکمل و مفصل فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔

۲۹ انتیسویں جلد

یہ جلد ۲۱۵ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور پر ۵۲۷ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے، البتہ رسالہ خالص الاعتقاد کی بعض عبارتوں کا ترجمہ حضرت مولانا تحسین رضا خان صاحب کیا ہے جبکہ تیسری باب التہبیر اور علی الصدر لایمان القدر کی اکثر عبارات کا ترجمہ حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کے رشحات قلم کا ثمر ہے۔ رسالہ قواسم القہاس کا ترجمہ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبد القیوم قادری ہزاروی علیہ الرحمہ کا تحریر کردہ ہے۔ اور رسالہ اعتقاد الاحباب کی تزیین و ترتیب اور اور توضیح و تشریح خلیل العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری البرکاتی علیہ الرحمہ نے فرمائی ہے۔

پیش نظر جلد (کتاب الشقی حصہ چہارم) بنیادی طور پر مسائل کلامیہ و اعتقادیہ پر مشتمل ہے جو فتاویٰ رضویہ قدیم جلد نہم و دوازدہم میں متفرق طور پر مذکور ہیں ہم نے ان کو یکجا کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس جلد میں عروض و قوافی، علم و تعلیم، زبان و بیان، علم الحیوان، علم حروف و ریاضی، وعظ و تبلیغ، حقوق العباد، تشریح ایدان، خواب، لغت اور اجارہ کے بارے میں سوالوں کے جوابات بھی شامل ہیں۔ مذکورہ بالا عنوانات کے علاوہ متعدد عنوانات سے متعلق مسائل ضمناً زیر بحث آئے ہیں۔

انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل گیارہ رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں؛

(۱) قواع القہار علی المجسمۃ الفجار المعروف بہ ضرب قہاری (۱۳۱۸ھ)
آیات متشابہات پر آیوں کے اعتراضات کا مندرجہ جواب

- (۲) انرا حۃ العیب بسیف الغیب
علم غیب کے موضوع پر مدلل رسالہ
- (۳) 'خالص الاعتقاد' مع تمہید رماح القہار علی کفر الکفار (۱۳۲۸ھ)
مسئلہ علم غیب کا مدلل بیان
- (۴) انباء المصطفیٰ بحال سر و اخقی (۱۳۱۸ھ)
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کا ثبوت
- (۵) انوار الانتباه فی حل نداء یارسول اللہ (۱۳۰۴ھ)
یا رسول اللہ کہنے کے جواز پر زور دار دلائل
- (۶) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ)
ایمان ابو طالب کے بارے میں مفصل بحث
- (۷) اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والاول والاصحاب (۱۲۹۸ھ)
اہل سنت و جماعت کے دس عقائد حقہ کا بیان
- (۸) التجریب باب التدریس (۱۳۰۵ھ)
مسئلہ تدریس پر سیر حاصل بحث
- (۹) تلج الصدور لایمان القدر (۱۳۲۵ھ)
مسئلہ قضاء و قدر کا روشن بیان
- (۱۰) اسماع الاسربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (۱۳۰۵ھ)

(۱۱) امور عشرین در عقائد سنن
سنی اور غیر سنی میں امتیاز کرنے والے بیس امور کا بیان

ضروری بات

گو مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال سے جامعہ نظامیہ رضویہ کو ناقابل برداشت صدمہ سے دوچار ہونا پڑا مگر یہ اس سراپا کرامت و جود باجود کا فیضان ہے کہ ان کے فرزند ارجمند حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی مدظلہ العالی جو علوم دینیہ و عصریہ کے مستند فاضل

اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی علمی و تجرباتی وسعت و فراست کے وارث و امین ہیں، نہایت صبر و استقامت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے تمام شعبہ جات کی ترویج و ترقی کے لئے شب و روز ایک کئے ہوئے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جدید کی اشاعت و طباعت میں بھی بدستور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے نقوش جلیلہ پر گامزن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے شروع کردہ تمام تعلیمی، تصنیفی، تدریسی تبلیغی اور اشاعتی منصوبے حسب معمول جاری و ساری ہیں۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ دعاؤں سے نوازتے رہیے تاکہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے مفسن کو ان کے جسمانی و روحانی نائبین بحسن و خوبی ترقی سے ہمکنار کرنے میں اپنا کردار سرانجام دیتے رہیں، فقط۔



حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور و شیخوپورہ، پاکستان

رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
اگست ۲۰۰۵ء

فہرست مضامین مفصل

عروض و قوافی

کنز الآخرة نامی کتاب پر فن شاعری میں
مہارت رکھنے والے ایک شخص کے چند
اعترافات اور مصنف کنز الآخرة کی طرف سے
ان کے جوابات پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا علمی،
تحقیقی اور فنی تبصرہ۔
پہلا اعتراض اور اس کا جواب۔
دوسرا اعتراض اور اس کا جواب۔
اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سندیں
حد تو ات پر ہیں۔
تائید کے لئے کچھ اشعار۔
تفسیر اعتراض اور اس کا جواب۔
جمع کے قوافی میں مفرد کا لحاظ نہ رکھا جائیگا

مستحسن ضرور ہے لازم نہیں۔ ۴۹
چند اشعار مویہ۔ ۴۹
چوتھا اعتراض اور اس کا جواب۔ ۵۰
پانچواں اعتراض اور اس کا جواب۔ ۵۰
تفریس کسے کہتے ہیں۔ ۵۰
چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نوواں اور دسواں اعتراض
۴۷ اور ان کے جوابات۔ ۵۱
۴۷ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب۔ ۵۲
۴۸ اعتراض اول پر تبصرہ۔ ۵۲
۴۸ اعتراض دوم پر تبصرہ۔ ۵۲
۴۸ اعتراض سوم پر تبصرہ۔ ۵۳
۴۸ اعتراض چہارم پر تبصرہ۔ ۵۴
۴۹ اعتراض پنجم پر تبصرہ۔ ۵۴
۵۴ اعتراض ششم پر تبصرہ۔ ۵۴

- ۵۵ اعتراض ہفتم پر تبصرہ۔
 ۵۵ اعتراض ہشتم پر تبصرہ۔
 ۵۵ اعتراض نہم پر تبصرہ۔
 ۵۶ اعتراض دہم پر تبصرہ۔
 ۶۱ کرنا، کر لینا اور کر دینا میں فرق اور اس کی مثالیں۔
 ۶۲ علم و تعلیم
 ۶۲ پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء اور اس کا مفصل جواب۔
 ۵۹ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل اور نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمادیا۔ مسائل کو حیا کے پیرائے میں بیان کرنا چاہیے ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم سے توہین تک بدل جاتی ہے۔ صحیح مقابل فرضی کا مطلب۔
 ۶۵ مالابہ اور مفتاح الجنۃ میں زیادات و الحاقات ہیں۔
 ۶۰ بہشتی زیور اغلاط و ضلالت و بطالت و جہالت کا مجموعہ ہے۔
 ۶۰ جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ کی علماء کو تصدیق نہیں کرنی چاہیے۔
 ۶۰ تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بلفظ قال و عند نسبت کئے جاتے ہیں، کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور ان تک اسانید متصلہ موجود، ہر مسئلہ کے لئے جدا سند کی حاجت نہیں۔
 ۶۱ صاحب درمختار کی سند۔
 ۶۲ صاحب بحر کی سند۔
 ۶۲ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں مذکور ایک حدیث کے حوالہ کے بارے میں سوال کا جواب۔
 ۶۴ زبان و بیان
 ۵۹ زنائے خلاف رضامندی و بلا رضامندی میں فرق ہے۔
 ۶۵ وقف کے بارے میں درمختار اور ہدایہ کی عبارت کا مطلب۔
 ۶۶ اس شعر کا مطلب :
 میری تعمیر میں مضمحل ہے اک صورت خرابی کی
 ۶۰ بیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا
 ۶۰ تین اشعار کے مطلب کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔
 ۶۴ لفظ محمد کے عدد ۱۹۲ اور خدا کے عدد ۶۰۵ ہیں۔
 ۶۸ رسل کرام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ ہے۔
 ۶۸ بے وساطت رسل اللہ تعالیٰ تک ساقی محال ہے۔

- ۶۸ تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے۔
 برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل
 سے مشعر ہے۔
 ۶۸ برس بمعنی بارش ہے۔
 ۶۸ ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے۔
وعظ و تبلیغ

- ۶۸ واعظ کے لئے شرط اول مسلمان ہونا، شرط
 دوم سنی ہونا، شرط سوم عالم ہونا اور
 ۷۰ شرط چہارم فاسق نہ ہونا۔

علم الحيوان

- ۷۲ گنا اور کل جانور چرند پرند کس کی اولاد ہیں
تشریح ابدان
 ۷۵ کیا کسی شخص کے دو دل ہو سکتے ہیں۔
 ۷۶ قلب کیا ہے۔
 ۷۷ نمبرہ تحت نفی مفید عموم و استغراق
 ہوتا ہے۔
 ۷۷ روح انسانی متجوی نہیں۔

علم حروف و ریاضی

- ۷۹ تکمیل مجذور کے بارے میں نواب وزیر احمد
 خان قادری کے ایک سوال کا جواب۔
 ایک آیت کریمہ کے عدد سے ایک رافضی

- ۸۰ کے غلط استدلال کا ردِ تبلیغ۔
 ۸۰ روافض کی بنائے مذہب اوہام بے مہربا
 و پا در ہوا ہے۔
 ۶۸ ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اختیار سے
 ۶۸ مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے
 عدد اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت
 وسیعہ ہے۔
 ۸۰ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے تین صاحبزادوں کے نام
 ۸۰ ابوبکر و عمر و عثمان ہیں۔
 حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام
 حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبیر و
 ۸۱ شبیر و بشر کے ہم وزن وہم معنی ہیں۔
 آیات عذاب و اسماء اشترار اور آیات
 مدح و اسماء اختیار کے عدد میں مطابقت
 ۸۱ کی سات مثالیں۔
حقوق العباد
 ۷۶ اگر کوئی شخص کسی عورت سے بد فعل
 ۷۷ کرے پھر اس کے خاوند سے معافی
 طلب کرے تو اس کے معاف کرنے سے
 معاف ہو جائے گا یا اس پر توبہ لازم ہے
 اور اگر فقط توبہ کر لے تو کیا یہ گناہ معاف
 ۸۳ ہو جائے گا۔

لغت

شکیل اور عقیل کا معنی کیا ہے۔

خواب

خواب کیا چیز ہے۔

خواب چار قسم ہے۔

پہلا حدیثِ نفس۔

دوسرا القارِ شیطان۔

تیسرا القارِ فرشتہ۔

چوتھا القارِ الہی۔

احبارہ

جو شخص کسی کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ

اس کو پوری طرح ادا نہ کرے یعنی قاصر

رہے تو اس کو کیا سمجھنا چاہئے۔

عقائد و کلام و دینیات

آٹھ سوالات پر مشتمل استفتاء کا جواب

علم غیب ذاتی اللہ عزوجل کے لئے خاص

ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے انبیاء

کو معلوم ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔

آیات و احادیث سے تائید۔

رندیوں کا ناچ حرام ہے۔ اولیاء کرام کے

عُرسوں پر بے قید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلانی ہے

خاوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے

عورت اسے جماع سے منع نہیں کر سکتی۔

۹۳ امانت میں خیانت اور غدروہ بد عہدی جائز

۹۳ نہیں۔

کسی جرمِ قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ

۹۳ کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے۔

۸۴ غدر اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال ملے

۸۴ تو اس کو لے لینا مباح ہے۔

۸۴ عورت کی خواہش مرد سے بہت زیادہ ہے

۸۴ مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے

۸۸ کنگھے کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت

۹۴ مقرر نہیں ہے۔

تقویۃ الایمان ایک گمراہی اور بے دینی

۹۴ کی کتاب ہے۔

وہابی کون ہیں، ان کی اصل کہاں سے نکلی

۸۹ اور ان کے عقائد کیا ہیں۔

۹۵ مولود شریف کی حقیقت کیا ہے

۹۶ خواجہ حسن نظامی دہلوی کی کتاب محرم نام

۹۷ کے بارے میں سوال کا جواب۔

۹۸ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۸ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل

و مناقب۔

۹۸ صحابہ رب کے سب اہل خیر و عدالت ہیں

۹۸ اولیاء اللہ کے بارے میں چھ سوالات پر

۱۰۳ مشتمل ایک استفتاء کا جواب۔

- ۱۱۰ زندہ ہیں۔ ۱۰۳ روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے۔ ۲
- ۱۱۰ حاشائے کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ و السلام معزول ہوں گے۔ ۱۰۳ موت روح کے قائل بد مذہب ہیں۔ ۱
- ۱۱۰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہونا رسالت کے خلاف نہیں۔ ۱۰۳ ان کی آواز کو سننا ہے۔
- ۱۱۱ مفسوخ پر حکم باطل ہے۔ ۱۰۳ اولیاء اللہ کے تصرفات اور فیض رسانی کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت۔
- ۱۱۱ مسلم الثبوت کی ایک عبارت کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۱۰۵ حیات شہداء و اولیاء کا ثبوت قرآن مجید حضور سیدنا غوث اعظم ضرور دستگیر اور خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب نوازیں ہیں۔ ۱۱۲
- ۱۱۲ خیال نہیں۔ ۱۰۵ عبارات علماء سے تائید۔
- ۱۱۲ ایک محل گول سوال پر تنبیہ قرآن مجید میں جب سب کچھ موجود ہے تو پھر اماموں کا اختلاف کس بنا پر ہے۔ ۱۱۳
- ۱۱۳ حدیث لولاک کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔ ۱۰۶ علم ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ افک میں سکوت حکمت پر مبنی تھا۔
- ۱۱۳ اللہ تعالیٰ نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بنایا۔ ۱۰۸ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں کچھ سوالات پر مشتمل استفتاء کا جواب۔
- ۱۱۶ ایک غلط فتویٰ کا رد۔ ۱۰۹ سیدہ مریم کے یوسف نجار کے ساتھ نکاح اور ان کے نبیہ ہونے کا شرعی طہرہ میں کوئی ثبوت نہیں۔
- ۱۱۶ اللہ تعالیٰ مکان و ممکن سے پاک ہے نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ۔ ۱۰۹ چار نبیوں کو ابھی تک موت کا لحوق نہیں ہوا۔
- ۱۱۶ استوار علی العرش پر گفتگو۔ ۱۱۰ حیات انبیاء کے منکر گراہ بدین ہیں۔
- ۱۱۶ آیات مشابہات کے بارے میں اہلسنت کے دو مسلک ہیں۔ ۱۱۰ تمام انبیاء بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی
- ۱۱۷ ابن تیمیہ کو مادی اور مجرد عن المادہ کے درمیان فرق معلوم نہیں۔ ۱۱۷

○ رسالہ قواسم القیاس علی

المجسمۃ الفجاس (قرآن مجید کی آیات مشابہات پر آریہ کے اعتراضات کا تحقیقی جواب)

۱۱۹ اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہل سنت و جماعت کے پندرہ عقیدے۔

۱۱۹ آیات مشابہات کے یاب میں اہل سنت و جماعت کا اعتقاد۔

۱۲۱ ہدایت و ضلالت کا بڑا افشار قرآن مجید کی آیات کا دو قسم ہونا ہے، محکمات اور متشابہات۔

۱۲۲ استواء علی العرش کے معنی میں چار نفیس وجہ تاویل۔

۱۲۳ قرآن مجید میں استوار سات جگہ آیا ہے، ساتوں جگہ آفرینش زمین و آسمان کے ساتھ اور بلا فصل اس کے بعد آیا ہے۔

۱۲۶ آیت کریمہ الرحمن علی العرش استوی آیات مشابہات میں سے ہے۔

۱۲۸ بتین کتب سے تائید مسئلہ مذکورہ۔

۱۲۸ چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کچھ جاتیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام ہے۔

۱۳۳ وہابیہ مجسمہ کی بے دینی۔

۱۳۴ اکثر مسائل میں اہل سنت دو متناقض فرقوں کے وسط میں رہتے ہیں۔

جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے

۱۳۹ اور کہیں نہیں ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

۱۳۹ قفل تحریر ضلالت تخمیر اور نجدی بقیر۔

۱۴۰ ضرب قہاری نجدی گمراہ کی چند سطری تحریر میں چو جہالتوں اور ضلالتوں کا بیان۔

۱۴۰ مذکورہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لینے کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف چھ تپانچے

۱۴۱ تپھلاتپانچہ۔

۱۴۱ مصنف علیہ الرحمہ کی طرف ۲۵۰ ضربیں۔

۱۴۱ ضرب اول جو ۳۳ ضربوں پر مشتمل ہے۔

۱۴۱ دوسرا تپانچہ۔

۱۴۱ تیسرا تپانچہ۔

۱۵۰ اصلی تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے مجسمی گمراہی کا سرمرہ ہو جائے۔

۱۵۰ جو اجسام پر روا ہے اللہ تعالیٰ پر روا نہیں۔

۱۵۲ مکانی چیز کا ایک آن میں دو مختلف مکانوں میں موجود ہونا محال ہے۔

۱۵۳ واجب ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مکان سے پاک ہو کسی مخلوق کو ازلی ماننا باجماع مسلمین

۱۵۴ کفر ہے۔

۱۵۵ مکان کا مکین کو محیط ہونا لازم۔

۱۵۵ اگر معبود کو مکانی فرض کیا جائے تو دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ جزم لای تجزی کے برابر ہوگا

۱۵۵ یا اس سے بڑا ہوگا اور یہ دونوں باطل ہیں۔

شرع مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو	جو مکانی ہو اور مجزئہ لای تجزی کے برابر ہو
۱۶۰ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے۔	۱۵۷ مقدار سے مفر نہیں۔
۱۶۰ صمد وہ ہے جس کا جوف نہ ہو۔	۱۵۷ مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے۔
۱۶۰ آسمان اعلیٰ کو فلک اطلس اور فلک فلاک	۱۵۷ مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں۔
۱۶۰ کہتے ہیں۔	۱۵۷ امور مساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح اراے
۱۵۷ لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی	پر موقوف ہے۔
۱۵۷ بے نیاز مکان وجہت وجملہ اعراض سے	ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے۔
۱۶۱ پاک ہے۔	۱۵۷ مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے۔
۱۵۷ بحمد اللہ یہ سنیل دلائل جلال ثبوت حق و	ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے۔
۱۶۲ و مبطل باطل ہیں۔	۱۵۷ جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک
۱۶۲ رد جہالات مخالف۔	کا وجود بے دوسرے کے محال ہے۔
۱۶۶ ابن لہیعہ مدلس ہے۔	۱۵۷ ازل میں سوا اللہ عز وجل کے کچھ نہ تھا۔
۱۶۶ مدلس کا عنعنہ محدثین قبول نہیں کرتے۔	۱۵۸ ہر ذی جہت قابل اشارہ حسیہ ہے۔
۱۶۶ دراج پر جرح و تعدیل۔	۱۵۸ ہر قابل اشارہ حسیہ متجزیہ ہے۔
۱۶۶ ابوالہیثم سے دراج کی روایت ضعیف ہے	۱۵۸ ہر متمیز جسم یا جسمانی ہے۔
۱۵۸ مکان و منزل و مقام بمعنی مکانت و منزلت	ہر جسم و جسمانی محتاج۔
۱۶۶ و مرتبہ شائع الاستعمال ہیں۔	۱۵۸ اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے۔
۱۶۰ چوتھا تپانچہ	۱۵۸ عرش زمین سے غایت بعد پر ہے۔
۱۵۸ آیات متشابہات میں اہلسنت کے صرف	عاجز و اسفل خدا نہیں ہو سکتا۔
۱۶۰ دو طریق ہیں۔	۱۵۸ مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔
۱۶۱ طریق اول، تفریض	۱۵۸ جہات نفس امکان ہیں یا حدود امکانہ۔
۱۶۱ قائمہ جلیکہ (حاشیہ)	۱۵۸ زمین گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی
۱۶۲ طریق دوم (تاویل)	ثابت ہے۔
۱۶۶ پانچواں تپانچہ	۱۵۹ اللہ تعالیٰ کے لئے مکان وجہت کے اثبات
۱۶۹ متواترات صرف معدودے چند ہیں۔	۱۵۹ پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔

۱۹۵	۱۸۰	چھٹا تپانچہ
۲۰۰	۱۸۰	عرش کسی مکان میں نہیں بلکہ وہ بالائے تمام اجسام ہے۔
	۱۸۸	ضرب فیصلہ
۲۰۱	۱۸۹	ساتواں تپانچہ
	۱۸۹	مسئلہ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
۲۰۲	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت نہیں۔
	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی ممانعت ثابت نہیں۔
۲۰۳	۱۸۹	صحیح لذاتہ و صحیح لغیرہ حسن لذاتہ و حسن لغیرہ سب حجت اور خود مثبت احکام ہیں۔
	۱۹۰	مقام فضائل میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں۔
۲۰۳	۱۹۰	مجمول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مجمول الحال میں بھی بعض اکابر کا مذہب مقبول ہے۔
	۱۹۰	جہالت عین جہالت حال کو متلزم نہیں۔
۲۰۴	۱۹۰	مجمول پایہ احتجاج سے ساقط ہے نہ کہ پایہ اعتبار سے۔
	۱۹۰	مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا۔
۲۰۵	۱۹۳	لاکھوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام مقلد تھے۔
	۱۹۴	تعقلید واجب شرعی ہے اور زمانہ رسالت سے
۲۰۵		شروع ہوئی۔
		وجود آسمان پر دلائل اور فلاسفہ کا رد۔
		حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مرقی ہیں۔
		گیارہویں شریف اور بزرگوں کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنے کا بیان۔
		ہمارے ملک میں میلاد خوانی و زیارت قبور وغیرہ کا منکر سوا دہا بیہ کے کوئی نہیں۔
		مولود شریف کرنا اور اس میں ذکر ولادت اقدس پر قیام کرنا۔
		پیران پیر کی گیارہویں شریف کرنا کیسا ہے۔
		کھانا سامنے رکھ کر ختم دینا کیسا ہے۔
		یا رسول اللہ کہنا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے۔
		بزرگوں کی قبروں کی زیارت، ان کا طواف اور ان کو بوسہ دینا کیسا ہے۔
		حیلہ اسقاط کا حکم شرعی کیا ہے۔
		جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطاً الظهر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔
		ایک دیوبندی مفتی کے فتویٰ کے بارے میں استفتاء کا جواب۔
		عرس کے جواز پر شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا ارشاد۔

- سزا و جزا کے بارے میں ایک فارسی منظم سوال و جواب۔
- ۲۱۲ میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور خاص ذکر پیدائش کے وقت تعظیماً قیام کرنا کہاں سے ثابت ہے۔
- ۲۱۳ جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد میں بھی چار اصول ہیں۔
- ۲۱۴ فقہ میں اجماع اقویٰ الادلہ ہے۔
- ۲۱۵ سواد اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق اقویٰ الادلہ ہے۔
- ۲۱۶ بارہ خلفاء کے بارے میں پانچ سوالات پر مشتمل استفتاء کا مفصل جواب۔
- ۲۱۷ منکر میلاد شریف و تقبیل ابہامین کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے۔
- ۲۱۸ مرتکب کبیرہ کو کافر کہنے والا خارجی اور نری کلمہ گوئی کو کافی جاننے والا نچری ہے۔
- ۲۱۹ اہل سنت کا مذہب۔
- ۲۲۰ زید کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا ہے مگر کرے گا نہیں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔
- ۲۲۱ غنیۃ الطالبین سرکار غوث کی تصنیف نہیں ہے
- ۲۲۲ نیز اس میں الحاق بھی کر دیا گیا ہے۔
- ۲۲۳ کتاب مذکور میں تمام حنفیہ کو نہیں بلکہ بعض کو گمراہ کہا گیا ہے۔
- ۲۱۲ بعض محفل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں
- ۲۱۳ حکم قرآن انہیں معنی حسن پر محمول کریں گے اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کر چکا ہو تو اس کی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے۔
- ۲۱۴ لا مہدی الا عیسیٰ حدیث صحیح نہیں۔
- ۲۱۵ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں حدیثیں حد تو اتنا تک پہنچی ہیں۔
- ۲۱۶ صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعظیم کی فرضیت کا بیان۔
- ۲۱۷ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی۔
- ۲۱۸ ہر صحابی کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائیگا۔
- ۲۱۹ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔
- ۲۲۰ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نبی کے برابر ماننا کفر خالص ہے۔
- ۲۲۱ ایک افراتی مضحکہ خیز حکایت۔
- ۲۲۲ انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر پھر فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
- ۲۲۳ مذہبی تقریبات کے لئے تعیین یوم کا انکار
- ۲۲۴ آجکل وہابیہ کا شعار ہے۔
- ۲۲۵ میلاد شریف کرانے اور اس میں قیام کرنے سے سختی و بانی کی پہچان نہیں ہو سکتی کیونکہ

- ۲۲۹ اکثر موقع پر وہابی بھی ایسا کر لیتے ہیں۔
 جب سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود رحمت ہیں تو آپ پر رحمت بھیجنے کا کیا فائدہ ہے۔
- ۲۳۰ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام احوال کو دیکھتے ہیں۔
 انبیاء کرام سے امام الانبیاء پر ایمان لانے کا وعدہ لینے میں حکمت کیا تھی۔
- ۲۳۱ ایک کے تمام احوال کو دیکھتے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں تاہم تفضل صحیح ہے۔
- ۲۳۲ ولایت مطلقہ افضل ہے یا نبوت خاصہ۔
 نبوت مطلقہ ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے بزاروں درجے افضل ہے۔
- ۲۳۳ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے۔
 افضل الصحابہ کون ہے۔
- ۲۳۴ علم غیب سے متعلق ایک آیت کریمہ کے بارے میں سوال کا جواب۔
 اسمعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں کے بارے میں استفتاء کا جواب۔
- ۲۳۵ فضائل اعمال میں ضعافت بالا جماع مقبول ہیں۔
 قحشی نوح علیہ السلام رجب میں چلی۔
- ۲۳۶ تعزیر بنانے والے کو کافر، قیام و مولود کو بدعت سیئہ اور حاضری اعراس بزرگان
- ۲۳۶ کو فعل لگو کہنے والا شخص سستی حنفی ہے یا نہیں۔
 دیوبندی اور غیر مقلد میں سے زیادہ ضلالت پر کون ہے۔
- ۲۳۷ جو شخص مزارات اولیاء کو تو وہ خاک کھے، قبور اولیاء سے استمداد و استفادہ کا منکر ہو، یا رسول اللہ کہنے کو شرک قرار دے، طعام فاتحہ و نیاز کو حرام سمجھے اور رسالت اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں۔
- ۲۳۸ مولوی قاسم دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمد حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں، ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہئے۔
- ۲۳۹ کتب و بابیہ سے چند گستاخانہ کفریہ عبارت باحوالہ۔
- ۲۴۰ کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت۔
- ۲۴۱ وہابیہ کے سوروپے انعام کے مقابلے میں دوسوروپے انعام کا اعلان۔
- ۲۴۲ میلا و شریف منانے کا ثبوت قرآن مجید سے۔
- ۲۴۳ تحریر برسالہ شمس السالکین دربارہ مجلس مبارک و قیام۔

- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شیطان تمثیل نہیں کر سکتا، بانیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپ کو الہ ظاہر کر سکتا ہے۔ ۲۵۳
- آٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے۔ ۲۵۲
- بعدِ یثاق الست بوبکم کیا ارواح معدوم کر دی گئی تھیں۔ ۲۵۳
- روح بعد ایجا کبھی فنا نہ ہوگی۔ ۲۵۳
- بدن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے۔ ۲۵۳
- ایمان کی تعریف اور کامل ایمان۔ ۲۵۴
- درود تاج پڑھنا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واقع بلا سمجھنا۔ ۲۵۵
- حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میلاد میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ۲۵۷
- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس بار ہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے ۲۵۸
- چند قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں استفسار۔ ۲۵۹
- خبر الہی مثل علم الہی ہے ان میں سے کسی کا خلافت ممکن نہیں مگر یہ استعمالہ بالغیر ہے نفی قدرت نہیں کرتا۔ ۲۶۲
- مولاعز وجل کے وعدہ و وعید کسی میں تخلف ممکن نہیں۔ ۳۶۲
- صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انھیں لالچی کہنے والے کی مذمت و ضلالت کا بیان۔ ۲۶۴
- ایک مذہب پر قائم رہنا ضروری ہے اور جو ایک مذہب پر قائم نہیں رہتا وہ دہریہ یا غیر مقلد ہے۔ ۲۶۶
- مجلس میلاد میں قیام مندوب ہے۔ ۲۶۶
- شعار سنیت کا لحاظ ضرور ملحوظ ہے۔ ۲۶۶
- مرتد کے پیچھے نماز کیسی۔ ۲۶۷
- ایمان بالغیب کے بارے میں ایک طویل استفسار۔ ۲۶۷
- جب لعنت الہی اترتی ہے تو دل کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔ ۲۶۹
- علم کے اسباب تین ہیں۔ ۲۷۰
- سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں ۲۷۰
- اقلیدس کا ایک مسئلہ۔ ۲۷۰
- ارثماطیقی کا ایک مسئلہ۔ ۲۷۰
- جبر و مقابلہ کا ایک مسئلہ۔ ۲۷۰
- قیام میلاد شریف کا ثبوت اور منکرین کا رد ۲۷۲
- قبر میں سوال روح سے ہوتا ہے اور روح کبھی نہیں مرقی۔ ۲۷۳
- حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلفاء اربعہ سے افضل قرار دینے والے شخص کے غلط استدلال کا ردِ طبع۔ ۲۷۴
- یہ عقیدہ کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ

- ۲۸۸ فرمادی اور کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی۔
- ۲۸۹ خالق ہونا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے یہ اختیار نہ اس نے کسی کو دیا نہ اس کا کوئی اختیار پاسکتا ہے۔
- ۲۹۱ انسان سے باز پرس کیوں ہوتی ہے۔
- ۲۹۱ انسان میں قصد و ارادہ و اختیار کا ہونا ایسا واضح و بدیہی امر ہے جس کا انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون۔
- ۲۹۱ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے۔
- ۲۹۱ قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو، ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت و ضلالت سب اس کے ارادے سے ہے۔
- ۲۹۲ کسی بات کو حق جاننے کے لئے اس کی حقیقت کو جاننا لازم نہیں ہوتا۔
- ۲۹۴ عقیدہ اہلسنت یہی ہے کہ انسان نہ تو پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ ہی خود مختار بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ایک حالت ہے۔
- ۳۰۰ نماز اور جزا کیوں۔
- ۳۰۲ یہودی مغضوب علیہم ہیں۔
- ۳۰۲ نصاریٰ تین خدا مانتے ہیں۔
- ۳۰۲ مجوسی دو خالق مانتے ہیں یزدان اور اہرمین۔
- ۲۸۷ تعالیٰ علیہ وسلم میں اہلسنت کا نہیں بلکہ ردائے کا ہے۔
- ۲۸۷ مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے۔
- ۲۸۱ زیارت قبور سنت ہے۔
- ۲۸۲ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین، مشرق و مغرب، عرش و فرش، ماتحت الثریٰ اور جملہ ماکان و مایکون الی آخر الایام کے ذرے ذرے کا تفصیلی علم عطا فرمایا۔
- ۲۸۳ اذان میں نام اقدس سن کر انگلیں چومنا مستحب ہے۔
- ۲۸۳ بلا وجہ شرعی عمدتاً ترک جماعت گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق گمراہ ہے۔
- ۲۸۳ تقدیر سے متعلق ایک سوال کا جواب۔
- ۲۸۵ روحیں ازل سے پیدا نہ ہوئیں، ہاں جسم سے دو ہزار برس پہلے بنیں۔
- ۲۸۵ ○ رسالہ تلج الصدہ لایمان القدس (مسئلہ قضا و قدر کا روشن بیان)
- ۲۸۷ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر بندہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تو پھر بندے سے مواخذہ اور باز پرس کیوں ہوگی۔
- ۲۸۸ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر، کتابیں اتار کر ہر بات کا حسن و قبح بتا کر اپنی نعمت تمام

۳۱۱	دعا کی حدیثیں متواتر ہیں۔	○ رسالہ التجیر بیاب التدبیر
۳۱۳	استعمالِ دوا سنت ہے۔	(مسئلہ تدبیر پر سیر حاصل بحث)
۳۱۳	تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں۔	تدبیر کو مستحسن جاننے والے کو کافر کہنا کیسا ہے
۳۱۴	حلالِ معاش کی طلب تلاش کی فضیلتیں۔	۳۰۳ اور کافر کہنے والے پر کیا گناہ و تعزیر ہے۔
۳۱۸	ترک کسب سے ممانعت۔	۳۰۳ فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔
۳۰۴	تلاشِ حلال، فکرِ معاش اور تعاطی اسباب	تدبیر زہارِ معطل نہیں۔
۳۰۵	ہرگز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الہی ہے	دنیا عالم اسباب ہے جس میں مسببات کو
۳۱۸	آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔	۳۰۵ اسباب کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔
۳۱۹	تدبیر تقدیر سے باہر نہیں بلکہ وہ خود ایک تقدیر ہے	سنتِ الہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد
۳۰۵	آدمی کا ہمہ تن تدبیر میں منہمک ہو جانا	مستبب پیدا ہوتا ہے۔
۳۲۱	ممنوع و مذموم ہے۔	تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولنا کفار کی خصلت
۳۲۵	مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں۔	۳۰۵ ہے۔
۳۰۵	مسلمان کو کافر کہنے والے پر توبہ اور توبہ	تدبیر کو محض عبث و مطرود اور فضول و
۳۲۵	نکاح لازم ہے۔	مردود بنانا گمراہ یا مجنون کا کام ہے۔
۳۰۵	روح اصل خلقت میں پاک ہے پھر	حضرت مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم
۳۲۷	بد اعتقادی و بد عملی سے ناپاک ہو کر مستحق	سے بڑھ کر کوئی متوکل نہیں اور نہ ہی ان سے
۳۲۷	عذاب ہو جاتی ہے۔	زیادہ کسی کا تقدیر پر ایمان ہے۔
۳۲۸	قرض کے لئے امکان شرط نہیں۔	انبیاء و مرسلین ہمیشہ تدبیر فرماتے، اس کی
۳۲۸	جنت و دوزخ میں مناظرہ۔	راہیں بتاتے اور خود کسبِ حلال میں سعی
۳۲۹	ایک بے اصل جھوٹی حکایت۔	فرما کر رزقِ طیب کھاتے تھے۔
۳۰۵	علمِ ہیئت کے بارے میں ایک سوال	آیاتِ قرآنیہ سے مسئلہ کی تائید۔
۳۳۲	کا جواب۔	۳۰۵ احادیثِ مبارکہ سے تائید۔
۳۳۳	تمام انبیاء و ملائکہ معصوم ہیں۔	۳۰۷ تدبیر کو مطلقاً مہمل ماننے کی قباحتیں۔
۳۱۱	دور سے سُننا اور حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ	تدبیر کی بہت سی صورتیں مندوب و مسنون ہیں ۳۱۱
۳۳۳	کی عطا سے اس کے محبوبوں کی شان ہے	

۳۳۹	ذات وصفات باری تعالیٰ	۳۳۴	مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے۔
۳۴۵	عقیدہ ثانیہ (دوسرا عقیدہ)	۳۳۴	طوافِ تعظیمی صرف کعبہ معظمہ کا ہے۔
۳۴۵	سب سے اعلیٰ و سب سے اولیٰ		انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب
۳۵۱	عقیدہ ثالثہ (تیسرا عقیدہ)	۳۳۴	دعائیں مقبول ہیں۔
۳۵۱	صدر نشینان بزمِ عز و جاہ	۳۳۴	مزارات اولیاء پر تاضری سنتِ رسول سنتِ صحابہ
۳۵۲	عقیدہ رابعہ (چوتھا عقیدہ)	۳۳۴	غیب کا معنی
۳۵۲	اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین	۳۳۴	انبیاء کے لئے علم غیب کا ثبوت
۳۵۴	عقیدہ خامسہ (پانچواں عقیدہ)	۳۳۴	نبی کا معنی
	اصحابِ سید المرسلین و اہل بیت کرام		ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کس معنی
۳۶۳	تنبیہ ضروری	۳۳۵	میں رویت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں
	صحابہ کرام کا ذکر جب بھی ہو خیر کے ساتھ	۳۳۵	امام اعظم سدرانِ علماء میں داخل ہیں۔
۳۶۳	ہی ہونا فرض ہے۔		اہلسنت کے نزدیک امیر معاویہ کی خطا
۳۶۳	عقیدہ سادسہ (چھٹا عقیدہ)		خطا اجتہادی تھی۔
۳۶۳	عشرہ مبشرہ و خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم		اجتہاد پر طعن جائز نہیں۔
۳۷۵	عقیدہ سابعہ (ساتواں عقیدہ)	۳۳۵	خطا اجتہادی دو قسم پر ہے، مقرر و منکر
۳۷۵	مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۳۳۶	مشاجرات صحابہ کرام میں مداخلت حرام۔
۳۸۰	عقیدہ ثامنہ (آٹھواں عقیدہ)		حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
۳۸۰	امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ		جو خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
۳۸۲	عقیدہ تاسعہ (نوواں عقیدہ)		سپر و فرمائی اس سے مقصود صلح و
۳۸۲	ضروریات دین	۳۳۶	بندشِ جنگ تھا۔
۳۸۵	فائدہ جلیلہ		○ رسالہ اعتقاد الاجاب فی الجمیل
	مائی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں:		والمصطفیٰ والاول والاصحاب
	ضروریات دین، ضروریات مذہب		(اہلسنت و جماعت کے دس سچے معتقدات)
۳۸۵	اہل سنت، ثابتات محکمہ، ظنیات محکمہ	۳۳۹	کار و شن بیان)
	محکمہ	۳۳۹	عقیدہ اولیٰ (پہلا عقیدہ)

۳۸۶	عقیدہ عاشرہ (دسواں عقیدہ)	مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق میں لفظ عالم الغیب
۳۸۶	شرعیّت و طریقت۔	کا اطلاق حضرت عزت عزوجلہ کے ساتھ
۳۸۶	نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ	خاص ہے کہ اس سے عرفا علم بالذات
۳۸۶	والسلام نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ	مقبور ہے۔
۳۹۰	وسلم کا امتی ہونے کی خواہش کیوں کی۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
۳۹۱	عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ	ماکان و مایکون کے تمام غیب منکشف
۳۹۱	ہے یا نہیں۔	فرما دئے گئے۔
۳۹۱	عوام مومنین کی تشریح۔	ملا علی قاری کی ایک عبارت کی توجیہ۔
۳۹۲	تقلید فرض قطعی ہے۔	○ سماح القہار علی کفر الکفار
۳۹۳	فقہ کونہ ماننے والا شیطان ہے۔	(تمہید خالص الاعتقاد)
۳۹۳	فقہ کونہ ماننے کی قباحتیں۔	رسالہ خالص الاعتقاد کی درجہ تصنیف
۳۹۳	آمین بالجہر نمازیں درست نہیں۔	اور تفصیلی پس منظر۔
۳۹۴	تعلیم کبھی قیام میں اور کبھی باادب بیٹھنے	کفر پارٹی کی دو تدبیریں۔
۳۹۴	سے ہوتی ہے۔	تدبیر اول معارضہ بالمثل
۳۹۵	رأما سنگم آریہ کے افتراء و جہالت فنافی	مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں، ضروریات
۳۹۵	و بے ایمانی پر مبنی ایک سوال کا جواب۔	دین، ضروریات عقائد اہل سنت،
۳۹۶	صاحب کشف معترّی ہے۔	علمائے اہل سنت میں مختلف فیہ۔
۳۹۶	مسئلہ مغفرت ذنب کی بحث اور اس کے	مسائل علم غیب کے اقسام و احکام۔
۳۹۶	بارے میں آریہ کے اعتراضات اور ان کے	و بابیہ کی مکاریاں
۳۹۶	جوابات کی تفصیل۔	غایۃ المامول والے منور علی رامپوری کی
۳۹۶	رأما سنگم اب آریہ نہیں نصرانی ہے لہذا	چوری اور سرزوری۔
۳۹۶	روئے جواب جانب نصاریٰ کرتے ہوئے	منور علی رامپوری کی بکف چراغی۔
۳۹۶	سوال مذکور کا جواب باسلوب دیگر۔	منور علی رامپوری کی کتب بیونت۔
۳۹۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے	شہید ملی جھانولی۔
۳۹۶	علم غیب عطائی کا ثبوت۔	دوسری تدبیر۔

نامہ اول از حضرت سید حسین حیدرمیاں	علم کا ذاتی و عطائی کی طرف انقسام یقینی اور
مارہروی بنام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہما ۴۲۹	محیط و غیر محیط کی طرف تقسیم بدیہی ہے۔ ۴۲۴
نامہ دوم۔ ۴۳۰	اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کے قابل
رسالہ خالص الاعتقاد	صرف علم ذاتی و علم محیط ہے۔ ۴۲۴
(مسئلہ علم غیب پر عظیم اور مدلل کتاب	حوالہ جات و تصریحات ائمہ کرام ۴۲۵
جو ایک سو بیس دلائل پر مشتمل ہے) ۴۳۲	آیت کریمہ لا اعلم الغیب کی تین
مراسلہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حضرت سید	نفیس تفسیریں۔ ۴۵۰
حسین حیدرمیاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۴۳۲	امر چہارم ۴۵۰
آمر اول ۴۳۴	علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل ۴۵۰
متخلفین کی افراط و تفریط ۴۳۴	تمام مخلوق کے علوم کو علوم الہیہ سے وہ نسبت
امر دوم ۴۳۸	بھی نہیں جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک
بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سنیں اور	ذرا سی بوند کے کروڑوں جھے کو ہے۔ ۴۵۰
آیات نفی کی مراد۔ ۴۳۸	متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے۔ ۴۵۰
کون سا علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ ۴۳۸	جو کچھ دو حدود کے اندر ہو سب متناہی ہے ۴۵۱
اللہ تعالیٰ کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا	بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامات کو عطا	مل ہی نہیں سکتا۔ ۴۵۱
ہونا قطعاً حق ہے۔ ۴۳۸	علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس	بارے میں وہابیہ کے عقائد۔ ۴۵۱
شی کا علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر	امر پنجم ۴۵۳
ممکن ہے۔ ۴۳۹	علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء ۴۵۳
حوالہ جات۔ ۴۳۹	مجموعہ ماکان و مایکون کا علم، علوم مصطفیٰ صلی اللہ
وہابیہ پر غصہ کی ترقیاں ۴۴۳	تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر کی ایک لہر ہے۔ ۴۵۳
امر سوم ۴۴۴	علم ماکان و مایکون سے متعلق ائمہ و علماء
ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علماء	کے حوالہ جات۔ ۴۵۴
کی تصریحات۔ ۴۴۴	ولی فرد تمام نشاۃ عنصری جسمانی پرستولی

۴۵۸	○ رسالہ انباء المصطفیٰ بحال	ہوتا ہے۔
۴۶۲	سورہ اخفیٰ (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کا بیان)	آیت کریمہ و علمہ آدم الاءسماء کلہا کے متعلق حضرت سید عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ کا قول۔
۴۶۵	اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔	اشتر دو قسم کے ہوتے ہیں۔
۴۶۵	علم عظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت کا بیان۔	قسم اول: اشتر قوی کہ زبان سے یک بک کرے۔
۴۶۵	آیات قرآنی	قسم دوم: اشتر فعلی کہ زبان سے چپ ہے اور جہالت سے باز نہ آئے۔
۴۶۵	اہل سنت کے مذہب میں شئی ہر موجود کو کہتے ہیں۔	وہابیہ اشتر قوی و اشتر فعلی دونوں ہیں۔
۴۶۵	علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوح محفوظ کو محیط ہے۔	سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ارشادات۔
۴۶۶	لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔	جعفر و جامعہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں۔
۴۶۹	مکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہوتا ہے۔	زمین و در نظر اس طائفہ چوں سفرہ الیست۔
۴۷۲	لفظ کل ایسا عام ہے جو کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچویں غیبوں کا علم حاصل تھا۔
۴۷۷	عام افادہ استغراق میں قطعی ہوتا ہے۔	تنبیہ جلیل
۴۷۸	نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔	تمام علماء، اولیاء، صحابہ اور انبیاء
۴۷۸	تخصیص متراخی نسخ ہے۔	وہابیوں کی تکفیر کا نشانہ۔
۴۷۸	اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔	امام احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء، اولیاء، ائمہ اور صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے۔
۴۷۸	تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی۔	
۴۷۸	شرق و غرب، سما و ارض، عرش و فرش کا کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں۔	

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم گھٹانے کے لئے جتنے دلائل پیش کئے جاتے ہیں ان سب کا جواب۔
- عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار و احاد سے استناد محض غلط ہے۔
- برآین قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد۔
- حدیث ”واللہ لا ادری ما یفعل فی و لا بکم“ سے وہابیہ کے استدلال کا جواب۔
- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر ایک اعتراض کا شیخ محقق کی طرف سے جواب۔
- احادیث مبارکہ سب امت تمام اعمال سمیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کی گئی۔
- اقوال ائمہ کرام علم الہی اور علم حسیق میں فرق۔
- نصوص حصہ علم باعتبار منشاء و دو قسم کا ہے، ذاتی و عطائی۔
- علم باعتبار متعلق و دو قسم کا ہے، علم مطلق و مطلق علم۔
- علم ذاتی و علم مطلق بلاشبہ اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں۔
- نصوص حصہ کو مدعا سے مخالف سے اصلاً
- مفسر نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جہالت پر نص ہیں۔
- اپنے خاتمے کا حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان میں جامع ترمذی کی ایک جامع حدیث۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے اور عیب لگانے والے کا حکم۔
- جس نے کہا فلاں کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ ہے اس نے آپ کو عیب لگایا۔
- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ کی ایک مبسوط کتاب ”مالی الجیب بعلم الغیب“ کا تعارف۔
- رسالہ انراحة العیب بسیف الغیب (علم غیب کے مسئلہ پر مدلل تحریر اور اوہام و بائیرہ کا رد و تبلیغ)
- مدرسہ دیوبند سے ارسال کردہ ایک سوال۔
- جواب از مصنف علیہ الرحمہ
- شبہات و بائیرہ کا دفعیہ۔
- قرآن مجید نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول اجلال فرمایا۔
- حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

- ۵۱۸ جمیع ماکان و مایکون کا علم عطا ہوا۔ ۵۱۲ باب تشبیہ واسع ہے۔
- ۵۱۸ آیات قطعہ کے خلاف کوئی حدیث احادیثی ۵۱۲ تشبیہ ثانیہ کا رد۔
- ۵۱۹ مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند اصحیح ہو۔ ۵۱۳ تشبیہ ثالثہ کا رد۔
- ۵۱۹ قرآن عظیم کے خلاف پر جو دلیل قائم کرے ۵۱۳ دیوبندی کا حدیث میں صریح افتراء۔
- ۵۱۹ اس پر چار باتیں ملحوظ رکھنا لازم ہیں۔ ۵۱۳ اعمال اُمت بارگاہ رسالت میں پیش
- ۵۱۹ بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا۔ ۵۱۳ ہوتے ہیں۔
- ۵۱۹ نفی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطائیہ کو ۵۱۳ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
- ۵۱۹ مستلزم نہیں۔ ۵۱۳ حیات و وفات اُمت کے لئے بہتر ہیں۔
- ۵۱۹ میدان محشر کا منظر اور حضور شافع محشر علیہ الصلوٰۃ ۵۱۳ سرپر اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور
- ۵۱۹ والسلام کی کرم نوازیں۔ ۵۱۳ پیش ہوتے ہیں اور جمعہ کو انبیاء کرام علیہم
- ۵۱۹ قائمہ ۵۱۵ الصلوٰۃ اور ماں باپ کے سامنے پیش
- ۵۱۹ تشبیہ اولیٰ کا رد ۵۱۵ ہوتے ہیں۔
- ۵۱۹ امام ابن سیرین کی وفات سے سارے ترین ۵۱۵ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور
- ۵۱۹ برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی۔ ۵۱۵ روزانہ اعمال کی پیشی آپ کے خصائص میں
- ۵۱۹ ابن سیرین کا وصال ۹ شوال ۲۵۵ھ کو ہے ۵۱۵ سے ہے۔
- ۵۱۹ جبکہ امام احمد بن حنبل کی ولادت ربیع الاول ۲۴۱ھ کو ہوئی۔ ۵۱۵ تشبیہ رابعہ کا رد۔
- ۵۱۹ وہابیہ کو اوروں کے فضائل سے اتنی عداوت ۵۱۵ حدیث ترمذی پر مصنف علیہ الرحمہ کی
- ۵۱۹ نہیں جتنی فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ ۵۱۵ محمد ثانیہ بحث اور راویوں کی جرح و تعدیل۔
- ۵۱۹ علیہ وسلم سے ہے۔ ۵۱۶ وہابیہ کا عجب اوندھاپن کہ جو حدیث
- ۵۱۹ لطیفہ طلیلہ ۵۱۶ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
- ۵۱۹ گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ امام ابو یوسف ۵۱۶ روشن دلیل ہے اُس کو الٹی دلیل نفی
- ۵۱۹ کو حسین بن منصور حلاج کا ہم عصر سمجھ بیٹھے۔ ۵۱۶ ٹھہراتے ہیں۔
- ۵۱۹ امام ابو یوسف کی وفات ۱۸۲ھ میں ہوئی۔ ۵۱۶ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت و
- ۵۱۹ سلطان اور نگرین عالمگیر کی ایک حکایت۔ ۵۱۶ احکام کبھی شریعت ظاہر پر اور کبھی حقیقت

- ۵۲۹ اولیاء کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل
۵۲۹ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ۵۲۵
۵۲۰ سب مسلمان قبروں سے کفن میں اٹھیں گے ۵۲۵
۵۳۱ اولیاء اللہ کو دُور سے مشکل کے واسطے
۵۲۵ پکارنا کیسا ہے۔
۵۲۵ ”یا رسول اللہ“ پکارنا اور یہ اعتقاد رکھنا
۵۲۵ کہ آپ بذاتِ خود سنتے ہیں کیسا ہے۔
۵۳۲ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک
سوال کا جواب۔ ۵۲۷
۵۳۳ میلاد شریف کب سے نکلا، کس نے نکالا،
امام اعظم نے کیا یا نہیں، زمانہ صحابہ میں
تھیا یا نہیں۔ ۵۲۷
۵۳۳ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً اللہ“ کا
۵۲۸ وظیفہ جائز ہے۔
○ رسالہ انوار الانتخاب فی
حل نداء یا رسول اللہ (یا رسول اللہ
کے جواز پر دلائل) ۵۲۹
۵۵۰ یا رسول اللہ کنابلاً شبہ جائز ہے۔ ۵۵۰
۵۵۰ احادیث اور ادعیاثرہ سے اس کا ثبوت ۵۵۰
۵۵۳ اقوالِ ائمہ اور فتاویٰ علماء سے ثبوت۔ ۵۵۳
تین شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ تینوں
تبع تابعی تھے۔ ۵۵۴
۵۵۶ سیدنا غوثِ اعظم کی تعلیمات بسلسلہ ہذا۔ ۵۵۶
اولیاء کرام کو ندا کرنے کا طریقہ متواترہ جو
خود انھوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا۔ ۵۵۶
- باطن پر ہوتے ہیں۔
حقیقتِ باطن پر احکام کی مثالیں
ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم
چور کو قتل کرنے کا حکم
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
خصائص میں سے ہے کہ آپ دو قبلوں اور
دو ہجرتوں کے جامع ہیں اور شریعت و حقیقت
دونوں آپ کے لئے جمع کر دی گئی ہیں۔
امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب ”خصائص کبریٰ“
کی عبارت سے تائید مزید۔
عامہ انبیاء کو صرف ظاہر شریعت، حضرت خضر
کو صرف باطن پر جبکہ امام الانبیاء کو دونوں پر
عمل کا اذن ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ۵۳۳
قیام ذکر و ولادت سید الانام علیہ وعلیٰ ذویہ
افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و مستحسن
علمائے اعلام و عادت مجاہدین کرام و غیظ
و ہابیہ لنام۔
مزارات پر جا کر مرادیں مانگنے سے منع کرنے
والے شخص کے بارے میں سوال کا جواب ۵۴۳
۵۴۴ حنفی کی تعریف
محفل میلاد شریف میں قیام کرنا مستحسن ہے
اور یہ قیام چاروں مذاہب کے علماء و عام
اہل اسلام کرتے ہیں۔
استمعیل دہلوی و تقویۃ الایمان کے ماننے والا
یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا وہابی ۵۴۴

۵۵۸	اس سلسلہ میں چند واقعات	۵۵۸	شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری
۵۶۱	علامہ جامی و شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف سے اس مسئلہ کا اثبات	۵۶۱	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۵۶۲	یا شیخ عبدالقادر و ناد علی و دیگر وظائف کے ذریعہ ثبوت	۵۶۲	شفاعت کے ثبوت میں چند آیات قرآنیہ
۵۶۳	وہابیہ کے قول پر صحابہ سے لے کر شاہ ولی اللہ تک سب مشرک ٹھہرتے ہیں	۵۶۳	پہلی آیت
۵۶۴	التحیات کے بعد نذر یا رسول اللہ کا اثبات	۵۶۴	دوسری آیت
۵۶۵	وہابیہ کے مذہب پر نماز جو کہ عبادت ہے اس کے اندر شرک لازم آتا ہے	۵۶۵	تیسری آیت
۵۶۶	التحیات میں معافی کا قصد کرتے ہوئے مکرار کی خدمت میں سلام عرض کرے	۵۶۶	چوتھی آیت
۵۶۷	اعمال اُمت بارگاہ رسالت میں پیش ہوتے ہیں	۵۶۷	پانچویں آیت
۵۶۸	○ رسالہ اسماع الامربعین فی شفاعۃ سیدنا المحبوبین (شفاعت کے بارے میں چالیس احادیث مقدسہ)	۵۶۸	آحادیثِ کرمیہ
۵۶۹	ہزار ہا محدثین احادیثِ شفاعت کے راوی ہیں حدیث کی ہر گونہ کتابیں صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنفات ان سے مالا مال اہلسنت کا ہر تنفس، یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ دہقانِ جہاں بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار، محمد کی	۵۶۹	عصاۃ مشرک ہونا کی اور شفاعتِ کبریٰ کی حدیثیں
۵۷۰		۵۷۰	بارگاہِ الہی میں جو جاہت ہمارے آقا کی ہے کسی اور کی نہیں
۵۷۱		۵۷۱	منصب شفاعتِ کبریٰ اسی سرکار کا خاصہ ہے
۵۷۲		۵۷۲	حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار شفاعت فرماتے گئے اور ہر مرتبہ بے شمار بندگانِ خدا کو نجات بخشیں گے
۵۷۳		۵۷۳	مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس احادیثِ شفاعت کا انتخاب جو مشہور احادیثِ شفاعت کے علاوہ ہیں اور گوشِ عوام تک کم پہنچی ہیں
۵۷۴		۵۷۴	حدیث ۲۰۱
۵۷۵		۵۷۵	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

- ۳۳
- ۵۷۷ شفاعت گناہوں میں آلودہ سخت خطا کاروں کے لئے ہوگی۔
- ۵۷۸ حدیث ۳: یا مکین کے لئے شفاعت
- ۵۷۹ حدیث ۴ تا ۸: اہل کبار کیلئے شفاعت
- ۵۸۰ حدیث ۹: اہل ذنوب کیلئے شفاعت
- ۵۸۱ حدیث ۱۰ و ۱۱: زمین کے پتھروں اور ڈھیلوں کی تعداد سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت۔
- ۵۸۲ حدیث ۱۲: ہر سچے کلمہ گو کے لئے شفاعت
- ۵۸۳ حدیث ۱۳: ہر اس شخص کے لئے شفاعت جس کا خاتمہ عدم شرک پر ہوا۔
- ۵۸۴ حدیث ۱۴: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنم کا دروازہ کھلوا کر ہر سچے کلمہ گو کو وہاں سے نکال لائیں گے۔
- ۵۸۵ حدیث ۱۵: رب فرمائے گا اے محبوب! تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں۔
- ۵۸۶ داروغہ دوزخ عرض کرے گا کہ اے محبوب! آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔
- ۵۸۷ حدیث ۱۶ تا ۲۱: فرمان سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہیں ملا۔
- ۵۸۸ حدیث ۲۲ و ۲۳: ہر نبی کو ایک خاص مقبول دُعا عطا ہوئی جو انھوں نے دنیا میں استعمال
- ۵۸۹ کر لی مگر امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ دُعا آخرت کے لئے اٹھا رکھی جس کے ذریعے وہ اپنی ساری امت کو بخشوائیں گے۔
- ۵۹۰ حدیث ۲۴: تمام مخلوق الہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیاز مند ہو گئی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔
- ۵۹۱ حدیث ۲۵: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے شفاعت چھپا رکھی کسی اور کو نہ دی
- ۵۹۲ حدیث ۲۶: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن انبیاء کے پیشوا اور خطیب ہوں گے۔
- ۵۹۳ حدیث ۲۷ تا ۴۰: جو شفاعت پر ایمان نہیں رکھتا وہ شفاعت کا اہل نہیں۔
- ۵۹۴ شب قدر میں تمام چیزیں سجدہ کرتی ہیں۔
- ۵۹۵ ایک خط کا جواب جو دو مولوی صاحبان کے درمیان اختلاف رائے کے بارے میں مولوی سید احمد نے لکھا۔
- ۵۹۶ تعظیم سادات کی اہمیت۔
- ۵۹۷ لوگ اپنے نسب پر امین ہوتے ہیں۔
- ۵۹۸ حج سے واپسی پر احمد آباد میں قیام کا واقعہ۔
- ۵۹۹ ایک رامپوری عالم کی تصنیف پر تقریر لکھنے کا واقعہ۔
- ۶۰۰ عوام کو ضروری باتوں کا علم سکھانا ہی فرض ہے۔

- ۶۰۳ ۵۹۱ عوام مرتبے سے اونچے ہرگز نہ اڑیں۔
 ۶۰۳ ۵۹۱ مولانا محرم علی چشتی علیہ الرحمہ صد ثانی انجن
 ۶۰۵ ۵۹۱ نعمانیہ لاہور کا دسٹل سوالات پر مشتمل خط
 ۶۰۴ ۵۹۱ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا جواب۔
 ۶۰۸ ۵۹۲ اہل حق سے لغزش واقع ہو اس کا احتیاط
 واجب ہے۔
 ۶۱۰ ۵۹۲ والد ماجد اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی خان و
 محب رسول مولانا عبدالقادر صاحب قدس
 سرہا کی جلالت شان۔
 ۶۱۳ ۵۹۲ مصنف علیہ الرحمہ کی کسب نفسی۔
 سن ۱۳۳۰ ہجری تک اعلیٰ حضرت کی
 تعداد تصانیف کا بیان۔
 ۶۱۳ ۵۹۲ انجن نعمانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے ۱۳۲۲ھ
 تک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال
 کئے تھے۔
 ۶۱۳ ۵۹۲ خالص اہلسنت کی ایک قوت اجتماعی کی
 ضرورت ہے مگر اس کے لئے تین
 چیزوں کی سخت حاجت ہے، (۱) علماء
 کا اتفاق (۲) تحمل شاق قدر بالطاق
 (۳) امرار کا اتفاق لوجہ الخلاق۔
 ۶۱۳ ۵۹۲ حدیث کا ارشاد کہ وہ زمانہ آنے والا ہے
 کہ دین کا کام بھی بے روپیہ پیسے کے
 نہ چلے گا۔
 ۶۱۵ ۵۹۹ اشاعت علم دین کے اہم طریقے۔
 ۶۱۴ ۵۹۹ فرست عقائد حنفیہ میں کچھ ترمیمات۔
 ۶۱۴ ۶۰۲
- ترمیمات سابقہ مترکہ کی دو قسمیں۔
 قسم اول
 قسم دوم
 عرض اخیر
 اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہمہ وقتی دینی امور
 میں مشغولیت۔
 مولانا سید دیدار علی شاہ اور اعلیٰ حضرت کے
 درمیان گفتگو۔
 رسالہ "امور عشرین در امتیاز عقائد
 سنین" (سنی اور غیر سنی میں امتیاز
 کرنیوالے میں امور)
 (علاقہ ریاست جے پور (راجستھان) سے
 ارسال کردہ حافظ محمد عثمان کے خط کا جواب
 جس میں جناب مولوی احمد علی شاہ صاحب
 کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ سے استفسار
 کیا گیا تھا)
 نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام
 مصنف علیہ الرحمہ۔
 نامہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حافظ محمد عثمان
 صاحب۔
 امور عشرین تصدیق طلب از جناب مولانا
 مولوی احمد علی شاہ صاحب مرزا پوری۔
 مصنف علیہ الرحمہ کے امور مقررہ کی تصدیق
 از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب۔
 تصدیق تحریر از مصنف علیہ الرحمہ۔

- شیخ احمد نامی خادم روضۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ایک وصیت پر مشتمل اشتہار کے بارے میں استفتاء۔ ۶۱۸
- عالم و جاہل کے گناہ میں فرق۔ ۶۱۹
- صاحبزادہ والا قدر حضرت مولانا سید محمد میاں مارہروی کے ایک خط کا جواب جس میں کنز الایضہ نامی کتاب کی تصحیح و اصلاح کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۶۲۰
- ایک امام مسجد کے بارے میں سوال جو کھانے کی اشیاء پر اس لئے فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے کہ اگر اس میں سے کوئی حصہ زمین پر گر گیا تو بے ادبی ہوگی اور فاتحہ دینے والے کو اس پر گناہ ہوگا۔ ۶۲۵
- نیکی و بدی تو لے والی میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلڑا اگر بھاری ہے تو اوپر اٹھے گا اور بدیوں کا پلڑا نیچے بیٹھے گا۔ ۶۲۶
- حضرت منصور، بایزید بسطامی اور شمس تبریزی کے اقوال انا الحق، سبحانی ما اعظم شافی اور قم یا ذی کی تحقیق۔ ۶۲۷
- حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو سولی کیوں دی گئی۔ ۶۲۸
- سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی کشتی ترانے والی کرامت۔ ۶۲۹
- یہ روایت غلط و باطل ہے کہ غوث اعظم نے عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مارا اور اس کو
- بیان کرنا حرام۔ ۶۲۹
- مستقلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں۔ ۶۲۹
- توبہ میں رسول کفر ہے۔ ۶۲۹
- قرآنی کلمات پر مشتمل گناہ خط کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۶۳۰
- ارواح مومنین کا اپنے اپنے مکان میں آنے کا ثبوت۔ ۶۳۰
- تو سوالات پر مشتمل ایک استفتاء کا جواب ۶۳۲
- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان روحانی معراج کے بارے میں ہے۔ ۶۳۲
- معراج جسمانی کی تفصیل۔ ۶۳۳
- رات میں معراج ہونے کی حکمت۔ ۶۳۵
- انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی زندہ ہیں۔ ۶۳۷
- چار نبی بے عروض موت اب تک زندہ ہیں حقیقی سادات پر عذاب سے مامون ہونے کی امید واثق ہے۔ ۶۳۸
- حضرت فاطمہ اور ان کی تمام ذریت نار سے محفوظ ہے۔ ۶۳۸
- اسی نوعیت کے ایک اور سوال کا جواب ۶۳۹
- بدشگونیاں جائز نہیں اور ہندوانہ طریقہ۔ ۶۴۱
- کافر بیعت نہیں ہو سکتا۔ ۶۴۲
- کافر کو مجاز واذون بیعت و خلیفہ بنانا

- کفر ہے۔ ۶۴۲ کا عدم اسلام ثابت۔ ۶۷۳
- مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے۔ ۶۴۳ فصل سوم، اقوال ائمہ کرام و علمائے اعلام
- ورد شریف میں علیٰ ابراہیم و علیٰ ۶۴۴ جن سے کفرابی طالب ثابت۔ ۶۸۵
- ال ابراہیم لانے کی وجہ۔ ۶۴۳ فصل چہارم، علماء کی تصریحیں کہ دربارہ
- جس مضمون پر قرآن پاک دلالت کرے وہ ۶۴۳ ابوطالب قول تکفیر ہی حق و صحیح ہے۔ ۶۹۹
- بدلول قرآنی ہے۔ ۶۴۳ فصل پنجم، علماء کی تصریحیں کہ کفرابی طالب
- مشابہات میں قیاس کرنا ضلالت ہے۔ ۶۴۳ پر اجماع اہل سنت ہے۔ ۷۰۱
- آل کے اندر اصحاب بھی شامل ہیں۔ ۶۴۳ فصل ششم، علماء کی تصریحیں کہ اسلام
- درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت ختم ہونے ۶۴۴ ابوطالب ماننا روا فض کا مذہب ہے۔ ۷۰۳
- کی وجہ۔ ۶۴۴ فصل ہفتم، شبہات مخالفین کا رد۔ ۷۰۵
- نوشہ بغداد قدس شریف کی تشریح اور وہم کا ۶۴۵ شبہ اولی، کفالت نبی صلی اللہ تعالیٰ
- صحیح علاج۔ ۶۴۵ شبہ دوم، نصرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
- عبادت کی جامع و مانع تعریف۔ ۶۴۶ وسلم اور اس کے پانچ جواب۔ ۷۰۶
- غیر خدا کے لئے سجدہ عبادت کفر ہے اور ۶۴۹ شبہ سوم، محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- سجدہ تحیت حرام و کبیرہ ہے۔ ۶۴۹ عدم اسلام ابی طالب کی حکمتیں۔ ۷۰۸
- قرآن مجید میں کلمہ طیبہ کے دونوں جز ۶۵۴ شبہ چہارم، نعت شریف نبی صلی اللہ
- موجود ہیں۔ ۶۵۴ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۷۱۱
- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شافع محشر ۶۵۴ شبہ پنجم، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
- ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے۔ ۶۵۴ استغفار فرمانا۔ ۷۱۲
- رسالہ شرح المطالب فی مبحث ۶۵۵ شبہ ششم، حکایت جامع الاصول اور
- آبی طالب (ایمان ابوطالب کے بارے ۶۵۵ جواب میں اُن اہل بیت کا ذکر جنہوں نے
- میں مفصل و مدلل بحث) ۶۵۵ کفرابی طالب کی تصریحیں کیں۔ ۷۱۲
- فصل اول، آیات قرآنیہ جن سے ابوطالب ۶۵۱ شبہ ہفتم، عبارت شرح سفر السعادۃ
- کا مسلمان نہ ہونا ثابت۔ ۶۵۱ شبہ ہشتم، وصیت نامہ اور اس کے
- فصل دوم، احادیث صریحہ جن سے ابوطالب

۷۱۴	تین جواب۔	۷۱۴	علماء کے نام جن سے کفرانی طالب کی تصریح
۷۱۸	شعبہ نہم: روایت مغازی ابن اسحاق اور اس کے سات جواب۔	۷۲۱	اس رسالہ میں منقول ہوئی۔
۷۳۸	فصل ہشتم: کفرانی طالب و ابولہب کا فرق اور کافر کے لئے دعائے مغفرت کا حرام ہونا	۷۳۵	فصل دہم: اُن ایک سو تیس کتب تفسیر عقائد وغیرہ کے نام جن کی سندیں اس رسالہ میں منقول ہوئیں۔
	فصل نہم: اُن اسی صحابہ و تابعین و ائمہ و تذیل: وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی	۷۳۸	

۲۷۰	عقائد و کلام (ضمیمہ)	۲۷۰	جبر و مقابلہ کا ایک مسئلہ
۲۷۸	بے وساطتِ رسل اللہ تعالیٰ تک رسائی محال ہے۔	۲۷۸	لغت (ضمیمہ)
۲۷۸	تصدیق سب رسولوں کی جزوِ ایمان ہے۔	۲۷۸	کرنا، کر لینا اور کر دینا میں فرق اور اس کی مثالیں۔
۲۷۸	علمِ حروف و ریاضی (ضمیمہ)	۲۷۸	بوس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے۔
۲۷۸	لفظ محمد کے عدد ۹۲ اور خدا کے عدد ۶۰۵ ہیں۔	۲۷۸	بوس بمعنی بارش ہے۔
۲۷۸	اقلیدس کا ایک مسئلہ	۲۷۸	مقام و منزل و مقام بمعنی مسکنات و منزلت
۲۷۸	ارثماطیقی کا ایک مسئلہ	۲۷۸	مرتبہ شائع الاستعمال ہیں۔
۲۷۸		۱۶۶	

فہرست ضمنی مسائل

فضائل سید المرسلین	۵۰۶
ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے۔	۵۰۶
اللہ تعالیٰ نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنایا۔	۵۱۳
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مرقی ہیں۔	۵۲۲
درود تاج پڑھنا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع بلا سمجھنا۔	۵۲۹
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس بارہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے	۵۳۲
نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی ہونے کی خواہش کیوں کی۔	۵۳۲
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان میں جامع ترمذی کی ایک جامع حدیث۔	۵۳۲
میدان محشر کا منظر اور حضور شافع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم نوازیں۔	۵۳۲
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور روزانہ اعمال کی پیشی آپ کے خصائص میں سے ہے۔	۵۳۲
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت و حقیقت دونوں کے حاکم ہیں لہذا آپ کے احکام کبھی شریعت ظاہر پر اور کبھی حقیقت باطنہ پر ہوتے ہیں۔	۵۳۲
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں اور شریعت و حقیقت دونوں آپ کے لئے جمع کر دی گئی ہیں۔	۵۳۲

۳۳۵ امام اعظم مزارانِ علماریں داخل ہیں۔
 ۵۷۵ ولی فرد تمام نشاۃِ عنصری جسمانی پرستولی ہوتا ہے
 ۵۸۷ تعظیمِ سادات کی اہمیت۔
 ۵۷۵ والد ماجد اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی خان و
 ۵۹۵ محب رسول مولانا عبدالقادر صاحب قدس
 ۵۸۰ سرسہا کی جلالتِ شان۔
 ۵۲۹ سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی
 ۵۲۹ کشتی ترانے والی کرامت۔
 ۵۲۹ سرسیدین ملائکہ بالا جماع تمام غیر انبیائے فضل ہیں
 ۶۳۸ حقیقی سادات پر عذاب سے مامون ہونے
 ۶۳۸ کی امید واثق ہے۔
 ۶۳۸ حضرت فاطمہ و رات کی تمام ذریت ناسے محفوظ ہے
 ۶۴۳ درود شریف میں علیٰ ابراہیم و علی
 ۶۴۳ ال ابراہیم لانے کی وجہ۔
نماز و امامت
 شرع مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو
 ۱۶۰ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے۔
 ۱۹۳ مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا۔
 ۲۰۵ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر ۱۲ رکعت
 ۲۰۵ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔
 ۲۱۹ منکر میلاد شریف و تقبیلِ ابہامین کے پیچھے
 ۲۱۹ نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے۔
 ۲۶۴ قریدہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولِ مقبول
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا
 ہے مگر کرے گا نہیں، اس کے پیچھے نماز پڑھنا

بارگاہِ الہی میں وجاہت ہمارے آقا کی
 ہے کسی اور کی نہیں۔
 منصف شفاعتِ کبریٰ اسی سرکار کا
 خاصہ ہے۔
 دآر و غدہ دوزخ عرض کرے گا کہ اے محبوب!
 آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام
 کو نہ چھوڑا۔

فضائل و مناقب

سیدنا عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل و
 مناقب۔
 صحابہ سب کے سب اہلِ خیر و عدالت ہیں۔
 حضور سیدنا غوثِ اعظم ضرور دستگیر اور
 خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب نوازیں ہیں۔
 صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعظیم کی
 فرضیت کا بیان۔
 انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر
 پیرِ فاروقِ اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے
 افضل الصحابہ کون ہے۔
 صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انھیں لالچی
 کہنے والے کی مذمت و ضلالت کا بیان۔
 ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کس معنی
 میں رویت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں۔

۱۲۴	وجہ تاویل -	۲۲۱	درست ہے یا نہیں۔
	قرآن مجید میں استواء سات جگہ آیا ہے،	۲۶۷	مرتد کے پیچھے نماز کیسی۔
	ساتوں جگہ آفرینش زمین و آسمان کے ساتھ		بلاوجہ شرعی عدا ترک جماعت گناہ ہے اور
۱۲۶	اور بلا فصل اس کے بعد آیا ہے۔	۲۸۳	اس کا عادی فاسق گمراہ ہے۔
	آیت کریمہ الرحمن علی العرش استوی	۳۹۳	آئین بالجہر نماز میں درست نہیں۔
۱۲۸	آیات متشابہات میں سے ہے۔	۵۶۶	التمیحات کے بعد نذاریہ رسول اللہ کا اثبات
	آیات متشابہات میں اہل سنت کے صرف		و پابندی کے مذہب پر نماز جو کہ عبادت ہے
۱۴۰	دو طریق ہیں۔	۵۶۶	اس کے اندر شرک لازم آتا ہے۔
	چند قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں		التمیحات میں معافی کا قصد کرتے ہوئے
۲۵۹	استفسار۔	۵۶۶	سرکار کی خدمت میں سلام عرض کرے۔
	آیت کریمہ "لا اعلم الغیب" کی تین		
۴۵۰	تفسیریں۔		
	آیت کریمہ "و علم آدم الاسماء کلہا"		
	کے متعلق حضرت سید عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ	۲۰۵	بزرگوں کی قبروں کی زیارت، ان کا طواف
۴۶۲	کا قول۔	۲۸۲	اور ان کو بوسہ دینا کیسا ہے۔
	قرآن مجید نے ۲۳ برس میں بتدریج		زیارت قبور سنت ہے
۵۱۲	نزول اجلال فرمایا۔		
	قرآن میں کلمہ طیبہ کے دونوں حُبز	۶۰	ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں۔
۶۵۴	موجود ہیں۔	۱۱۶	استوار علی العرش پر گھٹ گویا۔
			آیات متشابہات کے بارے میں اہلسنت
		۱۱۷	کے دو مسلک ہیں۔
			ہدایت و ضلالت کا بڑا منشا۔ قرآن مجید کی
			آیات کا دو قسم ہونا ہے، محکمات اور
			متشابہات۔
		۱۲۲	استوار علی العرش کے معنی میں چار تفسیریں
		۳	

فوائد حدیثیہ

	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ایک حدیث
۶۴	کے حوالہ کے بارے میں سوال کا جواب۔
	حدیث لولاك کے بارے میں ایک سوال
۱۱۳	کا جواب۔

- ۱۶۶ حدیث ترمذی پر مصنف علیہ الرحمہ کی محدثانہ
۱۷۹ بحث اور راویوں کی جرح و تعدیل۔ ۵۲۲
۱۹۰ عوصاتِ محشر کی ہولناکی اور شفاعتِ کبریٰ
کی حدیثیں۔ ۵۷۴
۱۹۰ مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس
احادیثِ شفاعت کا انتخاب جو مشہور
احادیثِ شفاعت کے علاوہ ہیں اور گوش
عوام تک کم پہنچی ہیں۔ ۵۷۶

فوائدِ فقہیہ

- ۱۹۰ حنفی کی تعریف ۵۴۴
عبادت کی جامع و مانع تعریف۔ ۶۴۰
۲۲۶ "لامہدی الا عیسیٰ" حدیث صحیح نہیں۔

فوائدِ اصولیہ

- ۱۱۰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا
رسالت کے خلاف نہیں۔
۱۱۰ منسوخ پر حکم باطل ہے۔
۲۲۶ امور مساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح
ارادے پر موقوف ہے۔ ۲۳۵
۱۵۷ ہر مخلوق بالا ارادہ حادث ہے۔ ۱۵۷
۲۳۵ جہالت عین جہالت حال کو مستلزم نہیں۔ ۱۹۰
۳۱۱ مجہول پایۃ احتجاج سے ساقط ہے نہ کہ
پایۃ اعتبار سے۔ ۱۹۰
۲۱۴ جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد
میں بھی چار اصول ہیں۔
- مذہب کا عنعنہ محدثین قبول نہیں کرتے۔
متواترات صرف معدودے چند ہیں۔
صحیح لذاتہ و صحیح لغيرہ و حسن لذاتہ و حسن لغيرہ
سب حجت اور خود مثبت احکام ہیں۔
مقام فضائل میں ضعاف بالاجماع مقبول
ہیں۔
مقبول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک
مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض
اکابر کا مذہب مقبول ہے۔
۲۲۶ "لامہدی الا عیسیٰ" حدیث صحیح نہیں۔
حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے بارے
میں حدیثیں حد تو اترا تک پہنچی ہیں۔
اسمعیل و طہوی اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں
کے بارے میں استفتاء کا جواب۔
فضائل اعمال میں ضعاف بالاجماع مقبول
ہیں۔
دعا کی حدیثیں متواتر ہیں۔
برآین قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد۔ ۲۸۹
حدیث "واللہ لا ادری ما یفعل ب و
لا بکم" سے وہابیہ کے استدلال کا جواب۔ ۲۹۰

۶۱	۲۱۵	فقہ میں اجماع اقویٰ الادلہ ہے۔
		سواد اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ
	۲۱۵	عقائد پر اتفاق اقویٰ الادلہ ہے۔
۱۶۶	۲۸۸	نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔
۱۶۶	۲۸۸	تخصیص متراخی نسخ ہے۔
۱۶۶	۲۸۸	اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔
		تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل
	۲۸۸	نہیں کرتی۔
۶۴۲	۲۸۹	عموم آیات قطعیہ قرآنہ کی مخالفت میں اخبار
		احاد سے استناد محض غلط ہے۔
۶۴۲	۵۱۳	آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احاد بھی
		مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سنداً صحیح ہو۔
	۵۱۳	نفی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطائیہ کو
	۵۱۳	مستلزم نہیں۔
۱۹۴	۶۴۳	جس مضمون پر قرآن پاک دلالت کرے وہ
		بدلول قرآنی ہے۔
۱۹۵	۶۴۳	متشابہات میں قیاس کرنا ضلالت ہے۔
۳۹۲		افتاء ورسم المفتی
۳۹۳		جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ کی علامہ کو تصدیق
۳۹۳	۶۱	نہیں کرنی چاہئے۔
		تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ
		عنه کی طرف بلفظ قال وعند نسبت
		کئے جاتے ہیں، کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے
		ہیں اور ان تک اسانید متصلہ موجود، ہر مسئلہ
		کے لئے جدا سند کی حاجت نہیں۔
		اسماء الرجال
۱۶۶	۲۸۸	ابن لمیعہ مدلس ہے۔
۱۶۶	۲۸۸	در آج پر جرح و تعدیل
۱۶۶	۲۸۸	ابو الہیثم سے در آج کی روایت ضعیف ہے
		بیعت و خلافت
۶۴۲	۲۸۹	کافر کو مجاز و ماذون بیعت و خلیفہ بنانا
۶۴۲		کفر ہے۔
		تقلید
۱۹۴	۵۱۳	لاکھوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام مقلد تھے
		تقلید واجب شرعی ہے اور زمانہ رسالت
۱۹۵	۶۴۳	سے شروع ہوئی۔
۳۹۲	۶۴۳	تقلید فرض قطعی ہے۔
۳۹۳		فقہ کو نہ ماننے والا شیطان ہے۔
۳۹۳		فقہ کو نہ ماننے کی قباحتیں۔
		تاریخ و تذکرہ
۶۲		صاحب در مختار کی سند
۶۲		صاحب بحر کی سند
		امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ
		عنه کے تین صاحبزادوں کے نام ابو بکر و

- عمر و عثمان ہیں۔
حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام حضرت
داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبر و شبیر و مبشر
کے ہم وزن و ہم معنی ہیں۔
مصنف مسلم الثبوت سنی حنفی ہیں آزاد
خیال نہیں۔
کشتی نوح علیہ السلام رجب میں چلی۔
صاحب کشف معقزی ہے۔
جفر و جامعہ امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں۔
امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تین
برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی۔
ابن سیرین کا وصال ۹ شوال ۲۴۰ھ کو
ہے جبکہ امام احمد بن حنبل کی ولادت
ربیع الاول ۲۴۱ھ کو ہوئی۔
گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ
امام ابو یوسف کو حسین بن منصور علاج
کا ہمعصر سمجھ بیٹھے۔
امام ابو یوسف کی وفات ۱۸۲ھ میں ہوئی
سلطان اوزنگزیب عالمگیر کی ایک حکایت
میں لاد شریف کب سے نکلا، کس نے نکالا
امام اعظم نے کیا یا نہیں، زمانہ صحابہ
میں تھا یا نہیں۔
تین شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ تینوں
تب تابعی تھے۔
- ۸۰ اولیاء کرام کو خدا کرنے کا طریقہ متواتر جو
خود انہوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا۔ ۵۵۶
اس سلسلہ میں چند واقعات۔ ۵۵۶
۸۱ حج سے واپسی پر احمد آباد میں قیام
کا واقعہ۔ ۵۸۹
۱۱۲ ایک رامپوری عالم کی تصنیف پر تقریظ
لکھنے کا واقعہ۔ ۲۳۵
۵۹۰ سن ۱۳۳۰ ہجری تک علم حضرت کی
تعداد تصانیف کا بیان۔ ۵۹۶
۴۶۶ انجمن نعمانیہ لاہور میں علم حضرت نے ۱۳۲ھ
تک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال
کئے تھے۔ ۵۹۶
علم حضرت علیہ الرحمہ کی ہمہ وقتی دینی امور
میں مشغولیت۔ ۶۰۸
۵۱۵ مولانا سید دیدار علی شاہ اور علم حضرت کے
درمیان گفتگو۔ ۶۱۰
حضرت منصور، بایزید بسطامی اور شمس
تبریزی کے اقوال انا الحق، سبحانی
ما اعظم شافی اور قسم باذنی
کی تحقیق۔ ۵۱۶
۵۱۶ حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو سولی پر
دی گئی۔ ۶۲۴
۶۲۸ چار نبی بے عسرو ض موت اب تک
زندہ ہیں۔ ۶۳۴
۵۵۴

حدود و تعزیم

زناے خلاف رضا مندی و بلا رضا مندی
میں فرق ہے۔

فلسفہ و سائنس

روح انسانی متجزی نہیں۔

مکان کا مکین کو محیط ہونا لازم۔

اگر معبود کو مکانی فرض کیا جائے تو دو
حال سے خالی نہ ہوگا کہ جزو لای تجزی کے

برابر ہوگا یا اس سے بڑا ہوگا اور یہ
دونوں باطل ہیں۔

جو مکانی ہو اور جزو لای تجزی کے برابر نہ ہو
اسے مقدار سے مفر نہیں۔

مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے۔

مقدار متناہی کے افراد نامتناہی ہیں۔

مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے

ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے۔

جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں

ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہے

ہر ذی جہت قابل اشارہ حسیہ ہے۔

ہر قابل اشارہ حسیہ متمیز ہے۔

ہر متمیز جسم یا جسمانی ہے۔

ہر جسم و جسمانی محتاج

مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔

۱۵۸ جہات نفس امکانہ ہیں یا حدود امکانہ۔
آسمان اعلیٰ کو فلک اطلس اور فلک الافلاک

۱۶۰ سمجھتے ہیں۔

۶۵ وجود آسمان پر دلائل اور فلاسفہ کا رد۔

۲۰۰ بدن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل
فلاسفہ ہے۔

۲۵۳ سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں

۲۷۰ متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے۔

۴۵۰ جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے

وقف

۱۵۵ وقف کے بارے میں درمختار اور ہدایہ کی

۶۶ عبارت کا مطلب۔

منطق

۶۴۳ مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے۔

حظ و اباحت

۶۰ مسائل کو حیا کے پیرائے میں بیان کرنا چاہیے

۱۵۷ رند یوں کا ناچ حرام ہے۔ اولیاء کرام کے

۱۵۸ عرسوں پر بے قید جابلوں نے یہ معصیت

۹۲ پھیلائی ہے۔

۱۵۸ خاوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے

۱۵۸ عورت اسے جماع سے منع نہیں کر سکتی۔

۹۳ امانت میں خیانت اور غدروہ بد عہدی

۴۸۸	۹۳	جائز نہیں۔ کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے۔
۴۸۸	۹۳	غدر اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال طے تو اس کو لے لینا مباح ہے۔
۵۱۸	۹۴	کننگھ کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔
۳۳۲	۲۶۶	مجلس میلاد میں قیام مندوب ہے۔
	۳۱۳	استعمال دوا سنت ہے۔
	۳۲۱	آدمی کا ہمد تن تدبیر میں منہمک ہو جانا ممنوع و مذموم ہے۔
۱۴۰	۵۱۳	بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا۔
	۵۴۰	قیام ذکر و ولادت سید الانام علیہ و علی ذویہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلا شبہ مستحب و مستحسن علمائے اعلام و عادت مجبین کرام و غیظ و بایہ لئام۔
۱۵۹	۵۴۸	یا شیخ عبد القادر جیلانی شیخ اللہ کا وظیفہ جائز ہے۔
۱۶۲	۵۹۱	عوام مرتبے سے اونچے برگز نہ اڑیں۔
۴۴۳	۶۴۱	بدشگونی جائز نہیں اور ہندوانہ طریقہ۔
		بلاغت
۵۲۹	۷۶	نکرہ تحت نفی مفید عموم و استغراق ہوتا ہے۔
		۷۶

لفظ کل ایسا عام ہے جو کبھی خاص ہو کر مستقل ہی نہیں ہوتا۔

۴۸۸

۴۸۸

۵۱۸

عام افادہ استغراق میں قطعی ہوتا ہے۔
باب تشبیہ واسع ہے۔

ملیت

علم ہیت کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔

۳۳۲

ردِ بد مذہبیاں و مناظرہ

نجدی گمراہ کی چند سطری تحریر میں چھ جہالتوں اور ضلالتوں کا بیان۔

۱۴۰

مذکورہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لینے کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے چھ تپانچے۔

۱۴۰

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و جہت کے اثبات پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔

۱۵۹

۱۶۲

۴۴۳

ردِ جہالات مخالف و بایہ پر غضبوں کی تر قیاں و بایہ کا عجب اوندھاپن کہ جو حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر روشن دلیل ہے اس کو الٹی دلیل نفی سمجھاتے ہیں۔

۵۲۹

کتاب الشقی (حصہ چہارم)

عروض وقوانی

مسئلہ از سہارن پور ضلع ایٹہ مرسلہ جناب چودھری مولوی عبدالحیہ خاں صاحب

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت ظاہرہ عالی جناب مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب
ادام اللہ تعالیٰ ظلال اشادہ علی راس الطالبین، پس از آداب عجز و نیاز و سلام سنون۔ مارہرہ سے
ایک صاحب نے کثر الاخرہ پر مندرجہ پرچہ باضافہ و ترمیم کے بھیجا ہے جس کے جوابات ذیل بغرض ملاحظہ
اعلیٰ حضرت ارسال ہیں۔ بعد ملاحظہ اس امر کی تنقیح فرمائی جائے کہ اعتراض کس حد تک صحیح ہیں اور جوابات
کس حد تک کافی، تاکہ اس کے مطابق عملہ درآمد کیا جائے۔ معترض صاحب فن شاعری میں دستگاہ
قادر رکھتے ہیں اور عروض وقوانی میں مہارت کامل۔

(۱) صفحہ نمائیل محمد الرسول اللہ۔

اعتراض، مضاف پر الف لام نہیں آتا۔

جواب : میں نے عنوان کتاب پر سوانام کتاب کے کچھ تحریر نہ کیا، باقی سب عبارت تالیف
کاتب ہے "لائزہ وازرۃ وذر اخیری" (اور کوئی بوجہ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجہ
نہ اٹھائے گی۔ ت)

لہ القرآن الکریم ۱۶۴/۶

وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں
اعتراض: قافیہ صحیح نہیں، یوں ہو: ص

جواب: اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سنیدی حد تو اتر رہی ہے۔ حضرت سعدی: ۱۰۰

- (۵) کینہ کی وجہ سے اس کو زہریلے دانتوں سے چبائیں گے کیونکہ کینہ پرور ہے یہ کینہ زمانہ۔ (ت)

ص ۴۱	مکتبه شرکت علیہ ملتان	باب اول	لہ بوستان سعدی
۶۳ "	" "	"	" "
۱۹ "	" "	"	" "
۵۰ "	" "	"	" "
۶۲ "	" "	"	" "

مثنوی شریف : ۵
گفت پیغمبرؐ اے رائے زن مشورت کا مستشار مومنؑ
مومنؑ بکسریم ثانی بمعنی امین ہے۔
کے خدا فغاں ازیں گرگ کہن گویدش نک وقت آمد صبر کنؑ

کمال اسماعیل : ۵
اے زراعت ملک فوید و رنازش و در پرورش اے شہنشاہ فریدوں فردا سکندر منش
سایہ حق است و یارب سایہ اش پائیدار زانکہ فرض ست از میان باد عاے دولتش
منش اور دولتش کا اختلاف اظہر من الشمس ہے۔ مولوی حافظ عزیز الدین جلیسری مولف نادر الترتیب
جواب بھی حیات میں اور بڑے استاد اور پڑانے تجربہ کار شاعر ہیں نادر الترتیب میں لکھتے ہیں :
چھ سو بارہ تیرہ فصل و دو باب اس میں ہیں تھوڑے تھوڑے حاشیہ پر ہیں لغت ہر باب میں
مہربان من اختلاف دکن قافیہ بے تکلف درست ہے۔

(۳) ص ۴ : ۵

ہے وہی خلاق مخلوقات کا ہے وہی رزاق حیوانات کا
اعتراض : مخلوقات و حیوانات میں ایسا ہے یوں چاہئے : ”ہے وہی رزاق مرزوقات کا“
جواب : جمع کے قوافی میں مفرد کا لحاظ نہ رکھا جائیگا ، مستحسن ضرور ہے لازم نہیں۔
مولانا روم : ۵

یا کریم العفو، ستار العیوب ! انتقام از ماکش اندر ذنوبؑ
پس پیغمبرؐ گفت استفت القلوبؑ گرچہ مغنی ناں بروں گوید خطوبؑ
عیوب و ذنوب میں علامت جمع و او ہے اس کو علیحدہ کر کے دیکھا جائے تو عیب و ذنوب کا قافیہ
نہ بنے گا۔ اسی طرح قلوب و خطوب۔

آتش گلزار نسیم : ۵

۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱۳۱/۱	موسم انتشارات اسلامی لاہور	دفعہ اول	۱	۱	۱
۵۰/۲	” ” ” ”	دفعہ سوم	۲	۲	۲
۱۴۵/۱	” ” ” ”	دفعہ اول	۳	۳	۳
۵۰/۶	حامد اینڈ کمپنی لاہور	” ” ” ”	۴	۴	۴

4/4

یہاں بھی علامہ مستجمع واؤ کے علیحدہ کرنے سے قافیہ مفرد کا صحیح نہیں رہتا، ایک استاد جن کا نام مجھ کو یاد نہیں فرماتے ہیں،

تم درود اس نام پر پڑھتے رہو اسے مومنیں! چھوڑ دو سب ذکر جب ہو ذکر ختم المرسلین (۴) صفحہ ۵: ۵

وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہے اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے
اعتراض: قافیہ غلط، یوں چاہئے "اس کی ہی محتاج ہے ہر ایک شے"۔
جواب نمبر ۲ میں گزر چکا۔

(۵) صفحہ ۵: ۵

پاک ہے وہ جسم و جوہر عرض سے مادہ سے اور مکان سے مرض سے
اعتراض: جوہر کے مقابل عرض بفتحتن ہے اور نیز مرض - یوں چاہئے: ۵
ہے عرض اور جسم و جوہر سے وہ پاک مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک
جواب: یہ بضرورت جائز ہے اس کا نام تفریس ہے، اگرچہ یہ تفریس قبیح ہے لیکن جائز ہونے
میں شک نہیں، اکثر اہل فارس نے لغات عربی میں بموجب شہرت عام کی ہے مثلاً حرکت بفتحات ثلثہ۔
ملا فوقی، ج

زبس خوش حرکت و شیریں ادا بود

کفن بفتحتن - لیکن شفا کی کہتا ہے: ط
ازلتہ حیض خواہش کفن کند

پس ایک زبان کے لغت کو دوسری میں تفریس کر کے لانا صحیح، ہاں عربی کو عربی، فارسی کو فارسی میں
تفریس کرے تو ضرور ناجائز۔ باایں ہمہ اس تفریس کو میں بھی پسند نہیں کرتا اور اب میں نے ان
تمام متغیر الحركات لغات کو اصلی حرکات سے طیس کر کے درست کر لیا ہے۔ شعر کو جناب نے ترمیم
فرما کر جو تحریر فرمایا ہے اس میں پاک ہر دو جگہ متحد المعنی ہے پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قافیہ کیونکر
درست ہو گا۔ ہاں اس طرح ترمیم کیا جاتے ۵

وہ عرض اور جسم و جوہر سے ہے پاک مادہ سے اور مرض گھر سے ہے پاک
یا یوں، ۵

ہے عرض اور جسم و جوہر سے پاک مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک

تب درست ہے۔ لیکن اس میں یہ قباحت ہے کہ ضمیر (وہ) کسی جگہ نہیں آتا، میں نے ترمیم اس طرح کی ہے :۔

وہ مکاں سے اور مرض سے پاک ہے جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے اس میں اگرچہ کلمہ مادہ کا دور ہوا جاتا ہے لیکن بندش میں شگفتگی ہوتی ہے اور مادہ کی توضیح یوں بھی ہو سکتی ہے کہ جب مرض سے پاک ہے لامحالہ مادہ سے بھی پاک ہے کہ مادی شے کو مرض لازمی ہے۔
(۶) صفحہ ۵ :

حاضر و ناظر وہی ہے ہر جگہ کچھ نہیں پوشیدہ اس سے بے شبہ
اعتراض : شبہ غلط ہے، صیح :۔
حاضر و ناظر وہ ہے ہر ایک جا اس سے پوشیدہ نہیں کوئی ذرا
جواب : چونکہ اس تقریر میں خود مقبوح کہ چکا ہوں لہذا اس سے نجد کو اتفاق ہے۔
(۷) صفحہ ۶ :

وہ مجیب عرض اور دعوات ہے بیشبہ وہ قاضی الحاجات ہے
اعتراض : قافیہ، ترمیم، شرک و کفر و فسق سے نفرت اُسے۔
جواب : ترمیم تسلیم۔
(۸) صفحہ ۷ :

ہے وہ راضی طاعت و ایماں سے شرک و کفر و فسق سے ناخوش وہ ہے
اعتراض : ترمیم : بالیقین وہ قاضی الحاجات ہے
جواب نمبر ۲ مفصل گزرا، اس کو غلط سمجھنا معترض کی غلطی ہے۔
(۹) صفحہ ۸ :

حق ہے معراج محمد دیں پناہ آسمانوں پر الٰہی ماشار اللہ
اعتراض : بغیر اضافت محمد دیں پناہ کی ترکیب اجنب ہے۔
جواب : جناب بغیر اضافت کیوں رکھتے ہیں، اگر محمد کی دال کو خفیف اضافت دی جائے
تو کیا حرج ہے، شعر وزن سے نہیں گرے گا :
حق ہے معراج محمد دیں پناہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
(۱۰) الٰہی ماشار اللہ غلط ہے۔ ترمیم :۔

حق ہے معراج محمد بالیقین آسمانوں پر گئے سلطان دیں
وقس هذا البواقی۔

جواب: ماشاء اللہ ہمزہ کو آپ ظاہر کر کے کیوں پڑتے ہیں، ہمزہ کو ماشاء اللہ کے الف اور اللہ کے لام میں ادغام کر کے پڑھے۔ جناب نے ترمیمی شعر کہا ہے اس شعر اور اس کی خوبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے ”آسمانوں پر گئے سلطان دیں“ اس میں انتہائے سیر معراج آسمانوں تک ثابت ہوتی ہے، اور شعر کتاب میں الی ماشاء اللہ کا کلمہ ایسا پر معنی ہے جس میں انتہائے سیر کی کچھ حد ہی نہیں رہتی اور جس کی تفسیر فکان قاب قوسین اودائی سے مزین ہے کمالا یخفی علی اهل البصيرة (جیسا کہ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں۔ ت)، تمت۔

الجواب

کامل النصاب چودھری صاحب زیدت محالیہ و یورکت ایام و یالیہ۔ بعد اہوائے ہدیہ سنت ملتس، نواز شنامہ اسی وقت تشریف لایا، بکمال اختصار جواب حاضر۔ جو کچھ حضرت معترض کے خلاف گزارش کرونگا اس پر نمبر حرفی ہوں گے (ب ح ۶ اور خلاف جناب معروض ہوگا اس پر نمبر عددی ۲۱، ۳۰، ۳۱ اور مشترک پر مشترک۔

(اعترض اول) (۱) بے محل ہے اور جواب کافی (ب) یہی زیر اعتراض لینے تھے تو اتم تائیدی الموسوم بہ کیوں ترک ہوا کون سی ترکیب ہے موسوم بام تارنجی چاہئے تھا (ح) الموسوم بہ (ع) المعروف بہ یہ کاربتھ الف لام ہیں عند الپرتال معلوم بھینو ان کی بھی تغیر چاہئے تھی (ھ) (۱) ہاں کنز الاغرة کے نام ہونے پر ایک باریک مواخذہ بر محل ہوتا تائے مدورہ شکلا یا ہے اور لفظاً وقف میں یا اور وصل میں تا اولاً عام اعتبار کتابت کا ہے اور تلفظ بھی لیجئے تو محل محل وقف ہے اور الف لام سے ترکیب ترکیب عربی، تو بہر حال ۵ ہی عدد ہوئے نہ ۴۰، ہاں منطقی عوام پر کنز الاغرة پڑھے تو باعتبار تلفظ تاریخ صحیح ہو سکتی ہے مگر ایک علمی تصنیف اس سے محفوظ رہنا ادلی۔

(اعترض دوم) (۲) میں اور ہاں کا قافیہ معیوب ضرور ہے (۳) عالے ظالمے پر قیاس

عن مطلب یہ ہے کہ الموسوم اور المعروف پر جوال الف لام ہے۔ یہ کالیستہ لوگ بولتے اور کاغذات پٹواری میں لکھتے ہیں ”لا عند الپرتال معلوم بھینو“ یعنی جانچ پر تال سے معلوم ہوا۔ اس جملے میں ان لوگوں نے ایک خرابی تو یہ کہ عند کو عند کہا اور دوسری یہ کہ الف لام داخل کیا ۱۲ عبد المنان اعظمی۔

صحیح نہیں کہ رُوی جب متحرک ہو تو قبل کی حرکت میں اختلاف بالا جماع جائز و بے عیب ہے جیسے دلش و گلشن بخلاف اختلاف دل کہ رُوی ساکن ہے جیسے یہاں۔ (۴) کہن بفتح ہا و بضم تین دونوں طرح ہے جس کی سند یہی اشعار اور ان کی امثال بے شمار ہیں۔ حضرت مولوی قدس سرہ سے

نفس فرعون نے ست ہاں میرش مکن تانیا رد یاد زان کھنہ کہن

(نفس فرعون ہے خبردار اس کو سیر مت کر، تاکہ وہ پرانے کفر کی یاد نہ لائے۔ ت)

اکابر نے اس کثرت سے کن کا قافیہ من یا بزن یا حسن وغیرہ بھی لکھی باندھا (۵) جاری مکن غلطی کا تب ہے صحیح فارے مکن ہے (۶) زہر و دہر دونوں بالفتح ہیں (۷) حدیث شریف میں مؤمن بروزن معتد بفتح میم دوم ہی ہے مؤمن بالکسر امین دارندہ و بالفتح امین داشتہ شدہ یعنی جس سے مشورہ طلب کیا گیا اسے امین بنایا گیا تو خلاف مشورۃً خیانت ہے۔ لہذا فقیر کو ان گزارشوں پر جرات ہے کہ یہی حکم شریعت و مقضائے آما ہے (۸) غش اور دولتش میں ضرور اختلاف حرکت ہے اور عیب ہے۔ کوئی عیب لفظی خواہ معنوی ایسا نہیں جس کی مثال اس تذہ کے کلام سے نہ دی گئی ہو اس سے نہ وہ جائز ہوتا ہے نہ عیب ہونے سے باہر آتا ہے اور نہ اس میں ان کی تقلید روا ہو۔ المہ محققین مثل ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا باندھ جانا بے پرواہی پر محمول ہوگا کہ قادرین تھے دوسرا باندھے تو جہل و عجز پر محمول ہوگا، میں نے اس مصرعہ کو یوں بدلا ہے:

وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں حکم میں افعال میں ہر بات میں

(اعتراض سوم) کا (و) وہ جواب صحیح ہے جو جناب نے دیا کہ اس کا لحاظ مستحسن ہے ورنہ

اکابر کے کلام میں بکثرت موجود ہے

قلوب العارفين لها عيون توى مالا يواها الناظرون

واجفحة تطير بغير ريش الى ملكوت رب العالمينا

والسنة بسر قد تناجي بغيب عن كرام كاتينا

(عارفوں کے لئے دل کی آنکھیں ہیں وہ دیکھتی ہیں جو ہم میں سے دیکھنے والے نہیں دیکھتے۔

اور ان کے بازو ہیں کہ وہ پروں کے بغیر اڑتے ہیں پروردگارِ عالم کی بادشاہی میں۔

اور ان کی زبانیں ہیں جو ایسے خفیہ راز کہہ دیتی ہیں جو کراما کاتبین سے پوشیدہ ہیں۔)

(۹) مگر عیوب و ذنوب اور قلوب و خطوب کے قوافی سے اعتقادِ صحیح نہیں کہ کلامِ جمعِ سالم میں ہے۔ فقیر نے بھی یہ قافیہ نہ بدلا تھا کہ ضروری نہ تھا بعد اعتراضِ مرزوات ہی بنا دینا نسب معلوم ہوا۔

(اعتراض چہارم) وہی دوم ہے واکلام الکلام میں نے یہاں پہلا مصرعہ یوں بدلا ہے،

پاک ہے ہر حاجت و ہر عیب سے اس کے سب محتاج ہیں تھوٹے بڑے

اس میں ایک مسئلہ کلیہ زائد ہو گیا۔

(اعتراض پنجم) (۱۰) یہ بھی ضرور قابلِ اخذ و واجبِ ترک ہے اور ایسے تصرفات کا ہم کو اختیار نہ دیا گیا نہ وہ کوئی قاعدہ ہے کہ سماع بے سماع ہر جگہ جاری کر سکیں اور ضرورت کا جواب وہی ہے کہ شعر گفتن چہ ضرور۔ حرکت و برکت اور ان کے امثال میں بوجہ توالی حرکات سکون ثانی بیشک عام طور پر مستقل مگر معرض و معرض و عرض و خرج و فرس و امثالہا کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے۔ میں نے یہاں دو شعروں کو تین سے یوں تبدیل کیا ہے:

ہے منزہ جسم سے وہ پاک ذات بے مکان و بے زمان و بے جہا

خالق ان کا ان سے پہلے جیسے تھا ان کے ہونے پر بھی ویسا ہی رہا

جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے مادہ سے اور مرض سے پاک ہے

مکان سے تنزیہ شعرا دل میں آگئی۔ (۱۱) پاک صفت ہے اور اس میں ضمیر مستتر ہے، ضمیر منظر کی ضرورت نہیں جیسے اس شعر میں،

جانتا ہے راز ہائے سینہ کو دیکھتا ہے دل میں حُب و کینہ کو

(ز) حضرت معترض نے جو تبدیلی فرمائی اس پر جناب کا اعتراض بہت صحیح ہے۔

(اعتراض ششم) بے شبہہ صحیح ہے جسے جناب نے بھی تسلیم فرمایا مگر (ح) شبہہ صحیح بتانا خود غلط

ہے صحیح شبہہ ہے۔ (ط) (۱۲) حاضر و ناظر کا اطلاق بھی باری عز و جل پر نہ کیا جائے گا۔ علماء کرام کو اس

کے اطلاق میں یہاں تک حاجت ہوئی کہ اس پر سے نفی تکفیر فرمائی۔ شرح الوہابانیہ در مختار میں تھا و یا حاضر یا ناظر

لیس یکفر یعنی اللہ عز و جل کو یا حاضر یا ناظر کہنے سے کافرنہ ہو گا۔ میں نے اس شعر کو یوں بدلا ہے،

ہے وہی ہر حسینہ کا شاہد بصیر کچھ نہیں پوشیدہ تجھ سے لے خیر

مصرعہ ثانی میں التفات ہے کہ نفاس صنعت سے ہے۔

(اعتراض ہفتم) وہی ششم ہے مگر (ی) (۱۳) قاضی الحاجات باثبات یا برقرار رکھنا عجیب ہے میں نے اسے یوں بدلا ہے :

بالیقیں وہ قاضی حاجات ہے (یا)

(۱۴) اس کے پہلے مصرعہ وہ عجیب عرض اور دعوات ہے "میں عجیب عرض ترکیب فارسی ہے لفظ اور سے اس پر عطف ناجائز ہے۔ اس پر اعتراض کیوں نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں تبدیل کیا، صر وہ عجیب العرض والدعوات ہے (م)

(۱۵) اسی صفحہ کا شعر "بے دلیل و حجت و برہان یک" میں بھی عطف بہ ترکیب فارسی ہیں تو اظہار نون ناجائز اس پر بھی اعتراض نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں بدلا، صر حاجت حجت نہیں ایماں میں یک (لج)

(۱۶) صفحہ ۷ کے پہلے مصرعہ "خالق خیر اور شر اللہ ہے" میں وہی بات ہے کہ ترکیب اور عطف ہندی اور اب وہ سخت معنی فاسد کو موم کہ شر کا عطف معاذ اللہ خالق خیر پڑھو اور شر اللہ ہے "یہ بھی اعتراض سے رہ گیا میں نے اسے یوں بدلا، صر

خالق ہر خیر و شر اللہ ہے

(اعتراض ہشتم) وہی دوم ہے والکلام الکلام (بد) اس میں یوں تبدیل "شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے" بہت سخت قبیح واقع ہوئی اگر کروڑوں قافیہ تبدیل بلکہ روی رکھتے بلکہ ہر مصرعہ خارج از وزن ہوتا تو بھی ان کروڑوں کی شہانت اس تبدیلی کی کروڑوں حصہ کو نہ پہنچتی۔ نفرت بھاگنے اور بکھنے کو کہتے ہیں اللہ عز وجل کی طرف اس کی نسبت حلال نہیں (یہ) (۱۷) نیز اس مصرعہ ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے "میں ترکیب فارسی کے بعد اظہار نون ممنوع تھا۔ اس پر اعتراض نہ ہوا۔ میں نے یہ شعر یوں بدلا ہے : ص

طاعت و ایمان سے راضی ہے وہ جی شرک و کفر و فسق سے ناراض ہے

(یو) (۱۸) اسی صفحہ میں "بعض افضل بعض پر ہیں بالضرور" تھا لفظ ضرور ہے یا بالضرورۃ، بالضرور کوئی چیز نہیں۔ میں نے اسے یوں بدلا ہے : ص

بعض افضل بعض سے ہیں پُر ضرور

(اعتراض نہم) (یر) "حق ہے معراج محمد دیں پناہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فلک اضافت پر اعتراض بیجا ہے فلک تک دو تک جگہ ملے گا۔ یہیں صک پر اول ان کے حضرت آدم ابو البشر

میں بھی فک تھا وہ کیوں جائز رکھا گیا۔ (بیج) اگر فک نامعقول ہو تو دیں پناہ کو صفت کیوں مانئے بلکہ بحذف بتداجملہ مستقلہ مدحیہ ہے یعنی وہ دیں پناہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس کے نظائر خود قرآن عظیم میں ہیں (یط) یہ بھی نہ سہی کیوں نہ ٹھہرائیں کہ مخاطب سعید کوندا ہے یعنی اسے دیں پناہ (۱۹) یہ جواب کہ خفیف اضافت دی جائے صحیح نہیں اب وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن نہیں ہو سکتا فاعلن کی گنجائش تو پہلے ہی نہ تھی۔ ”دی پناہ فاعلات ہے اب کسرہ وال یہ قلعہ کر دے گا فاعلاتن فاعلات مصفا علن۔ (اعتراض دہم) صحیح ہے (۲۰) ماشاء اللہ یعنی جو اس طرح پڑھا جائے ماشا لا کسی قاعدہ کا مقتضی نہیں حذف ہمزہ بیشک جائز و شائع ہے مگر اب الف و لام میں التقائے ساکنین ہو کر الف گر جائے گا اور یوں پڑھا جائے گا ماشلا، میں نے اسے دو طرح بدلا ہے ”آسمانوں پر الی ماشا الالہ“ یعنی ہمزہ محذوف اور الف شا بوجہ التقاسا قط ہو کر شیخی لام سے مل گیا۔ دوم ”آسمانوں لما شاء الالہ“ لام بمعنی الی بکثرت شائع اور خود قرآن عظیم میں واقع اور اصلاً کسی تکلف کی حاجت نہیں (ی) اس تبدیلی پر جو اعتراض جناب نے کیا وہ صحیح ہے واقعی مفاد اصل و بدل میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے یہ ایک اربعین ہے مع انصاف تام یعنی بیس متعلق بحضرت معترض اور بیس متعلق بجناب والسلام فقیر کی رائے میں دوسری جگہ بھیجیے کی نہ حاجت نہ حصول منفعت کہ بہت تبدیلیں جو درکار ہیں رہ جائیں۔ بعض کہ درکار نہیں عمل میں آئیں بعض کہ خود اشد اعظم تبدیل کے محتاج ہوں ظہور پائیں۔ امید کہ یہاں کی ترمیم کے بعد کوئی غلطی نہ شرعی باقی رہی نہ شعری، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جناب کو فقیر نے لکھا تھا کہ اغلاط شعریہ سے قطع نظر کروں گا اس کے جواب میں فرمائش جناب پر وہ بھی زیر نظر رکھے گئے۔ میری عظیم بے فرصتی بید کثرت کار اور اس پر محض تنہائی۔ اور پھر علالت و نقاہت کا دس مہینے سے دورہ ضرور باعث دیر و تاخیر ہوں گے۔ اگر عجلت نہ فرمائیں اور منظور حضرت عز جلالہ ہو تو کام پورا اور تمام نقائص سے مبرا ہو جائے گا۔ آئندہ جو رائے سامی ہو۔ والتسلیم مع التکریم۔

۲۔ علم از مطبع اہلسنت و جماعت بریلی مسئلہ غشی اعجاز احمد صاحب قیصر مراد آبادی کا تیب

مطبع مذکور ۵ رجب ۱۳۳۵ھ

۵۔ اسی پر آپ کو قیصر مسلمان کا دعویٰ ہے

کبھی یادِ حند اگر لیں کبھی ذکرِ بتاں کر لیں

یہ بحر ہزج سالم ہے یا مزاحف سبع؟ کریں اور کر لیں میں کیا فرق ہے؟ اور کر لیں کی فارسی کیا ہوگی؟

الجواب

مؤمن سالم ہے لیکن قانون تقطیع میں حسب قاعدہ نہ آئے گا لہذا مبیع نہیں، ہاں ایک مصرع مبیع ہے
 سیران قفس کا دم گھٹا جاتا ہے اے صیاد

فعل کا اثر اپنے لئے حاصل کرنا ہو خواہ دوسرے کے لئے اسے مطلقاً کرنا کہیں گے اور کر لینا وہاں کہ اپنے لئے
 تحصیل اثر مقصود ہو اگرچہ اس قدر کہ اس سے فراغ حاصل ہوا میں نے بات کر لی یعنی کر چکا اور کر دینا وہاں کہ
 دوسرے تک وصول اثر مقصود ہو نفع خواہ ضرر، نکاح کر لیا یعنی اپنا اور کر دیا یعنی دوسرے سے اور کیا دونوں کو
 شامل ہے سر اپنا چاک کر لیا اور دوسرے کا کر دیا اور کیا عام۔ فارسی میں اس مختصر ترکیب کا ترجمہ نہیں اور یہ فقط
 کرنے ہی سے خاص نہیں بلکہ ہر فعل میں ہے جیسے کھا لو پی لو مگر دو وہیں ہو گا جہاں دوسرے پر اثر پہنچے کھا دو
 نہ کہا جائے گا انا توڑ دو یعنی دوسرے کو اور توڑ لو یعنی اپنے لئے اور اگر دوسرے کے لئے توڑ رہا ہے اس
 سے کہا انا توڑ لو تو ایک بات نہیں یہاں وہی معنی فراغ ہے کہ یہ اثر اپنے لئے ہے فقط۔

علم و تعلیم

مسئلہ ۳ از اسارا ڈاکٹرنہ کرٹیل ضلع میرٹھ مدرسہ حفاظت الاسلام مرسلہ منشی محمود علی مدرس مدرسہ مذکورہ
۲۹ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ

(۱۰) اس زمانہ میں جبکہ عام جمالت کی گھٹا پھیلی ہوئی ہے تو اس وجہ سے قرآن پاک، حدیث شریف، فقہ حنفیہ کا بوجہ بعض مسائل شرمناک ہونے کے مثلاً حیض، نفاس، جماع، طلاق، ثبوت نسب وغیرہ کے کتب بالا کا ترجمہ کر کے عوام کے دوبرو اظہار کرنا کیا منع ہے؟

(۲) کتب فقہ حنفیہ حنفی کی درسی وغیرہ درسی مثلاً کنز الدقائق، شرح وقایہ، ہدایہ، درمختار، عالمگیری، شامی، قاضیخان وغیرہ اور ان کی شروح جو مشہور مدارس عربیہ میں داخل درس میں آیا صحیح ہیں یا فرضی؟

(۳) جو مسائل کتب مذکورہ بالا سے اخذ کر کے اردو میں کر دئے جائیں تاکہ عوام اُس سے فائدہ مند ہوں تو کیا وہ قابل یقین و عمل نہ ہوں گے جیسے کتب فارسی وارد و مالا بدمنہ، مفتاح الجنّت، بہشتی زیور وغیرہ۔

(۴) جو شخص باوجود دعوائے حنفیت کرتے ہوئے کتب بالا سے انکار کرے اور کہے کہ انکے مسائل فرضی ہیں حنفی مذہب کے نہیں جس کی وجہ ایک گروہ عظیم کا کتب بالا سے اعتقاد خراب ہو جاتا ہے یہ لوگ اپنے دعویٰ میں مقلد ہونگے یا غیر مقلد؟

(۵) اکثر لوگ بہشتی زیور کے بعض مسائل پر کہ متفرق طور سے فصل نجاست اور ثبوت نسب وغیرہ میں ہیں

اعترض کرتے ہیں ہم نے ان کی تحقیق کتب فقہ میں کی تو شرح وقایہ، درمختار، کنز الدقائق میں پائے جاتے ہیں ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل فرضی ہیں ان کا کہا کیونکر صحیح ہے؟

الجواب

(۱) ایسے سوال میں قرآن عظیم کا شامل کرنا سُورِ ادب ہے اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل، نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمایا۔ جس طرح ہمیں نماز روزہ سکھایا یونہی جماع و استنجاء پر تعلیم فرمایا مگر امورِ شرم کا ذکر طرزِ بیان مختلف ہو جانے سے مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک ہی مسئلہ اگر حیا کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو کنواری لڑکی کو اس کی تعلیم ہو سکتی ہے اور بے حیائی کے طور پر ہو تو کوئی مہذب آدمی مردوں کے سامنے بھی بیان نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا مکالم کی طرف سے اُس کی زبان کا بیان ہوتا ہے، تو نہایت ضرور ہے کہ اس کی عظمت و شان ملحوظ رہے، وہ لفظ لکھے جائیں جو اُس کے کہنے کے ہوں، بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآن مجید میں اس کا لحاظ نہ رکھا یہ سخت سُورِ ادب ہے۔ غرض ایک ہی بات اختلافِ طرزِ بیان سے تعلیم سے تو بین مکمل لگاتی ہے جیسے اوشس فرمائیے، تناول فرمائیے، نوش جان فرمائیے۔ کھاؤ، نگلو، تھورو، زہر مار کر دو اور تعلیم و توبین میں کس قدر مختلف ہیں تو صرف اتنا عذر کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے کافی نہیں ہو سکتا جبکہ طرزِ بیان بیہودہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صحیح مقابل فرضی کے لئے تو اس قدر بس ہے کہ وہ کتاب جس کی طرف نسبت کی جائے اُس کی ہو اگرچہ کتنے ہی اغلاط پر مشتمل ہو، جن کتابوں کے نام سائل نے لئے ان میں کوئی فرضی نہیں، کنز سے قاضیخان تک جتنے نام مذکور ہوئے یہ سب صحیح معنی معتمد بھی ہیں مگر اعتماد کیا حاصل اس کی تفصیل ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر کتب مذکورہ بالا سے صحیح ترجمہ کیا جائے اور طرزِ بیان بھی مقبول و محمود ہو اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ ہو تو وہ گویا انھیں کتابوں کا وجود ثانی ہوگا یقیناً تو اعتقادات میں درکار ہوتا ہے اور قابلِ عمل وہ مسئلہ جو مفتی برہو۔ مالابہ میں بھی یاد آئیں اور مفتاح الجنتہ تو وہ بابیہ کے ہاتھ میں رہی جس میں بہت کچھ ”اصلاح“ ہوئی اور بہشتی زیور اغلاط و ضلالت و بطالت و جہالت کا مجموعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) کنز سے قاضیخان تک جتنی کتابوں کے نام لئے ان کی نسبت کوئی حنفی نہیں کہتا کہ ان کے مسائل حنفیہ کے خلاف ہیں اور فرضی ہیں تو سوال ہی فرضی ہے۔ مالابہ و مفتاح الجنتہ کے بعض زیادات الحاقات کو اگر کسی نے ایسا کہا تو بیجا نہ کہا اور بہشتی زیور لافِ العیور ولا فی النفیور (نہ قافلے میں نہ لشکر میں، یعنی کسی شمار میں نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) بہشتی زیور کا حال بالا جمال او پر گزرا بیشک اس میں بہت مسائل باطل و ساختہ ہیں وہ کسی طرح ایسی قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اُسے دیکھے یا اپنے گھر میں رکھے مگر عالم جید بغرض رد و ابطال، مفتی صاحب کا اس پر اعتراض بجا ہے اور عوام اُس کے مسائل سے جتنی بھی نفرت کریں اُن کے حق میں مصلحت دینیہ ہے۔
قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ایاکم و آیاهم لایضونکم و اُن سے دُور بھاگو اور اپنے سے دُور رکھو کہیں وہ یقتونکم۔
تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں۔

علمائے کرام نے وصیت فرمائی کہ جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ پر تصدیق نہ کرو اگرچہ مسئلہ فی نفسہا صحیح ہو کہ اس کی تصدیق نگاہ عوام میں وقعت کا تب کی موجب ہوگی، وہ یہ سمجھ لیں گے کہ یہ بھی کوئی مفتی ہے، پھر اور جو اپنی جہالت سے غلط فتویٰ لکھے گا اُس پر بھی اعتبار کریں گے، جب جاہل کے لئے یہ حکم ہے تو چہ جائے مبتدع چہ جائے مرتد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از جے پور راجو تمانہ بازار ہوا محل مرسلہ محمد یوسف مدرس مدرسہ فیض محمدی
۲ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ در مختار و شرح وقایہ و ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری و کنز الدقائق و قدوری وغیرہ المصلی وغیرہ کتب فقہیہ میں وہ مسائل جو بلفظ قال ابو حنیفہ و عند ابی حنیفہ (ابو حنیفہ نے فرمایا اور ابو حنیفہ کے نزدیک یوں ہے۔ ت) منقول ہیں کیا اُن کی اسناد بقاعدہ محدثین صاحب کتاب سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتی ہیں تو ایک دوسرے کی سند بطور نظیر کے ارقام فرمادیں۔

الجواب

تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بلفظ قال و عند نسبت کے جاتے ہیں کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور اُن تک اسانید متصلہ موجود ہر مسئلہ کے لئے جدا سند کی حاجت نہیں جس طرح صحیح بخاری تک ہم اسانید متصلہ رکھتے ہیں، صحیح کی تمام حدیثیں ہمارے پاس انہیں سندوں سے ہیں ہر حدیث میں جدید سند کی ضرورت نہیں۔ صاحب در مختار رضی اللہ تعالیٰ عنہ در مختار میں فرماتے ہیں :

میں اس (علم فقہ) کو روایت کرتا ہوں اپنے استاد
شیخ عبد النبی خلیلی سے، وہ روایت کرتے ہیں
مصنف (یعنی شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد
عزیز ترمذی) سے وہ ابن نجیم المصری (یعنی علامہ
محقق زین صاحب بحر الرائق) سے وہ اپنی سند
کے ساتھ جو متفق ہے صاحب مذہب امام ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ کیساتھ (مصنف کے اس قول تک کہ)
یہ فقہ علمائے کبار سے متعدد طرق کے ساتھ ہماری اجازت
میں مفصل مذکور ہے (ت)

محقق زین روایت کرتے ہیں علامہ ابن شلیبی صاحب فتاویٰ
سے وہ ابن شحنة شارح وہبانیہ سے وہ امام
ابن ہمام مصنف فتح القدير وزاد الفقيه سے وہ
علامہ قاری الہدایہ سے وہ علامہ علاء الدین
سیرانی سے وہ سید جلال الدین صاحب کفایہ
سے وہ امام عبد العزیز بخاری صاحب کشف
بزدوی سے وہ کنز وافی و کافی کے مصنف
حافظ الدین نسفی سے وہ امام شمس الائمہ
کردری سے وہ ہدایہ، کفایہ المنہجی اور تجنیس
کے مصنف امام برہان الدین سے وہ امام
فخر الاسلام علی بزدوی سے وہ امام شمس الائمہ
رخسی صاحب مبسوط سے وہ امام شمس الائمہ
طوائفی سے وہ قاضی ابو علی نسفی سے وہ امام

ابی اسویہ عن شیخنا الشیخ عبد النبی
الخلیلی عن المصنف (ای شیخ الاسلام
ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الغزالی
التمرتاشی) عن ابن نجیم المصری (ای
العلامة المحقق زین صاحب البحر الرائق)
بسندہ الی صاحب المذهب ابی حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ (القول) کما
هو مبسوط فی اجازاتنا بطرق عديدة
عن الشانخ المتبحرین الکبار علیہ

علامہ صاحب بحر کی سند یہ ہے :

المحقق زین عن العلامة ابن الشلیبی
صاحب الفتاوی عن ابن الشحنة شارح
الوهبانية عن الامام ابن الهمام صاحب
فتح القدير وزاد الفقيه عن الامام
العلامة قاری الہدایہ عن العلامة
علاء الدین السیرانی عن السید جلال الدین
صاحب الکفایہ عن الامام عبد العزیز
البخاری صاحب کشف بزدوی عن الامام
حافظ الدین النسفی صاحب کنز وافی
والکافی عن الامام شمس الائمہ کردری
عن الامام برہان الدین صاحب الہدایہ
وکفایہ المنہجی والتجنیس عن الامام
فخر الاسلام علی بزدوی عن

الامام شمس الائمة السرخسی صاحب المبسوط
 شرح کافی الامام المحاکم الشهيد عن
 الامام شمس الائمة الحلواني عن القاضي
 ابی علی النسفی عن الامام الفضل عن
 ابی عبد الله السبذمونی عن ابی حفص
 الصغیر عن ابیه الامام ابی حفص الکیبر عن
 الامام محمد عن سراج الامة الامام الاعظم
 وایضا عن محمد عن یعقوب عن ابی حنیفه
 رضی الله تعالی عنہم۔

فضل سے وہ ابو عبد الله سبذمونی سے
 وہ ابو حفص صغیر سے وہ اپنے والد
 امام ابو حفص کبیر سے وہ امام محمد سے
 وہ سراج الامة امام اعظم ابو حنیفه
 سے نیز امام محمد روایت کرتے
 ہیں امام یعقوب (ابو یوسف) سے اور
 وہ امام ابو حنیفه سے مرضی اللہ تعالیٰ
 عنہم۔ (ت)

صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک فقیر کی سند صدر جلد اول فتاویٰ فقیر اور بفضلہ تعالیٰ
 کتب ظاہر الروایہ بلکہ کتب نوادر بلکہ بیشتر کتب علماء و مشائخ تک باسانید متصلہ موجود۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹ از احمد آباد گجرات محلہ جمالیپور مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب
 ۹ صفر المظفر، ۱۳۳۲ھ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری کی عبارت اگر آپ کے زیر نظر ہو تو یہ پتا بتائیے کہ یہ مرقاۃ
 کی کون سے باب و فصل اور کون سے صحابی کی حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے یہ حدیث نقل
 کی ہے اس کی بندہ کو ضرورت ہے ممنون و مشکور ہو گا عبارت یہ ہے :
 انه بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 علیہ وسلم ان من قال لا الہ
 الا اللہ سبعین الفا غفر اللہ تعالیٰ
 لہ ومن قیل لہ غفر لہ ایضا۔
 مجھ تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کی یہ حدیث پہنچی، آپ نے فرمایا کہ بے شک
 جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ
 اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جس کیلئے
 یہ کہا گیا اس کی بھی مغفرت فرمائے گا۔ (ت)

لہ البحر الرائق

الجواب

مولانا اکریم، السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ !
یہ عبارت مرقاة کتاب الصلوۃ، باب ما علی المأموم من المتابعة، فصل ثانی، حدیث علی و
معاذ بن جبل علیہما الرضوان کی شرح میں ہے۔ مطبع مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔

زبان و بیان

مسئلہ از ملک بنگال ضلع فرید پور مرسلہ شمس الدین صاحب
زنائے خلاف رضا مندی و بلا رضا مندی میں کیا فرق ہے؟

الجواب

مہمل و بے حاصل سوال ہے۔ خلاف رضا و عدم رضا میں عموم و خصوص مطلق ہے وہ بات جس کی طرف نہ رغبت نہ نفرت، خلاف رضا نہیں بلا رضا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

اول: ینزل ملکہ عن المسجد والمصلیٰ
بالفعل وبقولہ جعلتہ مسجداً
مسجد اور عید گاہ میں فعل نماز سے مالک کی ملکیت
زائل ہو جاتی ہے اور یہ کہنے سے بھی ملکیت زائل
ہو جاتی ہے کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا۔ (ت)

یہ واو جس پر م بنا ہوا ہے "یا" کے معنی دے گا یا "اور" کے؟

دوم: واذا بنی مسجداً لم یزل
ملکہ عنہ حتیٰ یفرزہ عن ملکہ بطریقہ
جس شخص نے مسجد بنائی تو اس سے باقی کی ملکیت
زائل نہ ہوگی جب تک اس کا راستہ الگ کر کے

وَيَاذِ النَّاسَ بِالصَّلَاةِ

اُسے اپنی ملکیت سے جُدا نہ کر دے اور جب تک لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دے دے (ت)

یہ واو جس پر ص دوسری جگہ ہے اس کے معنی "یا" کے ہونگے یا "اور" کے؟ اور وجہ کیا ہے؟

الجواب

پہلی عبارت درمختار کی ہے اور اس میں واو بمعنی "یا" ہے یعنی مسجد میں فعل نماز سے ملک مالک زائل ہو جاتی ہے اور مالک کے اس قول سے بھی کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا، دونوں میں جو ہو کافی ہے دونوں کا وجود ضروری نہیں۔ ردالمحتار میں اسی پر لکھا:

لم يرد انه لا يزول بدونه لما عرفت انه يزول بالفعل ايضا بلا خلاف والله تعالى اعلم ہوگی اس لئے کہ تو جان چکا ہے کہ ملکیت تو محض فعل نماز سے بھی زائل ہو جاتی ہے اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دے دے۔ (ت)

دوسری عبارت ہدایہ کی ہے اور اس میں واو بمعنی "یا" نہیں بلکہ امران ضرور ہے اور اس کے بعد طرفین کے نزدیک ایک بار نماز باذن ہونا لازم، اور امام ابو یوسف کے نزدیک صرف زبان سے کہہ دینا کافی کہ میں نے اسے مسجد کیا۔ اسی کو اس عبارت کے متصل ہدایہ میں بتایا،

وقال ابو يوسف يزول ملكه لقوله جعلته من مسجد. امام ابو يوسف نے فرمایا اس کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا ہے اس کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے۔ (ت)

اور قول امام ابو یوسف پر ہی فتویٰ ہے کہ دونوں میں سے جو ہو کافی ہے فعل و قول کا جمع ہونا ضرور نہیں۔ ردالمحتار میں ہے،

في الدر المنتقى وقد مر في التنوير و درر منقہ میں ہے کہ تنویر، در اور وقایہ میں امام الدکر والوقایہ وغیرہا قول ابی یوسف وعلت اد جحیتہ فی الوقف والقضاء

۶۲۴/۲	الملکۃ العربیۃ کراچی	کتاب الوقف	لہ الہدایۃ
۲۶۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	مطلب فی احکام المسجد	لہ ردالمحتار
۶۲۴/۲	الملکۃ العربیۃ کراچی	"	لہ الہدایۃ
۳۴۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لہ ردالمحتار

مسئلہ ۱۲ از مدرسہ منظر الاسلام بریلی مرسلہ مولوی اکبر حسین رام پوری طالب علم

۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۲۶ھ

بغالی خدمت اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی عرض ہے کہ ایک شعر کے معنی میں نہایت فکر کرتا ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ امید کہ میں حضور کی ذات اقدس سے کامیاب ہوں گا، شعر یہ ہے:۔
میری تعمیر میں مضمر اک صورت خرابی کی
بیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا

الجواب

بیولی مادے کو کہتے ہیں جس میں شے کی قابلیت اور استعداد ہوتی ہے اور ”خون گرم“ سعی کا سبب کہ دہقان کی سعی سے کھیتی کی پیداوار ہے۔ اور اس کا محاصل خرمن کہ برق گرے تو اسے بالکل غیبت و نابود کر دے۔ تو کہتا ہے کہ وہ خون گرم دہقان کے سبب پیدا ہوا۔ وہی برق خرمن کا مادہ بنا کہ حرارت میں برق بننے کی استعداد تھی اور وہی بالآخر اپنے پیدا کردہ خرمن پر بجلی ہو کر گر ا اور اسے فنا کر گیا تو اس تعمیر میں میرانی کی صورت پنہاں تھی کہ:۔

لدا للوت وابنوا للخراب جیو مرنے کے لئے اور عمارتیں بناؤ خراب و برباد ہونے کے لئے۔

مسئلہ ۱۳ از سہیلی بھیت محلہ احمد زئی مرسلہ مولوی سید محمد عمر الہ آبادی شہروردی ۱۸ رجب ۱۳۲۶ھ

(۱) من آن وقت بودم کہ آدم نبود کہ حوا عدم بود آدم نبود

(۲) من آن وقت کردم خدا را بخود کہ ذات و صفات خدا ہم نبود

(۳) غور سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرما تین سو ساٹھ برس پایا خدا سے پہلے

(۱) میں اس وقت تھا کہ آدم نہ تھا، کہ حوا معدوم تھی اور آدم نہ تھا۔

(۲) میں نے اس وقت خدا کو سجدہ کیا کہ خدا کی ذات و صفات بھی موجود نہ تھیں۔ [

ان تینوں شعروں کا مطلب تحریر فرمائیے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور کس کتاب میں ہیں؟ ایک شخص نے مجھ سے ان شعروں کا مطلب دریافت کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم میں کیسے بتلاؤں۔ لہذا آنجناب سے سوال ہے کہ مطلب تحریر فرمائیے فقط المستفتی محمد عمر

الجواب

ایسے اشعار کا مطلب اس وقت پوچھا جاتا ہے جب معلوم ہو کہ قائل کوئی معتبر شخص تھا ورنہ

بے معنی لوگوں کے ہذیان کیا قابل التفات ۔

شعر اول کے مصرعہ اخیر میں ”اَن دَم نبو“ چاہئے ”ورنہ قافیہ غلط ہے، بہر حال اس کا مطلب صحیح و صاف ہے وجود اور و ارج قبل اجسام کی طرف اشارہ ہے۔
شعر دوم صریح کفر ہے۔

شعر سوم میں دراصل تین سو تیرہ برس کا لفظ ہے۔ فرحان ہمارے بریلی کے شاعر تھے ان کی زندگی میں انکی یہ غزل چھپی تھی۔ فقیر نے ججی دیکھی تھی اس میں تین سو تیرہ کا لفظ تھا، اس میں شاعر نے یہ مہمل و بیہودہ و لغو مطلب رکھا ہے کہ لفظ محمد کے عدد ۹۲ ہیں اور لفظ خدا کے عدد ۶۰۵، ظاہر ہے کہ ۶۰۵ سے ۹۲ بقدر ۵۱۳ کے مقدم ہے۔ بیہودہ معنی اور بے معنی بات، واستغفر اللہ العظیم۔ یہ وہ ہے جو شاعر صاحب نے سمجھا تھا اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد سے مراد مرتبہ رسالت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ہو جس کا سر صرف س ہے کہ رویت و روایت و رویت درائے سب کا مبداء ہے اور انہار رسالت کے یہی نتائج ہیں۔ اس کے عدد ۲۰۰ ہیں اور رسول ۳۱۳ کہ حقیقۃً سب ظلال رسالت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحمۃ ہیں مجموعہ ۵۱۳ ہوا۔ رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ۔ جب تک رسولوں پر ایمان نہ لائے اللہ عزوجل پر ایمان نہیں مل سکتا۔ پھر اس تک رسائی تو بے وساطت رسل محال ہے اور تصدیق سب رسولوں کی جزا ایمان ہے لا تفرق بین احد من سلسلہ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے شعر ہے، رسولوں کی بدلیاں بھی تحویل تھیں اور برس بمعنی بارش ہے ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم سے خاتم تک رائے رسالت میں یہ تین سو تیرہ قطر فرمائے تین سو تیرہ ابر رحمت برسائے جب تک ان سب کی تصدیق سے بہرہ ورنہ ہو خدا تک رسائی ناممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وعظ و تبلیغ

مسئلہ از سہرام ضلع گیا محلہ پٹیان ٹولی عرف نیم کالے خاں مرسلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب
۱۴ اشوال ۱۳۳۵ھ

دیوبندی سہارنپوری، نانوتوی والہ آبادی وغیرہ اس مساجد کی تعمیر و تحفظ میں بلا ترجیح یکدیگر
جو کچھ اقوال مختلفہ بیان کرتے ہیں کہان تک حتی بجانب ہے تا وقتیکہ بدعت واجب، مندوب، مباح،
حرام، مکروہ اور بدعت کی وجہ حسن و قبح اور فرق درمیان بدعت و مباح و تخصیص حدیثیں،

(۱) من سنّت سنة حسنة ومن سنّت
سنة سيئة۔
جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اور جس نے بُرا
طریقہ ایجاد کیا (ت)

(۲) من احدث في امرنا هذا ما ليس
منه فهو مرد۔
جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالے وہ
مردود ہے۔ (ت)

(۳) من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاه
الله ورسوله۔
جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو بری ہے جسے
اللہ و رسول پسند نہیں فرماتے (ت)

۱۔ مسند الامام احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ص ۳۶۱ و صحیح مسلم کتاب العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۱/۲

۲۔ صحیح مسلم کتاب الاقضیة باب نقص الاحکام الباطلة الخ

۳۔ جامع الترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنة واجتناب البدعة امین کمپنی دہلی ۹۲/۲

کے مطابق ہر امور حسنہ کو سنیہ سے پاک رہنے کا حال مفصل نہ کہ سنائیں کہ عوام غلط فہمی سے حق تلفی کر کے امور حسنہ کو بامیزش منوعات کے مذہم نہ کر دیں اگر اس کا التزام مذکورین اپنے اپنے وعظ میں نہ کریں تو مورد الزام ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب

واعظ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو، دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں ان کا وعظ سننا حرام اور دانستہ انھیں واعظ بنانا کفر۔ علمائے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ،
من شك في كفره وعذابه فقد كفر^۱ جس نے ان کے کفر اور عذاب میں شک کیا اس نے کفر کیا۔ (ت)

اسی طرح تمام وہابیہ وغیرہ متقلدین فاتھم جميعا اخوان الشياطين (کہ وہ سب شیطانوں کے بھائی ہیں۔ بت) دوسری شرط سنی ہونا غیر مستحی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام^۲ جس نے کسی بد مذہب کی توفیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

تیسری شرط عالم ہونا، جاہل کو واعظ کہنا جائز ہے، جیسا کہ ارشاد ہے،

اتخذ الناس رؤسا جعلا لا فسلوا فافقوا بغير علم فضلوا واضلوا^۳ لوگوں نے جاہلوں کو سر بنالیا پس جب ان سے سوال کیا گیا تو انھوں نے بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کئے تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔
چوتھی شرط فاسق نہ ہونا، تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے،
لا ت في تقديمه للامامة تعظيمه^۴ کیونکہ اسے امامت کے لئے مقدم کرنے میں سبکی

۳۵۶/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب المرتد	۱۰۰
۹۴ ص	مطبع المہنت وجماعت بریلی	حسام الحرمین علی منکر الکفر والمین	۱۰۱
۲۱۹/۱	مؤستہ الرسالہ بیروت	حدیث ۱۱۰۲	۱۰۲
۲۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب کیف یقبض العلم	۱۰۳

وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً^۱ تعظیم ہے حالانکہ شرعاً مسلمانوں پر اسکی توہین واجب ہے (ت)
اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں سنی صحیح العقیدہ عالم دین متقی وعظ فرمائے تو عوام کو اس کے وعظ
میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شرعیہ کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصلحت ہو جس
پر اسے اطلاع نہیں تو پیش از وعظ مطلع کر دیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

علم الحيوان

مسئلہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں ؛
گتہ اور کل جانور چرند و پرند کس کی اولاد میں ہیں ؟

الجواب

ہر جانور کہ مادہ سے پیدا ہوتا ہے اپنی قسم کے اس پہلے جانور کی اولاد میں ہے جسے رب عز و جل
نے ابتداءً بنایا تھا، مثلاً سب میں پہلا گھوڑا جو مٹی اور پانی سے رب عز و جل نے بنایا سب گھوڑے
اس کی نسل ہیں، یونہی گتے وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تشریح ابدان

مسئلہ ۱۶ مسئلہ مولوی نواب محمد سلطان احمد خاں صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

زید کہتا ہے حال میں دو شخص ایسے پائے گئے ہیں جن کے دو دُول ہیں اور ڈاکٹروں نے بھی اس کو اپنے طور پر جانچ کیا ہے، بکر کہتا ہے کہ ایک شخص کے دو دُول نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ما جعل الله لرجل قلبين في جوفه ۱؎ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دُول نہ رکھے (ت)

اس پر خالد کہتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے،

هو الذي يصوركم في الامحام كيف يشاء ۲؎ وہی ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔ (ت)

پس یہ امر عجائب صنع باری سے ہے جیسے کہ ایک شخص ایسا بھی موجود ہے جس کا دل داہنی طرف ہے اسی طرح عجیب الخلقت بچے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، کیا انسان کیا جانور۔ اور پہلی آیت تو اس شخص کے بارے میں اُتری ہے جو دعویٰ کرتا تھا کہ اس شخص کے دو دُول ہیں لہذا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم و فہم رکھتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میں لوگ طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اس لئے اس شخص نے

۱؎ القرآن الکریم ۴/۳۳
۲؎ " " ۶/۲

کہہ دیا جس سے لوگ آپ سے برگشتہ ہو جائیں تو خدا تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ظاہر کر دیا۔ پس علماء دین قیوم سے قلب استفسار ہے کہ مشاہیر و آیات کا کیا ہے اور اس بارہ میں کیا اعتقاد رکھنا چاہئے ؟
القوا کلام نفیسکم فی قلبی توجرواھن ربی (اپنا نفیس کلام میرے دل میں ڈالو، میرے رب سے اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب

قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن و محل عقل و فہم و مشاقت و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے، دو بادشاہ در اقلیم نہ کجند (ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں ہوتے۔ ت) آیہ کریمہ میں سرجل نکرہ ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عموم و استغراق ہے یعنی اللہ عز و جل نے کسی کے دو دل نہ بنائے، نہ کہ فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الاوان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت
صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد
الجسد کلہ الا وہی القلب یہ
سنتے ہو بدن میں ایک پارہ گوشت ہے کہ وہ
ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور
وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، سنتے ہو وہ

دل ہے۔

تو اگر کسی کے دو دل ہوں، ان میں ایک ٹھیک رہے ایک بگڑ جائے تو چاہئے معاً ایک ان میں سارا بدن بگڑا اور سنبھلا دونوں ہوا اور یہ محال ہے۔ جب دو دل ہیں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گا یا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے، اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کریگا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے دوسرا بد گوشت ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اس کی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں

۱۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لذینہ قیدی کتب خانہ کراچی ۱۳/۱
صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ الحلال وترك الشبہات ۲۸/۲

ایک بد گوشت بصورتِ ذل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے۔ آدمی روحِ انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روحِ انسانی متجزی نہیں کہ آدمی ایک دل میں رہے آدمی دوسرے میں۔ تو جس سے وہ اصالتاً متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے دوسرا سلب ہے، اور آیہ کریمہ میں یسود کہ فی الامر حام کیفیتِ یشاء فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کیفیتِ تشاؤن و بتخیلاتکم تختوعون جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گھڑو ویسی ہی تصویر بنادے، یہ محض باطل ہے اور اس نے اپنی مشیت بتادی کہ کسی کے جوف میں میں نے دو دل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب

محکم دہن فرما چھوٹے نواب صاحب سلمہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ تکمیل مجددور کا یہ نیا قاعدہ ہے کہ سر مجددور کی طرف ایک کو نسبت کر کے مجددور نصبت سر لا کا سر کر کے شامل کریں مجددور کامل ہو جائے میرے نزدیک یہ صحیح نہ آئے گا مثلاً $2 + 4 = 6$ ۔ ۲۰ بطور مذکور پر $2 + 1 = 3$ ۔ $9 + 20 = 29$ ہرگز مجددور کامل نہیں یا $3 - 4 = 1$ بطور مذکور $3 - 4 = 1$ ۔ $1 + 2 = 3$ ۔ $1 + 2 = 3$ ہرگز مربع نہیں۔

(۲) مساوات درج دوم سے یہ بہت سہل حل ہو سکتا یہاں تک آپ لے آئے کہ - ۴ء لا + ۴۵۰۰ لا = ۶۴۵۰۰ یہاں نفی و اثبات کا قلب کر لیجئے مساوات یہ ہو جائیگی ۴ء لا = ۴۵۰۰ = ۶۴۵۰۰ پھر خواہ یوں عمل کیجئے لا = ۴۵۰۰ = ۶۴۵۰۰ طرفین میں ۲۲۵۰ کا مجذور شامل کیجئے یا مساوات کو بحال رکھ کر ۲۹۶ میں ضرب دے کر طرفین میں (۶۴۵۰۰) شامل فرمائیے مدعا حاصل ہوگا۔

(۳) ہاں لطیف ترین یہ ہے کہ درج دوم کا نام نہ آنے پائے صرف مساوات درج اول سے حاصل ہوائے بتائیے وہ بہت آسان ہے فقط۔

مشتملہ مسئلہ قاضی فضل احمد صاحب لودیانوی ۲۲ صفر مظفر ۱۳۳۹ھ
 علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے ایک رافضی نے کہا آیت کریمہ انا من الحزب من منتقمون
 (بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔ ت) کے عدد ۱۲۰۲ ہیں اور یہ ہی عدد ابوبکرؓ عمرؓ
 عثمانؓ کے ہیں۔

الجواب

روافض لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا و پا در ہوا پر ہے۔
 اولاً ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابقت کر سکتے ہیں اور آیت ثواب کے اسماء کفار سے
 کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیاً امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان ہیں۔
 رافضی نے آیت کو اُدھر پھیرا کوئی ناصبی اُدھر پھیر دے گا اور دونوں ملعون ہیں، حدیث میں ہے سیدنا
 امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد
 فرمایا، اردنی ابی ماسیمتمو مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا۔ مولیٰ علی نے عرض کی،
 حرب۔ فرمایا، نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف
 لے گئے اور فرمایا، مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا، مولیٰ علی نے عرض کی، حرب۔
 فرمایا، نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام محمدؐ کی ولادت پر وہی فرمایا۔ مولیٰ علی نے وہی عرض کی۔
 فرمایا، نہیں بلکہ وہ محمدؐ ہے۔ پھر فرمایا، میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام

لہ القرآن الکریم ۲۲/۲۲

لہ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب الحار والسین ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دار الفکر بیروت ۱/۵۵

لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف
ثالثاً رافضی نے عدد غلط بتائے۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف
نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔ ہاں اور رافضی (۱) بارہ سو دو عدد کا ہے کے ہیں

(۳) ہاں اور افضی! اللہ عز وجل فرماتا ہے:

اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲ میں اور یہی عدد وہی روافض اثنا عشریہ شیطانیہ اسمعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہے تو یہی عدد وہی روافض اثنا عشریہ ولصیریہ واسماعیلیہ کے۔
(۴) ہاں اور افضی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اس کے عدد چھ سو چالیس ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حل کے۔
(۵) نہیں اور افضی ! بلکہ اللہ عز وجل فرماتا ہے :

اس کے عذ جودہ سو پنیالیس ہیں اور یہی عدد ابو بکر عمر عثمان علی سعد کے۔
 باب الحار والاسین ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دار الفکر بیروت ۱/۵۵۷
 لہ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب الحار والاسین ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دار الفکر بیروت ۱/۵۵۷
 ۲۵/۱۳ القرآن الکریم

٥٢ القرآن الكريم ١٥٩/٦
٥٢ ~ ~ ١٩/٥٤

جلد پنجم

(۶) نہیں اور افضیٰ بلکہ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے :

اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم اجرہم ونورہم۔
وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کیلئے
ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔

اس کے عدد ۵۲، ۱۱ ہیں اور یہی عدد ہیں ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر کے۔

(۷) نہیں اور افضیٰ بلکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

والذین امنوا باللہ و رسلہ اولئک ہم
الصدیقون والشہداء عند ربہم اجرہم
اجرہم ونورہم۔
جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر
وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں
ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔

آیہ کریمہ کے عدد ۳۰، ۱۶ اور یہی عدد ہیں صدیق فاروق ذو النورین علی طلحہ زبیر سعد سعید ابو عبیدہ عبد الرحمن
بن عوف کے۔

الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
اسمائے طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف و تصنع کو دخل نہیں، کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے یہ تمام
آیات عذاب و اسمائے اشرا و آیت مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابقت کے جن میں صرف
چند منٹ صرف ہوئے اگر کچھ کراہد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر
بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حقوق العباد

مسئلہ ۱۹ از شہر ربلی محلہ لودی ٹولہ مسئلہ نظیر احمد شہر کمنہ شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۴ھ
کوئی شخص اگر کسی کی عورت کے ساتھ بد فعلی کرے اور اس عورت کے خاوند سے معافی چاہے تو
کیا معاف ہو جائے گا یا توبہ بھی اس پر لازم ہوگی؟ اگر فقط توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جائے تو اس وقت
میری عرض یہ ہے کہ حق العباد تو معاف نہیں ہوتا تا وقتیکہ صاحب حق سے معافی نہ لے، کیا یہ حق العباد
نہیں ہے؟ مفصلاً تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

عورت جس کا شوہر ہو یا باپ بھائی وغیرہم اولیاء جن کو اس امر سے عار پہنچے فرض کیجئے وہ دسٹل
شخص میں تو اس کے ساتھ معاذ اللہ بدکاری اگر بے اس کی رضا کے ہے تو بارہ حقوق میں گرفتاری ہے،
ایک حق مولے عزوجل کا کہ اُس کی نافرمانی کی، دوسرا اس عورت کا کہ اُس کی عصمت خراب کی، تیسرا اس کے
شوہر کا۔ یوں ہی باقی دسٹل حقداروں کا، جب تک یہ سب معاف نہ کریں معاف نہ ہوگا بجا لیکہ ان کو اطلاع
پہنچ جائے۔ اور اگر برضاے زن ہے تو عورت اور دونوں گیارہ سخت حقوق میں گرفتار ہوئے، ایک حق
مولے عزوجل کا، دسٹل اُن دسوں کے، اور اس صورت میں عورت کا حق نہ ہوگا کہ وہ راضی ہے اور عورت
زنا کے باعث نکاح سے خارج نہیں ہوتی مگر اُس حالت میں کہ شوہر کے باپ یا بیٹے سے یہ امر واقع ہو تو

نکاح فاسد ہو جائے گا۔ شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی کہ کبھی حلال نہیں ہوتی۔ شوہر پر فرض ہو گا کہ اسے
چھوڑ دے مگر بے اس کے چھوڑے نکاح سے نکلے گی اب بھی نہیں، دوسری جگہ نکاح نہ کر سکے گی۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

لغت

مسئلہ ۲۰ از کانپور محلہ ناچ گھر قدیم مسئلہ مولانا مولوی محمد آصف صاحب قادری رضوی برکاتی
۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک۔ قبلہ قبلہ پرستان و کعبہ ارباب ایتقان مدظلہم العالی۔ بعد تسلیمات
فدویانہ و تمنائے حضور شرف آستانہ۔ الفاظ شکیل و عقیل بمعنی دانا کی صحت و تغلیط سے مطلع فرمائیں۔
جناب جلال کھنوی آنجنابی کو کترین نے حسب ذیل تحریر بھیجی تھی ہر دو الفاظ مذکورہ اُن کے نزدیک غلط ہیں۔
شکیل اور عقیل ذوق مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار میں پائے جاتے ہیں:۔

نور معنی ہے بہر شکل نتیجہ اُس کا اللہ اللہ رے نہ ہے شکل شہنشاہ شکیل
دانش آموز ہو گر تربیت عام تری بید مجنوں کو بنا دے ابھی انسان عقیل
غیاث میں ہے،

عقیل بفتح اول و کسر قاف مرد بزرگ و بسیار دانا عقیل (ع پر زبر اور ق کے نیچے زیر) بزرگ اور
و زانو بند شتر و نام پسرابی طالب کہ دانا تر بود بہت عقل والا آدمی۔ اور اُونٹ کا زانو بند۔
پر نسبت قریشیؑ اور ابو طالب کے بیٹے کا نام کہ وہ قریش کی نسبت
زیادہ عقلمند تھا۔ (ت)

۱۰

اس تحریر کا جواب جناب جلال نے یہ تحریر فرمایا تھا:

”ذوق نے جو شکیل و عقیل معنی دانا باندھا ہے آپ کے نزدیک وہ پایہ اعتبار میں ہو گا میرے نزدیک نہیں، اس لئے کہ شکیل و عقیل معنی دانا کسی لغت معتبر میں مثل صراح و قاموس کے نہیں نکلتا، نہ اساتذہ پارس کے اشعار میں ہے، پھر کیونکر میں مان لوں اور صاحب غیاث بھی عقیل کو معنی دانا لکھا کریں مگر صاحب غیاث کا ماخذ جو لغت ہیں ان میں سے بھی کسی نے لکھا ہے۔“ فافہم بیچہ اں جلال۔

الجواب

صد ہا الفاظ عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی پر مستعمل ہیں اُن معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہئے۔ ذوق مرحوم اس زبان کے مسلم اساتذہ سے تھے۔ معترض صاحب کا تخلص جلال ہے لفظ تخلص اس معنی پر کون سے قاموس میں ہے، اردو میں جلال ”غصہ“ کو کہتے ہیں، جلال آگیا۔ عربی میں اس معنی پر کب ہے بلکہ غصہ بھی عربی میں ”گلے کا اچھوٹا“ ہے نہ کہ خشم۔ اس قسم کے الفاظ کی فہرست کبھی جائے تو ایک رسالہ ہو۔ انھیں میں شکیل و عقیل بھی ہیں۔ شکیل بمعنی حسین اور عقیل بمعنی صاحب عقل معترض کا کہنا کہ ”ذوق نے شکیل و عقیل معنی دانا“ باندھا“ محض نادانی ہے شکیل معنی دانا ”شعر ذوق میں کہاں سے سمجھا بلکہ عقیل و دانا میں بھی عقیل دانا کے نزدیک فرق ہے عقل و علم شے واحد نہیں علمہ اکبر من عقلہ (اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ ت) مشہور ہے، جہاں تک میرے کان کا سُنا ہوا ہے معترض کا مذہب شیعہ تھا ایسی حالت میں جناب اور فرمایا نہ چاہئے۔ والسلام مع الکرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خواب

مسئلہ از کانپور محلہ مولیٰ گنج مرسلہ امام الدین صاحب امام مسجد شکر اللہ صاحب سوداگر
۱۳ ربیع الآخر شریف

خواب کیا چیز ہے؟

الجواب

خواب چار قسم ہے،

ایک حدیث نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب آجے جب سویا اور اس طرف سے جو اس معطل ہو
عالم مثال بقدر استعداد منکشف ہوا انھیں خیالات کی تشکیلیں سامنے آئیں یہ خواب مہل و بے معنی ہے اور
اس میں داخل ہے وہ جو کسی غلطی کے غلبہ اس کے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفراوی آگ دیکھے بلغمی پانی۔
دوسرا خواب القاعے شیطان ہے اور وہ اکثر وحشتناک ہوتا ہے شیطان آدمی کو ڈراتا یا
خواب میں اس کے ساتھ کھیلتا ہے اس کو فرمایا کہ کسی سے ذکر نہ کرو کہ تمہیں ضرر نہ دے۔ ایسا خواب
دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اچھڑ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے۔
تیسرا خواب القاعے فرشتہ ہوتا ہے اس سے گزشتہ و موجودہ و آئندہ غیب ظاہر
ہوتے ہیں مگر اکثر پردہ تاویل قریب یا بعید میں، لہذا محتاج تعبیر ہوتا ہے۔

چوتھا خواب کہ رب العزۃ بلا واسطہ القاء فرمائے وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاجِ تعبیر سے
بری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اخبار

۲۲ ستمبر ازکراچی میمن مسجد رام باغ گاڑی حادثہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ
جو شخص جس کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ اس کو پوری طرح سے ادا نہ کرے یعنی قاصر رہے تو اس کو
کیا سمجھنا چاہئے؟ بیتوا تو جردوا (بیان کیجئے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

اس میں ہزاروں صورتیں ہو سکتی ہیں، ایسی گول بات قابل جواب نہیں ہوتی۔ کیا کام، کیسا انتخاب،
کیونکر نہ کرنا، ایک ایسے کام کے لئے منتخب کیا تھا جو اس کے لئے مباح ہے نہ کیا تو کیا الزام، اور اگر اس پر
فرض تھا اور نہ کیا تو سخت گناہ نگار اور حرام تھا اور نہ کیا تو بہت اچھا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عقائد و کلام و دینیات

مسئلہ ۲۳ از حسن پور ضلع مراد آباد بذریعہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی
تا ۲۹ مسئلہ حافظ اکرام اللہ خاں ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ

سوال اول: تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل کی فخر المطالع لکھنؤ کی چھپی ہوئی کے صفحہ ۳۲۹ پر جو سرس شریف کی تردید میں کچھ نظم ہے اور رند ہی وغیرہ کا حوالہ دیا ہے اسے جو پڑھا تو جہان تک عقل نے کام دیا سچا معلوم ہوا کیونکہ اکثر سرس میں رند یا ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رند یوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں کیونکہ خیال بد و نیک اپنے قبضہ میں نہیں، ایسی اور بہت ساری باتیں لکھی ہیں جن کو دیکھ کر تسلی بخش جواب دیجئے۔

سوال دوم: اور اس کتاب کے صفحہ ۳۰۰ پر دربارہ علم غیب کے جو فتوے درج ہیں کہ مچھ مارنے کا آپ کو علم ہو جاتا ہے اس کے جواب میں جو مولوی صاحب نے درج کی سورہ نمل آیت چارہ پارہ ۷ سورہ انعام آیت پنجم و سورہ اعراف و سورہ اتحاف اور اس سے آگے حدیث شریف پیش کی ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب کیا کل کا بھی حال معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوگا حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے، اور یہ کہنا کہ شیطان کو علم زیادہ ہے اور آپ کو کم، تو عرض ہے کہ بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں اور وہی کو دی گئیں

مثل سلیمان علیہ السلام کو تخت اور لڑائی کے لئے گھوڑے اور اونٹ، اور ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں پیدل چل کر لڑتے تھے۔ بہت ساری باتیں عرض حال ہے جس سے طول ہونے کا خیال ہے۔ تسلی بخش جواب باوہل عنایت کیجئے اور وہ آیت مع ترجمہ جس سے کہ علم غیب معلوم ہوتا ہے اور حدیث شریف جس سے علم غیب پایا جاتا ہے اور وہ مثل حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی جو تہمت لگائی گئی تھی اگر علم غیب ہوتا تو آپ کو کیوں خبر نہ ہوئی۔

سوال سوم: اگر کسی عورت کا خاوند شراب پیتا ہے اور شراب پی کر عورت سے جماع کرے تو اس عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

سوال چہارم: اگر کوئی ہندو کوئی چیز میرے پاس نقد یا سامان رکھ گیا تو اس کو نہ دینا چاہئے، جائز ہے یا ناجائز؟ یا کوئی چیز بھول گیا تو میں نے اس کو اٹھالیا تو دینا چاہئے یا نہیں؟ عند فرض ہندوؤں کا مال چوری دھوکا دے کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال پنجم: یہ جو مشہور ہے کہ عورت کو خواہش نفس مرد سے نو حصے زیادہ ہے، اس کا پتہ شریعت سے چلتا ہے یا نہیں؟

سوال ششم: کنگھا وارٹھی میں کس کس وقت کیا جائے؟

سوال ہفتم: مولوی اشرف علی تھانہ بھون والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ہشتم: وہ کون سی باتیں ہیں جن کی وجہ سے کتاب تقویۃ الایمان خراب ہے؟

الجواب

جواب سوال اول: رنڈیوں کا ناچ بے شک حرام ہے، اولیائے کرام کے عرسوں میں بیقیہ جاہلوں نے یہ معصیت پھیلائی ہے۔

جواب سوال دوم: علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دئے ہوئے اللہ عز وجل کے لئے خاص ہے ان آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دئے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے انبیاء کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے، قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں، از انجملہ سورۃ جن میں فرماتا ہے:

عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ يَخْبَرُهُ بِالْغَيْبِ اللَّهُ هُوَ الْغَيْبُ لَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ يَخْبَرُهُ بِالْغَيْبِ اللَّهُ هُوَ الْغَيْبُ لَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ يَخْبَرُهُ بِالْغَيْبِ

اللہ ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے خاص غیب پر کسی کو مستط نہں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ

رسول ﷺ

رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے،

تلك من انباء الغيب نوحىها اليك ﷺ

یغیب کی باتیں ہیں کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں۔

اور فرماتا ہے،

وما هو على الغيب بضنين ﷺ

یہ نبی غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے۔

اس مسئلہ کے بیان کو رسالہ انباء المصطفیٰ و رسالہ خالص الاعتقاد دیکھئے کہ کتنی آیتوں، حدیثوں اور اقوال اللہ دین سے ثبوت ہے۔ جو شخص شیطان کے علم کو زیادہ بتاتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور کافر ہے اس کے بیان کو علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین دیکھئے، یہ سب کتابیں بریلی مطبع اہلسنت سے مل سکتی ہیں۔ کوئی دولت کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقتہً دولت و عزت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو، جو کچھ جسے عطا ہوا یا عطا ہوگا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انما انا قاسم واللہ المعطى ﷺ

دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔

جواب سوال سوم: خاوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے عورت اسے جماع سے منع نہیں سکتی۔

جواب سوال چہارم: امانت میں خیانت جائز نہیں اگرچہ ہندو کی ہو، غدر و بد عہدی جائز نہیں اگرچہ ہندو سے ہو، خیانت و غدر کے سوا اس کا بھی لحاظ ضرور ہے کہ کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔ حدیث میں ہے:

من اعطى الذلة من نفسه

جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو بخوشی

۱۵ القرآن الکریم ۲۶/۲۷

۱۶ " " ۱۱/۳۵

۱۷ " " ۸۱/۲۴

۱۸ صحیح البخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقد فی الدین

۱۹ " " کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان لہ غمدا

قدیمی گتب خانہ کراچی ۱۶/۱

۲۳۹/۱ " " "

طااعا غیر مکروہ فلیس منالہ ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اور جب نہ غدر ہو نہ قانونی جرم تو پھر جس طرح اس کا مال ملے مباح ہے۔

جواب سوال پنجم: ضرور اس کی اصل ہے، حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ ”عورت کو مرد سے سو حصے زائد خواہش (شہوت) ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے۔“

جواب سوال ششم: کنگے کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اعتدال کا حکم ہے، نہ تو یہ ہو کہ آدمی جتنی شکل بنا رہے نہ یہ ہو کہ ہر وقت مانگ چوٹی میں گرفتار، خیر الامور اوسطہا (بہترین امر وہ ہے جو درمیان ہو۔ ت)

جواب ہفتم: اشرف علی کی نسبت علمائے حریم شریفین نے اسی کتاب حسام الحرمین میں فرمایا ہے:

من شك في كفره وعذابه جو اس کے اقوال کفر پر مطلع ہو کہ اس کے کافر و معذب ہو پیش تک کرے وہ بھی کافر ہے۔

جواب سوال ہشتم: ”تقویۃ الایمان“ ایک مگر اہی اور بے دینی کی کتاب ہے۔ علمائے حریم شریفین نے اس گروہ کو گمراہ و بے دین لکھا ہے اور فرمایا ہے:

اولئك حزب الشیطن الا ان حزب الشیطان هم الخسرون یہ لوگ شیطان کے گروہ ہیں خبردار ہو شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں۔

اس کتاب اور اس کے مصنف کے کلمات کفر کو کبہ شہابیہ میں بطور نمونہ نشر کے قریب بیان کئے ہیں جس میں صفحات کے حوالہ سے اس کی عبارتیں اور پھر اس کے کلمہ کفر ہونے پر آئیں حدیثیں ائمہ کی روایتیں لکھی ہیں اور اس رسالہ کو دیکھتے تو آپ کو معلوم ہو کہ یہ شخص کیسا بے دین تھا بیدین کی کتاب دیکھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ الترغیب والترہیب الترغیب فی الزہد فی الدنیا الخ حدیث ۶۰ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۹

۲۔ المقاصد الحسنہ حدیث ۶۰۵ دار الکتاب العربی بیروت ص ۳۰۴

کنز العمال حدیث ۴۴۸۴۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۴۵/۱۶

۳۔ کشف الخفایہ ۱۲۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۴۶/۱

۴۔ حسام الحرمین مع تمہید ایمان مطبع المہنت بریلی ص ۹۴

۵۔ القرآن الکریم ۱۹/۵۸

مسئلہ ۳۰ از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مدرسہ مولوی ابوالمسعود عبدالودود صاحب
طالب علم مدرسہ مذکور یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
وہابی جو مشہور ہیں وہ کون سا فرقہ ہے اور ان کی اصل کہاں سے نکلی، اور ان کے عقائد
کیا ہیں، اور ان کی بابت حدیث میں کیا وارد ہے؟

الجواب

وہابی ایک بے دین فرقہ ہے جو محبوبانِ خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے
جیلوں سے اُن کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے، ابتداء اس کی ابلیس لعین سے ہے کہ اللہ عزوجل
نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم دیا اور اُس ملعون نے نہ مانا اور زمانہ اسلام میں اس کا
ہادی ذوالخویرہ مسمی ہوا جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ ارفع میں کلمہ توہین کہا
اس کے بعد ایک پور اگر وہ خوارج کا اس طریق پر چلا جن کو امیر المؤمنین مولیٰ علی نے قتل فرمایا لوگوں نے
کہا حمد اللہ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا امیر المؤمنین نے فرمایا یہ منع قطع نہیں ہوئے ابھی
ان میں کے ماؤں کے پیٹوں میں ہیں باپوں کی پیٹوں میں ہیں کلمہ قطع قرن نشأ قرن جب ان میں کی
ایک سنگت کاٹ دی جائے گی دوسری سر اٹھائے گی حتیٰ یكون اخرهم یخرج مع المسيح الدجال
یہاں تک کہ ان کا پھل گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ
نئے نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارہویں صدی کے آخر میں ابن عبدالوہاب نجدی اس
فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اس نے کتاب التوحید لکھی اور توحید الہی عزوجل کے پردے میں انبیاء و
اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور اقدس سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی توہین دل
کھول کر کی اس کی طرف نسبت کر کے اس گروہ کا نام نجدی وہابی ہوا۔ ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ
کو اسماعیل دہلوی نے پھیلا یا کتاب التوحید کا ترجمہ کیا اس کا نام ”تقویۃ الایمان“ رکھا، دلی عقیدہ
وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لغتوں میں لکھ دیا کہ: ”
اللہ کے سوا کسی کو نہ مانا اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔“

اس کے متبعین جو گروہ ہیں عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ ایک فرقے نے

۲۰۵/۱۱	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۱۲۴۴	لہ کنز العمال
۱۲	ص	مطبوعہ علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور	تقویۃ الایمان
۵	۵	مقدمۃ الکتاب	۵

۳۱۔ علم از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابوالمسعود عبدالودود صاحب
طالب علم مدرسہ مذکور یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

مولود شریف کی حقیقت کیا ہے اور محفل میلاد میں خاص وقت ذکر ولادت شریف حضور

۱۳۳/۱۱	مؤسسه الرساله بيروت	حدیث ۳۰۹۶۲	۵۱ کنز العمال
۱۳۵/۱۱	مؤسسه الرساله بيروت	حدیث ۳۰۹۵۰	۵۲ کنز العمال
۳۳۰/۱	مؤسسه الرساله بيروت	حدیث ۳۰۹۵۴	۵۳ صحیح مسلم
۳۳۲/۱	مؤسسه الرساله بيروت	حدیث ۳۰۹۴۴	۵۴ صحیح مسلم
۱۴۱/۱۱	مؤسسه الرساله بيروت	حدیث ۳۰۹۴۶	۵۵ صحیح مسلم
۱۳۹/۱۱	مؤسسه الرساله بيروت	حدیث ۳۰۹۴۶	۵۶ صحیح مسلم
۱۳۹/۱۱	مؤسسه الرساله بيروت	حدیث ۳۰۹۴۶	۵۷ صحیح مسلم
۳۳۰/۱	مؤسسه الرساله بيروت	حدیث ۳۰۹۴۶	۵۸ صحیح مسلم

پُر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھڑے ہونا اور لوگوں کو کھڑے ہونے کے لئے حکم دینا اور نعتیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ سب باتیں جائز و متحسین و باعث برکات ہیں اور ان کی اصل قرآن عظیم کے ان احکام کا ماننا ہے کہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو، و ذکرِ ہمد بآیام اللہ انھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ، قل بفضل اللہ وبرحمته فلیفرحوا تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کی خوشی منائیں، لتؤمنوا باللہ ورسوله وتعزروه وتوقروه تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲ رام نگر ضلع بنارس مسئلہ امام الدین صاحب ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
گزشتہ محرم خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نامہ ”محرم نامہ“ رکھا ہے خواجہ صاحب ایک مشہور شخصیت کے آدمی ہیں اس لئے ان کی اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی اس کا ایک نسخہ ناچیز کے ایک دوست نے بھی منگایا اس ”محرم نامہ“ میں خواجہ صاحب نے عام بنو امیہ پر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خصوصاً نہایت سخت و شدید حملے کئے ہیں اور ان کے متعلق ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے ”محرم نامہ“ پڑھنے والوں کے خیالات میں نہایت بے جا پھیل پڑ گئی ہے، لہذا ”محرم نامہ“ مذکور سے اخذ کر کے کچھ حوالہ کرتا ہوں اور دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں کیسی ہیں تاکہ معلوم کر کے خود کو اور دیگر برادران اہل سنن کو خیالات کی کشمکش سے چھڑاؤں، ”محرم نامہ“ میں ہے:

(۱) بغیر سوچے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عثمان کی شروع خلافت سے لے کر قتل عثمان تک جنگِ جمل، جنگِ صفین، فیصلہ صفین اور آخر تک ہر بڑے چھوٹے فساد کی بنیاد میں عمرو بن العاص کا ہاتھ ضرور تھا۔

(۲) حضرت علی کو دھوکا دے کر خلافت حضرت عثمان کو انھوں نے دلوائی۔

۱۱/۹۳	۱۱	۱۱	۱۱
۵/۱۲	۵	۵	۵
۵۸/۱۰	۵۸	۵۸	۵۸
۹/۴۸	۹	۹	۹

(۳) اور پھر سب سے پہلے مخالفت عثمان پر یہ آمادہ ہوئے۔

(۴) حضرت عثمان کی بہن کو طلاق دی۔

(۵) اور مسجد میں سخت کلامی کا افتتاح بھی انہی عمرو بن العاص نے حضرت عثمان کے ساتھ کیا۔

(۶) یہی عمرو بن العاص تھے جنہوں نے لوگوں کو علانیہ جوش دلا کر حضرت عثمان کے مار ڈالنے پر ترغیب دی۔

(۷) اور پھر یہی عمرو بن العاص تھے جو معاویہ کے وزیر بن کر حضرت علی سے خون عثمان کا انتقام لینے آئے۔

(۸) فیصلہ خلافت میں ابو موسیٰ اشعری کو دھوکا دینے والے بھی یہی تھے۔

(۹) بنی امیہ اور عمرو بن العاص جیسے چند آدمیوں کی یہ آگ لگائی ہوئی ہے جو آج تک نہیں بجھی۔

مندرجہ بالا باتوں کا تعلق اگرچہ زیادہ تر تاریخ سے ہے لیکن چونکہ اس کا ایک ایک حرف مذہب پر اثر ڈال رہا ہے اس لئے ناچیز نے دارالافتاء کے دروازے ہی پر دستک دینی مناسب سمجھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تین باتیں اور پوچھنی ہیں :

(۱) حضرت کا نسب نامہ۔

(۲) آیا آپ کی حضور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی رشتہ داری تھی یا نہیں ؟

(۳) کسی گروہ کو آپ کے صحیح النسب ہونے میں کلام ہے ؟ محرم نامہ مذکور کی نسبت یہ دریافت کرنا ہے کہ آیا اس کا پڑھنا سنیوں کے لئے کیسا ہے اور اس کو درست سمجھنا ؟

الجواب

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام سے ہیں ان کی شان میں گستاخی نہ کرے گا مگر رافضی جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں اس کا پڑھنا سنا مسلمان سنیوں پر حرام ہے ایسے مسئلہ میں کتابوں کے حوالے کی کیا حاجت ، اہلسنت کے مسنون عقائد میں تصریح ہے :
الصحابۃ کلہم عدول لا ینذکرہم صحابہ سب اہل خیر و عدالت ہیں ہم ان کا
الابخیر لہ ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی سے ۔

اگر کوئی شخص اہل سنت کی کتابوں کو نہ مانے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

لے من الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر افضل الناس بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام مصطفیٰ ابابکر مصرعہ

اسلم الناس وامن عمرو بن العاص -
 مرواه الترمذی عن عقبه ابن عامر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمرو بن
 العاص ان میں ہیں جو ایمان لائے (اس کو
 ترمذی نے عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان عمرو بن العاص مت صالحی قریش -
 رواہ الترمذی والامام احمد فی مسندہ عن
 سیدنا طلحہ بن عبید اللہ احد
 العشرة المبشرة رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اجمعین -

عمرو بن العاص صالحی قریش سے ہیں -
 (ترمذی اور امام احمد نے اپنی مسند میں اسے سیدنا
 طلحہ بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اجمعین سے ایک ہیں سے روایت
 کیا - ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نعم اهل البيت عبد الله و ابو عبد الله
 و ام عبد الله - س و اة البغوی و ابو یعلیٰ
 عن طلحة رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
 بہت اچھے گھر والے ہیں عبد اللہ بن عمرو بن
 العاص اور عبد اللہ کا باپ اور اس کی ماں -
 اس کو بغوی اور ابو یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا - ت

واخرجه ابن سعد في الطبقات بسند صحيح عن ابن ابي مليكة وخراده (اسس کو ابن سعد نے طبقات میں صحیح سند کے ساتھ ابن ابی ملیکے سے روایت کیا اور اتنا زیادہ کیا) یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل میں اسی الہی فوج کا سردار کیا جس میں صدیق اکبر و فاروق اعظم

٢
جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عمرو بن العاص حدیث ۳۸۴۰ دار الفکر بیروت ۲۵۶/۵

٣
سنن الترمذی " " " " " " " " ۳۸۴۱ " " "

٤
مسند امام احمد بن حنبل عن طلحة بن عبيد الله حدیث ۱۳۸۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۰/۱

٥
" " " " " " " " ۱۳۸۴ " " " " ۲۹۰/۱

٦
مسند ابی یعلیٰ حدیث ۶۴۱ مؤسسه علوم القرآن " ۳۱۳/۱

تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک بار اہل مدینہ طیبہ کو کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ متفرق ہو گئے، سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور عمرو بن العاص دونوں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلوار لے کر مسجد شریف میں حاضر رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور اس میں ارشاد کیا،

الا كان مفر عنكم الى الله والى رسوله
الا فعلتم كما فعل هذا الرجلان
المؤمنان

ان دونوں ایمان والے مردوں نے کیا۔
منکر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قرآن عظیم کو تو مانے گا، اللہ عز وجل فرماتا ہے،
لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل
اولئك اعظم درجة من الذين
انفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد
الله الحسنى والله بما تعملون
خبير

اللہ عز وجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا: ایک مومنین قبل فتح مکہ، دوسرے مومنین بعد فتح مکہ۔ فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے ان سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ عمرو بن العاص مومنین قبل فتح مکہ میں ہیں۔ اصحابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے،

عمرو بن العاص بن وائل بن هشام
بن سعید بالتصغير ابن سهم بن
عمرو ابن هيص بن كعب بن لؤي قرشي
السهمي امير مصر يكنى ابا عبد الله و
ابا محمداً سلم قبل الفتح في صفر سنة
عمر بن عاص بن وائل بن هشام بن
سعيد (تصغير کے ساتھ) بن سهم بن عمرو بن
هيص بن كعب بن لؤي قرشي السهمي امير مصر
بن كعب بن لؤي قرشي السهمي امير مصر بن كعب بن
لؤي قرشي السهمي امير مصر بن كعب بن لؤي قرشي
السهمي امير مصر يكنى ابا عبد الله و ابا محمداً
سلم قبل الفتح في صفر سنة

۱۔ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۳/۴
۲۔ القرآن الکریم ۵/۱۰

ثُمَّ انْزَلَ بِالنَّبِيِّينَ الْفُرْقَانَ ۚ ثَمَّ انْزَلَ بِالْحَقِّ الْفُرْقَانَ ۚ ثَمَّ انْزَلَ بِالْحَقِّ الْفُرْقَانَ ۚ ثَمَّ انْزَلَ بِالْحَقِّ الْفُرْقَانَ ۚ

اور بعد فتحِ تورہ خدا میں جو ان کے جہاد میں آسمان و زمین ان کے آواز سے گونج رہے ہیں اور اللہ عزوجل نے دونوں فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور مریض القلب معترضین جو ان پر طعن کریں کہ فلاں نے یہ کام کیا فلاں نے یہ کام کیا اگر ایمان رکھتے ہوں تو ان کا منہ تمہ آیت سے بند فرما دیا کہ واللہ بما تعملون خبیث مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو، مگر میں تو تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیجئے کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اس کے لئے کیا ہے، فرماتا ہے:

ان الذین سبقت لهم منا الحسنی
اولئک عنہا مبعدون لا یسمعون
حسبہا وہم فی ما اشتہت انفسہم
خلدون لا یحزنہم الفزع الاکبر
وتلقیہم الملئکہ ہذا یومکم
الذی کنتم توعدون ۚ

بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو
جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھینک تک
نہ سنیں گے اور اپنی من مانتی نعمتوں میں ہمیشہ
رہیں گے وہ قیامت سب سے بڑی گھبراہٹ
انہیں غلین نہ کرے گی اور ملائکہ ان کا استقبال
کرینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن
جس کا تم سے وعدہ تھا۔

ان ارشاداتِ الہیہ کے بعد مسلمان کی شان نہیں کہ کسی صحابی پر طعن کرے، بغرض غلط
بغرض باطل طعن کرنے والا جتنی بات بتاتا ہے اُس سے ہزار حصے زائد سہی اس سے یہ کہتے
انتم اعلم ام اللہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ کیا اللہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی یا نہ وہ ان سے
فرما چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا تمہارے کام مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ تو اب اعتراض
نہ کرے گا مگر وہ جسے اللہ عزوجل پر اعتراض مقصود ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ حرف العین ترجمہ عمرو بن العاص ۵۸۸۲ دارصادر بیروت ۲/۲

۱۱ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

۱۲ ۱۰۲ و ۱۰۱ / ۲۱

۱۳ ۱۴۰ / ۲

جلیل القدر قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد امجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے، اور ان کی نسبت وہ ملعون کلمہ طعن فی النسب کا اگر کہا ہوگا تو کسی رافضی نے، پھر وہ صدیق و فاروق کو کب چھوڑتے ہیں عمرو بن عاص کی کیا گفتی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۱۰ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۱ پلٹا کھائیں گے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲
 ۳۳ ملہ از کانپور محلہ روٹی گو دھام مسجد حسینی مستری مرسلہ محمد یعقوب خاں
 ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ رہتے ہیں تو کوئی دلیل قطعی ان کی حیات ابدی پر ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں زندہ رہتے تو اس پر کوئی برہان قاطع ہے یا نہیں؟

(۲) اولیاء اللہ کے تصرفات اور ان کے فیوض و انوار و برکات بعد وصال بھی موجود رہتے ہیں یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں؟ حاجتمندوں کا بزرگان دین کی درگاہوں سے فیضیاب ہونا برحق ہے اور اس پر کوئی دلیل شرعی ہے؟ اگر ہے تو کیا دلیل ہے اور اگر نہیں ہے تو کیا یہ سب محض توہمات ہیں؟ ان کے توہمات ہونے پر کیا دلیل ہے؟

(۳) بزرگان دین کی درگاہوں میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات اور مقبول بارگاہ ہیں ہمارے لئے دعائیں کیجئے کہ خداوند عالم ہماری وہ غرض پوری کر دے۔ شریعت غرامیں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ اگر اس کی کوئی اصل ہے تو کس کتاب میں ہے؟

(۴) اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان میں یہ احساس ہے تو بارگاہ ذوالجلال میں عرض کر کے کسی مصیبت زدہ کی تکلیف اور مصیبت کا ازالہ کرادیں یا نہیں۔

(۵) حضرت غوث پاک قدس سرہ کو دستگیر کنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) حضرت خواجہ معین الدین سجری قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے، موت بدی کیلئے ہے روح کے لئے نہیں۔ انما خلقتم للابد تکہ تم ہمیشہ رہنے کے لئے بنائے گئے ہو۔ امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں بعض ائمہ کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے ان کے سامنے موت روح کا ذکر کیا، فرمایا،

سبحن الله هذا قول اهل البدع۔ سبحان الله! یہ بد مذہبوں کا قول ہے۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے:

كل نفس ذائقة الموت۔

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

موت جب تک واقع نہ ہوئی معدوم کا مزہ کہاں سے آیا اور جب واقع ہوئی اگر روح مر جائے تو موت کا مزہ کون چکھے۔ یوں ہی اہلسنت و جماعت کا اجماع اور صحیح حدیثوں کی تصریح ہے کہ ہر میت اپنی قبر پر آنے والوں کو دیکھتا اور اس کا کلام سُنتا ہے موت کے بعد سمع، بصر، علم، ادراک سب بدستور باقی رہتے ہیں بلکہ پہلے سے بہت زیادہ ہو جاتے ہیں کہ یہ صفیں روح کی تھیں اور روح اب بھی زندہ ہے، پہلے بدن میں مقید تھی اور اب اس قید سے آزاد ہے۔ اولیائے کرام سے اس طرح عرض حاجت بلا شبہہ جائز ہے۔ امام اجل ثقی الملتہ والدین علی بن عبدالکافی بسکی قدس سرہ الملکی نے کتاب مستطاب شفاء السقام اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات اور دیگر اکابر نے اپنی تصنیفات میں ان مسائل کی تحقیق جلیل فرمائی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں زیر آیہ کریمہ والقمر اذا تساقط نکھتے ہیں:

بعضہ از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ	اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو
تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ	بندوں کی تربیت کا ملہ اور راہنمائی کے لئے
اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا	ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی

۱۵ شرح الصدور	باب فضل الموت	خلافت اکیڈمی سوات	ص ۵
۱۶	باب مقرر الارواح	" " " "	ص ۱۰۶
۱۷ القرآن الکریم	۱۸۵/۳		

دادہ، واستغراق آنها بجدت کمال
وسعت مدارک آنها مانع توجہ باین سمت
نمی گردد و ادیسیان تحصیل کمالات باطنی
از آنها می نمایند و ارباب حاجات و
مطالب حل مشکلات خود از آنها می طلبند و
می یابند۔

نیز تفسیر عسکری میں ہے :
 سوختن گویا روح را بے مکان کردن است و
 دفن کردن گویا مسکنے برائے رُوح ساختن است
 بنا بریں از اولیائے مدفونین دیگر صلوات مومنین انتفاع
 و استفاده جاری است و آنہارا افادہ و انعت
 نیز متصور ہے

نیز اسی میں تفسیر سورۃ مطففین میں ہے ،
مقامِ عِلیم بالا کے ہفت آسمان ست پائین
آں متصل بسورۃ المفتی است و بالا کے آں
متصل بر پایہ راست عرش مجید است ارواحِ نیکیاں
بعد از قبض در آنجامی رسند و مقربان یعنی
انبیاء و اولیاء در آن مستقر می مانند و عوام صلحا
را بر حسب مراتب در آسمان دنیا یا در میان
آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار می دہند
و تعلق بقبر نیز ایں ارواح را می باشد کہ بحضو
زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان

۱۴ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ دوم تحت آیت والقمر اذا اتسق الم مسلم بکد لولال کنواں دینی
۱۵ " " " سورة عبس استفادہ از اولیاء موفونین " " " " ص ۱۳

برقبر مطلع و مستانس میگردند ویراکہ روح را
 قرب و بُعد مکانی مانع ایں دریافت
 نمی شود و مثال آن در وجود انسانی روح
 بصری است کہ ستارہا تے ہفت آسمان
 درون چاہ مے تواند دید^۱
 آنیوالے عزیز و اقارب اور دوستوں سے آگاہ
 ہوتے ہیں اور ان سے انس حاصل کرتے ہیں
 کیونکہ مکانی قرب و بُعد روح کے لئے اس وقت
 و علم سے مانع نہیں ہوتا، اس کی مثال انسانی
 وجود میں روح بصری ہے جو ساتوں آسمانوں کے
 ستاروں کو چاہ کے اندر دیکھ سکتی ہے۔ (ت)

حیات شہداء قرآن عظیم سے ثابت ہے اور شہداء سے علماء افضل، حدیث میں ہے،
 روز قیامت شہداء کا خون اور علماء کی دوات کی سیاہی تو لے جائیں گے علماء کی دوات
 کی سیاہی شہداء کے خون پر غالب آئے گی۔^۲
 اور علماء سے اولیاء افضل ہیں، توجب شہداء زندہ ہیں اور فرمایا کہ انھیں مردہ نہ کہو، تو اولیاء کہ ہر جہا
 ان سے افضل ہیں ضرور ان سے بہتر حی ابدی ہیں، قرآن عظیم کے ایجازات میں یہ بھی ہے کہ امر ارشاد
 فرماتے ہیں اور اس سے اس کے امثال اور اس سے امثل پر دلالت فرمادیتے ہیں، جیسے،
 لا تقبل لہما اُفت ولا تنہرہما۔ ان سے ہوں نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا (ت)
 ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ خود ہی منع ہو گیا، اور یہیں دیکھتے
 حیات شہداء کی تصریح فرمائی اور حیات انبیاء کا ذکر نہیں کہ اعلیٰ خود ہی مفہوم ہو جائے گا، اس دلالہ انھیں
 میں اولیاء بلاشبہ داخل۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں، اور حضرت سلطان الہند
 معین الحق والدین ضرور غریب نواز۔ سیدنا ابوالحسن نور الدین بہجۃ الاسرار شریف میں سیدنا
 ابو القاسم عمر بن قیس سرف سے روایت فرماتے ہیں،
 قال سمعت السید الشیخ عبد القادر یعنی میں نے اپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبد القادر

۱۔ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم سورۃ مطففین مقام ارواح انبیاء و صلحا مسلم بکد پوہلی ص ۱۹۳
 ۲۔ کنز العمال حدیث ۲۸۷۱۵ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۴۱/۱۰
 ۳۔ القرآن الکریم ۲۳/۱۷ ۲۸۸۹۹ و ۲۸۹۰۲ " " " " ۱۴۳/۱۰

الجیلى رضى الله تعالى عنه يقول
غير مرة عثراخي حسين الحلاج فلم
يكن في زمانه من ياخذ بیده ولو كنت
في زمانه لاخذت بیده وانا لكل من
عثر به مرکوبه من اصحابي و مریدی و
محبی الی یوم القیمة اخذ بیده۔
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار بار فرماتے مسکن کہ
میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلے گا
کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا
اُس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور
میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت
رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش
ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں۔

والحمد لله رب العالمین۔

تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب "غوث اعظم" ہے یعنی سب سے بڑے فریادرس شاہ ولی اللہ
صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسمعیل دہلوی نے جابجا حضور کو غوث اعظم یاد کیا ہے۔
فریادری و دستگیری نہیں تو کیا ہے۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں،
بعد از رحلت ارشاد پتا ہی بلگا ہی روز عید زیارت
مزار ایشان رفته بود در اثنائے توجہ بمزار
متبرک التغات تمام از روحانیت مقدمہ الشیائ
ظاہر گشت و از کمال غریب نوازی نسبت
خاصہ خود را کہ بحضرت خواجہ احرار
منسوب بود مرحمت فرمودند۔
واللہ تعالیٰ اعلم
مرشد گرامی کے وصال کے بعد عید کے روز ان کے
مزار اقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، مزار
مبارک کی طرف توجہ کے دوران مرشد گرامی کی
روحانیت مقدمہ کا التغات تمام ظاہر ہوا اور
کمال غریب نوازی سے آپ نے وہ نسبت خاصہ
عنایت فرمائی جو آپ کو حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ
سے حاصل تھی۔ (ت)

۳۹ مسئلہ از موضع درو ضلع غنی تال مرسلہ مٹھو نوربات ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے وہ کلام پاک ہے، اس میں سب فیصلے موجود ہیں، اس سے کوئی
فیصلہ بچا نہیں ہے، اب اماموں کا جو اختلاف ہے وہ کس بنا پر ہے؟ ایک فعل حرام اور کسی کے
یہاں وہی فعل حلال ہے اور کسی کے یہاں وہی فعل فرض اور کسی کے یہاں وہی فعل سنت، بعض کے

دوسرے یہ کہ جناب باری نے اپنے محبوب کو سب مراتب عنایت فرمائے ہیں اکثر وہابیہ کا جھگڑا سننے کو ملتا ہے تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال پیش کرتے ہیں تہمت والی میرے حضور اگر اراش یہ ہے کہ بعض موقع پر جناب باری کی طرف سے پردہ ہوتا تھا یا کیا؟

الجواب

قال اللہ تعالیٰ :
لَتَبِينَ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ
اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اس کی شرح نہ فرماتے ، ان کی سمجھ میں مداح مختلف ہیں ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
رَبِّ مَبْلَغٍ يَبْلُغُهُ أَوْعَى لَهْ مِنْ
سامع
تاکہ تم لوگوں سے بیان کرو جو ان کی طرف اترا۔
بہت سے لوگ جن تک بات پہنچانی جاتی وہ
سننے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھنے والے
ہوتے ہیں ۔ (ت)

اور فرماتے ہیں،
 مرتب حامل فقہ المذہب ہو
 فقہ منہ یلہ
 بہت سے فقہ اٹھانے والوں سے وہ زیادہ فقیہ
 ہوتا ہے جس کو وہ پہنچاتے ہیں۔ (ت)
 اس تفقہ فی الدین میں اختلاف مراتب باعث اختلاف ہوا اور اُدھر مصلحت المیہ احادیث

۱۶/۴۴ لہ القرآن الکریم
 سنن ابن ماجہ باب من بلغ علماً ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱
 جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع ایچ ایم سعید کمپنی دہلی ۹۷/۲
 سنن ابن ماجہ باب من بلغ علماً ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱

مختلف آئیں، کسی صحابی نے کوئی حدیث سنی اور کسی نے کوئی، اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے، ہر ایک نے اپنا علم شائع فرمایا، یہ دوسرا باعث اختلاف ہوا۔ عبد اللہ بن عمر کا علم امام مالک کو آیا، اور عبد اللہ بن عباس کا امام شافعی کو، اور افضل العباد لدہ عبد اللہ بن مسعود کا علم ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ کو، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حلال کھرام یا حرام کو حلال بنا جو کفر کہا گیا ہے وہ ان چیزوں میں ہے جن کا حرام یا حلال ہونا ضروریات دین سے ہے یا کم از کم نصوص قطعیہ سے ثابت ہو۔ اجتہادی مسائل میں کسی پر یمن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال بغیر مقلدوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ اصلاً ہوتی ہی نہیں، اس کی تفصیل ہمارے رسالہ النہی الاکید میں ہے ان غیر مقلدوں پر حکم فقہاء کرام شتر وجہ سے کفر لازم ہے اور ان کے پیچھے نماز ہو سکتا کیا معنی۔ امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

لا تجوز الصلوۃ خلف اهل الاھواء۔ بد مذہبوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)
 اللہ عز وجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز ان پر روشن فرمادی۔ قال اللہ تعالیٰ:

نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء۔ ہم نے تم پر یہ فترہ آن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (ت)

قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تیس سال برس میں نازل ہوا، جتنا قرآن عظیم اُترتا گیا حضور پر غیب روشن ہوتا گیا، جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روز اول سے روز آخر تک کا جمیع ماکان و مایکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا، تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمت الہیہ کے سبب منکشف نہ ہوا ہو تو احاطہ علم اقدس کا منافی نہیں معہذا زمانہ انک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا، اپنے اہل کی برات اپنی زبان سے ظاہر فرمانا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السموات والارض نے قرآن کریم میں مقررہ آیتیں ان کی برات میں نازل فرمائیں جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس و مجامع میں تلاوت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر عقب کو توالی مسئلہ عزیز الدین صاحب پیشکار ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا نکاح بعد ولادت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے یوسف نجار حضرت مریم کے خالہ زاد بھائی سے ہوا ہے یا نہیں؟

(۲) حضرت مریم نبیہ ہیں یا نہیں؟

(۳) اب کے پیغمبر زندہ ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا چوتھے آسمان پر ہیں؟

(۵) ایک شخص زندہ ہونے پیغمبروں کا قائل نہیں ہے اور آیت قد خلت من قبلہ الرسل (ان سے پہلے رسول ہو چکے۔ ت) کو استدلال میں لاتا ہے، اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

(۶) اور اُسی کا یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اترینگے تو وہ رسول ہوں گے یا نہیں

اور اگر وہ رسول نہ ہوں اور اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُس وقت ہوں تو خلاف

کلام پاک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی رسالت نہ چھینے گا، اور کیا اُن کی اُمت بلا رسول کے

رہ جائے گی؟

الجواب

(۱) شرع مطہر میں اس کا کہیں ثبوت نہیں، نصاریٰ کے یہاں بھی صرف منکیر لکھا ہے

ہاں وہ جنت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے

ہوں گی، کمافی الحدیث۔

(۲) نہیں، کوئی عورت نبیہ نہیں۔

(۳) ہاں بایں معنی کہ اب تک لائق موت اصلاً نہ ہوا چار نبی زندہ ہیں: عیسیٰ و ادریس

علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمان پر اور الیاس و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام زمین پر۔

شرح مقاصد میں ہے :

ما ذهب اليه العظماء من العلماء ان

اربعة من انبياء في مرة الاحياء

بزرگ علماء اس طرف گئے ہیں کہ چار انبیاء

زندوں کے زمرہ میں ہیں: حضرت خضر اور

سہ القرآن الکریم ۵/۵

المخضر واليابس في الارض و عيسى
و ادريس في السماء عليهم الصلوة
والسلام
حضرت الیاس علیہا الصلوٰۃ زمین میں جبکہ
حضرت عیسیٰ اور حضرت ادريس علیہما الصلوٰۃ
والسلام آسمان پر۔ (ت)

(۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسری انجلیں آسمان دوم پر پایا
استقبالی سرکار و اقدار حضور کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام اولاً
بیت المقدس میں جمع ہوئے پھر ہر نبی کو ان کے محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ کہ مقام سیدنا یحییٰ علیہ السلام
آسمان دوم ہے اور مشہور چہارم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منکر گمراہ بدین ہے اور غلت سرے سے طریاق
موت پر بھی دلیل نہیں نہ کہ معاذ اللہ استمرار موت یہ لفظ صرف انقضائے عہد پر وال ہے جیسے بلا تشبیہ
یہ کہنا کہ سلطان محمد خاں خامس سے پہلے اتنے سلاطین ہو گزرے اس سے یہ نہ سمجھا جائے گا کہ
سلطان حمید خاں زندہ ہی نہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جمائی زندہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الانبياء احياء في قبورهم
يصلون
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں
زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان الله حرم على الارض ان
تاكل اجساد الانبياء فنبى الله
حي يورث يله
بے شک اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم کو
کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ
کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا
ہے۔ (ت)

(۶) حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ

۱۔ شرح المقاصد الحسنة الفصل الرابع المبحث السابع دار المعارف النعمانية لاہور ۲/۳۱۱
۲۔ مسند ابی یعلیٰ حدیث ۳۴۱۲ مؤستہ علوم القرآن بیروت ۳/۳۴۹
۳۔ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ذکر وفاتہ و دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

والسلام رسالت سے معزول ہوں گے، نہ حضور کا امتی ہونا رسالت کے خلاف، وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد رفع بھی امتی ہو کر اتریں گے، تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں، جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: لَتَوُفِّيَنَّهُ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهُ (تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ ت) ہاں اس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں، ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ پر ہی حکم کرے گا کہ منسوخ پر حکم باطل، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”اگر موسیٰ میرا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے سوا انھیں کچھ گنجائش نہ ہوتی“

اور اس کا کہنا کہ ان کی امت بلا رسول کے رہ جائے گی اس کی سخت جہالت پر دلیل ہے اور اگر سمجھ کر کہے تو اس کی نصرانیت، کیا اب نصرانی امت مسیح ہیں، کیا اب وہ ان کے دین پر ہیں، حاشا کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم (کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے مونہوں سے نکلتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بریلی مدرسہ اہلسنت وجماعت مسئلہ مولوی شفیق احمد صاحب بیسپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلم الثبوت میں جو یہ دو مذہب بیان کئے ہیں یہ باطل و مردود ہیں یا نہیں؟ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف آزاد خیال شخص ہیں پہلے کی بنا پر ارادہ میں عبد مختار محض ہوا دوسرے کی بنا پر افعال قلوب جزئیہ کا خالق ہوا عبارت یہ ہے:

وقیل بل موجود فیجب تخصیص اور کہا گیا ہے بلکہ قصد موجود ہے چنانچہ قصود خلق
القصد المصمم من عموم کے عموم سے بندے کے مصمم ارادہ کی تخصیص

۱۔ القرآن الکریم ۸۱/۳
۲۔ مسند احمد بن حنبل عن جابر بن عبد اللہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۴/۳
دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الاول عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۸
۳۔ القرآن الکریم ۱۸/۵

بقریہ عقل واجب ہے۔ (ت)

ایک سطر بعد ہے :

وَعِنْدِي مَخْتَارٌ بِحَسَبِ الْأَدْرَاكِاتِ الْجَزْئِيَّةِ
الْجِسْمَانِيَّةِ مُجْبُورٌ بِحَسَبِ الْعُلُومِ
الْكَلِّيَّةِ الْعَقْلِيَّةِ ۞

اور میرے نزدیک بندہ ادراکات جزئیہ جسمانیہ
کے اعتبار سے مختار اور علوم کلیہ عقلیہ کے اعتبار
سے مجبور ہے۔ (ت)

الجواب

پہلا مذہب باطل ہے، اس کا رد فقیر کے رسالہ القمع المبین میں ہے۔ مذہب دوم محض مہمل و بے معنی ہے جس کا اصلاً کوئی محصل نہیں، مصنف کتنی خفگی میں آزاد خیال نہیں، مگر اس بجر خونخوار میں غوطہ زنی سے ممانعت فرمائی گئی تھی اس پر جرات باعث لغزش و زلت ہوئی اور رہتی ہی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۸ نمبرہ از کانپور نئی سڑک مسجد حاجی شکر اللہ مرحوم مرسلہ امام الدین صاحب
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

زید خدا کی شان میں یہ کلمات تو ہینفہ کہتا ہے گویا ابو خدا اچھا خاصہ ربڑ ہو گیا ، آیا زید خدا کی شان میں ایسے کلمات تو ہینفہ کہنے سے کافر ہو گیا یا مسلمان رہا ؟ مجھے چونکہ بجز حضور کی تحقیقاتِ علمیہ کے تکہین نہیں ہوتی اس واسطے عریفہ خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے ۔

الجواب

ایسے مجمل گول مول سوال پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا، لفظ اب تو صاف دلالت کر رہا ہے کہ یہ کسی بات پر تفریع ہے، وہ بات کیا تھی اور اس کا قائل یہ تھا یا دوسرا، مثلاً کسی کافر یا مرتد یا منافق خبیث نے اپنے معبود کے لئے کوئی بات ایسی کہی جس سے اس کا پھیلنا سمٹنا ثابت ہو یا اسی قدر کہ یہ ناپاک تغیرات اس کی شان سے ٹھہریں اس پر کسی مسلمان نے اس اندھے کافر کی آنکھیں کھولنے کو یہ تنبیہ کی تو توہین اس کافر مرتد نے کی نہ کہ اس مسلمان نے، غرض اس میں بہت صورتیں ہو سکتی ہیں، مفصل بات کہی جائے تو حکم دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

المسلم الثبوت فائدة عند الجمعية لا قدرة في الجداول المطبع الانصاري دہلی ص ۹

۲۹ مسئلہ از تیلن پارہ اندرون باری عجب میاں ضلع ہنگلی مرسلہ سلطان احمد خاں مرزا پوری

8

۱۵ جمادی الآخر ۱۳۲۶ھ

لولاك لما خلقت الافلاك کو علمائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے اور اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دین نے برسرِ مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں بھی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد خواں اسی کو پڑھتے ہیں مگر کسی عالم نے کبھی اس کی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولانا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں بھی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیث قدسی ہے، اسی طرح بہت سی اردو کی میلاد کی کتابوں میں ہے، اور لغات کشوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے، برعکس اس کے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کی بابت بیان کیا کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر بزرگان دین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بیشک یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا و رسول کا ہو بیان فرمائیں۔

الجواب

یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ تلاؤ الافلاك بحلال احادیث لولاك میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں:

خلقت الدنيا واهلها لاعرفهم كرامتك (یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ
ومنزلتك عشدي ولولاك يا محمد علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ) میں نے دنیا اور
ما خلقت الدنيا اہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور

مرتبہ جو میری بارگاہ ہے ان پر ظاہر کروں، اے محمد! اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔
اُس میں تو فقط افلاك کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاك و زمین
اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب داخل ہیں۔ اسی کو حدیث قدسی کہتے ہیں کہ وہ کلام الہی جو حدیث

۱۳۸/۲

دار الکتب العلمیہ بیروت

حدیث ۲۱۲۱

لہ کشف الخفاء

۲۹۴/۳

دار احیاء التراث العربی بیروت

ذکر عروج الی السماء

لے تاریخ دمشق البکیر

طراز

∞

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

و اینهم تحریر فرمایند کہ ایشایان اس عقیدہ را
منسوب بخانبلہ مے گویند فی الحقیقت عقائد
خانبلہ بچنین سست یا نہ ؟

اور یہ بھی تحریر فرماتیں کہ لوگ اس عقیدے کو
خانبلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں ، کیا درحقیقت
عقائد خانبلہ ایسے ہیں یا نہیں ؟ (ت)

هو المصوب ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدول بیان کیفیت استواء اور اس کے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیت معیت و قرب وغیرہ کو قرب و معیت علمی پر چل کر نامذہب اہلسنت کا ہے اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہے بلا کراہت۔ شرح حکمت نبویہ میں ہے،

نفتقد انه على العرش مستوعليه استواء
منزها عن التمكن والاستقرار، و
انه فوق العرش مع ذلك هو قريب
من كل موجود وهو اقرب من حيل
الوريد ولا يماثل قر به قرب
الاجسام ^٢۔

۱۴ صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحة الم قدیمی مکتب خانہ کراچی ۱۳/۱

۱۵ صحیح مسلم باب بیان ان الدین النصیحة " " " " ۲۵۲/۱

۱۶ شرح حکمت نبویہ

اور سیر النبلا میں ہے :

قال اسحق بن راہویۃ اجمع اهل العلم
على انه تعالى على العرش استوى
وهو يعلم كل شيء في اسفل الارض
السابعة انتہی۔

اور جامع ترمذی میں بعد ذکر حدیث :

لو انکم ولیتکم اجلاً مجبل الی الارض السفلی
لهبط علی اللہ ثم قرأ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو
الاول والاخر والظاہر و
الباطن وهو بکل شیء علیمؕ

مترجم ہے :

قراءة الآية تدل علی انه اراد بهبط
على اللہ علی علم اللہ وقدرته
وسلطانه وعلم اللہ فی
کل مکان وهو علی العرش
كما وصف فی کتابہ اھ۔

اسحاق بن راہویہ نے کہا : تمام اہل علم کا اس پر
اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا
اور وہ ساتویں زمین کے نیچے ہر شئی کو جانتا
ہے (انتہی)۔ (ت)

اگر تم کوئی رستی نیچے والی زمین کی طرف لٹکاؤ تو
وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے گی۔ پھر رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ
تلاوت فرمائی : وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر،
وہی باطن، اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

آیت کریمہ کی تلاوت اس بات پر دلالت کرتی
ہے کہ رستی کے اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے سے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد
یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت اور
سلطنت میں پہنچتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم
ہر جگہ ہے جبکہ وہ خود عرش پر ہے۔ جیسا کہ اس
نے اپنی کتاب میں خود اپنا یہ وصف بیان
فرمایا ہے۔ (ت)

اور یہ جو مشہور ہے کہ یہ مذہب خائبہ کا ہے غلط ہے۔ بلکہ یہ مذہب جمہور محققین حنفیہ و شافعیہ و

۱۔ سیر اعلام النبلا ترجمہ اسحاق بن راہویۃ ۷۹، موسستہ الرسالہ بیروت ۳۷۰/۱۱
۲۔ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة الحديد امین کمپنی دہلی ۱۶۲/۲
۳۔

مالکیہ و حنابلہ و محدثین و غیرہم کا ہے البتہ بعض حنابلہ استواء مع بیان الکلیفیت کے قائل ہو گئے ہیں اور استقرار پر پروردگار کو مثل استقرار مخلوقات کے سمجھتے ہیں یہ مذہب مردود ہے، والتفصیل یتدعی بسطاً بسیطاً و فیہا ذکرناہ کفایۃ، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (اور تفصیل بہت زیادہ وسعت کو چاہتی ہے جبکہ ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس میں کفایت ہے، اور اللہ تعالیٰ درست بات کو خوب جانتا ہے۔ ت)

حررہ محمد کرامت علی عفی عنہ

الجواب

حاشا للہ! یہ ہرگز عقیدہ اہلسنت کا نہیں، وہ مکان و ممکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ۔ عرش و فرش سب حادثات ہیں، اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابد الابد تک رہے گا۔ عرش و فرش سب متغیر ہیں، حادث ہیں، فانی ہیں اور وہ اور اس کی صفات تغیر و حدوث و فنا سب سے پاک۔ استواء پر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت۔ خود رحمٰن عز و جل فرماتا ہے،

الرحمن علی العرش استویؑ

وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا

جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (ت)

مگر اعتقاد اہلسنت کا وہ ہے جو ان کے رب عز و جل نے راسخین فی العلم کو تعلیم فرمایا،

والراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ

اور وہ نچتہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے

کل من عندہ بنا وما ینذکر الا

سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، اور نصیحت

اولوالالبابؑ

نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (ت)

اعتقاد اہل سنت کا وہ ہے جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا،

الاستواء معلوم والکیف مجهول والایمان

استواء معلوم ہے اور کیفیت مجهول اور اس

پر ایمان واجب، اور اس کی تفتیش مگر اہی۔

یہ واجب والسؤال عنہ بدعةؑ

لہ القرآن الکریم ۵/۲۰

لہ " " ۴/۳

لہ الدر المنثور تحت الآیۃ ۵۳/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۹/۳

فتح الباری کتاب التوحید باب قبلہ وکان عرشہ علی الماء مصطفیٰ ابابنی مصر ۱۷۷/۱۷

اہلسنت کے دوسلک آیات متشابہات میں ہیں سلف صالح کا مسلک تفویض کا ہم نہ ان کے
معنی جانیں نہ ان سے بحث کریں جو کچھ ان کے ظاہر سے سمجھ میں آتا ہے وہ قطعاً مراد نہیں اور جو کچھ ان کے
رب عز وجل کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لاتے۔

امتابہ کل من عند ربنا یہ ہم سب اس پر ایمان لاتے سب ہمارے
رب کے پاس سے ہے۔ (ت)

دوسرا مسلک متاخرین کا کہ حفظ دین عوام کے لئے معنی محال سے پھیر کر کسی قریب معنی صحیح کی طرف
لے جائیں، مثلاً استوار بمعنی استیلا بھی آتا ہے: ۵

قد استوی بشر علی العراق من غیر سیف و دم مہراق

(تحقیق بشر عراق پر غالب آ گیا تلوار کے ساتھ خون بہائے بغیر۔ ت)

مگر یہ مسلک باطل کہ آیات معیت تو تاویل پر محمول ہیں اور آیت استوار ظاہر پر یہ ہرگز مسلک
اہل سنت نہیں۔ عرش پر ہے دوسری جگہ نہیں، یہ صاف ممکن کو بتا رہا ہے عرش پر معاذ اللہ اس
کے لئے جگہ ثابت کی جب تو اور مکانات کی نفی کی۔ عالمگیریہ، طریقہ محمدیہ، حدیقہ ندویہ،
تاتارخانیہ، خلاصہ، جامع الفصولین، خزائنہ المفتیین وغیرہ میں تصریح ہے کہ رب عز وجل
کے لئے کسی طرح کسی جگہ مکان ثابت کرنا کفر ہے۔ متاخرین حائلہ میں بعض خبیثانہ مجسمہ ہو گئے
جیسے ابن تیمیہ و ابن قیم۔ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ میں نے سب جگہ ڈھونڈا کہیں نہ پایا اور معدوم ہے
ان دونوں میں کچھ فرق نہیں یعنی جو کسی جگہ نہیں وہ ہے ہی نہیں لیکن رب عز وجل تو معاذ اللہ
ضرور کسی جگہ ہے، اس احمق سفیہ کو اگر مادی اور مجرد عن المادہ کا فرق نہ معلوم ہو تو وہ سیف قاطع
جو اوپر ہم نے ذکر کی اس کی گردن کاٹنے کو کافی جگہ حادث ہے جب جگہ تھی ہی نہیں کہاں تھا وہ شاید
یہ کہے گا کہ جب جگہ نہ تھی وہ بھی نہ تھا یا یہ کہے گا کہ جگہ بھی قدیم ازلی ہے اور دونوں کفر ہیں جب اس کا
معبود اس کے نزدیک بغیر کسی جگہ میں موجود ہوئے نہیں ہو سکتا تو جگہ کا محتاج ہوا، اور جو محتاج
ہے اللہ نہیں تو حقیقتہً ان پر انکار خدا ہی لازم ہے ایسے عقیدے والے کے پیچھے نماز ممنوع و ناجائز
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳/۴ القرآن الکریم

۱۴ فتح الباری کتاب التوحید باب قوله وكان عرشه على الماء مصطفیٰ البانی مصر ۱۴/۱۷

قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار

(جسمیت باری تعالیٰ کے قاتل فاجروں پر
قہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں)

ملقب بلقب تاریخی

ضرب قہاری

۱۳ ۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحنک یا من تعالیٰ عما یقول المجسمۃ
الظالمون علوا کبیرا ۝ صل و
سلم و بارک علی من اتانا
بشیرا نذیرا ۝ داعیا الیک باذنک
سراجا منیرا ۝ و علی الہ
وصحابتہ و اہلسنتہ و جماعتہ
کثیرا کثیرا ۝

پاک ہے تو اے وہ ذات جو بلند ترین ہے اس
بات سے جو جسم ثابت کرنے والے ظالم لوگ
کہتے ہیں۔ رحمت، سلامتی اور برکت فرما اس
شخصیت پر جو ہمارے پاس بشیر و نذیر بن کر
تشریف لائے اور تیری طرف دعوت دینے والے
تیرے حکم سے روشن چراغ ہیں اور اُن کی آل و
صحابہ و اہلسنت و جماعت پر کثرت در کثرت

سے۔ (ت)

اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہلسنت و جماعت کے عقیدے

- (۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔
- (۲) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلاً احتیاج

نہیں رکھتا۔

(۳) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔

(۴) اس میں تغیر نہیں آسکتا ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ رہے گا، یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدل کر اور حالت پر ہو جائے۔

(۵) وہ جسم نہیں جس میں کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں۔

(۶) اُسے مقدار عارض نہیں کہ اتنا یا اتنا کہہ سکیں، لمبا یا چوڑا یا دلدار یا موٹا یا پستلا یا بہت یا تھوڑا یا گنتی یا تول میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا ہلکا نہیں۔

(۷) وہ شکل سے منزہ ہے، پھیلا یا سمٹا، گولی یا لمبا، ٹکونا یا چوکھوٹا، سیدھا یا ترچھا یا اور کسی صورت کا نہیں۔

(۸) حد و طرف و نہایت سے پاک ہے اور اس معنی پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام عراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کہنا نفی حد کیلئے ہے نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لئے۔

(۹) وہ کسی چیز سے بنا نہیں۔

(۱۰) اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کر سکتے۔

(۱۱) جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اُسے دہننے یا بیٹھے نہیں کہہ سکتے یونہی جہت کے معنی پر آگے پیچھے یا اوپر بھی ہرگز نہیں۔

(۱۲) وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو۔

(۱۳) کسی مخلوق سے جدا نہیں کہ اُس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو۔

(۱۴) اُس کے لئے مکان اور جگہ نہیں۔

(۱۵) اُٹھنے، بیٹھنے، اُترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے وغیرہ تمام عوارض جسم و جسمانیات سے

منزہ ہے۔

محل تفصیل میں عقائد تنزیہیہ بے شمار ہیں۔ یہ پندرہ کہ بقدر حاجت یہاں مذکور ہوئے اور ان کے سوا ان جملہ مسائل کی اصل ہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکور ہوئے اور ان میں بھی اصل الاصول عقیدہ اولیٰ ہے کہ تمام مطالب تنزیہیہ کا حاصل و خلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب آیات ہیں جن میں باری عز و جل کی تسبیح و تقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثل و بے نظیری ارشاد

ہوتی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر و وافر ہیں، وقال تعالى، الملك القدوس السلام بادشاہ نہایت پاک
والا ہر عیب سے سلامت، وقال تعالى، فان الله غنی عن العالمین بے شک اللہ سارے جہان سے
بے نیاز ہے، وقال تعالى، فان الله هو الغنی الحمید بے شک اللہ ہی بے پروا ہے سب خوبیوں پر ادا،
وقال تعالى، لیس کمثلہ شیء اس کے مثل کوئی چیز نہیں، وقال تعالى، هل تعلم له سمیاً کیا تو
جانتا ہے اس کے نام کا کوئی، وقال تعالى، ولہ یکت لہ کفو احد اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔
ان مطالب کی آیتیں صد ہا ہیں، یہ آیات محکمات ہیں، یہ اُم الکتاب ہیں، ان کے معنی میں کوئی خفا و
اجمال نہیں، اصلاً وقت و اشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشنی و ہویا ہے
بے تغیر و تبدیل بے تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے، وباللہ التوفیق۔

آیات مشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد

قال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا)،

هو الذی انزل علیک الکتب
منہ آیت محکمات هن ام الکتب و
اخر متشبهت ط فاما الذیت فی
قلوبہم نہ یغ فیتبعون ما تشاہ
منہ ابتغاء الفتنة و ابتغاء
تاویله ۵ و ما یعلم
تاویله الا الله م والراستخون
فی العلم یقولون
امتابہ کل من عند
سابق و ما یدکر الا

(موضح القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے:)
وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض
آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی، اور دوسری
ہیں کئی طرف متنی۔ سو جن کے دل ہیں پھرے جو
وہ لگتے ہیں اُن کے دُحِب والیوں سے تلاش
کرتے ہیں مگر اہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل
بیٹھائی، اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے
اللہ کے۔ اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے
ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب
کی طرف سے ہے، اور سمجھائے وہی سمجھے ہیں

۵ القرآن الکریم ۳/۹۷

۵ " " ۳۲/۱۱

۵ " " ۱۱۲/۳

۱ القرآن الکریم ۵۹/۲۳

۵ " " ۳۱/۲۶

۵ " " ۱۹/۶۵

جن کو عقل ہے۔

اولوالالباب

اور اس کے فائدے میں لکھا،

اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھلتے تو جو گمراہ ہو ان کے معنی عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جڑ کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھ پائے تو سمجھے اور اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام لیتے تھے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اتارا ہے ہدایت فرمانے اور بندوں کو جانچنے آزمانے کو، یفضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا اسی قرآن سے بہتوں کو گمراہ فرمائے اور بہتیروں کو راہ دکھائے۔ اس ہدایت و ضلالت کا بڑا منشا قرآن عظیم کی آیتوں کا دو قسم ہونا ہے، محکمات جن کے معنی صاف بے وقت ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی پاکی و بے نیازی و بے مثل کی آیتیں جن کا ذکر اوپر گزرا، اور دوسری مشابہات جن کے معنی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھ ہی نہیں آتا جیسے حروف مقطعات السعد وغیرہ یا جو سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ عز و جل پر محال ہے جیسے الرحمن علی العرش استوی (وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) یا ثم استوی علی العرش (پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) پھر جن کے دلوں میں کبھی و گمراہی تھی وہ تو ان کو اپنے ذہب کا پاکر ان کے ذریعہ سے بے علموں کو بہکانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ دیکھو قرآن میں آیا ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ٹھہر گیا ہے۔ اور آیات محکمات جو کتاب کی جڑ تھیں اُن کے ارشاد دل سے مجھلا دئے حالانکہ قرآن عظیم میں تو استواء آیا ہے اور اس کے معنی چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تمہاری اپنی

له القرآن الكريم ٤/٣

۲۵ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱۱ تاج کمپنی لاہور ص ۶۲

" " " " " " " " " " # P^r

۴۷ القرآن الکریم ۲۶/۲

5/4. " " 90

٥٦ " " ٥٣/٤ و ٣/١٠ وغيره

سمجھ ہے جس کا حکم خدا پر لگا رہے ہو ما انزل اللہ بہا من سلطنتہ (اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہ فرمائی۔ ت) اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ چڑھنا، بیٹھنا، پھرنے آتے تو قرآن ہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انھیں ان ظاہری معنی پر نہ سمجھو جو ان لفظوں سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم نہیں مگر یہ لوگ اپنی گمراہی سے اسی معنی پر جم گئے انھیں کو قرآن مجید نے فرمایا،

الذین فی قلوبہم نزغۃ ان کے دل پھرے ہوئے ہیں۔

اور جو لوگ علم میں پچھے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات محکمات سے قطعاً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و جہت و جسم و اعراض سے پاک ہے بیٹھنے، چڑھنے، بیٹھنے سے منزہ ہے کہ یہ سب باتیں اس بے عیب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان انشاء اللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے ان میں اللہ عز و جل کے لئے اپنی مخلوق عرش کی طرف حاجت نکلتی گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے ان میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا، بیٹھنا، چڑھنا، اترنا، سرکنا، پھرنے، اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت خلق سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لفظوں کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہرگز مراد نہیں، پھر آخر معنی کیا لیں۔ اس میں یہ ہدایت والے دوروش ہو گئے۔ اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنی قطعاً مقصود نہیں اور تاویلی مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں، یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہمیں ہمارے رب نے آیات متشابہات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعیین مراد میں غرض کرنے کو گمراہی بتایا تو ہم حدیث سے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے حصے پر قناعت کریں کہ امتنا بہ کل من عندنا بنا جو کچھ ہمارے مولیٰ کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے محکم متشابہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ یہ مذہب جمہور ائمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم و اولیٰ ہے، اسے مسلک تفویض و تسلیم کہتے ہیں۔ ان ائمہ نے فرمایا استواء معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور کیف مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے وراہ ہیں اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بدعت

۱۔ القرآن الکریم ۳۰/۱۲

۲۔ " " ۴/۳

۳۔ " " ۴/۳

ہے کہ سوال نہ ہوگا مگر تعین مراد کے لئے اور تعین مراد کی طرف راہ نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے محکم مشابہہ دو قسمیں فرما کر محکمت کو کھتا ام الکتب فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو آیہ کریمہ نے تاویل مشابہات کی راہ خود بتادی اور ان کی ٹھیک معیار ہمیں سجدادی کہ ان میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی محکمت کے مطابق آجائیں اور فتنہ و ضلال و باطل و محال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر یقین نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت محکمت سے بری و منزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے اور اس میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کی طبائع صرف اتنی بات پر مشکل سے قناعت کریں کہ ان کے معنی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور جب انھیں روکا جائے گا تو خواہ مخواہ ان میں فکر کی اور حرص بڑھے گی،

اِنَّ ابْنَ اٰدَمَ لِحَرِيصٍ عَلٰی مَا مَنَعَهُ
انسان کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر

حرص ہوتا ہے۔ (ت)

اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑیں گے گمراہی میں گرے گے، تو یہی انسب ہے کہ ان کی افکار ایک مناسب ملامت معنی کی طرف کہ محکمت مطابق محاورات سے موافق ہوں پھیر دی جائیں کہ فتنہ و ضلال سے نجات پائیں یہ مسلک بہت علمائے متاخرین کا ہے کہ نظر بحال عوام اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کہتے ہیں یہ علماء بوجہ کثیرہ تاویل آیت فرماتے ہیں ان میں چار وجہیں نفیس و واضح ہیں:

اول استوار بمعنی قہر و غلبہ ہے، یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ تمام مخلوقات پر قاهر و غالب ہے۔

عہ رواہ الطبرانی ومن طریقہ الدیلمی	اس کو طبرانی نے روایت کیا اور دیلمی نے طبرانی کے
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما	طریق پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ تعالیٰ
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

لہ القرآن الکریم ۳/۷

۲۳۱/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	۸۸۵	حدیث
۱۹۹/۱	" " "	۶۷۲	حدیث

سوم استوار بمعنی قصد و ارادہ ہے، ثم استویٰ علی العرش یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی، یہ تاویل امام ابلسنت امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسمعیل ضریر نے فرمایا، انه الصواب ہے، یہی ٹھیک ہے، نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان (اس کو امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں نقل کیا ہے۔ ت)

١٥ الاتقان في علوم القرآن النوع الثالث والاربعون في المحكم والمتشابه وادراج اثار التراث العربي ت ٩٥
٢ كتاب الاسماء والصفات باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانكلير بل شينغور ٤٥

چہاں سہ استوار بمعنی فراغ و تمامی کار ہے یعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اُس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا و آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرہ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے۔ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو قرآن سے ہو۔ استوار بمعنی تمامی خود قرآن عظیم میں ہے، قال اللہ تعالیٰ:

فَلَا يَبْلُغُ أَشْدَاهُ وَاسْتَوَىٰ ۖ

جب اپنی قوت کے زمانے کو پہنچا اور اُس کا شباب پورا ہوا۔

اسی طرح قولہ تعالیٰ:

كَمْ زرع اخرج شطأه فأنزله فاستغلف

جیسے پودا کہ اس کا خوشہ نکلا تو اس کو بوجھل کیا تو وہ موٹا ہوا تو وہ اپنے تنے پر درست ہوا۔ (ت)

میں استوار حالت کمال سے عبارت ہے، یہ تاویل امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی نے امام ابو الحسن علی بن خلف ابن بطلال سے نقل کی اور یہ کلام امام ابو طاهر قرطبی کا ہے کہ سراج العقول میں مفادہ فرمایا، اور امام عبد الوہاب شعرائی کی کتاب الیواقیت میں منقول۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اور اس کے سوا یہ ہے کہ قرآن عظیم میں یہ استواء سات جگہ مذکور ہوا، ساتوں جگہ ذکر آفرینش آسمان و زمین کے ساتھ اور بلا فصل اُس کے بعد ہے، سورۃ اعراف و سورۃ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فرمایا:

ان ربکم اللہ الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش ۖ

تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا چھ دنوں میں پھر عرش پر استوا فرمایا (ت)

سورۃ رعد میں فرمایا:

اللہ الذی رفع السموت بغير عمد

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو

۱۴ القرآن الکریم ۲۸/۱۳

۱۵ ۲۸/۲۹

۱۶ الیواقیت والجواهر بحوالہ سراج العقول المبعث السابع مصطفیٰ البانی مصر ۱۰۲/۱

۱۷ القرآن الکریم ۱۰/۳

ترونها ثم استوى على العرش له
بغير ستون کے بلند کیا تم دیکھ رہے ہو پھر عرش پر
استوار فرمایا۔ (ت)

سورہ طہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرمایا :
تنزيلاً ممن خلق السموات والارض
العلیٰ الرحمن علی العرش
استوی
قرآن نازل کردہ ہے اس ذات کی طرف سے
جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند آسمانوں کو،
وہ رحمن ہے جس نے عرش پر استوار فرمایا۔ (ت)

سورہ فرقان میں فرمایا :
الذی خلق السموات والارض وما
بینہما فی ستة ايام ثم استوی
علی العرش
وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں
کے درمیان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر
استوار فرمایا (ت)

سورہ رعد میں فرمایا :
هو الذی خلق السموات والارض فی
ستة ايام ثم استوی علی العرش
یہ مطالب کہ اول سے یہاں تک اجمالاً مذکور ہوئے صد ہا ائمہ دین کے کلمات عالیہ میں ان کی
تصریحات جلیہ ہیں انھیں نقل کیجئے تو دفتر عظیم ہو، اور فقیر کو اس رسالہ میں التزام ہے کہ جن کتابوں
کے نام مخالف گنام نے اغوائے عوام کے لئے لکھ دئے ہیں اس کے رد میں انہی کی عبارتیں نقل کرے
کہ مسلمان دیکھیں کہ وہابی صاحب کس قدر بے حیا، بیباک، متکار، چالاک، بد دین، ناپاک ہوتے
ہیں کہ جن کتابوں میں ان کی گراہیوں کے صریح رد لکھے ہیں انہی کے نام اپنی سند میں لکھ دیتے ہیں صر
چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چسراغ دارد
(چو کیسا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے ہے۔ ت)

۲/۱۳	۵۲	۵۳	۵۴
۵۲/۲۰	۵۳	۵۴	۵۵
۵۹/۲۵	۵۴	۵۵	۵۶
۳/۵۷	۵۵	۵۶	۵۷

مباحث آئندہ میں جو عبارات اُن کتابوں کی منقول ہوں گی انھیں سے ان شاء اللہ العظیم سب بیان واضح ہو جائیں گے یہاں صرف آیات متشابہات کے متعلق بعض عبارات نقل کروں جن سے مطلب سبکی بھی ظاہر ہو اور یہ بھی کھل جائے کہ آیہ کریمہ الرحمن علی العرش استوی آیات متشابہات سے ہے اور یہ بھی کہ جس طرح مخالف کا مذہب نامذہب یقیناً صریح ضلالت اور مخالفت جملہ اہل سنت ہے۔ یونہی اجمالاً اس آیت کے معنی جاننے پر مخالف سلف صالح و جمہور ائمہ اہلسنت و جماعت ہے۔

(۱) موضع القرآن کی عبارت اور گزری۔

(۲) معالم و مدارک و کتاب الاسماء و الصفات و جامع البیان کے بیان یہاں سنئے کہ یہ پانچوں کتابیں بھی انھیں کتب سے ہیں جن کا نام مخالف نے گن دیا۔ معالم التنزیل میں ہے، اما اهل السنة يقولون الاستواء على العرش صفة لله تعالى بلا كيف يجب على الرجل الايمان به و يكمل العلم فيه الى الله عز وجل له یعنی رہے اہلسنت، وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش پر استواء اللہ عز و جل کی ایک صفت ہے چونی و چگونگی ہے، مسلمان پر فرض ہے کہ اُس پر ایمان لائے اور اس کے معنی کا علم خدا کو سونپے۔

مخالف کو سوجھے کہ اُسی کی مستند کتاب نے خاص مسئلہ استواء میں اہلسنت کا مذہب کیا لکھا ہے شرم رکھتا ہے تو اپنی خرافات سے باز آئے اور عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہلسنت کرے۔

(۳) اُسی میں ہے:

ذهب الاكثر من الائمة الى ان الواو في قوله "والراسخون" واو الاستثنا وتم الكلام عند قوله "وما يعلم تاويله الا الله" وهو قول ابن كعب یعنی جمہور ائمہ دین صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعاً کا مذہب یہ ہے کہ والراسخون فی العلم سے جذبات شروع ہوئی پہلا کلام وہیں پورا ہو گیا کہ متشابہات کے معنی اللہ عز و جل کے سوا کوئی نہیں جانتا

لہ معالم التنزیل تحت الآیۃ ۵۴، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳۴/۲

وعائشة وعروة بن الزبير
رضي الله تعالى عنهم ،
ورواية طاووس عن ابن
عباس رضي الله تعالى عنهما
وبه قال الحسن وأكثر التابعين
واختاره الكسائي والفراء والافخش
(الح) قال (وما يصدق
ذلك قراءة عبد الله ان تاويله
الا عند الله والراسخون في
العلم يقولون امتا وفي
حرف ابج ويقول الراسخون
في العلم امتا به ،
وقال عمر بن عبد العزيز
في هذه الآية انتهى علم
الراسخين في العلم
تاويل القرأت الى ان
قالوا امتا به كل من عند
ربنا وهذا القول اقيس في
العربية واشبه بظاهر
الآية

(۴) مدارک التنزیل میں ہے ،

منه آيت محكمات احکمت
عباسر تها بان حفظت من الاحتمال و

یہی قول حضرت سید قاریان صحابہ ابی بن کعب
اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور عروہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور یہی
امام طاووس نے حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ، اور
یہی مذہب امام حسن بصری و اکثر تابعین کا ہے
اور اسی کو امام کسائی و فراء و افخش نے اختیار
کیا اور اس مطلب کی تصدیق حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قرأت
سے بھی ہوتی ہے کہ آیات متشابہات کی
تفسیر اللہ عزوجل کے سوا کسی کے پاس نہیں
اور پکے علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے ، اور
ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت بھی
اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے ۔ امیر المؤمنین
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
ان کی تفسیر میں محکم علم والوں کا منتہائے علم
بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے
سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ، اور
یہ قول عربیت کی رو سے زیادہ دلنشین اور ظاہر
آیت سے بہت موافق ہے ۔

یعنی قرآن عظیم کی بعض آیتیں محکمات ہیں جن
کے معنی صاف ہیں احتمال و اشتباہ کو ان میں

الاشتباه هن امر الکتب اصل الکتاب
تحمل المتشابهات علیہا وتزد الیہا
واخر متشابهات مشتبهات محتملات
مثال ذلك الرحمن علی العرش استوی
فالاستواء یکون بمعنی المجلوس
وبمعنی القداسة والاستیلاء و
لا یجوز الاول علی الله تعالیٰ
بدلیل المحکم وهو قوله تعالیٰ
لیس کمثلہ شیء، فاما الذین
فی قلوبہم نزغ میل عن
الحق وھم اهل البدع فیتبعون
ما تشابه فی تعلقون
بالمتشابه الذی یحتمل ما ینزہ
الیہ المبتدع مما لا یطابق المحکم
ویحتمل ما یطابقہ من قول
اهل الحق منه ابتغاء الفتنة
طلب ان یفتنوا الناس دینہم
ویضلوہم وابتغاء تاویلہ وطلب ان
یؤدوا التاویل الذی یشتہونہ
وما یعلم تاویلہ الا الله ای لا یمتدی
الی تاویلہ الحق الذی یجب ان یحمل
علیہ الا الله احد مختصراً۔

گزر نہیں یہ آیات تو کتاب کی اصلی ہیں کہ متشابہات
انھیں پر حمل کی جائیں گی اور ان کے معنی انھیں
کی طرف پھیرے جائیں گے اور بعض دوسری
متشابہات ہیں جن کے معنی میں اشکال احتمال
ہے جیسے کریم الرحمن علی العرش استوی
بیٹھنے کے معنی پر بھی آتا ہے اور قدرت وغیرہ کے
معنی پر بھی، اور پہلے معنی اللہ عز وجل پر محال ہیں
کہ آیات محکمات اللہ تعالیٰ کو بیٹھنے سے پاک و منزہ
بتا رہی ہیں ان محکمات سے ایک یہ آیت ہے لیس
کمثلہ شیء اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں، پھر وہ جن کے
دل حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وہ بد مذہب لوگ
ہوئے وہ تو آیات متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں
ایسی آیتوں کی آڑ لیتے ہیں جن میں ان کی بد مذہبی
کے معنی کا احتمال ہو سکے جو آیات محکمات کے مطابق
نہیں اور اس مطلب کا بھی احتمال ہو جو محکمات
کے مطابق اور اہلسنت کا مذہب ہے وہ بد مذہب
ان آیات متشابہات کی آڑ اس لئے لیتے ہیں کہ
فتنہ اٹھائیں لوگوں کو سچے دین سے بہکائیں انکے
وہ معنی بتائیں جو اپنی خواہش کے موافق ہوں،
اور ان کے معنی تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ، اللہ
ہی کو خبر ہے کہ ان کے حق معنی کیا ہیں جن پر ان کا
اتارنا واجب ہے انتہی۔

مگر اہل شخص انھیں کھول کر دیکھے کہ یہ پاکیزہ تقریر یہ آیت و تفسیر اس کی گراہی کیسار و واضح و

منیر ہے والحمد للہ رب العالمین۔

(۵) امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں،

الاستواء فالمتقدمون من اصحابنا
رضی اللہ تعالیٰ عنہم كانوا لا یفسرونہ
ولا یتکلمون فیہ کنحو مذہبہم فی امثال
ذلك ینہ

ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
استواء کے کچھ معنی نہ کہتے تھے نہ اس میں اصلاً
زبان کھولتے جس طرح تمام صفات مشابہات
میں ان کا یہی مذہب ہے۔

(۶) اُسی میں ہے،

حکینا عن المتقدمین من اصحابنا
ترك الکلام فی امثال ذلك، هذا
مع اعتقادہم نفی الحد والتشبیہ
والتمثیل عن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ینہ

ہم اپنے اصحاب متقدمین کا مذہب لکھ چکے کہ
ایسے نصوص میں اصلاً لب نہ کھولتے اور اس
کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے کہ اللہ تعالیٰ محدود
ہونے یا مخلوق سے کسی بات میں مشابہ و مانند
ہونے سے پاک ہے۔

(۷) اُسی میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی،

کنا عند مالک بن انس فجاء سراجہ
فقال یا ابا عبد اللہ الرحمن علی
العرش استوی کیف استوی؟
قال فاطرق مالک سراسہ حتی علاہ
الرحضاء ثم قال الاستواء غیر مجہول
والکیف غیر معقول والایمان بہ
واجب، والمسئول عنہ بدعة، وما
امراک الامبتدعا فاصربہ انت
یخرج ینہ

ہم امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر
تھے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی اے ابو عبد اللہ!
رحمن نے عرش پر استواء فرمایا یہ استواء کس طرح
ہے؟ اس کے سنتے ہی امام نے سر مبارک جھکایا
یہاں تک کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہو گیا، پھر
فرمایا، استواء مجہول نہیں اور کیفیت معقول نہیں
اور اس پر ایمان فرض اور اس سے استفسار بدعت
اور میرے خیال میں تو ضرور بد مذہب ہے۔ پھر
حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

۱۵۰/۲
۱۶۹/۲
۱۵۱/۲

۱۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی۔ المکتبۃ الاشرفیہ سانگلہ بلوچستان
۲۔ باب قول اللہ تعالیٰ لعلی علیہ السلام اتی متوفیک و رافعک الی
۳۔ باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش

باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش استوى المكتبة الاشريه سانكله بل شيخنا پوره
١٥١/٢
باب ما جاء في اثبات العين المكتبة الاشريه سانكله بل شيخنا پوره
٣٢/٢
باب ما جاء في قول الله عز وجل الرحمن على العرش الخ المكتبة الاشريه سانكله بل شيخنا پوره
١٥٢/٢

والیہا ذہب احمد بن حنبل والحسین بن الفضل البلخی ومن المتأخرین ابوسلمین الخطابیؒ

امام احمد بن حنبل و امام حسین بن فضل بلخی اور متاخرین سے امام ابوسلمین خطابؒ کا ہے۔

الحمد للہ امام عظیم سے روایت عنقریب آتی ہے، ائمہ ثلاثہ سے یہ موجود ہیں۔ ثابت ہوا کہ چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام۔ یہی طریقہ جملہ سلف صالحین کا ہے۔

(۱۲) اسی میں امام خطابؒ سے ہے،
و نحن احرى بان لا نقتدم فیہا تاخر
عنه من هو اکثر علما و اقدم نما مانا
و سنا، ولكن الزمان الذی نحن
فیہ قد صار اهلہ حزبین
متکرلما یروی من نوع ہذہ
الاحادیث من اساء و مکذب بہ
اصلا، و فی ذلک تکذیب العلماء
الذین سادوا ہذہ الاحادیث
و هم ائمة الدین و نقلہ السنن و
الواسطۃ بیننا و بین رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم، و الطائفة الاخری
مسلمة للروایۃ فیہا ذاہبۃ فی تحقیق
منہا مذہبا یکاد یفرض بہم الی القول
بالتشبیہ و نحن نرغب عن الامرین
معاً، ولا نرضی بواحد منہما
مذہبا، فیحق علینا ان نطلب

یعنی جب اُن ائمہ کرام نے جو ہم میں سے علم میں
زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے
مشابہات میں سکوت فرمایا تو ہمیں ساکت
رہنا اور ان کے معنی کچھ نہ کہنا اور زیادہ لائق تھا
مگر ہمارے زمانے میں دو گروہ پیدا ہوئے ایک
تو اس قسم کی حدیثوں کو سرے سے رد کرتا اور
جھوٹ بتاتا ہے اس میں علمائے رواۃ احادیث
کی تکذیب لازم آتی ہے حالانکہ وہ دین کے امام
ہیں اور سنتوں کے ناقل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم تک ہمارے وسائل و وسائل۔
اور دوسرا گروہ ان روایتوں کو مان کر اُن کے
ظاہری معنی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا
کلام اللہ عز و جل کو خلق سے مشابہ کر دینے تک
پہنچا چاہتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند
ہیں ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر
راضی نہیں تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس باب میں

لہ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب قول اللہ الرحمن علی العرش المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۱۵۲/۲

لما يرد من هذه الأحاديث إذا صحت من طريق النقل والسند، تاويل يخرج على معاني اصول الدين ومذاهب العلماء ولا تبطل الرواية فيها أصلاً، إذا كانت طرقها مرضية ونقلتها عدد ولا.

جو صحیح حدیثیں آئیں اُن کی وہ تاویل کر دیں جس سے اُن کے معنی اصول عقائد و آیات محکمات کے مطابق ہو جائیں اور صحیح روایتیں کہ علماء ثقات کی سند سے آئیں باطل نہ ہونے پائیں۔

(۱۳۳) امام ابوالقاسم لالکائی کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سرمد دار مذہب حنفی تلمیذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرماتے:

اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقراءات و بالاحاديث التي جاء بها الثقات عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في صفة الرب من غير تشبيه ولا تفسير فمن فسر شيئاً من ذلك فقد خرج عما كان عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و فاساق الجماعة فانهم لم يصفوا و لم يفسروا ولكن آمنوا بما في الكتاب والسنة ثم سكتوا.

شرق سے غرب تک تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے کہ آیات قرآن عظیم و احادیث صحیحہ میں جو صفات الہیہ آئیں اُن پر ایمان لائیں بلا تشبیہ و بلا تفسیر تو جو ان میں سے کسی کے معنی بیان کرے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے سے خارج اور جماعت علماء سے جدا ہوا اس لئے کہ ائمہ نے نہ ان صفات کا کچھ حال بیان فرمایا نہ اُن کے معنی کچھ بلکہ قرآن و حدیث پر ایمان لاکر چُپ رہے۔

طرفہ یہ کہ امام محمد کے اس ارشاد و ذکر اجماع ائمہ امجاد کو خود ذہبی نے بھی کتاب العلوم میں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع لالکائی اور ابو محمد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ مخدول بھی اُسے نقل کر گیا واللہ الحمد ولہ الحجة السامیة (حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور غالب حجت اسی کی ہے۔ ت)

(۱۳۴) نیز مدارک میں زیر سورہ طہ ہے:

۱۔ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ما ذكر في القدم الرجل المكتبة الاثرية سانكله بل شیخ پورہ ۸۶/۲

۲۔ کتاب السنہ امام ابوالقاسم لالکائی

والمذہب قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاستواء
 غیر مجہول والتکلیف غیر معقول
 والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعة
 لانه تعالیٰ کان ولا مکان فهو علی ما کان
 قبل خلق المکان لم یتغیر عما
 کان یلہ

مذہب وہ ہے جو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے
 فرمایا کہ استواء مجہول نہیں اور اس کی چگونگی
 عقل میں نہیں آسکتی اُس پر ایمان واجب ہے
 اور اس کے معنی سے بحث بدعت ہے اس لئے
 کہ مکان پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ موجود تھا
 اور مکان نہ تھا پھر وہ اپنی اُس شان سے بدلا
 نہیں یعنی جیسا جب مکان سے پاک تھا اب بھی
 پاک ہے۔

مگر اہ اپنی ہی مستند کی اس عبارت کو سوچئے اور اپنا ایمان ٹھیک کرے۔

(۱۵) اسی میں زیر سورۃ اعراف یہی قول امام جعفر صادق و امام حسن بصری و امام اعظم
 ابوحنیفہ و امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرمایا یلہ
 (۱۶) یہی مضمون جامع البیان سورۃ یونس میں ہے :

الاستواء معلوم و الکيفية مجهولة
 والسؤال عنه بدعة۔ تہ
 استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول
 ہے اور اس سے بحث و سوال بدعت ہے۔ (ت)

(۱۷) یہی مضمون سورۃ رد میں سلف صالح سے نقل کیا کہ :
 قال السلف الاستواء معلوم و
 الکيفية مجهولة یلہ
 سلف نے فرمایا : استواء معلوم ہے اور کیفیت
 مجہول ہے۔ (ت)

(۱۸) سورۃ طہ میں لکھا :

سئل الشافعی عن الاستواء
 فاجاب امنت بلا تشبيه و اتهمت
 یعنی امام شافعی سے استواء کے معنی پوچھے
 گئے، فرمایا، میں استواء پر ایمان لایا اور

۴۸/۳	دارالکتب العربی بیروت	۵/۳	۱۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) آیت
۵۶/۲	" " "	۵۴/۴	۲۔ " " " آیت
۲۹۲/۱	دار نشر الکتب الاسلامیہ کوثر النوالہ	۳/۱۰	۳۔ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن شافعی آیت
۳۴۵/۱	" " " " "	۲/۱۳	۴۔ " " " " " آیت

وہ معنی نہیں ہو سکتے جن میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت مخلوق سے نکلے اور میں اپنے آپ کو اُس کے معنی سمجھنے میں متہم رکھتا ہوں مجھے اپنے نفس پر اطمینان نہیں کہ اس کے صحیح معنی سمجھ سکوں لہذا میں نے اُس میں فکر کرنے سے یک قلم قطعی دست کشی کی۔

سلف صالح کا اجماع ہے کہ عرش پر استواء
اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یحیون و بے چگون
ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کا علم
خدا کو سونپتے ہیں۔

اجمع السلف على ان استواءه على
العرش صفة له بلا كيف تؤمن
به ونكل العلم الى الله تعالى -

(۲۰) طرفہ یہ کہ سورۃ اعراف میں تو صرف اتنا لکھا کہ اس کے معنی ہم کچھ نہیں جانتے اور

سورۃ فرقان میں لکھا:

سورہ فرقان میں لکھا :
 قد مر فی سورۃ الاعراف تفصیل
 معنایہ

اس کے معنی کی تفصیل سورہ اعراف میں
 گزری۔

یونہی سورہ سجده میں لکھا قد مرفی سورۃ الاعراف (سورۃ اعراف میں گزارشات) یونہی سورہ حدید میں قد مرفی تفصیلہ فی سورۃ الاعراف وغیرہا (اس کی تفصیل سورۃ اعراف وغیرہ میں گزری ہے۔ ت)

دیکھو کیسا صاف بتایا کہ اس کے معنی کی تفصیل یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے، اب تو کھلا کہ دہائیہ مجسمہ کا اپنی سند میں کتاب الاسمار و معالم و مدارک و جامع البیان کے نام لے دینا

۱۵	دار فشر الکتب الاسلامیه گوجرانوالہ ۲/۱۶	۵/۲۰	جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آریۃ
۲۲۳/۱	" " " " " "	۵۲/۲	" " " " " "
۸۹/۲	" " " " " "	۵۹/۲۵	" " " " " "
۱۵۴/۲	" " " " " "	۲/۲۲	" " " " " "
۳۳۶/۲	" " " " " "	۲/۵۴	" " " " " "

کیسی سخت بے حیائی تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

وہابیہ مجسمہ کی بددینی

صفات متشابہات کے باب میں اہلسنت کا عقیدہ تو معلوم ہو گیا کہ ان میں ہمارا حصہ بس اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو کچھ مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے، ظاہر لفظ سے جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں اُن سے اللہ تعالیٰ یقیناً پاک ہے اور مراد الہی پر ہمیں اطلاع نہیں لہذا ہم اُن کے معنی کچھ کہہ ہی نہیں سکتے یا بطور تاویل کچھ کہیں بھی تو وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی شانِ قدوسی کے لائق اور آیاتِ حکمت کے مطابق اور اہلسنت کو اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ راہِ وسط ہوتی ہے اُس کے دونوں پہلوؤں پر افراط و تفریط دو ہولناک مہلک گھاٹیاں ہیں اسی لئے اکثر مسائل میں اہلسنت دو فرقہ متناقض کے وسط میں رہتے ہیں جیسے رافضی ناصبی یا خارجی مرجی یا قدری جبری یا باطنی ظاہری یا وہابی بدعتی یا اسمعیل پرست گورپرست و علیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح یہاں بھی دو فرقہ باطلہ نکلے معطلہ و مشتبہ۔ معطلہ جنہیں جہمیہ بھی کہتے ہیں صفات متشابہات سے یکسر منکر ہی ہو گئے یہاں تک کہ ان کا پہلا پیشوا جعفر بن درہم مردود کہتا کہ نہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنا خلیل بنایا نہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلام فرمایا۔ یہ گمراہ لوگ اپنے افراط کے باعث امتنا بہ کل من عند ربنا (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ ت) سے بے بہرہ ہوئے۔ اُن کی طرف نقیض پر انتہائے تفریط میں مشتبہ آئے جنہیں حشویہ و مجسمہ بھی کہتے ہیں ان خبیثوں نے صاف صاف مان لیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ہے جسم ہے جہت ہے۔ اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا اترنا اٹھنا بیٹھنا چلنا ٹھہرنا سب آپ ہی ثابت ہے، یہ مردود وہی ہوئے جنہیں قرآنِ عظیم نے فی قلوبہم من لیلۃ (ان کے دلوں میں زلیغ ہے۔ ت) فرمایا اور گمراہ فتنہ پردازانہ بتایا تھا۔ وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں مختلف بد مذہبوں سے کچھ کچھ عقائد ضلالت کو اپنا بھرت پورا کیا ہے یہاں بھی نہ چوکے، اور اُن کے پیشوا اسمعیل نے صراطِ ناستقیم میں جو اپنے جاہل پیر کی اللہ تعالیٰ سے

۱۷ القرآن الکریم ۳/۷

۱۸ " " ۳/۷

دوستانہ ملاقات اور ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گڈ مارنگ (GOOD MORNING) ثابت کی تھی (دیکھو کتاب مستطاب الکوکبة الشہابیہ علی کفريات ابی الوہابیہ) لہذا اس کے بعضے سپوت صاف صاف مجسمہ مہسوت کا مذہب مقوت مان گئے اور اس کی جڑ بھی وہی ان کا پیشوائے قلیع اپنے رسالہ ایضاح الحق الصریح میں جھگایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو مکان و جہت سے پاک جاننا بدعت و ضلالت ہے جس کے رد میں کوکبہ شہابیہ نے تحفہ اشاعہ شہادۃ العزیز صاحب کی یہ تحریر پیش کی تھی کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان نہیں، نہ اس کے لئے فوق یا تحت کوئی جہت ہو سکتی ہے۔ اور بحر الرائق و عالمگیری کی یہ عبارت:

یکفر باثبات المکات اللہ تعالیٰ
یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ماننے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

اور فتاویٰ امام اجل قاضی خاں کی یہ عبارت :
ما جل قال خدائے بر آسمان می داند کہ من چیزے نذرم لیکن کفر لان اللہ تعالیٰ منزہ عن المکان ہے
اور فتاویٰ خلاصہ کی یہ عبارت :

لو قال زردبان بنہ و آسمان بر آئے و با خدا جنگ کن یکفر لانہ اثبت المکات اللہ تعالیٰ
اگر کوئی یہ کہے نیزہ لے اور آسمان پر جا اور خدا سے جنگ کر، تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے مکان مانا (ت)

(دیکھو کوکبہ شہابیہ)

انھیں مجسمہ گستاخ کے تازہ افراخ سے ایک صاحب سہسوائی بکاسمہ لیسے گمراہ ہزاری غلام نواب بھوپال قنوجی آنجنائی از سر نو اس فتنہ خوابیدہ کے بادی و بانی اور اسی شہسوار قدوس جل جلالہ

۱۴۱ ص	سہیل اکیڈمی لاہور	۱ باب پنجم در النیات
۲۵۹/۲	نوری کتب خانہ پشاور	۲ کتاب السیر الباب التاسع
۱۲۰/۵	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۳ بحر الرائق
۸۸۴/۴	نوٹکسور لکھنؤ	۴ باب ما یكون کفر من المسلم
۳۸۴/۴	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	۵ خلاصۃ الفتاوی کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲

کی شان میں مدعی عیوب جسمی و مکانی ہوئے، چہارم محرم الحرام ۱۳۱۸ ہجریہ قدسیہ کو اس باب اور انھیں صاحب کے متعلق دو امر دیگر میں حضرت تاج المحققین عالم اہلسنت دام ظلہم العالی سے استفادہ ہوا حضرت نے نفس حکم نہایت اجمال ارشاد فرمایا: پونے دو مہینے کے بعد لبست و ششم صفر کو ان کے متعلق ایک پریشان تحریر گراہی و جہالت و سفاہت و ضلالت کی بولتی تصویر آئی ایسے ہذیان کیا قابل التفات مگر حفظ عقائد عوام و نصرت سنت و اسلام کے لحاظ سے یہ چند سطور لوجہ اللہ مسطور اہل حق بنگاہ انصاف نظر فرمائیں اور امر عقائد میں کسی گمراہ مکار کے کہنے میں نہ آئیں، و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب (مجھے توفیق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔)

مسئلہ از سہسوان قاضی محلہ مرسلہ حاجی فرحت علی صاحب ۴ محرم ۱۳۱۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ رب العزت عرش پر بیٹھا ہے اور کہیں نہیں ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اللہ عز وجل مکان و جہت و جلوس و غیرہ تمام عوارض جسم و جسمانیات و عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ یہ لفظ کہ اس شخص نے کہا سخت گمراہی کے معنی دیتا ہے اس پر توبہ لازم ہے عقیدہ اپنا مطابق اہل سنت کرے۔ واللہ الہادی۔

نقل تحریر ضلالت تخریر از نجدی بقیر

مسئلہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہی ہونا۔

الجواب

الرحمن علی العرش استوی اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا چڑھایا ٹھہرا۔ ان تین معنی کے سوا اس آیت میں جو کوئی اور معنی کہ گاؤہ برحق ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام شریف میں سأت جبکہ اس مضمون کو ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو فتح الرحمن تفسیر قاری شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و تفسیر موضح القرآن

وہو فی مکانہ (اور وہ اپنے مکان میں ہے۔ ت)

اور مشکوٰۃ کے باب الاستغفار والتوبہ میں مسند احمد کی حدیث میں وارد ہے کہ :
وعن قتيب بن جلال واسماعيل مکانی الخ: میری عزت، میرے جلال اور میرے مکان کی قسم (ت)
ہاں جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے بعض اشخاص بریلی نے
جو علم منقول و عقائد اہل حق سے بے بہرہ ہیں اس عقیدہ صحیح کے معتقد کو بزورِ گمراہی گمراہ بنایا و ما
لہم بد من علم^۴ (ان کو اس کا علم نہیں۔ ت) ایسے شخص سے اہل اسلام کو بچنا چاہئے۔

ضرب قہاری

12 18

مسلمانو! دیکھو اس گمراہ نے ان چند سطور میں کیسی کیسی جہالتیں ضلالتیں تناقض سفاہتیں اللہ و رسول پر افتراء علماء و کتب پر تہمتیں بھردی ہیں :

۱۔ اولاً ادعا کیا کہ استوار علی العرش میں بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی کچھ بدعتی ہے اور اسی کی سند میں بکمال جرات و بی حیائی اُن نو کتابوں کے نام لگے دئے۔

ثانیاً زعم کیا کہ احاطۃ الہی صرف از روئے علم ہے حالانکہ اسی مسئلہ کا یہاں کچھ ذکر نہ تھا مگر اس نے اس بیان سے اپنی وہ گمراہی پالنی چاہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور عرش کے سوا

١٢/٤٥ له القرآن الكريم

۲۷ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وکلم اللہ موسیٰ علیہ السلام قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲

٣ مشكوة المصابيح باب الاستغفار والتوبة الفصل الثاني

٥٣ القرآن الكريم ٢٨

پیدا کرنا یا یہ انھیں معنی سوم کے قریب ہے جو اوپر گزرے۔
ضرب ۳۵: اس سورۃ اور سورۃ فرقان کے سوا کہ وہاں استوار کی تفسیر سے سکوت مطلق ہے
 باقی پانچوں جگہ اُس کے معنی استیلاء و غلبہ و قابو بتائے۔ حدید میں ہے،
 ثم استوی استولی علی العرش (پھر عرش پر استوار فرمایا۔ ت)
 رد میں ہے:

استولی بالاعتدال و نفوذ السلطان
 اعداد اور حکومت کا مالک ہوا۔ (ت)
 اعراف میں ہے:

اضاف الاستیلاء الی العرش وان
 کان سبحانه وتعالی مستولیا علی
 جمیع المخلوقات لان العرش اعظمها
 واعلاها۔
 یعنی اللہ تعالیٰ کا قابو اس کی تمام مخلوقات پر
 ہے خاص عرش پر قابو ہونے کا ذکر اس لئے
 فرمایا کہ عرش سب مخلوقات سے جسامت میں
 بڑا اور سب سے اوپر ہے۔

ضرب ۳۶: سورۃ طہ میں بعد ذکر معنی استیلاء ایک وجہ یہ نقل فرمائی،
 لہا کان الاستواء علی العرش وهو
 سریر الملك مما یردف الملك جعلوه
 کنایۃ عن الملك فقال استوی فلان
 علی العرش ای ملک وان لم یقعد
 علی السریر البتۃ وهذا کقولک
 ید فلان مبسوطة ای جواد وان
 لم یکن لہ ید من اسائیہ
 یعنی جبکہ تخت نشینی آثار شاہی سے ہے تو عرف
 میں تخت نشینی بولتے اور اس سے سلطنت مراد
 لیتے ہیں، کہتے ہیں فلاں شخص تخت نشین ہوا یعنی
 بادشاہ ہوا اگرچہ اصلاً تخت پر نہ بیٹھا ہو جس
 طرح تیرے اس کہنے سے کہ فلاں کا ہاتھ کشادہ
 ہے اُس کا سخی ہونا مراد ہوتا ہے اگرچہ وہ
 سرے سے ہاتھ ہی نہ رکھتا ہو۔

حاصل یہ کہ استوار علی العرش بمعنی بادشاہی ہے حقیقۃً بیٹھنا ہرگز لازم نہیں، جب

۲۲۳/۴	دارالکتب العربی بیروت	آیت ۴/۵۷	لہ مارک التنزیل (تفسیر النسفی)	۲/۱۳	۲۲۱/۲	۵۱/۲	۴۸/۳
۲۲۱/۲	"	"	"	"	"	"	"
۵۱/۲	"	"	"	"	"	"	"
۴۸/۳	"	"	"	"	"	"	"

کہیں نہیں۔
ثالثاً منہ بھر کر اُس ستوج قدوس کو گالی دی کہ اس کے لئے مکان ثابت ہے، عرش اس کا مکان ہے، اور اس کے ثبوت میں بزورِ زبان دو حشریں نقل کر دیں۔
رابعاً یہ تین دعوے تو منطوق عبارت تھے مفہوم استثنائے بتایا کہ استواء علی العرش کے معنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔
 خاصاً اپنے معبود کو بیٹھانے، چڑھانے، ٹھہرانے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے کہ جن صفات سے کلامِ شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے تمام مشابہات استواء کی طرح انھیں معافی پر محمول کر لیں جو اُن کے ظاہر سے مفہوم ہوتے ہیں۔
سادساً باوصف ان کے اصل دعویٰ یہ ہے کہ خدا عرش کے سوا کہیں نہیں۔
 ہم بھی ان چھ باتوں کی بعونہ تعالیٰ اسی ترتیب پر چھ تپانچوں سے خبر لیں اور ساتویں تپانچے میں دوسرے باقیہ کے متعلق اجمالاً گوشمالی کریں وباللہ التوفیق۔

پہلا تپانچہ

گمراہ نے ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی استواء کے کہے بدعتی ہے، اور اس پر اُن نو کتابوں کا حوالہ دیا۔
ضرب اول؛ فقیر نے اگر یہ التزام نہ کیا ہوتا کہ اُس کی گنائی ہوئی کتابوں سے سند لاؤں گا تو آپ سیر دیکھتے کہ یہ تپانچہ اس گمراہ کو کیونکر خاک و خون میں لٹاتا مگر اجمالاً اقوال مذکورہ بالا ہی ملاحظہ ہو جائیں کہ اس گمراہ نے کس کس امام دین و سنت کو بدعتی بنادیا، امام ابو الحسن علی ابن بطالی، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابو طاہر قرظوبی، امام عارف شعرائی، امام جلال الدین سیوطی، امام اسماعیل ضریر حقی کہ خود امام اہلسنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، تو کم از کم اس ضرب کو ساکت ضرب سمجھتے بلکہ تیرہ کہ امام نسفی و امام بیہقی و امام بغوی و امام علی بن محمد ابو الحسن طبری و امام ابوبکر بن فورک و امام ابو منصور بن ابی ایوب کے اقوال عنقریب آتے ہیں۔ یہ حضرات بھی اس بدعتی کے طور پر معاذ اللہ بدعتی ہوئے، اور سب ضرب اوپر گزریں جملہ تفتیش ہوئیں، آگے چلے اور اب صرف اس کے مستندوں سے اس کی خبر لیجئے۔

ضرب ۴۴؛ مدارک شریف سورۃ سجدہ میں استواء علی العرش کا حاصل اس کا احداث اور

ضرب ۳۷ : معالم سورۃ اعراف کا بیان تو وہ تھا کہ اہلسنت کا طریقہ سکوت ہے اتنا جانتے ہیں کہ استوار اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اس کے معنی کا علم اللہ کے سپرد ہے ، یہ طریقہ سلف صالحین تھا ، سورۃ رعد میں استوار کو علو سے تاویل کیا ۔ یہ معنی دوم ہیں کہ اوپر گزرے ۔

ضرب ۳۸ : امام بیہقی نے کتاب الاسما میں دربارۃ استوار ائمہ متقدمین کا وہ مسلک ارشاد فرمایا جس کا بیان اوپر گزرا ۔ پھر فرمایا :

وذهب أبو الحسن علي بن اسمعيل الأشعري
إلى أن الله تعالى جلي ثناؤه فعل في العرش
فعل استواء استواء كما فعل في غيره
فعل استواء من رزقا أو نعمة أو غيرها
من أفعاله ثم لم يكيف الاستواء
إلا أنه جعله من صفات
الفعل لقوله تعالى ثم
استوى على العرش و ثم
للتراخي والتراخي إنما يكون
في الأفعال وأفعال الله تعالى
توجد بلا مباشرة منه إياها
ولا حركة له

له كتاب السمار والصفاء للبيهقي باب جاز في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانكلير بل شيوخه ١٥٢٢

خجیرہ سی

القدیم سیخنے عال علی عرشہ
 لا قاعد ولا قائم ولا ممام و
 لا مبائن عن العرش، یرید بہ
 مباینۃ الذات التی ہی بمعنی
 الاعتزال او التباعد لان المماسۃ والمباینۃ
 التی ہی ضدھا والقیام والقعود من
 اوصاف الاجسام، واللہ عزوجل احد
 صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ
 کفو احد، فلا یجوز علیہ ما یجوز
 علی الاجسام تبارک وتعالیٰ لہ

ضرب ۴۰: امام استاذ ابوبکر بن فورک سے نقل فرمایا کہ انھوں نے بعض ائمہ اہلسنت سے حکایت کی:

استوی بمعنی علا ولا یرید بذلک علوا
بالعسافۃ والتحصیز والکون
فی مکات متمکنا فیہ ولكن یرید معنی
قول اللہ عز وجل ءامنتم من فی السماء
ای من فوقہا علی معنی نفی الحد عنہ و
انہ لیس مہا یحویہ طبق او یحیط بہ
قطر لہ

یعنی استوار بمعنی علا ہے اور اس سے مسافت
کی بلندی یا مکان میں ہونا مراد نہیں بلکہ یہ کہ
وہ حد و نہایت سے پاک ہے عرش و فرش کا
کوئی طبقہ اُسے محیط نہیں ہو سکتا، نہ کوئی مکان
اُسے گھیرے، اسی معنی پر قرآن عظیم میں اُسے
آسمان کے اوپر فرمایا، یعنی اس سے بلند و
بالا ہے کہ آسمان میں سما سکے۔

امام بہیقی فرماتے ہیں :

قلت وهو على هذه الطريقة من حاصل یہ کہ اس طریقہ پر استوار صفات ذات

١٥٢ كتاب الاسماء والصفتا للبيهقي باب الجار في قول تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية سانكله بل شيوخه ١٥٢/٢

صفات الذات وكلمة ثم تعلقت بالمستوى
عليه ، لا بالاستواء وهو كقوله عز وجل
”ثم الله شهيد على ما يفعلون“ يعني
ثم يكون عملهم فيشهد به وقد أشار
ابو الحسن على بن اسمعيل الى هذه
الطريقة حكاية ، فقال وقال بعض
اصحابنا انه صفة ذات ولا يقال لم
يزل مستويا على عرشه كما ان العلم
بان الاشياء قد حدثت من صفات
الذات ، ولا يقال لم يزل
عالما بان قد حدثت ولما حدثت
بعد له

ضرب ۴۱ : پھر امام اہلسنت قدس سرہ
و جوابی ہوا الاول و ہوا ان اللہ مستوی
علی عرشہ و انہ فوق الاشیاء بائن
منہا بمعنی انہا لاتحلہ ولا یحلہا
ولا یمسہا ولا یشبہا و لیست
البینونۃ بالعزلۃ ، تعالی اللہ
مریبا عن الحلول و المماسۃ
علو اکبر اے

دیکھو اتمہ اہلسنت بیٹھے، چڑھنے، ٹھہرنے کی کسی جڑ کاٹ رہے ہیں۔

۱۵۲۲

ضرب ۴۲: پھر امام اہلسنت سے نقل فرمایا،

وقد قال بعض اصحابنا ان الاستواء
يعني بعض ائمة اہلسنت نے فرمایا کہ صفت
صفة الله تعالى ينفي الاعوجاج
استوار کے معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کجی سے
پاک ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس تقدیر پر استوار صفات سلبیہ سے ہوگا جیسے غنی یعنی
کسی کا محتاج نہیں، یونہی مستوی یعنی اس میں کجی اور اعوجاج نہیں اور اب علی غرہ مستقر ہوگا
اور اسی علم ملک و سلطان کا مفید اور شہ تر اخی فی الذکر کے لئے، کقولہ تعالیٰ ثم قال
من الذين آمنوا (پھر ایمان والوں میں ہوا۔ ت) وقوله تعالیٰ خلقه من تراب ثم قال له
كن فيكون (اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو قہر مایا ہو جا، تو وہ ہو گیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
ضرب ۴۳: پھر امام استاذ ابو منصور ابن ابی ایوب سے نقل فرمایا کہ انھوں نے مجھے کچھ بھیجا،

ان كثيرا من متاخري اصحابنا ذهبوا
الى ان الاستواء هو القهر والغلبة
ومعناه ان الرحمن غلب العرش و
قهره، وفائدته الاخبار عن قهرو
مملوكاته، وانها لم تقهره وانما
خص العرش بالذكر لانه اعظم
المملوكات فنبه بالا على الادنى،
قال والاستواء بمعنى القهر و
الغلبة شائع في اللغة كما
يقال استوع فلان على الناحية
اذا غلب اهلها وقال الشاعر في

يعني بہت متاخرین علمائے اہل سنت اس طرف
گئے کہ استوار بمعنی قہر و غلبہ ہے، آیت کے
معنی یہ ہیں کہ الرحمن عز جلالہ عرش پر غالب اور
اس کا قاہر ہے، اور اس ارشاد کا فائدہ یہ
خبر دینا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی تمام مملوکات پر
قابو رکھتا ہے مملوکات کا اس پر قابو نہیں۔
اور عرش کا خاص ذکر اس لئے فرمایا کہ وہ
جسامت میں سب مملوکات سے بڑا ہے تو
اس کے ذکر سے باقی سب پر تنبیہ فرمادی اور
استوار بمعنی قہر و غلبہ زبان عرب میں شائع ہے
پھر نثر و نظم سے اس کی نظیریں پیش کیں کہ

لہ کتاب السام والصفاء للبیہقی باب جار فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی عرش استوی المکتبۃ الاثریۃ ساکنہ بل شیخ پورہ ۱۵۴

لہ القرآن الکریم ۱۴/۶۰

لہ ۵۹/۳

بشر بن مروان سے
قد استوی بشر علی العراق
من غیر سیف و دم مہر اف
یریدانہ غلب اہلہ من
غیر محاربة۔
جب کوئی شخص کسی بستی والوں پر غالب آجائے تو
کہنا جاتا ہے: "استوی فلان علی الناحیۃ" اور شاعر نے بشر
بن مروان کے بارے میں کہا: "تحقیق بشر عراق پر غالب آگیا
شمار کے ساتھ خون بہائے بغیر" شاعر کی مراد یہ ہے کہ وہ
جنگ کے بغیر بستی والوں پر غالب آگیا۔ (ت)
مگر اہ و بابو! تم نے دیکھا کہ تمہاری ہی پیش کردہ کتابوں نے تمہیں کیا کیا سزائے کردار کو پہنچایا
مگر تمہیں جیا کہاں!

دوسرا تپانچہ

جاہل بے فرد نے بک دیا کہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ فقط از روئے علم ہے اس میں اللہ عز و جل کی
قدرت کا بھی منکر ہوا، اللہ عز و جل کی صفت بصر سے بھی بے بصر ہوا، اپنی مستندہ کتابوں کا بھی غافل
کیا، خود اپنی بیہودہ تحریر سے بھی تناقض و اختلاف کیا۔ وجہ سنئے،
ضرب ۴۴: قال اللہ تعالیٰ:
الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم
الا انہ بکل شیء محیط
ضرب ۴۵: قال اللہ تعالیٰ:
وکان اللہ بکل شیء محیط
ضرب ۴۶: قال اللہ تعالیٰ:
واللہ من وراءہم محیط
ان تینوں آیتوں میں اللہ عز و جل کو محیط بتایا ہے، احاطہ علم کی آیت مجدا ہے،
اللہ ان کے آس پاس سے محیط ہے۔
اللہ ہر شے کو محیط ہے۔

۱۔ کتاب الاسرار والصفات البسیقی باب جار فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی ہر شے استوی المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ پل شیخوپورہ ۱۵۳/۲

۲۔ القدر آن الکریم ۵۴/۴۱

۳۔ " " ۱۲۶/۴

۴۔ " " ۲۰/۸۵

وان الله قد احاط بكل شئ علماً
 بیشک اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط ہے (ت)
 ضرب ۴۷: ترجمہ رفیعہ میں ہے،
 ”خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں ملاقات پروردگار اپنے کی سے، خبردار ہو تحقیق
 وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے۔“
 ضرب ۴۸: اُسی میں ہے،
 ”اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا۔“
 ضرب ۴۹: اُسی میں ہے،
 ”اور اللہ اُن کے پیچھے سے گھیر رہا ہے۔“
 ضرب ۵۰: موضح القرآن میں ہے،
 ”سُننا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے، سُننا ہے وہ گھیر رہا ہے
 ہر چیز کو۔“
 ضرب ۵۱: اُسی میں زیرِ آیت ثانیہ ہے،
 ”اور اللہ نے اُن کے گرد سے گھیرا ہے۔“
 ان دونوں تیرے مستند مترجموں نے بھی یہ احاطہ خود اللہ عزوجل ہی کی طرف نسبت کیا۔
 ضرب ۵۲: اُسی میں زیرِ آیت ثانیہ ہے،
 ”اللہ کے ڈھب میں ہے سب چیز۔“
 یہ احاطہ از روئے قدرت لیا۔
 ضرب ۵۳: جامع البیان میں زیرِ آیت اولیٰ ہے،

۱۵ القرآن الکریم ۱۲/۶۵					
۲ ترجمہ شاہ رفیع الدین	آیہ ۵۴/۴۱	ممتاز کمپنی لاہور	ص ۵۲۹ و ۵۳۰		
۳	۱۲۶/۴	ممتاز کمپنی لاہور	ص ۱۰۹		
۴	۱۲/۸۵	” ” ”	ص ۶۵		
۵ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر	۱۲/۸۵	تاج کمپنی لاہور	ص ۵۱۱		
۶	” ” ”	” ” ”	ص ۷۱۶		
۷	” ” ”	” ” ”	ص ۱۲۰		

الكل تحت علمه وقدرته.

یعنی سب اُس کے علم و قدرت کے نیچے ہیں۔

ضرب ۵۴ : زیر آیت ثانیہ ہے :

۵۴: زیر ایت تائید ہے:
 بعلمہ وقد سرتہ اللہ علم و قدرت دونوں کی رُو سے محیط ہے۔

ضرب ۵۵: مدارک شریف میں زیر آیت شامل ہے:

عالم یا حوالہم وقادر علیہم وہم
لا یعجزونہ ۛ

یعنی اللہ اُن کے احوال کا عالم اور اُن پر قادر ہے وہ اسے عاجز نہیں کر سکتے۔

عالم يا حوالهم وقادر عليهم وهم

ہے وہ اسے عاجز نہیں کر سکتے۔

لا يعجزونه ^{فيه}

ضرب ۵۶ : کتاب الاسماء میں ہے :

صرب ۵۹ : کتاب الاسماء میں ہے :
 المحيط سراجہ الی کمال العلم و
 القداسة ۛ

اسم الہی محیط کے معنی کمال علم و قدرت کا طرف
 راجع ہیں ۔

المحيط سراجهم الى كمال العلم و

القدسة

ان تیرے مستندوں نے احاطہ فقط از روئے علم ہونا کیسا باطل کیا۔

ضرب ۵: اللہ عزوجل کی بصر بھی محیط ہے، قال تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

انہ بکل شیٰ بصیرۃ

ضرب ۵۸: اس کا سمع بھی محیط اشیا ہے۔

کما حقہ عالم اہل السنۃ مدظلہ
فی منہیات مسیحیخن السبوح -

جیسا کہ عالم اہلسنت نے "سبحن السبوح"
کے منہیات میں اس کی تحقیق فرمائی ہے (ت)

كما حققه عالم اهل السنة مد ظله

کے منہیات میں اس کی تحقیق فرمائی ہے (ت)

في نهريات سبخن السبوح -

ضرب ۵۹: قدرت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ،

ابن اللہ علی کل شیء قدیر ۵۰ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے (ت)

ان الله على كل شيء قدير

ضرب ۶۰: خالقیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ:

خالق کل شی فاعبدوہ ۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے پس اسی کی عبادت کرو۔ (ت)

خالق كل شيء قاعيداً -

جامع البيان لمحمد بن عبد الرحمن آية ۵۴/۲۱ دار نشر مكتب الاسلاميه نجف العراق

جامع البيان محمد بن عبد الرحمن آية ٥٢/٥٢

۱۳۶/۱ " " " " " ۱۳۶/۲ " " " " " ۵۷

٤٥ " " " " م / ١٢

س اکتات دآف النفس م / ٣

دار الكتب العربی بیروت ۲۰/۸۵ (تفسیر النسفی) ۳۵ مدارک التنزیل

هم من الذين استنزلوا إليهم الكتاب بالحق

٤٤ كتاب الاسماء والصفات للبيهقي جامع ابواب ذكر الاسماء التي تتبع في التشبيه الملقبة الاثرية ساكنة على نحو قوله /

۵۰ القرآن الكريم ۱۹/۶ ۵۱ القرآن الكريم

٥٥ القرآن الكريم ١٩/٦ ٥٦ القرآن الكريم ٢٠/٢ و ١٠٩/٢ و ١٠٩/٢ و ١٢٨/٢ وغيره

$$1.2/4 \approx 0.3$$

ضرب ۶۱: ملکیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ،

بیدہ ملکوت کل شئ یلہ اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ ہے (ت)
اس بے خود و بانی نے فقط از روئے علم کہہ کر ان تمام صفات الہیہ کے احاطہ سے انکار کر دیا، آنکھیں
رکھتا ہو تو سوچے کہ اپنی گہری جہالت کی گھٹا ٹوپ اندھیری میں کتنی آیتوں کا رد کر گیا۔

بالجملہ اگر مذہب متفقہ میں لیجئے تو ہم ایسا ہی لایا ہے کہ ہمارے مولیٰ تعالیٰ کا علم محیط ہے جیسا کہ
سورۃ طلاق میں فرمایا، اور احاطہ علم کے معنی ہمیں معلوم ہیں کہ

لا یعزب عنه مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض یلہ اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی کچھ بے شمار نہیں
اور نہ زمین میں۔ (ت)

اور ہمارا مولیٰ عز وجل محیط ہے جیسا کہ سورۃ قسار، سورۃ فصلت و سورۃ بروج میں ارشاد فرمایا
اور اس کا احاطہ ہماری عقل سے ورا ہے۔

امتابہ کل من عند ربنا یلہ ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب
کے پاس سے ہے۔ (ت)

اور اگر مسلک متاخرین چلے تو اللہ تعالیٰ جس طرح از روئے علم محیط ہے یونہی از روئے قدرت
از روئے سمع و از راہ بصر و از جہت ملک و از وجہ خلق و غیر ذلک، تو فقط علم میں احاطہ منحصر کر دینا ان
سب صفات و آیات سے منکر ہو جانا ہے۔

ضرب ۶۲: یوقوف چند سطر بعد مانے گا کہ جتنی صفتیں کلام شائع میں وارد ہیں اُن سے سکوت
نہ ہو گا یہاں احاطہ ذات سے سکوت کیسا، انکار کر گیا مگر وہ بانی را حافظہ نباشد، یہ کیسا صریح
تناقض ہے۔

تیسرا تپانچہ

اصل تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے محتمی گمراہی کا مٹر ہو جائے
بد مذہب گمراہ نے صاف بک دیا کہ اس کا معبود مکان رکھتا ہے عرش پر بستا ہے

۱۵ القرآن اکرم ۸۳/۳۶

۱۶ " " ۳/۳۴

۱۷ " " ۶/۳

۵۶/۲	دارالکتاب العربی بیروت	۵۳/۴	آیت	۵۳/۴	تفسیر (النسفی)	۵۳/۴	دارالکتاب العربی بیروت
۱۵۳/۲	" " " "	۳/۱۰	"	۳/۱۰	"	"	" " " "

ضرب ۱۷ : امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام اہل ابو عبد اللہ علیہ سے زیر اسم پاک متعالی نقل فرماتے ہیں :

معناه المرتفع عن ان يجوز عليه
ما يجوز على المحدثين من الان واج
والاولاد والجوارح والاعضاء و اتخاذ
السري للجلوس عليه ، والاحتجاب
بالستور عن ان تنفذ الابصار اليه ، و
الانتقال من مكان الى مكان ، و نحو
ذلك فان اثبات بعض هذه الاشياء
يوجب النهاية ، وبعضها يوجب الحاجة ،
وبعضها يوجب التغير والاستحالة ، و
شيئ من ذلك غير لائق بالقديم
ولا جائز عليه .

یعنی نام الہی متعالی کے یہ معنی ہیں کہ اللہ
عز وجل اس سے پاک و منزہ ہے کہ جو باتیں
مخلوقات پر روا ہیں جیسے جورو ، بیٹا ، آلات ،
اعضاء ، تخت پر بیٹھنا ، پردوں میں چھپنا ، ایک
مکان سے دوسرے کی طرف انتقال کرنا (جس
طرح چڑھنے اترنے ، چلنے ، ٹھہرنے میں ہوتا
ہے) اس پر روا ہو سکیں اس لئے کہ ان میں
بعض باتوں سے نہایت لازم آئے گی بعض سے
احتیاج بعض سے بدلنا متغیر ہونا اور ان میں سے
کوئی امر اللہ عز وجل کے لائق نہیں ، نہ اس
کے لئے امکان رکھے ۔

کیوں پچھتائے تو نہ ہو گے کتاب الاسماء کا حوالہ دے کر ، تفت ہزار تفت و بابیہ مجسمہ کی
بے حیائی پر ۔

ضرب ۱۸ : باب ماجاء فی العرش میں امام سلیمان خطابی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں :

ليس معنى قول المسلمين ان الله تعالى
استوى على العرش هو انه مما س له ، او
متمكن فيه ، او متحيز في جهة
من جهاته ، لكنه بائن من جميع خلقه ،
وانما هو خبر جاء به التوقيف
فقلنا به ، ونفينا عنه التكيف
اذ ليس كمثله شيء وهو

مسلمانوں کے اس قول کے کہ اللہ تعالیٰ عرش
پر ہے " یہ معنی نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے
یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب
میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوق سے
نرا الہ ہے یہ تو ایک خبر ہے کہ شرع میں وارد
ہوئی تو ہم نے مافی اد پر کوئی اس سے دور و
مسلوب جانی اس لئے کہ اللہ کے مشابہ کوئی

۱۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی جامع ابواب ذکر الاسماء التي تقيح نفى التشبيه المکتبۃ الاشریہ سانگلہ مل شیخہ ۲۰۱۷ء

مکان میں موجود ہونا محال، اور یہ اُس سے بھی شنیع تر ہے کہ عرش تا فرش تمام مکانات بالا و زیریں دفعۃً اُس سے بھرے ہوئے مانتو کہ تجزیہ وغیرہ صد ہا استعمالے لازم آنے کے علاوہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو اسفل و ادنیٰ کہنا بھی صحیح ہوگا لاجرم قطعاً یقیناً ایمان لانا پڑے گا کہ عرش و فرش کچھ اُس کا مکان نہیں، نہ وہ عرش میں ہے نہ ماتحت الثریٰ میں، نہ کسی جگہ میں، ہاں اس کا علم و قدرت و سمیع و بصیر و ملک ہر جگہ ہے جس طرح امام ترمذی نے جامع میں ذکر فرمایا۔

ضرب ۷۶: پھر فرمایا،

واستدل بعض اصحابنا فی نفی المکان
عنه تعالیٰ بقول النبی صلی اللہ تعالیٰ
عليه وسلم انت الظاهر فليس
فوقك شيء وانت الباطن فليس
دونك شيء "واذا لم يكن
فوقه شيء ولا دونه
شيء لم يكن في مكان"۔

یعنی اور بعض ائمہ اہلسنت نے اللہ عز و جل
سے نفی مکان پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اس قول سے استدلال کیا کہ اپنے رب
عز و جل سے عرض کرتے ہیں تو ہی ظاہر ہے تو
کوئی تجھ سے اُوپر نہیں، اور تو ہی باطن ہے تو
کوئی تیرے نیچے نہیں۔ جب اللہ عز و جل سے
نہ کوئی اُوپر ہوا نہ کوئی نیچے تو اللہ تعالیٰ کسی مکان
میں نہ ہوا۔

یہ حدیث صحیح مسلم شریف و سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
رواۃ البیہقی فی الاسم الاول والاخر (اسے بہیقی نے اسم اول و آخر میں ذکر کیا ہے۔ ت)
اقول حاصل دلیل یہ کہ اللہ عز و جل کا تمام امکانہ زیر و بالا کو بھرے ہونا تو بدیہاً محال ہے
ورنہ وہی استعمالے لازم آتیں، اب اگر مکان بالائیں ہوگا تو اشیاء اس کے نیچے ہوں گی اور مکان
زیریں میں ہوگا تو اشیاء اس سے اُوپر ہوں گی اور وسط میں ہوگا تو اُوپر نیچے دونوں ہوں گی حالانکہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، نہ اس سے اُوپر کچھ ہے نہ نیچے کچھ۔ تو واجب ہوا
کہ مولے تعالیٰ مکان سے پاک ہو۔

ضرب ۷۷: عرش و فرش جس جگہ کو معاذ اللہ مکان الہی کہو اللہ تعالیٰ ازل سے اس میں
متکین تھا یا اب متکین ہوا، پہلی تقدیر پر وہ مکان بھی ازل میں تھا اور کسی مخلوق کو ازل میں ماننا باجماع مسلمین

کفر ہے دوسری تقدیر پر اللہ عز وجل میں تغیر آیا اور یہ خلاف شان الوہیت ہے۔
ضرب ۷۸: اقول مکان خواہ بعد موبہوم ہو یا مجرد یا سطح حاوی مکین کو اس کا محیط ہونا لازم محیط یا مماس بعض شے مکان بعض یا بعض مکان ہے نہ مکان شے، مثلاً ٹوپی کو نہیں کہہ سکتے کہ پہنے والے کا مکان۔ تم جوتا پہنے ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ تمہارا مکان جوتے میں ہے، تو عرش اگر معاذ اللہ مکان الہی ہو لازم کہ اللہ عز وجل کو محیط ہو، یہ محال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وکان اللہ بکل شئ محیطاً اللہ تعالیٰ عرش و فرش سب کو محیط ہے۔ وہ احاطہ بعقل سے ور اسے اور اس کی شان قدوسی کے لائق ہے اس کا غیر اسے محیط نہیں ہو سکتا۔
ضرب ۷۹: نیز لازم کہ اللہ عز وجل عرش سے چھوٹا ہو۔
ضرب ۸۰: نیز محدود و محصور ہو۔

ضرب ۸۱: ان سب شناعتوں کے بعد جس آیت سے عرش کی مکانیت نکالی تھی وہی باطل ہو گئی، آیت میں عرش پر فرمایا ہے اور عرش مکان خدا ہو تو خدا عرش کے اندر ہو گا نہ کہ عرش پر۔

ضرب ۸۲: اقول جب تیرے نزدیک تیرا معبود مکانی ہوا تو دو حال سے خالی نہیں جڑ۔ لایتجزی کے برابر ہو گا یا اس سے بڑا، اول باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرا معبود ہر چھوٹی چیز سے چھوٹا ہوا، ایک دانہ ریگ کے ہزارویں لاکھویں حصے سے بھی کمتر ہوا، نیز اس صورت میں صدا آیات و احادیث عین وید و وجہ و ساق و غیرہ کا انکار ہو گا کہ جب متشابہات ظاہر پر محمول ٹھہریں تو یہاں بھی معافی مفہوم ظاہرہ مراد لینے واجب ہوں گے اور جڑ۔ لایتجزی کے لئے آنکھ، ہاتھ، چہرہ، پاؤں ممکن نہیں۔ اگر کہتے وہ ایک ہی جڑ۔ ان سب اعضاء کے کام دیتا ہے، لہذا ان ناموں سے مستثنی ہوا تو یہ بھی باطل ہے کہ اولاً تو اس کے لئے یہ اشیاء مافیہاں نہیں نہ یہ کہ وہ خود یہ اشیاء ہے۔ ثانیاً باعیننا اور بلیدا کا کیا جواب ہو گا کہ جڑ۔ لایتجزی میں دو فرض نہیں کر سکتے اور مبسوطان تو صراحتہً اس کا ابطال ہے جو ہر فرد میں بسط کہاں، اور ثانی بھی باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرے معبود کے ٹکڑے ہو سکیں گے اس میں جسے فرض کر سکیں گے اور معبود حق عز وجل اس سے پاک ہے۔

ضرب ۸۳: اقول جو کسی چیز پر بیٹھا ہو اس کی تین ہی صورتیں ممکن، یا تو وہ بیٹھک اس کے برابر ہے یا اس سے بڑی ہے کہ وہ بیٹھا ہے اور جگہ خالی باقی ہے یا چھوٹی ہے کہ وہ پورا اس بیٹھک پر نہ آیا کچھ حصہ باہر ہے۔ اللہ عزوجل میں یہ تینوں صورتیں محال ہیں وہ عرش کے برابر ہو تو جتنے حصے عرش میں ہو سکتے ہیں اس میں بھی ہو سکیں گے، اور چھوٹا ہو تو اسے خدا کہنے سے عرش کو خدا کہنا اُدُلے ہے کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے اور بڑا ہو تو بالفعل حصے متعین ہو گئے کہ خدا کا ایک حصہ عرش سے ملا ہے اور ایک حصہ باہر ہے۔

ضرب ۸۴: اقول خدا اس عرش سے بھی بڑا بنا سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا حالانکہ ان الله على كل شيء قدير (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ت) اور اگر ہاں تو اب اگر خدا عرش سے چھوٹا نہیں برابر بھی ہو تو جب عرش سے بڑا بنا سکتا ہے اپنے سے بڑا بھی بنا سکتا ہے کہ جب دونوں برابر ہیں تو جو عرش سے بڑا ہے خدا سے بھی بڑا ہے اور اگر خدا عرش سے بڑا ہے تو غیر متناہی بڑا نہیں ہو سکتا کہ لاتناہی ابعاد و دلائل قاطعہ سے باطل ہے لاجرم بقدر متناہی بڑا ہوگا، مثلاً عرش سے دونا فرض کیجئے، اب عرش سے سوائی ڈیڑھ پون دو گنی تنگی مقداروں کو پوچھتے جانیے کہ خدا ان کے بنانے پر قادر ہے یا نہیں، جہاں انکار کرو گے خدا کو عاجز کہو گے اور اقرار کرتے جاؤ گے تو وہی مصیبت آڑے آئے گی کہ خدا اپنے سے بڑا بنا سکتا ہے۔

ضرب ۸۵: اقول یہ تو ضرور ہے کہ خدا جب عرش پر بیٹھے تو عرش سے بڑا ہو ورنہ خدا اور مخلوق برابر ہو جائیں گے یا مخلوق اس سے بڑی ٹھہرے گی، اور جب وہ بیٹھے والا اپنی بیٹھک سے بڑا ہے تو قطعاً اس پر پورا نہیں آ سکتا جتنا بڑا ہے اتنا حصہ باہر رہے گا تو اس میں دو حصے ہوئے ایک عرش سے لگا اور ایک الگ۔ اب سوال ہوگا کہ یہ دونوں حصے خدا ہیں یا جتنا عرش سے لگا ہے وہی خدا ہے باہر والا خدائی سے جدا ہے یا اس کا عکس ہے یا اُن میں کوئی خدا نہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ خدا ہے، پہلی تقدیر پر دو خدا لازم آئیں گے دوسری پر خدا و عرش برابر ہو گئے کہ خدا تو اتنے ہی کا نام رہا جو عرش سے ملا ہوا ہے، تیسری تقدیر پر خدا عرش پر نہ بیٹھا کہ جو خدا ہے وہ الگ ہے اور جو لگا ہے وہ خدا نہیں، چوتھی پر عرش خدا کا مکان نہ ہوا کہ وہ اگر مکان ہے تو اتنے ٹکڑے کا جو اس سے ملا ہے اور وہ خدا نہیں۔

ضرب ۸۶ : اقول جو مکانی ہے اور جزر لایتجزے کے برابر نہیں اُسے مقدار سے مفر نہیں اور مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے اور مقدار متناہی کے افراد نا متناہی ہیں اور شخص معین کو اُن میں سے کوئی قدر معین ہی عارض ہوگی، تو لاجرم تیرا معبود ایک مقدار مخصوص محدود پر ہوا اس تخصیص کو علت سے چارہ نہیں مثلاً کروڑ گز کا ہے تو دو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، دو کروڑ کا ہے تو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، اس تخصیص کی علت تیرا معبود آپ ہی ہے یا اس کا غیر، اگر غیر ہے جب تو سچا خدا وہی ہے جس نے تیرے معبود کو اتنے یا اتنے گز کا بنایا، اور اگر خود ہی ہوتا ہم بہر حال اُس کا حادث ہونا لازم کہ امور مساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف، اور ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے تو وہ مقدار مخصوص حادث ہونی اور مقداری کا وجود بے مقدار کے محال، تو تیرا معبود حادث ہوا اور تقدم الشی علی نفسه کا لزوم علاوہ۔

ضرب ۸۷ : اقول ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے تو تیرے معبود سے بڑا اور اس کے بڑے سے بڑا ممکن۔

ضرب ۸۸ : اقول جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہر جہہ جانتا ہے کہ کسی چیز کو اوپر نہیں کہہ سکتے جب تک دوسری چیز نیچی نہ ہو، اور ازل میں اللہ عز وجل کے سوا کچھ نہ تھا۔ صحیح بخاری شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كان الله تعالى ولم يكن شئ غيره۔ اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔
توازل میں اللہ عز وجل کا فوق یا تحت ہونا محال، اور جب ازل میں محال تھا تو ہمیشہ محال رہے گا ورنہ اللہ عز وجل کے ساتھ حادث کا قیام لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ کتاب الاسماء والصفات میں امام ابو عبد اللہ عظیمی سے ہے:

اذا قيل لله العزيز فانها يراى به الاعتراف له بالقدم الذى لا يتهيأ معه تغيره عما له يذل عليه من القدماء والقوة، و جب اللہ تعالیٰ کو عزیز کہا جائے تو اس سے اس کے قدم کا اعتراف ہے کہ جس کی بنا پر ازل سے اس کی قدرت و طاقت پر کوئی تغیر نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کی طرف راجع ہے ان چیزوں سے جو

صحیح البخاری کتاب بدر الخلق باب ما جاز فی قول اللہ تعالیٰ وهو الذى بيده الخلق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۵۳/۲

ذَٰلِكَ عَائِدُ إِلَىٰ تَنْزِيهِهِ تَعَالَىٰ عَمَّا يَحُولُ عَلَى
 المصنوعين لاعراضهم بالحدوث في
 انفسهم للحوادث ان تصيبهم وتغيرهم لِيُ

ضرب ۸۹ : اقول ہر ذی جہت قابل اشارہ حسید ہے کہ اوپر ہوا تو انگلی اوپر کو اٹھا کر بتا سکے ہیں کہ وہ ہے اور نیچے ہوا تو نیچے کو۔ اور ہر قابل اشارہ حسیہ متحیز ہے اور متحیز جسم یا جسمانی ہے اور ہر جسم جسمانی محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک ہے تو واجب اگر جہت سے پاک ہو نہ اوپر ہو نہ نیچے نہ آگے نہ پیچھے، نہ دہنے نہ بائیں تو قطعاً لازم کہ کسی مکان میں ہو۔

ضرب ۹۰ : اقول عرش زمین سے غایت بُعد پر ہے اور اللہ بندے سے نہایت قریب میں۔
 قال اللہ تعالیٰ :

نحن اقرب الیہ من جبل الوریثہ
 ہم تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں (ت)
 قال اللہ تعالیٰ :

اذا سألک عبادی عنی فانی
 قریب یتے
 جب تجھ سے میرے متعلق میرے بندے سوال کریں
 تو میں قریب ہوں۔ (ت)
 تو اگر عرش پر اللہ عزوجل کا مکان ہوتا اللہ تعالیٰ ہر دور تر سے زیادہ ہم سے دور ہوتا، اور وہ بنص قرآن باطل ہے۔

ضرب ۹۱ : مولیٰ تعالیٰ اگر عرش پر چڑھا بیٹھا ہے تو اس سے اتر بھی سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو جب اترے گا عرش سے نیچے ہو گا تو اس کا اسفل ہونا بھی ممکن ہو اور اسفل خدا نہیں۔

ضرب ۹۲ : اقول اگر تیرے معبود کے لئے مکان ہے اور مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں کہ جہات نفس امکنہ میں یا حدود امکنہ، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو آفتاب کی طرح صرف ایک ہی طرف ہو گا یا آسمان کی مانند ہر جہت سے محیط۔ اولیٰ باطل ہے بوجہ :

۱۔ کتاب السماء والصفاء للبیہقی جماع ابواب ذکر الاسماء التي تتبع نفی الشیئہ المکتبۃ الاثریہ سانکھلہ شیخ پورہ ۱/

۲۔ القرآن الکریم ۱۶/۵۰

۳۔ ۱۸۶/۲

اولاً آیہ کریمہ وکان اللہ بکل شیء محیطاً (اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز کو محیط ہے۔ ت) کے مخالف ہے۔

ثانیاً کریمہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جہر پھرو تو وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے) کے خلاف ہے۔

ثالثاً زمین کر دی یعنی گول ہے اور اُس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوئی ہے اور بھلا اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے نہی پرانی دُنیا میں سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمے سے گونج رہی ہیں شریعت مطہرہ تمام بقاع کو عام ہے۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدَہٗ
لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔
وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے خاص بندے پر
قرآن نازل فرمایا تاکہ سب جہانوں کے لئے ڈر
سنائے والا ہو۔ (ت)

اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان احدکم اذا کان فی الصلوٰۃ فانت اللہ
تعالٰی قبل وجہہ فلا یتنجن احد قبل
وجہہ فی الصلوٰۃ۔
جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ
تعالٰی اُس کے منہ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی
شخص نماز میں سامنے کو کھکا رہ نہ ڈالے۔

اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیونکر ہو سکتا ہے۔
سابعاً ان گراہوں مکان وجہت ماننے والوں کے پیشواؤں ابن تیمیہ وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے جہت بالا میں ہونے پر خود ہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہان کے مسلمان دُعا و مناجات کے وقت ہاتھ اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پُر ظاہر کہ یہ دلیل ذلیل طبلِ کلیل کہ ائمہ کرام جس کے پرچے اڑا چکے اگر ثابت کرے گی تو اللہ عز و جل کا سب طرف سے محیط ہونا کہ ایک ہی طرف ہوتا تو وہیں کے

۱۔ القسۃ آن الکریم ۱۲۶/۴

۲۔ " " ۱۱۵/۲

۳۔ " " ۱/۲۵

۴۔ صحیح البخاری کتاب الاذان باب حل یلتفت لامرئیزل بہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۴/۱

مسلمان سر کی طرف ہاتھ اٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے باقی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیونکر اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہنے والوں پر لازم ہوتا کہ اپنے پاؤں کی طرف ہاتھ بڑھائیں کہ ان مجسمہ کا معبود ان کے پاؤں کی طرف ہے۔ بالکل پہلی شق باطل ہے۔ رہی دوسری اس پر یہ احاطہ عرش کے اندر اندر ہرگز نہ ہوگا ورنہ استوار باطل ہو جائے گا، ان کا معبود عرش کے اوپر نہ ہوگا نیچے فستار پائے گا، لاجرم عرش کے باہر سے احاطہ کرے گا اب عرش ان کے معبود کے پیٹ میں ہوگا تو عرش اس کا مکان کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ وہ عرش کا مکان ٹھہرا اور اب عرش پر بیٹھنا بھی باطل ہو گیا کہ جو چیز اپنے اندر ہو اس پر بیٹھنا نہیں کہہ سکتے کیا تمہیں کہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طحال پر بیٹھے ہوئے ہو، گمراہو! حجۃ اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔

ضرب ۹۳: اقول شرع مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم فرمایا، یہی حکم دلیل قطعی ہے کہ اللہ عزوجل جہت و مکان سے پاک و بری ہے، اگر خود حضرت عزت جلالتہ کے لئے طرف و جہت ہوتی تو محض مہل و باطل تھا کہ اصل معبود کی طرف منہ کر کے اس کی خدمت میں کھڑا ہونا اس کی عظمت کے حضور پیٹھ جھکانا اس کے سامنے خاک پر منہ ملنا چھوڑ کر ایک اور مکان کی طرف سجدہ کرنے لگیں حالانکہ معبود دوسرے مکان میں ہے، بادشاہ کا مجرئی اگر بادشاہ کو چھوڑ کر دیوان خانہ کی کسی دیوار کی طرف منہ کر کے آداب مجرایا بلالائے اور دیوار ہی کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے تو بے ادب مسخرہ کہلائے گا یا مجنون پاگل۔ ہاں اگر معبود سب طرف سے زمین کو گھیرے ہوتا تو البتہ جہت قبلہ مقرر کرنے کی جہت نکل سکتی کہ جب وہ ہر سمت سے محیط ہے تو اس کی طرف منہ تو ہر حال میں ہوگا ہی، ایک ادب قاعدے کے طور پر ایک سمت خاص بنا دی گئی، مگر معبود ایسے گھیرے سے پاک ہے کہ یہ صورت دوہی طور پر متصور ہے، ایک یہ کہ عرش تا فرش سب جگہیں اس سے بھری ہوں جیسے ہر خلا میں ہوا بھری ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عرش سے باہر باہر افلاک کی طرح محیط عالم ہو اور بیچ میں خلا جس میں عرش و کرسی، آسمان و زمین و مخلوقات واقع ہیں، اور دونوں صورتیں محال ہیں پچھلی اس لئے کہ اب وہ صمد نہ رہے گا، صمد وہ جس کے لئے جوت نہ ہو، اور اس کا جوت تو اتنا بڑا ہوا مسمیٰ جب خالق عالم آسمان کی شکل پر ہوا تو تمہیں کیا معلوم ہوا کہ وہ یہی آسمان اعلیٰ ہو جسے فلک اعلیٰ و فلک الافلاک کہتے ہیں، جب تشبیہ ٹھہری تو اس کے استعمال پر کیا دلیل ہو سکتی ہے، اور پہلی صورت اس سے بھی شنیع تر و بدیہی البطلان ہے کہ جب مجسمہ گمراہوں کا وہی معبود عرش تا فرش ہر مکان کو بھرے ہوئے ہے تو معاذ اللہ ہر پاخانے فصل خانے میں ہوگا مردوں کے پیٹ اور عورتوں کے

رحم میں بھی ہوگا، راہ چلنے والے اُسی پر پاؤں اور جوتا رکھ کر چلیں گے معذرا اس تقدیر پر تمہیں کیا معلوم کہ وہ یہی ہوا ہو جو ہر جگہ بھری ہے۔ جب احاطہ جسمانیہ ہر طرح باطل ہوا تو بالضرورت ایک ہی کنارے کو ہوگا اور شک نہیں کہ کرۂ زمین کے ہر سمت رہنے والے جب نمازوں میں کعبے کو منہ کریں گے تو سب کا منہ اس ایک ہی کنارے کی طرف ہوگا جس میں تم نے خدا کو فرض کیا ہے بلکہ ایک کا منہ ہے تو دوسرے کی پیٹھ ہوگی، تیسرے کا بازو، ایک کا سر ہوگا تو دوسرے کے پاؤں۔ یہ شریعت مطہرہ کو سخت عیب لگانا ہوگا۔ لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ معنی بے نیاز مکان و جہت و جملہ اعراض سے پاک ہے واللہ الحمد۔

ضرب ۹۴: اقول صحیحین میں ابو ہریرہ اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ والوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ينزل ربنا كل ليلة الى سماء الدنيا
حين يبقى ثلث الليل الاخر فيقول من
يبدأ عوفى فاستجيب له الحديث.
ہمارا رب عز وجل ہر رات تہائی رات رہے
اس آسمانِ زیریں تک نزول کرتا اور ارشاد
فرماتا ہے: وہ کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی
دعا قبول کروں۔

اور ارصاد صحیحہ متواترہ نے ثابت کیا ہے کہ آسمان و زمین دونوں گول بشکل کرہ ہیں آفتاب ہر آن طلوع و غروب میں ہے، جب ایک موضع میں طالع ہوتا ہے تو دوسرے میں غروب کرتا ہے، آٹھ پہریں حالت ہے تو دن اور رات کا ہر حصہ بھی یونہی آٹھ پہر باختلاف مواضع موجود رہے گا اس وقت یہاں تہائی رات رہی تو ایک لمحہ کے بعد دوسری جگہ تہائی رہے گی جو پہلی جگہ سے ایک مقدار خفیف پر مغرب کو ہٹی ہوگی ایک لمحہ بعد تیسری جگہ تہائی رہے گی وعلیٰ ہذا القیاس، تو واجب ہے کہ مجسمہ کا معبود جن کے طور پر یہ نزول وغیرہ سب معنی حقیقی پر حمل کرنا لازم، ہمیشہ ہر وقت آنکھوں پہر بارہوں میں اسی نیچے کے آسمان پر رہتا ہو، غایت یہ کہ جو رات سرکتی چلتے خود بھی ان لوگوں کے محاذات میں سرکنا ہو خواہ آسمان پر ایک ہی جگہ بیٹھا آواز دیتا ہو بہر حال جب ہر وقت اسی آسمان پر براجم رہا ہے تو عرش پر بیٹھنے کا کون سا وقت آئے گا اور آسمان پر اترنے کے کیا معنی ہوں گے۔

۱۵۳/۱ صحیح البخاری کتاب التہجد باب الدعاء والصلوة من آخر الليل قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب صلوۃ الیل وعدد رکعاتہ " " " " ۲۵۶/۱

بھلا اللہ یہ بے لاکھ لاکھ لاکھ ثابت حق و مبطل باطل ہیں، تین افادہ ائمہ کرام اور سترہ افادہ مولائے علام کہ بلا مراجعت کتاب ارتجالاً لکھ دیں، چودہ ایک جلسہ واحدہ خفیہ میں اور باقی تین نماز کے بعد جلسہ ثانیہ میں۔ اگر کتب کلامیہ کی طرف رجوع کی جائے تو ظاہر بہت لائل ان میں ان سے جدا ہونگے بہت ان میں جدید و تازہ ہونگے اور عجب نہیں کہ بعض مشترک بھی ملین مگر نہ زیادہ کی فرصت نہ حاجت، نہ اس رسالے میں کتب دیگر سے استناد کا قرارداد، لہذا اسی پر اقتصار و قناعت، اور توفیق الہی ساتھ ہو تو انھیں میں کفایت و ہدایت، والحمد للہ رب العالمین۔

اب رَوِّ جہالات مخالف لیجئے یعنی وہ جو اس بے علم نے اپنی گمراہی کے زور میں دُوحشیں پیش خویش اپنی مفید جان کر پیش کیں۔

ضرب ۹۵: حدیث صحیح بخاری تو ان علامۃ الدہر صاحب نے بالکل آنکھیں بند کر کے لکھ دی اپنے معبود کا مکانی و جسم ہونا جو ذہن میں جم گیا ہے تو خواہی خواہی بھی ہر اہی ہر اسوجھتا ہے، حدیث کے لفظ یہ ہیں،

فقال وهو مکانہ یارب خفف عَنَّا فانت امتی لا تستطیع ہذا ایہ آپ نے اپنی جگہ پر فرمایا: اے رب! ہم پر تخفیف فرما کیونکہ میری امت میں استطاعت نہیں۔ (ت)

یعنی جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں اور حضور سدرہ سے واپس آئے آسمان ہفتم پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تخفیف چاہنے کے لئے گزارش کی حضور بمشورۃ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پھر عازم سدرہ ہوئے اور اپنے اسی مکان سابق پر پہنچ کر جہان تک پہلے پہنچے تھے اپنے رب سے عرض کی: الہی! ہم سے تخفیف فرمادے کہ میری امت سے اتنی نہ ہو سکیں گی۔

یہاں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان ترقی کا ذکر ہے، باؤلے فاضل نے جھٹ ضمیر حضرت عزت کی طرف پھیر دی یعنی حضور نے عرض کی اس حال میں کہ خدا اپنے اسی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہیں چلا نہ گیا تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بصیر صاحب کو اتنی بھی نہ سوجھی کہ وہو مکانہ جملہ حالیہ قال اور اس کے مقولے کے درمیان واقع ہے

۱۔ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قل اللہ تعالیٰ وکلم اللہ موسیٰ علیہ السلام قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲

من كتاب التسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله "ثم دنا فندلى الخ" المكتبة الاشرفية سانكلية بل شيوخه ١٨٤٢

ثم ان هذه القصة بطولها انما هي
حكاية حكاها شريك عن انس بن مالك
رضي الله تعالى عنه من تلقاء نفسه ،
لم يعزها الى رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم ولا رواها عنه ولا
اضافها الى قوله ، وقد خالفه فيما تفرد
به منها عبد الله بن مسعود وعائشة و
ابو هريرة رضي الله تعالى عنهم وهم احفظ
واكبر واكثر

ضرب ۹۸: پھر امام ابوسلیم خطابی سے نقل فرمایا،

یعنی یہ لفظ مکان بھی صرف شریک نے ذکر کیا اور رو
کی روایت میں اس کا پتہ نہیں اور مکان اللہ
سبحانہ کی طرف منسوب نہیں، اس سے مراد تو
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان اور حضور کا
وہ مقام ہے جہاں اس نزول سے پہلے قائم
کئے گئے تھے۔

وفي الحديث لفظة أخرى تفرد بها
شريك أيضا لم يذكرها غيره ، وهي
قوله فقال وهو مكانه والمكان
لا يضاف الى الله تعالى سبحانه انما هو
مكان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
ومقامه الاول الذي اقيم فيه ﷺ

کیوں کچے تونہ ہوئے ہو گے، مگر توبہ وہابی گمراہ کو کیا کہاں!

ضرب ۹۹ : اقول مسند امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسند سیدنا ابی سعید خدری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک بار اس سند سے مروی ؛
 حدثنا ابوسلمۃ انالیث عن یزید بن الہاد عن عمرو عن ابی سعید الخدریؓ۔

دوباره یوں :

۱۸۴/۲
۱۸۵/

۲۹/۳ دارالفکر بیروت

۵۳ مسند احمد بن حنبل مروی از ابو سعید الخدری دارالفکر بیروت ۲۹/۳

حدثنا یونس ثنائیت الحدیث سنداً و متنّاً ۱۶

ان میں صرف اس قدر ہے کہ رب عزوجل نے فرمایا، بعزتی و جلالتی مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم۔

ارتفاع مکانی کا اصلاً ذکر نہیں۔ سہ بارہ اس سند سے روایت فرمائی،
حدثنا یحییٰ بن اسحاق انا ابن لهیعة عن دساج عن ابی الہیثم
عن ابی سعید الخدری۔

یہاں سرے سے قسم کا ذکر ہی نہیں صرف اتنا ہے کہ،
قال الرب عزوجل لا ازال اغفر لہم ما استغفرونی ۱۷
رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کریں گے۔

امام اجل حافظ الحدیث عبد العظیم منذری نے بھی یہ حدیث کتاب الترغیب والترہیب میں
بحوالہ مسند امام احمد و مستدرک حاکم ذکر فرمائی انہوں نے بھی صرف اسی قدر نقل کیا کہ بعزتی
و جلالتی۔ اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر و جامع کبیر میں بھی بحوالہ مسند احمد و
ابن یعلیٰ و حاکم ذکر کی ان میں بھی اتنا ہی ہے ارتفاع مکانی کا لفظ کسی میں نہیں، ہاں بیہقی نے
کتاب الاسماء میں یہ حدیث اس طرح نقل کی اخیر ابن کثیر سے روایت کی،

حیث قال اخبرنا علی بن احمد بن عبدان انا احمد بن عبید

ثنا جعفر بن محمد ثنائیتہ ثنا ابن لہیعة عن دساج عن ابی الہیثم
عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۸

-
- | | | | | |
|----|-------------------|---|--|-----------|
| ۱۷ | مسند احمد بن حنبل | مروی از ابو سعید خدری | دار الفکر بیروت | ۳/۳۱ |
| ۱۸ | " | " | " | ۳/۲۹ و ۳۱ |
| ۱۹ | " | " | " | ۳/۴۱ |
| ۲۰ | الترغیب والترہیب | کتاب الذکر والدعاء | الترغیب فی الاستغفار مصطفیٰ البابی مصر | ۲/۶۶ |
| ۲۱ | کتاب الاسماء | والصفات البیہقی باب ما جار فی اثبات العزۃ للہ | المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخ پورہ | ۱/۲۲۱ |

مرتبہ ایسے شائع الاستعمال نہیں کہ کسی ادنیٰ ذی علم پر مخفی رہیں مگر جاہل بخیر و کاکیا علاج۔
ضرب ۱۰۳: اقول ممکن کہ مکان مصدق بھی ہو تو اس کا حاصل کون و وجود و ارتفاع و اعتلائے وجود الہی ہوگا۔

ضرب ۱۰۴: اضافت تشریفی بھی کبھی کسی ذی علم سے سُنی ہے، کعبہ کو فرمایا، بیٹی میرا گھر۔
 جبریل امین کو فرمایا، مرو حنا ہماری رُوح۔ ناقہ صالح کو فرمایا، ناقۃ اللہ اللہ کی اونٹنی۔
 اب کہہ دینا کہ اللہ کا بڑا شیش محل تو اوپر ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری رات کو سونے کی ٹکے میں
 بنا رکھی ہے اور تیرا معبود کوئی جاندار بھی ہے اونچی سی اونٹنی پر سوار بھی ہے صر
 بیجا باش و انچہ خواہی گئے

(بے حیا ہو جا اور جو چاہے کہہ ت)

وہی تیری جان کے دشمن امام بھیجی جن کی کتاب الاسماء کا نام تو نے ہمیشہ کے لئے اپنی جان
 کو آفت لگا دینے کے واسطے لے دیا اُسی کتاب الاسماء میں بعد عبارت مذکورہ سابق فرماتے ہیں،
 قال ابوسلمین وھمنا لفظۃ اخری فی قصۃ الشفاعۃ مرواھا قتادۃ عن
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما توفی
 یعنی اھل المشرق لونی للشفاعۃ "ما سأتذت علی ربی فی دارہ فیؤذن
 لی علیہ" اعی فی دارہ التی دورھا لا ولیائہ وھم الجنۃ، کقولہ
 عز وجل "لھم دار السلام عند ربھم" وکقولہ تعالیٰ
 "واللہ یدعو الی دار السلام" وکما یقال بیت اللہ و
 حرم اللہ، یریدون البیت الذی جعل اللہ مثابۃ
 ابوسلمین نے فرمایا کہ یہاں شفاعت کے واقعہ
 میں ایک دوسرا لفظ ہے جس کو حضرت قتادہ
 نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انھوں نے
 نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
 کیا، تو میرے پاس اہل مشرق آئیں گے شفاعت
 کی درخواست کریں گے، تو میں اللہ تعالیٰ سے
 اجازت طلب کروں گا اس کے گھر میں، تو مجھے
 اجازت شفاعت ہوگی، فی دارہ سے مراد
 وہ دار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء
 کے لئے دار بنایا اور وہ جنت ہے۔ جیسے اللہ
 تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اللہ تعالیٰ دار السلام
 کی طرف دعوت دیتا ہے (جنت کو اللہ تعالیٰ
 کا دار کہنا) ایسے ہی ہے جیسے بیت اللہ اور حرم اللہ
 کہا جاتا ہے اور یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ بیت جس کو

للناس، والمحرم الذي جعله امنا
ومثله روح الله على سبيل التفضيل
له على سائر الالهة واح، وانما ذلك في
ترتيب الكلام كقوله جبل و علا
(ای حکایت عن فرعون) انت
مرسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون ۵
فاضاف الرسول الیهم و انما هو
مرسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ و
وسلم ارسل الیہم اھ باختصار۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے مرجع بنایا اور وہ حرم
جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے جائے امن
بنایا، اس طرح روح اللہ کہا گیا کہ جس کا مطلب ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو باقی روجوں پر فضیلت
دی اور یہ صرف کلامی ترتیب ہے جیسے اللہ تعالیٰ
کا ارشاد فرعون سے حکایت کرتے ہوئے ہے کہ
اس نے کہا: بنی اسرائیل! تمہارا رسول جو تمہاری
طرف بھیجا گیا وہ مجنون ہے۔ تو یہاں رسول کی
اضافت بنی اسرائیل کی طرف کی حالانکہ وہ صرف
اللہ کے رسول ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم، جس کا اللہ تعالیٰ
نے ان کی طرف بھیجا ہے اھ اختصاراً (ت)

ضرب ۱۰۵: کہ حدیث اول سے بھی جواب آخر ہے یہ دونوں حدیثیں بھی فرض کر لیں اور مکان اُسی
تیرے گمان ہی کے معنی پر رکھیں اور اس کی نسبت جانب حضرت عزت بھی تیرے ہی حسب دلخواہ
قرار دیں تو غایت یہ کہ دو حدیث آحاد میں لفظ مکان وارد ہوا اس قدر کیا قابل استناد و لائق اعتماد
کہ ایسے مسائل ذات و صفات الہی میں احادیث اصلاً قابل قبول نہیں وہی تیرے دشمن مستند، امام
بہیقی اُسی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں:

ترك اهل النظر اصحابنا الاحتجاج باخبار
الاتحاد في صفات الله تعالى اذا لم يكن
لها انفرد منها اصل في الكتاب او
الاجماع واشتغلوا بتاويله يله
ہمارے ائمہ متکلمین اہلسنت و جماعت نے مسائل
صفات الہیہ میں اخبار آحاد سے سند لانی قبول
نہ کی جبکہ وہ بات کہ تنہا ان میں آئی اُس کی اصل
قرآن عظیم یا اجماع امت سے ثابت نہ ہو اور ایسی
حدیثوں کی تاویل میں مشغول ہوئے۔

اُسی میں امام خطابی سے نقل فرمایا،

لہ کتاب الاسماء والصفات باب جار فی قول اللہ تعالیٰ ثم دنا فتدلى الخ المكتبة الاثرية سانگلہ ہل شیخ پورہ ۱۸۹۸/۲
لہ ۹۲/۲ باب ذکر فی القدم والرجل

اس میں اور اس قسم کی صفات کے اثبات میں قاعدہ یہ ہے کہ یہ اثبات صرف کتاب اللہ یا قطعی حدیث سے ہو، اگر ان دونوں سے نہ ہو پھر اس کا ثبوت ان احادیث سے ہو جو کتاب اللہ اور قطعی صحیح حدیث سے مستند کسی ضابطہ کے مطابق اور ان کے معانی کے موافق ہو، اور جو ان کے مخالف ہو تو پھر اس صفت کے اسم کے اطلاق پر ہی اکتفا کیا جانا ضروری ہو گا اور اس کی مراد کے لئے ایسی تاویل کی جائیگی جو اہل دین اور اہل علم کے متفقہ اقوال کے معانی کے موافق ہو، اور ضروری ہے کہ اس صفت میں کوئی تشبیہ کا پہلو نہ ہو۔ یہی وہ قاعدہ ہے جس پر کلام کو مبنی کیا جائے اور اس باب میں یہی قابل اعتماد قاعدہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۰۶: اقول تیری سب جہالتوں سے قطع نظر کی جائے تو ذرا اپنے دعوے کو سمجھ کر احادیث صریحہ صحیحہ سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے۔ صریح ہونا بالائے طاق ان احادیث سے اگر بفرض باطل ثابت ہو گا تو یہ تیرے معبود کے لئے تیرے زعم میں مکان ہے اس سے یہ کیونکر نکلا کہ وہ مکان عرش ہی ہے۔ خود اپنا دعویٰ سمجھنے کی لیاقت نہیں اور چلے صفات الہیہ میں کلام کرنے۔

پھر آپ اس سے اوپر گئے جہاں کا صرف اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے حتیٰ کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ پر آئے اور رب العزت کا قرب پایا پھر اور قرب پایا حتیٰ کہ دو کمانوں کے فاصلہ پر ہوئے یا اس سے بھی زیادہ قرب پایا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی

الاصل فی هذا وما شبهه فی اثبات الصفات انه لا يجوز ذلك الا ان يكون بكتاب ناطق او خبر مقطوع بصحته فان لم يكونا فيما يثبت من اخبار الاحاديث المستندة الى اصل في الكتاب او في السنة المقطوع بصحتها او بموافقة معانيها وما كانت بخلاف ذلك فالوقوف عن اطلاق الاسم به هو الواجب ويتأول حينئذ على ما يليق بمعاني الاصول المتفق عليها من اقوال اهل الدين والعلوم مع نفي التشبيه فيه، هذا هو الاصل الذي يلزم عليه الكلام والمعتمدة في هذا الباب

ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه الا الله حتى جاء سدرۃ المنتهى و دنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى فاوحى اليه فيما اوحى خمسين

صلوة۔ المحدث۔

فرمائی جو فرمائی اس وحی میں پچاس نمازیں بھی

ہیں۔ المحدث (ت)

تو اگر تیرے زعم باطل کے طور پر اطلاق مکان ثابت ہوگا تو سدرہ پر نہ عرش پر۔ انھیں کو احادیث صریحہ کہتا تھا
لاحول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔

چوتھا تپانچہ

یاد دعا کہ استوار علی العرش کے معنی بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔

ضرب ۱۰۸: اقول تم وہابیہ کے دھرم میں تشریح کا منصب تین قرن تک جاری رہا تھا اور اس کے بعد عومات و اطلاقات شرعیہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا، تو نے اسی تحریر میں لکھا ہے، جو بات امور دین میں بعد قرونِ ثلثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعة ضلالة (اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت)۔

اب ذرا تھوڑی دیر کو مردین کو استوار علی العرش کے ان تینوں معنی کا صحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین کے ائمہ سنت سے باسائید صحیحہ معتدہ ثبوت دیجئے ورنہ خود اپنے بدعتی گمراہ بدین فی النار ہونے کا اقرار کیجئے تیرہ صدی کے دو ایک ہندیوں کا لکھ دینا سنت نہ ثابت کر سکے گا۔

ضرب ۱۰۹: اقول تو نے اسی تحریر میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے انکار میں لکھا، کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے ثابت نہیں، کہ کسی شرم اور غیر مقلدی کی لاج ہے تو ان تینوں معنی کا ثبوت بھی کسی حدیث صحیح سے دو در نہ اپنے لکھے کو سر پر ہاتھ رکھ کر روؤ۔

ضرب ۱۱۰: اقول یہ تو لازمی ضربیں تھیں اور تحقیقاً بھی قرآن عظیم کے معنی اپنی رائے سے کہنا سخت شنیع و ممنوع ہے تو ایسے معنی کا سلف صالح سے ثبوت دینا ضرور اور قول بے ثبوت مردود و مبہور۔

ضرب ۱۱۱: ہر عاقل سمجھتا ہے کہ مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ نے استوار کو اپنی مدح و ثنائیں ذکر فرمایا ہے معاذ اللہ بیٹھنے پڑھنے، ٹھہرنے میں اس کی کیا تعریف نکلتی ہے کہ ان سے اپنی مدح فرماتا اور مدح بھی ایسی کہ بار بار بتکرار سات سورتوں میں اس کا بیان لانا تو ان معانی پر استوار کو لینا مدح و تعریف میں قدح و تحریف میں کر دینا ہے لاجرم بالیقین یہ ناقص و بے معنی ہرگز مراد رب العزۃ نہیں۔

ضرب ۱۱۲: اوپر معلوم ہو چکا کہ آیات تشابہات میں اہل سنت کے صرف دو طریق ہیں،

۱۔ صحیح البخاری کتاب التوجید باب کلم اللہ موسیٰ علیہ السلام قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۱۱۲

اول تفویض کر کچھ معنی نہ کہے جائیں، اس طریقہ پر اصلاً ترجمے کی اجازت ہی نہیں کہ جب معنی ہم

عہ قائدہ جلیلہ، امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی کتاب الجامع العوام میں فرماتے ہیں:

یعنی جو شخص عامی یا نحوی یا محدث یا مفسر یا فقیہ
اس قسم کی آیات و احادیث سے اُس پر فرض
ہے کہ جسمیت اور اُس کے توابع مثل صورت و
مکان و جہت سے اللہ تعالیٰ کی تزیہ کرے
یقین جانے کہ ان کے حقیقی لغوی معنی مراد نہیں
کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں اور جانے کہ
ان کے کچھ معنی ہیں جو اللہ سبحنہ کے جلال کے لائق
ہیں اور جو لفظ وارد ہوئے ان میں اصلاً تصرف
نہ کرے نہ کسی دوسرے لفظ عربی سے بدلے، نہ کسی
اور زبان میں ترجمہ کرے کہ تبدیل و ترجمہ واجب جائز
ہو کہ پہلے معنی مراد ہو لیں کہ لفظ وارد سے کوئی مشتق
نکال کر اطلاق کرے جیسے استوی آیا ہے مستوی
نہ کہ نہ لفظ وارد پر قیاس کرے یہ آیا ہے
اس کے قیاس سے ساعد و کف نہ بولے اور فرض
ہے کہ اپنے دل کو بھی اس میں فکر سے روکے اگر
دل میں اس کا خطرہ آئے تو فوراً نماز و ذکر و تلاوت
میں مشغول ہو جائے، اگر ان عبادات پر دوام نہ ہو سکے
تو کسی علم میں مشغول ہو کر دھیان بٹا دے، یہ بھی
نہ ہو سکے تو کسی حرفت یا صنعت میں یہ بھی نہ جانے
تو کھیل کود میں کہ مشابہات میں فکر کرنے سے کھیل کو
ہی بھلا ہے بلکہ اگر گناہوں میں مشغول ہو تو اس
(باقی اگلے صفحہ پر)

يجب على من سمع آيات الصفات و
واحاديثها من العوام والنحوي و
المحدث والمفسر والفقهاء ان يذكره
الله سبحانه من الجسمية وتوابعها من
الصورة والمكان والجهة فيقطع بان
معناه الحقيقي اللغوي غير مراد لانه
في حق الله تعالى محال وان لهذا معنى
يليق بجلاله تعالى وان لا يتصرف في اللفاظ
الواردة لا بالتفسير اى تبديل اللفظ بلفظ
آخر عربى او غيره لان جواز التبديل
فرض معرفة المعنى المراد ولا بالاشتقاق
من الوارد كان يقول مستوا اخذا من
استوى ولا بالقياس كان يطلق لفظة
الساعد والكف قياسا على ورود اليد
وان يكف باطنه عن التفكير في هذه
الامور فان حدثته نفسه بذلك
تشاغل بالصلاة والذكر وقراءة القرآن
فان لم يقدر على الدوام على ذلك
تشاغل بشئ من العلوم فان لم يمكنه
فبحرفة او صناعة فان لم يقدر فب لعب
ولهو فان ذلك خير من الخوض في هذا البحر

جاننے ہی نہیں ترجمہ کیا کریں، امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر میں غلطی علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے۔ کتاب الاسماء سے گزرا کہ ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم استوار کے کچھ معنی نہ کہتے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے۔

امام سفین کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہئے، کسی کو جائز نہیں کہ عربی یا فارسی کسی زبان میں اس کے معنی کہے۔

سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کے معنی نہ کہنا ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول، اور اسی پر سلف صالح کا اجماع ہے۔

طریق دوم کہ متاخرین نے بضرورت اختیار کیا اس کا یہ منشا تھا کہ وہ معنی نہ رہیں جن سے اللہ عزوجل کا خلق سے مشابہ ہونا متوہم ہو بلکہ اس کے جلال و قدوسیت کے معنی پیدا ہو جائیں۔ بیٹھنا، پڑھنا، ٹھہرنا تو خاص اجسام کے کام اور باری عزوجل کے حق میں صریح عیب ہیں تو تم نے تاویل خاک کی بلکہ اور ہم کی جرح جمادی۔

بالجملہ یہ تینوں معانی دونوں طریقہ اہلسنت سے دور و مجور ہیں ان کو مطابق سنت کہنا نام زدگی کا فور رکھنا ہے اب آپ ملاحظہ ہی کریں گے کہ ائمہ اہلسنت نے ان معانی کو کیسا کیسا رد فرمایا ہے، دو ایک ہندیوں کے قدم نے اگر لغزش کی اور خیال نہ رہا کہ ان لفظوں سے ترجمہ ہرگز صحیح نہیں تو ان کا کفنا ائمہ سلف و خلف کے اجماع کو رد نہیں کر سکتا نہ وہ مسلک اہلسنت قرار پاسکتا ہے مگر وہابیوں بلکہ سب مگر اہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے، جہاں کسی کا کوئی لفظ شاذ مجبور پکڑ لیا خوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات قاہرہ سلف و خلف بلکہ ارشادات صریحہ قرآن و حدیث کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سے بہتر ہے کہ ان کی نہایت فسق ہے اور اس کا انجام کفر، والیما ذی اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

بل لو اشتغل للملاہی البدنیۃ کانت
اسلم من الخوض فی هذا البحر البعید
غورہ بل لو اشتغل بالمعاصی البدنیۃ
کان اسلم فان ذلک غایتہ لفسق و هذا
عاقبتہ الشریک اھ مختصراً۔

لہ الجام العوام

بالائے طاق رکھ دیا مگر اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت اتباع جمہور ہے جس سے سہوً خطا ہوتی اگرچہ معذور ہے مگر اس کا وہ قول متروک و مبہور ہے، وہ جانتے ہیں کہ لکل جواد کبوتہ لکل صاسم نبوتہ و لکل عالم ہفوتہ ہر تیز گھوڑا کبھی ٹھوکر کھالیتا ہے اور ہر تیز رُال کبھی کر جاتی ہے اور ہر عالم سے کبھی کوئی لغزش وقوع پاتی ہے، وبالله العصمة۔

ضرب ۱۱۳: اب اپنے مستندات سے ان معانی کا رد سُنئے جائیے جنہیں آپ نے براہ جہالت مطابق سنت بلکہ سنت کو انہیں میں منحصر بتایا، مدارک شریف سے گزرا،

الاستواء بمعنی الجلوس لا يجوز على الله تعالى بل
استواء بیٹھنے کے معنی پر اللہ عز وجل کے حق میں محال ہے۔

ضرب ۱۱۴: کتاب الاسماء سے گزرا،

متعال عن ان يجوز عليه اتخاذ السیر للجلوس لہ
اللہ عز وجل اس سے پاک و برتر ہے کہ بیٹھنے کے لئے تخت بنائے۔

ضرب ۱۱۵: اسی میں امام ابو الحسن طبری وغیرہ المتکلمین سے گزرا استواء کے یہ معنی نہیں کہ مولے تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا کھڑا ہے، یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ عز وجل ان سے پاک۔

ضرب ۱۱۶: اُسی میں فراغی سے یہ حکایت کر کے کہ استواء بمعنی اقبال ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چڑھنے سے تفسیر کی، فرمایا،

استوى بمعنى اقبل صحيح لان
الاقبال هو القصد والقصد هو
الاستواء وذلك جائز في صفات
الله تعالى، اما ما حكى عن ابن عباس
يعنى استواء بمعنى اقبال صحيح كاقبال قصد ہے اور
قصد ارادہ ہے، یہ تو اللہ سبحانہ کی صفات میں
جائز ہے، مگر وہ جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے حکایت کی کہ استواء چڑھنے کے معنی

عہ امام جلال الدین سیوطی نے اتفاق میں فرمایا، مرد باند تعالیٰ منزہ عن الصنود ایضاً یہ معنی یوں مردود ہوئے کہ اللہ تعالیٰ چڑھنے سے پاک ہے ۱۲ نہ

۱۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷ دارالکتب العربیہ بیروت ۱۳۶/۱
۲۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی جامع ابواب ذکر اسماء التي تتبع الحکم المكتبة الاشرفیہ سانگلہ بلشچور ۱/۴۲، ۴۳
۳۔ الاتفاق فی علوم القرآن النوع الثالث والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۵

پر ہے یہ قرآن کی تفسیر سے انداز اور کلبی ضعیف ہے اور خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کلبی نے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ استوا کے معنی حکم الہی کا چرٹنا ہے۔

یعنی محمد بن مروان نے کلبی سے اُس نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے قول "ثم استوى على العرش" میں عرش پر استوا کے معنی ٹھہرنا ہے، یہ روایت منکر ہے، اور خود کلبی نے اسی سند سے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ عرش پر استوا کے معنی حکم الہی کا ٹھہرنا ہے یہاں ٹھہرنے کو حکم کی طرف پھیرا، اور یہ ابوصالح اور کلبی اور محمد بن مروان سب کے سب علمائے محدثین کے نزدیک متروک نہیں ان کی کوئی روایت حجت لانے کے قابل نہیں کہ ان کی روایتوں میں منکرات بکثرت ہیں اور ان میں ان کا جھوٹ ہونا آشکارا ہے۔ حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا ہم نے اس ابوصالح کا نام ہی "دروغ زن" رکھ دیا تھا۔ امام سفیان نے فرمایا خود کلبی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوصالح نے مجھ سے کہا جتنی حدیثیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں سب جھوٹ ہیں۔ نیز کلبی نے کہا

رضی اللہ تعالیٰ عنہما فانما اخذہ عن تفسیر الکلبی والکلبی ضعیف والروایۃ عنہ فی موضع آخر عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما استوی یعنی صعد امرؤ احد ملخصاً۔

ضرب ۱۱۱: اسی میں فرمایا،

عن محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی قوله تعالیٰ "ثم استوی على العرش" يقول استقر على العرش، هذه الروایۃ منكرة وقد قال فی موضع آخر بهذا الاسناد استوی على العرش يقول استقر امرؤ على السرير ورد الاستقرار الى الامر، وابوصالح هذا والکلبی ومحمد بن مروان كلهم متروک عند اهل العلم بالحديث لا یحتجون بشئ من رواياتهم لكثرة المناكير فیها وظهور الكذب منهم فی رواياتهم اخبرنا ابوسعید المالینی (قد ذکر باسنادہ) عن حبیب بن ابی ثابت قال كنا نسміه "دروغ زن" یعنی ابوصالح مولیٰ ام ہانی، واخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ (فاستند) عن سفین قال قال الکلبی قال لی ابوصالح

لہ کتاب الاسماء والصفات باب "الرجل على العرش استوی" المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بلشچورہ ۲/۱۵۵

كل ما حدثك كذب ، واخبرنا المالبني
(بسندة) عن الكلبي قال قال لي ابو صالح
انظر كل شيء رويت عن
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما فلا
تروا ، اخبرنا ابو سهل احمد بن محمد
المزكي ثنا ابو الحسين محمد بن حامد
الطاسر اخبرني ابو عبد الله السراساني
قال سمعت محمد بن اسعيل البخاري
يقول محمد بن مروان الكوفي صاحب
الكلبي سكتوا عنه لا يكتب حديثه
البتة اه مختصرا .

وكيف يجوز ان يكون مثل هذه الاقاويل
صحيحة عن ابن عباس رضي الله تعالى
عنهما ثم لا يرويهما ولا يعرفها احد
من اصحابه الثقات الاثبات مع
شدة الحاجة الى معرفتها، وما
تفرد به الكلبي وامثاله يوجب الحد
والحد يوجب الحدث للحاجة الحد
الى حاد خصه به والبارئ
تعالى قديم لم يزل به

[illegible]

ضرب ۱۱۹: اُسی میں ہے،

ان الله تعالى لا مكان له ولا مركب و
ان الحركة والسكون والانتقال والاستقرار
من صفات الاجسام والله تعالى احد
صمد ليس كمثله شيء له احد
باختصار۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے نہ مکان ہے نہ کوئی
چیز ایسی جس پر سوار ہو اور بیشک حرکت اور
سکون اور ہلنا اور ٹھہرنا یہ جسم کی صفاتیں ہیں اور
اللہ تعالیٰ احد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت
نہیں رکھتی احد باختصار۔

ضرب ۱۲۰: مدارک شریف میں فرمایا،

تفسیر العرش بالسریر والاستواء
بالاستقرار كما تقول المشبهة باطل
دیکھا تو نے حق کیسا واضح ہوا، واللہ الحمد۔

عرش کے معنی تخت اور استواء کے معنی ٹھہرنا
کہنا جس طرح فرقہ مجسمہ کہتا ہے باطل ہے۔

پانچواں تیاری

اقول یہ تو اور پر واضح ہو گیا کہ یہ مدعی خود ہی دعوے پر نہ جما اور جن صفات سے کلام شارع مساکت
نہیں اُن سے سکوت درکنار اُن کا صاف انکار کر گیا مگر یہاں یہ کہنا ہے کہ اس مدعی بیباک کے نزدیک
تسلیم و عدم سکوت کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو اہلسنت کے نزدیک ہے یعنی کچھ معنی نہ کہنا صرف اجمالاً اتنی
بات پر ایمان لے آنا کہ جو کچھ مراد الہی ہے حق ہے یا تاویل کر کے صاف و پاک معنی کی طرف ڈھال دینا جن میں
مشابہت مخلوق و جسمیت و مکان و جہت کی بڑا اصل نہ پیدا ہو۔ اس مسلک پر ایمان لانا تو استواء کے معنی
بیٹھنا، چرھنا، ٹھہرنا نہ بتاتا ان کے علاوہ اور معانی کو کہ ائمہ اہلسنت نے ذکر فرمائے بدعت و ضلالت نہ بتاتا
لا جرم اس کا مسلک وہی مسلک مجسمہ ہے کہ جو کچھ وارد ہوا وہ اپنے حقیقی لغوی معنی مفہوم و قیاد پر
عمول ٹھہرا کر مانا جائے گا۔ شروع سے اب تک جو لکھا گیا وہ اسی ضلالت ملعونہ کے رد میں تھا اتنا اور اس کے
کان میں ڈال دوں شاید خدا سمجھ دے اور ہدایت کرے کہ اسے بے خود یا یہ ناپاک مسلک جو استواء میں خصوصاً
اور باقی متشابہات میں مطلقاً تیرا ہے (کھل گمراہی کا بغیر رستہ ہے) اس طریقہ پر تیرا معبود جسے تو اپنے

۱۔ کتاب السام والصفات باب "حل ينظرون الا ان ياتهم الله الو" المكتبة الاشريه شيخو پورہ ۱۹۴/۲
۲۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) آیہ ۵۴/۲ دارالکتاب العربی بیروت ۵۶/۲

ذہن میں ایک صورت تراش کر معبود سمجھ لیا ہے اگر بت خانہ چین کی ایک صورت ہو کر نہ رہ جائے تو میرا ذمہ
ضرب ۱۲۱ تا ۱۸۲، جانتا ہے وہ تیرا وہی معبود کیسا ہے،

لہ وجہ کوجہ الانسان فیہ عینان
تنظرات ولكن من سخط علیہ
لا ينظر الیہ ثم العجب ان وجہ الی
کل جہۃ واعظم عجبا انہ مع ذلک یصرفہ
عن یغضب علیہ فلیت شعری کیف
یصرف عن جہۃ ما هو الی کل وجہ بل
المصلی ما دام یصلی یقبل علیہ بوجہہ
فاذا انصرف صرف لہ صوت فلتکن حجرة
ونفس ایضا بل قد وجد من قبل الیمن لہ
اذنات یا ذن لمن یرضی علیہ
جعد ذو وفرة الی شحمة اذنیہ
اما اللحیۃ فلم توجد بل
شاب امر لہ یدان کالانسان
فیہما یمین و شمال وساعد
وکف واصابع مبسوطات
البعید و شہما قبض و
قد یحشولہ جنب و ضحکہ
یخبر عن فم یغفر و اسنان
تکثر لہ حقو تعلقت بہ
الرحیم و مرجلات و ساق
قد جلس علی السریر
مدلیا قد میہ واضعہما
علی کرسی و شہما استلق

اس کا انسان جیسا چہرہ، اس میں دو آنکھیں
دیکھتی ہیں لیکن جس کو وہ ناراض ہو اس کی طرف نہیں دیکھتا پھر عجیب
کہ اس کا چہرہ ہر طرف ہے، اس سے بڑھ کر عجیب یہ
کہ اس کے باوجود جس سے ناراض ہو اس سے چہرہ
پھیر لے، کاش سجھ ہوتی، جو ہر طرف ہو وہ کس طرح
دوسری طرف پھر جائے، بلکہ جب تک نمازی نماز
میں ہے تو وہ اپنے چہرہ کو نمازی کی طرف کرتا ہے
اور جب وہ نمازی فارغ ہو جاتا ہے تو وہ بھی پھر
جاتا ہے، اس کی آواز ہے تو آہٹ اور سانس
بھی ہوگا، بلکہ یمن کی طرف سے پایا جاتا ہے، اس
کے دو کان ہیں جس سے راضی ہو اس پر کان لگاتا
ہے، قد آور ہے اس کے سر کے بال دونوں کانوں
سے نیچے تک بٹھے ہوئے ہیں، لیکن دائرہ نہیں
بلکہ نوجوان بے دائرہ ہے، انسان کی طرح
اس کے دو ہاتھ ہیں ان میں ایک دایاں دوسرا
بایاں ہے، اس کا بازو اور پھلی اور انگلیاں
ہیں، دور تک اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے، کبھی
ہاتھوں کو بند کرتا ہے اور کبھی کھول کر پھرتا ہے، اس کا
پہلو ہے، ہنستا ہے، اپنے منہ سے خبر بتاتا ہے،
اس کے دانت ہیں جو چباتے ہیں، اس کا زیر جامہ
ہے جس سے رحم لگتا ہے، دو پاؤں ہیں، پنڈلی
ہے، تخت پر بیٹھ کر دونوں پاؤں کو لٹکاتا ہے اور
ان دونوں کو کرسی پر رکھتا ہے اور کبھی چت لیٹا

ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھتا ہے لہذا اس کی پیٹھ اور گدھی ہوگی، اور چھاتی سے مانوس کرتا ہے، اس کی چھاتی کے نور سے فرشتے پیدا ہوئے، اس کے قدم ہر مسجد میں ہیں تاکہ سجدہ کرنے والا ان قدموں پر سجدہ کرے اور باقی اعضاء جن کی تفصیل نہیں صرف یہ خبر عام و اشمل ہے کہ وہ انسانی صورت پر ہے کیونکہ اس نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا، چڑھتا ہے، اترتا ہے، چلتا ہے، دوڑتا ہے، کبھی زمین پر آتا ہے اور آخری قدم موضع وچ میں ہوتا ہے، پھر قیامت کو آکر زمین پر چکر لگائے گا، لباس والا تہیہ اور چادر پہنے ہوئے، اپنے دامن سے مومن کو ڈھانپتا ہے، اس کی چادر چہرہ پر ہے جنت عدن میں اس کا گہرا سایہ ہے جس کو چاہتا ہے اس پر ڈالتا ہے اور جس چیز پر نہیں چاہتا نہیں ڈالتا، قیامت میں بادل کے سایہ میں آئے گا۔ تعجب کیا کرتا ہے میلان آگے دیکھے ہوئے مذاق کرتا ہے، کبھی کسی چیز سے گھن کرتا ہے، اس کا عرش چار ملک ہیں، دو اس کے داہنے قدم اور دو اس کے بائیں قدم کے نیچے ہیں، شدید بوجھ ڈالے تو اس سے عرش اس طرح آواز نکالتا ہے جیسے نیا کچاوا بھاری سوار سے آواز پیدا کرتا ہے، کبھی سبز جوڑا پہنتا ہے، اور سونے کے جوئے ہیں اور سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس کے نیچے سونے کا بستر اور پاس موتیوں کے پرے ہوتے ہیں

واضعاً احدی من جلیہ علی الاخری
فلا بد من ظہر وقفا ویستانس للصدس
ایضاً فمن نور صدرہ خلقت الملائكة
قد صاہ فی کل مسجد علیہا یسجد
الساجدون وبقیة الاعضاء لم تفصل
الاخبر اعم واشمل انه علی صورة
الانسان اذ خلق آدم علی صورة
الرحمن یصعد وینزول ویمشی ویہتول
وقد یاقی الارض وکانت اخر
وطأته بموضع وچ ثم یجیی یوم
القیمة فیطوف الارض مکتسراً
ثیاباً ازاد و رداء یستر المؤمن بکتفه
سداۃ علی وجهه فی جنة
عدن لہ ظل ظلیل یصیب بہ
من یشاء ویصرف عنه من
یشاء یاقی یوم القیام فی ظل
من الغمام یتعجب ویستحیی و یسئل
ویتودد ویستهنئ وقد یتقدس
نفسه شیئاً تحمله وعرشه اربعة
املاک اثنان تحت من جله الیمنی و
اثنان تحت اجله الیسری تقبل شدید
الوزر ویأط منه العرش اطیط الرجل
الجدید من ثقل الراكب الشدید ربالبس حلة
خضراء وعلین من ذهب و یجلس علی کرسی
ذهب تحته فراش من ذهب و دوئلہ ستر من

لَوْلَا سُرَّ جَلَاءُ فِي خُضْرَةٍ فِي رَوْضَةِ خُضْرَاءِ
 اِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا نَطَقَتْ بِبَعْضِهِ الْآيَاتِ
 وَوَسَدَتْ بِالْبَاقِي الْاَحَادِيثِ ، اَقْبَرُ
 عَلَى اَكْثَرِهَا فِي كِتَابِ الْاَسْمَاءِ وَ
 الصِّفَاتِ ۔
 اس کے پاؤں سبزے کے باغ میں سبزے پر ہوتے
 ہیں بعض ان میں وہ صفات ہیں جن کو قرآنی آیات بیان کیا
 اور باقی وہ جن کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں
 ان میں سے اکثر کو کتاب الاسماء والصفات
 میں پیش کیا ہے۔ (ت)

کیوں اے جاہل بے خرد ! اے حدیث احاد وضعیہ ارتفاع مکانی سے سزا کر اپنے معبود کو مکانی
 ماننے والے ! کیا ایسے ہی معبود کو پوجتا ہے پھر اس میں اور انسان کے جسم میں چھوٹے بڑے کے سوا
 فرق کیا ہے ، مگر الحمد للہ اہلسنت ایسے سچے رب حقیقی معبود کو پوجتے ہیں جو احد ، صمد ، بے مشبہ و نمونہ و
 بیچون و بیگون ہے ،

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا
 احدا ۝
 نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا
 اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ (ت)

جسم و جسمانیات و مکان و جہات و اعضاء و آلات و تمام عیوب و نقصانات سے پاک و منزہ ہے یہ سب
 اور اس کے مثل جو کچھ وارد ہوا ان میں جو کچھ روایت ضعیف ہے اور زیادہ وہی ہوگا اور صریح تشبیہ کی صاف
 تصریحیں کہ تاویل محاوروں سے بعید پڑیں اسی میں ملیں گی اُسے تو یہ خدا کے موفی بندے ایک جو کے برابر بھی
 نہیں سمجھتے اور جو کچھ روایت صحیح مگر خبر احاد ہو اُسے بھی جبکہ متواترات سے موافق المعنی نہ ہو پایہ قبول پر
 جگہ نہیں دیتے ،

فَانِ الْاَحَادِ لَا تَقْفِدُ الْاِعْتِمَادَ فِي بَابِ
 الْاِعْتِمَادِ وَلَوْ فَرَضْتَ فِي اَصَحِّ الْكُتُبِ
 باصح الاسناد ۔
 اعتقاد کے باب میں اخبار احاد اگرچہ صحیح کتاب
 اور صحیح سند سے ہوں وہ اعتقاد کے لئے مفید
 نہیں ہیں (ت)

رہ گئے متواترات ، اور وہ نہیں مگر معدودے چند ، اور وہ بھی معروف و مشہور محاورات عرب
 کے موافق تاویل پسند مثل "يَدُ وَجْهِهِ" و "سَاقُ" و "اَسْتَوَا" و "اَتَيْنَا" و "زَوَّلَ" وغیرہ ، ان میں تاویل
 کیجئے تو راہ روشن اور تفویض کیجئے تو سب سے احسن ، نہ یہ کہ منہ بھر کر خدا کو گالی دیجئے اور اس کے لئے
 صاف صاف مکان مان لیجئے ، یا اٹھتا ، بیٹھتا ، چڑھتا ، اترتا ، چلتا ، ٹھہرتا ، تسلیم کیجئے ۔ اللہ عزوجل

چھٹا تپا نخبہ

۱۱۲۰/۲ قديمی کتب خانہ کراچی

لاجرم یہ حویلی جنت ہی ہوگی۔

ضرب ۱۸۶: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
جنتان من فضة أئنتهما وما فيهما
وجنتان من ذهب أئنتهما وما فيهما
وما بين القوم وبين أن ينظروا إلى
سبعهم عن وجل إلا ما داء الكبرياء على
وجهه في جنة عدن
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دو جنتیں
ہیں جن کے برتن اور تمام سامان چاندی کا ہے،
دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان سونے کا ہے،
اللہ تعالیٰ کے دیدار اور قوم میں صرف کبریا کی چادر
ہوگی جو جنت عدن میں اس کے چہرے پر ہوگی حال
ہوگی۔ (ت)

یہاں جنت عدن میں ہونے کی تصریح ہے۔

ضرب ۱۸۷: بزار و ابن ابی الدنیا اور طبرانی بسند جید قوی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

حديث ویدار اہل جنت ہر روز جمعہ میں مرفوعاً راوی
فاذا كان يوم الجمعة نزل تبارك وتعالى
من عليين على كرسیه ثم حفت الكرسي
بمنابر من نور وجاء النبيون حتى
يجلسوا عليها۔ الحديث
جب جمعہ کا روز ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ علیین سے
کرسی پر نازل فرمائے گا پھر اس کے گرد نور کے
منبر بچھائے جائیں گے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام تشریف لاکر ان منبروں پر جلوہ گر
ہوں گے۔ الحديث (ت)

یہاں علیین سے اتر کر کرسی پر حلقہ انبیاء و صدیقین و شہداء و سائر اہل جنت کے اندر بجلی ہے۔

ضرب ۱۸۸: قال تعالى: ءامنتم من في السماء يله (کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جس کی آیت

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر ۲/۲۲۴ و کتاب التوجید ۲/۱۱۰۹ قیدی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب الایمان
۲۔ الترغیب والترہیب فصل فی نظار اہل الجنة الی اجمہ حدیث ۱۲۹ مصطفیٰ البانی مصر ۵۵۴/۴
کشف الاستار عن زوائد البزار باب فی نعیم اہل الجنة حدیث ۳۵۱۹ موسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۵/۴
المعجم الاوسط حدیث ۶۷۱۳ مکتبۃ المعارف الریاض ۳۶۷/۷
۳۔ القرآن الکریم ۱۶/۶۷

ضرب ۱۸۹: قال تعالى: ام امنتم من في السماء؟ (کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے۔)
ضرب ۱۹۰: احمد وابن ماجہ و حاکم بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث قبض روح میں مرفوعاً
راوی:

فلذال یقال لها ذلک حتی تنتهی بہا الی السماء الی فیہا اللہ تبارک وتعالیٰ
روح کو یہ کہا جاتا ہے گا حتی کہ وہ اس آسمان تک پہنچ جائے جس میں اللہ تعالیٰ ہے (ت)
ضرب ۱۹۱: مسلم و ابو داؤد و نسائی و معویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث جباریہ میں
راوی:

قال لها ینت اللہ قالت فی السماء قال من انا قالت انت رسول اللہ قال اعتقہا فانہا مؤمنة
لو نڈی کو فرمایا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں۔ پھر پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ رسول اللہ ہیں۔ تو آپ نے مالک کو فرمایا اس کو آزاد کر دو کیونکہ مؤمنہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۲: ابو داؤد و ترمذی با فادہ تصحیح عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: زمین والوں پر رحم کرو تم پر رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔ (ت)
ضرب ۱۹۳: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے اس

۱۴/۶۷ القرآن الکریم

- ۲۵ مسند احمد بن حنبل مروی از ابوہریرہ دار الفکر بیروت ۳۶۴/۲
سنن ابن ماجہ باب ذکر الموت والاستعداد له ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۵
کنز العمال حدیث ۴۲۴۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶۳۰/۱۵
صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحريم الکلام فی الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۴/۱
سنن ابو داؤد باب تسمیت العاطس فی الصلوٰۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۳۴/۱
جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۴/۲
سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۳۱۹/۲

ان آیات و احادیث سے آسمان میں ہونا ثابت۔

[illegible]

- ضرب ۱۹۶: ہر رات آسمان دنیا پر ہونے کی حدیث گوری اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں۔
- ضرب ۱۹۷: قال اللہ تعالیٰ: هو اللہ فی السموات و فی الارض یہ وہ اللہ آسمانوں اور زمینوں میں (ت)
- ضرب ۱۹۸: قال تعالیٰ: ونحن اقرب الیہ من جبل الومرید یہ ہم اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں (ت)
- ضرب ۱۹۹: قال تعالیٰ: واسجدواقترب الیہ سجدہ کر اور قریب ہو۔ (ت)
- ضرب ۲۰۰: قال تعالیٰ: اذا سألک عبادی عنی فانی قریب یہ جب آپ سے سوال کریں میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں (ت)
- ضرب ۲۰۱: قال تعالیٰ: انہ سمیع قریب۔ وہ سمیع قریب ہے۔ (ت)
- ضرب ۲۰۲: قال تعالیٰ: ونادینہ من جانب الطور الایمن و قربنہ نجیاً یہ اور ہم نے ان کو ندادی طور کی دائیں جانب سے اور اس کو ہم نے قریب کیا مناجات کرتے ہوئے۔ (ت)
- ضرب ۲۰۳: قال تعالیٰ: فلما جاءها نودی ان بورك من فی النار ومن حولها وسبحن اللہ رب العلمین یہ جب وہاں آئے تو ندادی گئی کہ جو آگ میں ہے اس کو برکت دی گئی اور اس کے ارد گرد والوں کو، اللہ پاک رب العالمین ہے (ت)

۱۶/۵۰ القرآن الکریم ۵۲
۱۸۶/۲ ۵۳
۵۲/۱۹ ۵۴

۳/۶ القرآن الکریم ۵۱
۱۹/۹۶ " " ۵۳
۵۰/۲۴ " " ۵۵
۸/۲۷ " " ۵۷

معالم میں ہے :

ابن عباسؓ، سعید بن جبیر اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا گیا کہ من بورک فی النار کے بارے میں، یعنی برگزیدہ ہے جو آگ میں ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے جس کو اپنی ذات کے بارے میں فرمایا، یعنی یہ ہے کہ موسیٰ نے ندا کی تو اسکو اپنا کلام سنایا اس جانب سے۔ (ت)

روای عن ابن عباس وسعید بن جبیر والحسن فی قوله "بورک من فی النار" یعنی قدس من فی النار وهو اللہ تعالیٰ عنی یہ نفسہ علی معنی انه نادى موسیٰ منها واسمعه کلامہ من جہتہایہ

ضرب ۲۰۴: قال تعالیٰ :

وهو معکم اینما کنتم

ضرب ۲۰۵: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اے لوگو! اپنے آپ پر نرمی کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے، تم تو پکارتے ہو سمیع قریب کو، وہ تمہارے پاس ہے۔ (ت)

یا ایہا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غایبا انکم تدعون سمیعا قریبا وهو معکم

اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے :

وہ ذات جسے تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی قریب تر ہے۔ (ت)

والذی تدعون اقرب الی احدکم من عنق راحلة احدکم

ضرب ۲۰۶: مسلم، ابو داؤد و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اقرب ما یكون العبد من ربه بنده اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہوتا ہے جب

۱۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) آیت ۲۷/۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۴۸/۳

۲۔ القرآن الکریم ۴/۵

۳۔ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من فح العتوان فتیری کتب خانہ کراچی ۲۲۰/۱

صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب استجاب خفض الصوت " " " " " " ۳۴۶/۲

" " " " " " " " " " " "

وہو ساجد فاکثروا اللہ عادیلہ
ضرب ۲۰۷: دہلی ٹوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قال اللہ تعالیٰ انا خلقتک و امامک و عن
 یسینک و عن شمالک یا موسیٰ انا جلیس
 عبدی حین یدکر فی وانا معہ اذا
 دعا فی یئ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ! میں تیرے پیچھے، آگے
 دائیں اور بائیں ہوں میں بندے کا ہم نشین ہوتا ہوں
 جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ
 ہوتا ہوں جب مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے،

انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا
 ذکرنی یئ
 میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ
 مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۹: مستدرک میں بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
 حدیث قدسی ہے:

عبدی انا عند ظنک بی وانا معک
 اذا ذکرتنی یئ
 اے بندے میں تیرے گمان کے ساتھ ہوں جو تو
 میرے متعلق کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں
 جب تو مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۱۰: سعید بن منصور ابوعمارہ سے مرفوعاً راوی،

- ۱۹۱/۱ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ما یقال فی الركوع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی
 سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی الركوع والسجود آفتاب عالم پریس لاہور
 سنن النسائی اقرب ما یكون العبد من اللہ عزوجل نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
 ۱۹۲/۳ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۴۵۳۳ دارالکتب العلمیہ بیروت
 ۱۱۰/۲ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ویخذکم اللہ نفسہ قدیمی کتب خانہ کراچی
 صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ۳۴۳/۲ کتاب التوبہ ۲۵۴/۲
 المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب قال اللہ عزوجل عبدی انا عند ظنک بی دارالطکر ۴۹۷/۱

الساجد يسجد على قدمي الله تعالى . لہ سجده کرنیوالا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے (ت)
ان آیات و احادیث سے زمین پر اور طور پر اور ہر مسجد میں اور بندے کے آگے پیچھے دہننے بائیں
اور ہر ذاکر کے پاس اور ہر شخص کے ساتھ اور ہر جگہ اور ہر ایک کی شہرگ گردن سے زیادہ قریب ہونا
ثابت ہے۔

ضرب ۲۱۱: قال الله تعالى: ان طهرا بیتی (تم دونوں میرے گھر کو صاف کرو۔ ت) یہاں کچے کو
اپنا گھر بتایا۔

ضرب ۲۱۲: معالم میں ہے مروی ہوا کہ توریت مقدس میں لکھا ہے:
جاء الله تعالى من سيناء و اشرف من ساعين واستعلى من جبال فاسمان لہ
اللہ تعالیٰ سیناء کے پہاڑ سے آیا اور ساعین کے پہاڑ
سے جھانکا اور مکہ معظمہ کے پہاڑوں سے بلند ہوا۔
ذکرہ تحت آية بورك (اسے آية بورك کے تحت ذکر کیا۔ ت)

ضرب ۲۱۳: طبرانی کبیر میں سلمہ بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:
قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے یمن کی طرف
افى اجد نفس الرحمن من ههنا و اشارہ کر کے فرمایا، بیشک میں رحمان کی خوشبو
اشارہ الی الیمن لہ یہاں سے پاتا ہوں۔

ضرب ۲۱۴: مسند احمد و جامع ترمذی میں حدیث سابق ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

والذى نفس محمد بيده لو انكم دليتم بحبل الى الارض السفلى
اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم سب سے نچلی زمین تک
رسي لشكاو تو وہ رسی اللہ تعالیٰ پر گرے گی۔ پھر
لهبط على الله عز وجل، ثم

۱۷	علیہ الاولیاء ترجمہ حسان بن عطیہ	دار الکتاب العربی بیروت	۶/۷۱
۱۸	القرآن الکریم ۱۲۵/۲		
۱۹	معالم التنزیل (تفسیر البغوی)	تحت الآیة ۲۷/۸ دار الکتب العلمیہ بیروت	۳/۳۳۸
۲۰	المعجم الکبیر حدیث ۶۳۵۸	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	۷/۵۲
۲۱	کنز العمال ۳۳۹۵۱	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	۱۲/۵۰

قرأ هو الاول والاخر والظاهر والباطن
وهو بكل شئ عليم

آپ نے ہوا الاول والاخر والظاهر والباطن
وہو بكل شئ عليم کو تلاوت کیا۔ (ت)

یہاں سے ثابت کہ سب زمینوں کے نیچے ہے۔

ضرب فیصلہ ضرب ۲۱۵: اقول یہی آیات واحادیث ہر مجسم خبیث کی دہن دوزی اور
ہر مسلم شنی کی ایمان افروزی کو بس ہیں اس مجسم سے کہا جائے کہ اگر ظاہر پر چل کر تا ہے تو ان آیات و
احادیث پر کیوں ایمان نہیں لاتا افسوس منون ببعض الكتب وتكفرون ببعض (قرآن پاک کی بعض آیتوں
پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) دیکھ تیرے اس کفن میں کہ ”عرش پر ہے اور کہیں نہیں“
کتنی آیتوں حدیثوں کا صاف انکار ہے، اور اگر ان میں تاویل کی راہ چلتا ہے تو آیات استواء و حدیث مکان
میں کیوں حد سے نکلتا ہے، اب یہ تیرا بکنا صریح جھوٹ اور حکم ٹھہرا کہ تیرا معبود مکان رکھتا اور عرش پر بیٹھا ہے
اور مومن شنی کو ان سے بھدا اللہ یوں روشن راستہ ہدایت کا ملتا ہے کہ جب آیات واحادیث عرش و عتبہ و
آسمان و زمین و ہر موضع و مقام کے لئے وارد ہیں تو اب تین حال سے خالی نہیں یا تو ان میں بعض کو ظاہر پر
محمول کریں اور بعض میں تفویض و تاویل یا سب ظاہر پر ہوں یا سب میں تفویض و تاویل۔ اول تحکم بیجا
و ترجیح بلامرجع اور اللہ عزوجل پر بے دلیل حکم لگا دینا ہے، اور شق دوم قطع نظر ان قاطعہ قاہرہ و دلائل زاہرہ
تزیہ الہی کے یوں بھی عقلاً و نقلاً ہر طرح باطل کہ مکین واحد وقت واحد میں اکثرت متعددہ میں نہیں ہو سکتا تو
ہر جگہ ہونا اسی صورت پر بنے گا کہ ہوا کی طرح ہر جگہ بھرا ہو اور اس سے زائد شفیع و ناپاک اور بدہشتہ
باطل کیا بات ہوگی کہ ہر نجاست کی جگہ ہر پاؤں کے تلے ہر شخص کے منہ، ہر مادہ کے رحم میں ہونا لازم آتا ہے۔
اور پھر جتنی جگہ مکانوں پہاڑوں وغیرہ اجسام سے بھری ہوئی ہے بعینہ اس میں بھی ہو تو تداخل ہے اور نہ ہو
تو اس میں کروڑوں ٹکڑے پرزے جو ف سوراخ لازم آئیں گے اور جو نیا پیرا گے نئی دیوار اٹھے تیرے
معبود کو سمٹنا پڑے ایک نیا جو ف اس میں اور بڑھے اور اب استواء کے لئے عرش اور دار کے لئے

عہ لفظ فیصلہ کے بھی ۲۱۵ عدد ہیں منہ

۱۹۵/۵ دار الفکر بیروت
۳۴۰/۲ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ
المکتب الاسلامی بیروت
۸۵/۲ القرآن الکریم

جنت بیت کے لئے کعبے کی کیا خصوصیت رہے گی۔ لاجرم شق سوم ہی حق ہے اور آیات استواء سے لے کر یہاں تک کوئی آیت و حدیث ان محال و یہودہ معنی پر محمول نہیں جو ناقص افہام میں ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتے ہیں بلکہ تفہیم عوام کے لئے اُن کے پاکیزہ معانی ہیں اللہ عزوجل کے جلال کے لائق جنیں ائمہ کرام اور خصوصاً امام بیہقی نے کتاب الاسرار میں مشروحاً بیان فرمایا اور اُن کی حقیقی مراد کا علم اللہ عزوجل کو سپرد ہے۔

امتابہ کل من عند بنا وما ین ذکر ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے
آل اولوالالباب ۵ والحمد لله رب تمام نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور
العلین والصلوة والسلام علو تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اور
سید المرسلین محمد و آلہ و درود و سلام نازل ہو سید المرسلین محمد مصطفیٰ پر اور
صحبہ اجمعین، آمین! آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ آمین (ب)

ساقاواں تپانچہ

الحمد لله مسئلہ عرش و درہ مکان سے فراغ پایا کہ یہی رسالے کا موضوع اصلی تھا اب تحریر و ہایت تکمیل کے دو حرف اخیر دو مسئلہ دیگر کے متعلق باقی ہیں اُن کی نسبت بھی سرسری دو چار ہاتھ لیجئے کہ شکایت نہ رہے۔

قولہ مسئلہ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

الجواب

کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں
اقول ضرب ۲۱۶؛ کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے اللہ تعالیٰ کا عرش کے صوا اور
کہیں نہ ہونا ثابت نہیں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بے حدیث صحیح بدعت مگر خدا پر حکم لگانے کو صرف تیرے نبانی
ادعا کی حاجت صر

نجدی بے شرم شرم ہم ہمار

(بے شرم نجدی! کچھ شرم کر)

ضرب ۲۱۷؛ کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت نہیں، اپنے
رب کے حضور التجا کے لئے ہاتھ پھیلائے کو حدیث صحیح کی ضرورت، مگر اللہ عزوجل کو گالی دینے اس کی
مخلوقات سے مشابہ بنادینے کو فقط تیری بد لگام زبان حجت صر

مکھی خود را مکان در قعر نار

(اپنا مکان مت بنا آگ کی گہرائی میں۔ ت)

ضرب ۲۱۸: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد دُعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت ثابت نہیں، پھر تم لوگ کس منہ سے منع کرتے ہو، کیا منع کی شرعیّت تمہارے اپنے گھر کی ہے یا جواز کیلئے حاجت دلیل ہے ممانعت دلیل سے مستغنی ہے۔

ضرب ۲۱۹: اگر صحیح سے مقابل حسن مراد تو ہرگز حجت اس میں منحصر نہیں صحیح لذاتہ و صحیح لغیرہ و حسن لذاتہ و حسن لغیرہ سب حجت اور خود مثبت احکام ہیں، اور اگر حسن کو بھی شامل تو انکار صرف بنظر خصوص محل ہے یا بمعنی عدم ثبوت مطلق ثانی قطعاً باطل بکثرت صحیح و معتد احادیث قولی و فعلی و تقریری سے نماز کے بعد دُعا مانگنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت۔ یونہی ہاتھ اٹھانا دُعا کے آداب سے ہونا بکثرت احادیث صحیحہ و معتبرہ قول و فعلی و تقریری سے ثابت۔ یہ سب حدیثیں صحاح و مشکوٰۃ و ازکار و حصن حصین و غیرہ میں مروی و مذکور، اور بعد ثبوت اطلاق بے اثبات تخصیص ممانعت خاص قاعدہ علم سے دور و مہجور۔

ضرب ۲۲۰: مقام مقام فضائل ہے اور اس میں ضعاف بالاجماع مقبول۔ دیکھو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کا رسالہ "الہدایۃ الکاف فی حکم الضعاف" تو مطالبہ صحت سراسر جہل و اعتساف۔

قولہ مصنف ابن ابی شیبہ کی حدیث جو بطریق اسود عامری بعض اہل بریل کے فتوے میں منقول ہے وہ باتفاق محدثین ضعیف و پایہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اسود عامری مجہول العین و الحال ہے۔
اقول ضرب ۲۲۱: ادعائے اتفاق محض کذب و اختلاق، مجہول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض اکابر کا مذہب قبول ہے، امام نووی مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں،

المجہول اقسام مجہول العداۃ ظاہراً و باطناً و مجہول کئی اقسام ہیں، مجہول العداۃ ظاہراً و باطناً،	و باطناً و مجہولہا باطناً مع وجودہا
و باطناً و مجہولہا باطناً مع وجودہا	ظاہراً و هو المستور و المجہول العین
ظاہراً و هو المستور و المجہول العین	فاما الاول فالجہور علی انہ لا یتحجب بہ و
فاما الاول فالجہور علی انہ لا یتحجب بہ و	اما الاخوان فاحتجب بہما کثیر و ن
اما الاخوان فاحتجب بہما کثیر و ن	من المحققین

مجمول کی کئی اقسام ہیں، مجہول العداۃ ظاہراً و باطناً،
مجمول العداۃ باطناً مع وجود العداۃ ظاہراً یہ مستور ہے اور
مجمول العین صرف پہلی قسم کو جمہور دلیل نہیں بنا
لیکن آخری دو قسموں کو محققین میں سے کثیر نے
دلیل بنایا ہے۔ (ت)

(زیادہ تفصیل درکار ہو تو حضرت عالم اہلسنت مظلّمہ العالی کی کتاب مستطاب منید العین فی حکم تقبیل الإہامین افادہ دوم صدر کتاب و فائدہ چہارم آخر کتاب کے مطالعے سے مشرف ہو)
ضرب ۲۲۲ : اسود کی نسبت میزان الاعتدال میں صرف اس قدر ہے ،
 ماروی عنہ سوی ولدہ دلہم لہ اس کے بیٹے و لحم کے بغیر اس سے کسی نے روایت
 حدیث واحدہ نہیں کی اور محدثین کے ہاں اس کی ایک حدیث ہے ۔ (دت)

اس سے فقط جہالت عین ظاہر ہوتی ہے وہ جہالت حالی کو مستلزم نہیں کہ مجہول العین بہت محققین کے نزدیک مقبول اور مجہول الحال مجروح ، تو جہالت حال کا حکم آپ کی اپنی جہالت ہے یا ائمہ معتمدین سے روایت علی الثانی ثبوت دیجئے علی الاول آپ کیا اور آپ کی جہالت کیا ، آپ کا علم تو جہل ہے جل کیا ہوگا ، آپ اللہ عزوجل ہی کو نہیں جانتے ہیں کہ اس کے لئے مکان مانتے ہیں ۔
ضرب ۲۲۳ : ذہبی نے بھی یہ قول اپنی طرف سے لکھا اور ان کی نفی نفی ائمہ کے مثل نہیں ہو سکتی ، اب ہمیں دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں اسود کے لئے ایک حدیث ہے ، میں کہتا ہوں ان کی ایک حدیث تو یہی ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ، دوسری حدیث اسی سے سنن ابی داؤد میں ہے جس میں وفات لعیط بن عامر کا ذکر فرما کر حدیث کے دو لفظ مختصر بطریق عبد الرحمن بن عیاش سمعی عن دلہم بن الاسود عن ابيه عن عمه ذکرکے اور تمام و کمال ایک ورق طویل میں متضمن بیانات علم غیب و شہد و نشر و حوض کوثر و غیرہ بطریق مذکور عبد اللہ ابن اللہام کے زوائد مسند میں ہے ۔
ضرب ۲۲۴ : محدث صاحب ! آپ نے حافظ الشان کا قول منع بھی دیکھا وہ تصریح فرماتے ہیں کہ اسود عامری مقبول ہیں جاہل مجہول اگر جہل سے معذور تو زبان کھولنی کیا ضرور ۔
ضرب ۲۲۵ : حافظ الشان سے سوا وجہ اجل و اعظم لیجئے امام اجل ابو داؤد نے سنن میں حدیث مذکور اسود عامری روایت کی اور اس پر اصلاً جرح نہ فرمائی تو حسب تصریحات ائمہ حدیث صحیح یا حسن یا لا اقل صالح تو ہوئی خود امام ممدوح اپنے رسالہ مکیمہ میں فرماتے ہیں :
 مالم اذکرہ فیہ شیدا فہو صالح و جس میں کوئی علت نہ بیان کروں تو وہ حدیث

۱۔ میزان الاعتدال ترجمہ ۹۸۲ اسود بن عبد اللہ دار المعرفۃ بیروت ۶/۱
 ۲۔ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی رزین العقیل لعیط بن عامر الخ المکتب الاسلامی بیروت

بعضہا اصح من بعض :-

درست ہوگی اور ان میں بعض سے بعض اصح

ہوں گی۔ (ت)

اب اپنی جہالت کبریٰ دیکھ کہ ائمہ کرام تو اسود کو مقبول اور ان کی حدیث کو صالح فرمائیں اور تجھ جیسے تمیز بے ادراک پایہ اعتبار سے ساقط بنائے۔
ضرب ۲۲۶ : بالفرض اگر آپ کی جہالت مان بھی لیں اور بفرض غلط یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مجہول الحال بالاتفاق نامقبول۔ پھر بھی بالاتفاق پایہ اعتبار سے ساقط بتانا مردود و مخذول۔ محدث مسکین بھی احتجاج و اعتبار ہی کا فرق نہیں جانتے اور چلے حدیثوں پر جرح کرنے۔ محدث صاحب! مجہول اگر ساقط ہے تو پایہ احتجاج سے نہ کہ پایہ اعتبار سے، دیکھو رسالہ الہدای الکاف، اور یہاں پایہ اعتبار تک ہونا کافی و وافی ہے بلا خلاف۔

ضرب ۲۲۷ : یہ سب کلام اس تسلیم پر ہے کہ اسود مذکور فی المیزان ہوں مگر حاشا اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت، بلکہ دلیل اس کے خلاف کی طرف ناظر کہ اُن اسود کے باپ صحابی نہیں مجہول ہیں کما نص علیہ الحافظ (جیسا کہ حافض نے اس پر نص کی ہے۔ ت) اور اس اسود کے باپ صحابی کما ذکر فی نفس الحدیث صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر (جیسا کہ اسی حدیث میں ذکر ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ ت)

قولہ اور ابن السنی کے عمل الیوم واللیلہ کی حدیث جو بروایت انس فتویٰ مذکور میں منقول ہے موضوع ہے کیونکہ اس میں عیسےٰ راوی کذاب ہے۔ یہ دونوں حدیثیں میزان الاعتدال کے اخیر میں موجود ہیں۔

اقول ضرب ۲۲۸ : عیسےٰ تو کذاب نہیں مگر تم ضرور کذاب ہو اس کی سند میں عیسےٰ کوئی راوی ہی نہیں ہے

ولے از مفتری نتوان برآمد کہ او از خود سخن می آفریند
 (افتر پر داز سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود بات بنا لیتا ہے)

ضرب ۲۲۹: حکم بالوضع بے دلیل و مردود ہے۔
ضرب ۲۳۰: میزان الاعتدال میں ان احادیث کا ذکر نہیں کیا بلاوجہ بھی جھوٹ کی عادت ہے اور
 فاضل کی موقع پر ہے۔

قولہ مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا الجواب جو شخص کسی مسلمان کو بلا ثبوت شرعی
 فاسق یا مبتدع یا کافر کے خود کسی کا مصداق ہے۔

اقول ضرب ۲۳۱: بھلا کسی مسلمان کو بلا ثبوت برا کہنا یہ جرم ہوا اور جو ناپاک بیباک اپنی گمراہی
 کی ترنگ میں مسلمانوں کے رب کے لئے نہ صرف بلا ثبوت بلکہ قطعاً بر خلاف ثبوت شرعی مکان بتائے
 اسے اس کی مخلوق محتاج کے مانند بنائے وہ مردود کس لفظ کا مصداق ہے اُسے کس سزا کا استحقاق ہے؟
ضرب ۲۳۲: اپنے پیر مغان اسماعیل دہلوی علیہ ما علیہ کی خوب خبر لی وہ اور اُس کی تمام ذریت اہل توبہ
 و نجدیت اسی مرض مہلک میں گرفتار ہیں کہ مسلمانوں کو بلا ثبوت شرعی محض بزور زبان و زور بہتان
 مشرک بدعتی بنانے کو تیار ہیں قاتلہم اللہ فی یوفکون (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے
 ہیں۔ ت) مردک نے خود ہی شرک کی تعریف کی کہ جو باتیں خدا نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کی ہیں وہ دوسروں
 کے لئے بجالانا اور پھر شرک کی مثالوں میں گنا دیا، کسی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا، کسی کی قبر کو مورچہ چھل
 جھلنا، الحمد للہ کہ تم جیسے سپوتوں نے اس مردک کے خود مشرک ہونے کا اقرار کر دیا۔

ضرب ۲۳۳: یونہی تم نئی پود والے جن پُرانوں سیانوں کے گرگے ہو یعنی یہی دہلوی اور اُس کے
 اذنا ب غوی تم سب کا مسلک ناپاک ہے کہ تقلید ائمہ کو بلا ثبوت شرعی شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہو
 الحمد للہ کہ تم خود اپنے منہ آپ مشرک بنے کہ کر دکھ نیاقت۔

ضرب ۲۳۴: تمھارے طائفہ غیر مقلدین کا فساق مبتدعین ہونا بے ثبوت شرعی نہیں بلکہ علمائے
 عرب و عجم بکثرت دلائل قاہرہ سے ثابت فرما چکے سینہ زوری سے نہ بارو تو اس کا کیا علاج۔

ضرب ۲۳۵: جناب شیخ محمد دالفت ثانی رسالہ مبدع و معاد میں فرماتے ہیں:
 مدت تک یہ آرزو رہی کہ حنفی مذہب میں قرأت
 خلف الامام کی کوئی صورت بن جائے تاہم
 غیر اختیاری طور پر مذہب کی رعایت میں امام کی
 فاتحہ نمودہ آید اما بواسطہ رعایت مذہب اختیاری

ترکِ قرأت میگرد و این ترک را از قبیل ریاضت مجاہد
می شمرند، آخر الامر سبحانہ تعالیٰ بہ برکت رعایت
مذہب کہ نقل از مذہب الحاد است، حقیقت
مذہب حنفی در ترکِ قرأت ماموم ظاہر ساخت
و قرأت حکمی از قرأت حقیقی در نظر بصیرت
زیبا تر نمودید

اقدام میں قرأت نہ کی، اس ترکِ قرأت کو
تکلف محسوس کرتا رہا، بالآخر مذہب کی رعایت
کی برکت سے مقدسی کے لئے ترکِ قرأت کی حقیقت
ظاہر ہو گئی، جبکہ اپنے مذہب سے دوسرے مذہب
میں منتقل ہونا الحاد ہے، چنانچہ حقیقی قرأت
سے حکمی قرأت نظر بصیرت میں خوب تر معلوم
ہوئی۔ (د)

یہاں حضرت ممدوح غیر مقلدوں کو صاف صاف ملحد فرما رہے ہیں، آپ کے نزدیک یہ فرمانا مطابق
ثبوت شرعی ہے جب تو آپ اور آپ کے سارے طائفے کو الحاد و بے دینی کا خلعت مبارک، پھر آپ
فاسق و مبتدع کہنے پر کیوں بگڑیں۔ ہاں شاید یوں بگڑے ہو کہ مرتبہ گھٹا دیا ملحد زندقہ سے زنا فاسق مبتدع
رکھا، اور اگر یہ فرمانا بے ثبوت شرعی ہے تو آپ کے طور پر حضرت شیخ مجدد معاذ اللہ ملحد قرار پائیں گے، جلد
بتاؤ کہ دونوں شقوق سے کون سی شقی تمھیں پسند ہے؟ ہنوز بس نہیں، جب جناب شیخ ایسے ٹھہریں گے
تو شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز صاحب کہاں بچیں گے کہ یہ اُن کے مرید اُن کے معتقد ہیں اُنھیں اکابر
اولیائے جانتے ہیں، اور جو کسی ملحد کو مسلم کہے خود ملحد ہے نہ کہ امام اسلام و ولی والا مقام کہنے والا، اور
ابھی انتہا کہاں، جب یہ سب حضرات ایسے ہوئے تو وہاں بیسہ مخدولین کا شیخ مقبول اسمعیل مخدول علیہ
ما علیہ کدھر بھاگے گا، یہ تینوں کا مداح تینوں کا غلام تینوں کو ولی کہے تینوں کو امام، تو یہ خود ملحد و ملحد
ملحدوں کا ملحد ہوا، اور اب تم کہاں جاتے ہو تم اس ایک کے ویسے ہی ہو جیسا وہ اُن تین کا تو دیگ
الحاد کی پھل کھرنے الحادی بوتل کی نیچے کی تلچٹ تم ہوئے، اب کہو کون سی شقی پسند رہی، ہر شقی پر الحاد
کی آفت تمھارے ہی ماتھے گئی۔

قوله ائمہ دین و مسلمانان قرونِ ثلثہ سب غیر مقلد تھے۔

اقول ضرب ۲۳۶: محض جھوٹ ہے، تابعین و تبع تابعین میں تو لکھو کھا مقلدین تھے ہی،
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ہزاروں حضرات خصوصاً اعراب و اکثر طلقاء مقلد تھے۔
قرونِ ثلثہ کے کروڑوں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتہد جاننا آپ ہی جیسے فاضل اجمل کا کام ہے، ایمان

جلالت

سے کہنا قرونِ ثلثہ میں کبھی کسی کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا اور وہ جو فرمائے اس پر عمل کرنا ہوا یا نہیں، بیشک ہوا اور ہر قرن میں ہوا اور شب و روز ہوتا رہا، اور تقلید کس چیز کا نام ہے۔ اگر کبھی خواب میں بھی کتبِ حدیث کی ہوا لگی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ عوام و علماء کا یہ استغناء و افتاء نہ صرف زمانہ صحابہ بلکہ زمانہ رسالت سے ہمیشہ رائج رہا۔

ضرب ۲۳۷: اہل زمانہ غیر مقلدین کے بارے میں سوال کریں کہ اُن کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ علمائے سنت جواب فرمائیں کہ ممنوع و مکروہ ہے۔ اس سوال و جواب کو ائمہ مجتہدین پر حمل کرنا جہالت نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ حرام زدگی ہے غیر مقلد اس طائفہ تالفہ ضالہ حائفہ کا نام ہے جو بتقلید شیطان لعین تقلید ائمہ دین سے انکار رکھتا ہے، مقلدین ائمہ کو مشرک کہتا ہے، اپنے ہر خونا شخص کو بے اتباع ارشادات ائمہ اپنی عقل ناقص پر چلنے کا حکم دیتا ہے، ناموں کے معانی لغوی لے کر غیر مستحکم پر حمل کرنا کیسی جارحیت کبریٰ ہے، یہ وہی مثل ہوتی کہ قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں پانی کا قرار ہے تو تمھارا پیٹ بھی قارورہ ہوا کہ اس میں بھی پانی کا قرار ہوتا ہے۔ جریر کو جریر کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ وہ جریر یعنی حرکت کرتا ہے تو تمھاری داڑھی بھی جریر ہوتی کہ اُسے بھی جنبش ہوتی ہے۔

ضرب ۲۳۸: اگر بفرض باطل لفظ غیر مقلدین "ائمہ مجتہدین کو بھی شامل مانے تو لفظ کے مصداق جب دو قسم ہوں، ایک محمود، دوسری مذموم، اور محمود زمانہ سلف میں تھے اب تنہا مذموم باقی ہیں تو اب حکم مذمت میں قید و تخصیص کی ضرورت نہیں ہر عاقل کے نزدیک حکم انھیں موجودین کے لئے ہوگا اسے عام سمجھنے والا یا مکابر سرکش ہے یا مسکین بارکش، مثلاً ہر مسلمان کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کافر ہیں اس پر شخص جو اعتراض کرے کہ زمانہ موسوی کے یہود، عصر عیسوی کے نصاریٰ کہ دین حق پر قائم تھے مومنین تھے تم نے سب کو کافر کہہ دیا، تو یہ معترض انھیں دو حال سے خالی نہیں یا حرام زادہ شریر ہے یا تر مسکین۔

قولہ تقلید ایک امر مستحدث ہے اور چوتھی صدی میں ایجاد ہوئی۔

اقول ضرب ۲۳۹: سخت جھوٹے ہو بلکہ تقلید واجب شرعی ہے، قرآن و حدیث نے لازم کی زمانہ رسالت سے رائج ہوئی، قال اللہ تعالیٰ:

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون لہ
وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الاسألو اذ لم يعلموا فانما شفاء
العی السؤال ۱۰
انہوں نے خود نہ جانتے پر پوچھا کیوں نہیں کیونکہ عاجز
کا علاج پوچھنا ہے (د ت)

ہاں تمہارے طائفہ گمراہ کی غیر مقلدی بہت نو پیدا ہوتے ہیں کہ ابن عبد الوہاب نجدی نے بارہویں صدی میں نکالی
دیکھو سرکار علمائے مکہ معظمہ شیخ العلماء حضرت سید احمد زین قدس سرہ کا رسالہ الدرر السنیہ فی
الرد علی الوہابیہ۔

ضرب ۲۴۰: ہم اہلسنت کو ان گمراہوں سے نزاع اولاً تقلید کو شرک بتانے، ثانیاً اس کے حرام
ٹھہرانے، ثالثاً بے یاسیات اجتہاد اس کا ترک جائز بتانے میں ہے، یہ چالاک عیارتینوں کو چھوڑ کر تقلید شخصی میں
الچھنے لگتے ہیں یہ ان متکاروں کا قدیم طریقہ جان بچانے کا ہے، یہ نئی پرواز کے پٹے بھی یہی چال چلے پھر بھی
چوتھی صدی جھوٹ بنالی، ان کے شیخ مقتول اسماعیل محمد زول کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ
صاحب رسالہ انصاف میں انصاف کر گئے کہ،

بعد المائتین ظہر بینہم التمدھب للمجتہدین
بایمانہم وقل من کان لا یتمد علی مذهب
مجتہد بعینہ وکان هذا هو الواجب فی
ذلک الزمان ۱۰
یعنی دو صدی کے بعد خاص ایک مجتہد کے مذهب
کا پابند بننا اہل اسلام میں ظاہر ہوا کہ کم ہی کوئی
شخص تھا جو ایک امام معین پر اعتماد نہ کرتا ہو اور
یہی واجب تھا اس زمانے میں۔

قولہ اور جو بات امور دین میں بعد قرون ثلاثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعة
ضلالة۔

اقول ضرب ۲۴۱: جیسی تمہاری غیر مقلدی کہ تین چھوڑ بارہویں قرن میں قرن الشیطان کے
پیٹ سے نکلی۔

ضرب ۲۴۲: شیر کے بن میں ڈکرانے والا بیل اپنی موت اپنے منہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے
مکان ثابت کرنا بتا تو دے کہ قرون ثلاثہ میں کس نے مانا، تو تیرا قول بدتر از بول تیرے ہی منہ سے بدعت
ضلالت و فی النار اور تو بدعتی گمراہ مستحق نار ہے۔

ضرب ۲۴۳: اللہ عزوجل کے احاطہ ذاتیہ کا انکار قرون ثلاثہ میں کس نے کیا، یہ بھی تیری بدعت

۱۰ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدوریہ تیم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۴۹
۱۰ رسالہ انصاف شاہ ولی اللہ باب حکایت حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ الخ مکتبہ دار الشفقتہ متنبول ترک

ضلالت ہے۔

ضرب ۲۴۴: صفات الہیہ میں صرف علم کو محیط ماننا جس سے اُس کی قدرت، اُس کے سمیع، اُس کی بصیرت، اُس کی مالکیت، اُس کی خالقیت کے احاطے کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ قرونِ ثلثہ میں کون اس کا قائل تھا یہ بھی تیری گمراہی و بد مذہبی ہے۔

ضرب ۲۴۵: استواء کے وہ تین معنی کہنا اور اُن کے سوا چوتھے کو بدعت بتانا قرونِ ثلثہ میں کس کا قول تھا، یہ بھی تیری ضلالت و بد دینی ہے۔

ضرب ۲۴۶: فضائلِ اعمال کے ثبوت کو حدیثِ صحیح میں منحصر کر دینا قرونِ ثلثہ میں کس کا مذہب تھا، یہ بھی تیری بدعتِ جبارت و بد زبانی ہے۔

ضرب ۲۴۷: بدعت کے یہ معنی لینا کہ جو بات امورِ دین میں بعد قرونِ ثلثہ کے حادث ہوئی اور اُسے بالاتفاق بدعتِ ضلالت کہنا اُمتِ مرحومہ پر اقرار ہے، اس کی تحقیق علماءِ اہلسنت اپنی تصانیفِ کثیرہ میں فرما چکے، وہ بحث لکھے تو دفترِ طویل ہو، اور پھر مخاطب ناقص العقل کیا قابلِ خطاب، مگر مدعی اپنے اس دعویٰ اطلاق پر اُمت کا اتفاق مستند معتمد سے دکھائے ورنہ اپنی جہالت و ضلالت کا آپ سر کھائے۔

قولہ مفتی بریلی جو تقلید کو امرِ دینی سمجھتا ہے یقینی مبتدع ہوا اور اُس کے فتوے کے مطابق اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوا کہا ہو ظاہرِ افسوس کہ اس نادان دوست نے اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے پیچھے بھی نماز پڑھنے کو ناجائز کر دیا ہے

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی
مچھے خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے
گوشتِ خاک ماہم برباد رفتہ باشد
اگرچہ میری مشیتِ خاک بھی برباد ہو گئی
نعوذ باللہ من ہفواتہ۔
اللہ تعالیٰ اس کی بیہودہ باتوں سے بچائے۔ (ت)

اقول ضرب ۲۴۹: ۷

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند
(جب اللہ تعالیٰ کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو پاک لوگوں پر طعنہ میں اُسے مشغول کر دیتا ہے۔ ت)
مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ لفظِ مبتدع کے مستحق معاذ اللہ علمائے اہلسنت ہیں یا یہ بد دین گمراہ کہ اللہ کو مکانی مانتا

جسمانی جاننا اس کی قدرت و سمع و بصر و خالقیت و مالکیت وغیرہ کو محیط نہیں سمجھتا ائمہ دین سے باقرارد رقاہت رکھتا ہے عیاذ باللہ وہ مبتدع ہیں یا اس و یا سیر کے نئے پٹے کا پرانا گرو گھنٹال شیخ مقتول اسمعیل مخذول جس کے کفریات میں رسالہ مبارکہ الکوکبة الشهابیة علی کفریات ابی الوہابیة تصنیف ہوا اور علمائے عرب و عجم نے اس کے ضلال بلکہ علمائے حرمین طیبین نے اس کے کفر پر فتویٰ دیا یہاں اسے یہ دکھانا ہے کہ جب تقلید کو امر دینی سمجھنے والا معاذ اللہ مبتدع ہوا تو اب شاہ ولی اللہ کی خبریں کہنے جو نہ مطلق تقلید بلکہ دوسری کے بعد خاص تقلید شخصی کو واجب کہتے ہیں جس کی عبارت ابھی گزری۔

ضرب ۲۵۰: اور جناب مجددیت مآب کی نسبت کیا حکم ہوگا جو تقلید نہ مطلق تقلید بلکہ خاص تقلید شخصی کو ایسا سخت ضروری و مهم تر امر عظیم دینی مانتے ہیں کہ اس کے ترک کو الحاد و بے دینی جانتے ہیں، عبارت اوپر گزری۔ اور سُنئے کہ وہ صحیح و مستفیض حدیثوں کو فقہی روایت کے مقابل نہیں سنئے اور روایت بھی کیسی کہ خود مختلف آئی اور اختلاف بھی کیسا کہ اپنے ہی ائمہ کا فتویٰ تک مختلف امام محمد کی کتاب میں خود اس کے خلاف اور حدیثوں کے مطابق اپنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مذکور کہ التیات میں اشارہ کیا جائے، اور اس پر بھی ائمہ فتویٰ نے فتویٰ دیا مگر صرف اس بنا پر کہ یہ روایت ہمارے امام سے مشہور نہیں احادیث پر عمل کرنا جائز نہیں بتاتے، اس سے بڑھ کر تقلید اور وہ بھی خاص شخصی کو دینی ضروری سمجھنا اور کیا ہو سکتا ہے۔ مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:

مخدوما احادیث نبوی علی مصدر ہا الصلوٰۃ والسلام
ورباب جواز اشارت سبابہ بسیار وارد شدہ
اند و بعضی از روایات فقہیہ حنفیہ نیز دریں
باب آمدہ وانچہ امام محمد گفتہ کان رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یشیر و نصنع
کما یصنع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ثم قال هذا قولی و
قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما از روایات نوادر ست
ما مقلدان را نمی رسد کہ بمقتضائے
احادیث عمل نمودہ جرأت در اشارت نمائیم
اے ہمارے مخدوم! تشہد میں شہادت کی
انگلی سے اشارہ کی کثیر احادیث وارد ہیں اور
بعض حنفی حضرات کی اس بارے میں روایات فقہیہ بھی
آئی ہیں، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اشارہ فرماتے تھے اور ہم وہ کریں گے جو نبی پاک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر انھوں
نے فرمایا میرا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا یہی قول ہے، تو یہ نادری روایات میں سے ہے
تو ہم مقلد لوگوں کو براہ راست حدیث پر عمل نہیں
کرنا چاہتے کہ اشارہ کرنے کی جرأت کریں!

اگر گویند کہ علمائے حنفیہ بر جواز اشارت نیز فتویٰ دادہ اند گویم ترجیح عدم جواز راستہ ملتقطاً۔
اگر کہا جائے کہ حنفی علمائے اشارہ کے جواز پر فتویٰ دیا ہے تو میں کہوں گا کہ ترجیح عدم جواز کو ہے ملتقطاً (ت)

اب مبتدعی کہ خبریں کہنے اور تقریر سابق بھی یاد رکھئے کہ اُن کی شان میں کوئی کلمہ کہا اور ساتھ لگے شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی گئے اور بلا پس ہوتینوں کو جانے دو وہ سب میں چیتے اسمعیل جو گئے اور اُن کے صدقے گیہوں کے گھن، اور تمہارے سب طائفے والے جہنم بدعت و ضلالت کے قعر میں پہنچے، افسوس کہ اس نامرد ہاتھی نے اپنی ہی فوج کا زیاں کیا اس کچی پینڈی نے اپنے سفر و دستار خان کا نقصان کیا، اسمعیل اور سارے طائفہ مردود و ذلیل کو بدعتی گمراہ جہنمی مان لینا ان کے پیچھے ناز پڑھنے کو جائز کر دیا ہے

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی گوجائے ذکر ماہم آں تنگ دل ندارد
(مجھے خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے امن بچا کر گزر گئے، اگرچہ ہمارے ذکر پر بھی وہ تنگ دل نہیں ہوتے)
نعوذ باللہ من ہفواتہ و ہمزات اسمعیل ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اس کے لغویات و ہناتہ سب انی اعوذ بک من اور اسمعیل کی وسوسہ انگیزیوں اور باعث شرم باتوں سے۔ اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی وسوسہ انگیزیوں سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کی حاضری سے، اور ہماری آخری بات یہ ہے تمام حمدیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کیلئے ہیں اور صلوة و سلام ہو رسولوں کے سردار ہمارے آقا محمد اور ان کی آل و اصحاب و اصحابہ اجمعین، آمین!

المحمدیہ کہ یہ مختصر اجالی جواب پانزدہم شہر النور و السور ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۸۵ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو باوصف کثرت کار و ہجوم اشغال تعلیم و تدریس و مجالس مبارکہ میلاد سراپا تقدیس وقت فرصت کے قلیل جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ قواع القہار علی المجملۃ الفجار

۱۰ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۳۱۲ مطبوعہ نوکشتور کھنؤ ۱/ ۴۴۸ تا ۴۵۱

نام ہوا اس التزام کے ساتھ کہ مسئلہ مکان میں صرف اس شخص کی سند لگائی ہوئی کتابوں کی عبارتیں پیش کروں گا عدد ڈھائی سو ضرب تک پہنچا اور اُس کی مستند کتابوں میں بھی تفسیر ابن کثیر موجود نہ تھی ورنہ ممکن تھا کہ عدد اور بڑھتا، یونہی کتاب العلوم مضطرب منہافت اور اس کے علاوہ پاس بھی نہ تھی اور اگر قلم کو اس مخالفت کی اس قدر جارتنگ میں محصور نہ کیا جاتا تو ضربوں کی کثرت لطف دکھاتی، پھر بھی اُن معدود مسئلوں پر ڈھائی سو کیا کم ہیں، وبالله التوفیق، واللہ سبحنہ وتعالیٰ الہادی الی سواء الطریق وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم محمد وآلہ وبارک وسلم، آمین!

مسئلہ ۵۲ از شہر مدرسہ اہلسنت وجماعت منظر اسلام مسئلہ مولوی اکبر حسنی خاں راپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

مکرمین خدمت خدایان حضرت میں عارض ہے انگریزوں کے یہاں بدلائل عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ جو نیلگوں شے محسوس ہوتی ہے وہ فضا ہے، اور اختلاف لیل و نہار سب حرکت ارض ہے، اور نہ ستاروں کی حرکت ہے، ہر ستارہ کی محسوس دوسرے کورو کے ہوتے ہے جس طرح مقناطیس۔ امید کہ کوئی قوی دلیل عقلی و نقلی وجود آسمان پر افادہ فرمائی جائے۔

الجواب

وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے، تمام آسمانی کتابیں اثبات وجود آسمان سے مالا مال ہیں۔ قرآن عظیم میں تو صد ہا آیتیں ہیں جن میں آسمان کا ابتداء میں دھواں ہونا بستیہ چیز پھر رب العزت کا اُسے جدا کرنا پھیلانا، سات پر ت بنانا، اس کا چھت ہونا، اس کا نہایت مضبوط بنائے مستحکم ہونا، اس کا بے ستون قائم ہونا، اللہ تعالیٰ کا اُسے اور زمین کو چھ دن میں بنانا، روز قیامت اُس کا شق ہونا، اٹھا کر زمین کے ساتھ ایک بار ٹکرا دیا جانا، پھر اس کا اور زمین کا دوبارہ پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ اُن کا انکار نہیں کر سکتا مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے، نیز قرآن عظیم میں جا بجا یہ بھی تصریح ہے کہ یہ جو ہم کو نظر آرہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں گمراہ فلسفیوں کا رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آسکتے، یہ جو ہمیں دکھائی دیتا ہے کمرہ بنگار ہے۔ ان نصرانیوں اور ان یونانیوں سب بطلانیوں کے رد میں ایک آیت کریمہ کافی ہے کہ:

الذی علم من خلق وهو اللطیف کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک

بنانے والا جو فرما رہا ہے وہ تو نہ مانا جائے اور دل کے اندھے سمجھ کے اوندھے جو انگلیں دوڑاتے ہیں وہ سُنی جائیں۔ اس سے بڑھ کر گدھا پن کیا ہو سکتا ہے۔ یہ بائبل جو اب نصاریٰ کے پاس ہے اس کی پہلی کتاب کا پہلا باب آسمان وزمین کے بیان پیدائش ہی سے شروع ہے۔ رُبی دلیل عقلی، ذرا انصاف درکار۔ اتنا بڑا جسم جسے کروڑوں آنکھیں دیکھ رہی ہیں اس کا وجود محتاج دلیل ہے یا جو کچھ یہ معدوم محض یہ سب آنکھوں کی غلطی ہے یہ بڑی دھوکا کی ٹٹی ہے اس کے ذمے ہے کہ دلیل قطعی سے اس کا عدم ثابت کرے یوں تو ہر چیز پر دلیل عقلی قائم کرنی ہوگی آفتاب جسے نصاریٰ بھی مانتے ہیں کیا دلیل ہے کہ یہ فی نفسہ کوئی وجود رکھتا ہے، اور نگاہ کی غلطی نہیں غرض محسوسات سے بھی امان اُٹھ کر دین و دنیا کچھ قائم نہ رہیں گے عنادیہ کا مذہب آجائے گا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از لاہور حویلی میاں خاں نزد مکان حکیم محمد انور صاحب مسئلہ اللہ دیا شاعر

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

میں ایک حنفی المذہب شخص ہوں میں نے ایک مجمع میں جس میں غیر مقلد و مرزائی وغیرہ شامل تھے یہ کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات لایزال ہے اور اس کو زوال نہیں جس پر اُمنوں نے مجھے کافر مشرک اور بے دین کہا یہ بھی کہا کہ کسی عالم نے آج تک اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا اس واسطے تم جھوٹے ہو۔ آپ کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ اس کے متعلق فتویٰ عنایت فرمائیں میں نے لاہور کے چند علماؤں سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم راستی پر ہو اور انہوں نے مجھے فتوے بھی دئے، اب میری یہ آرزو ہے کہ میں ان فتوؤں کو جمع کر کے چھپوا دوں، چونکہ آپ ہماری جماعت حقہ کے حکیم حاذق ہیں اور ہمیں آپ کی ذات بابرکات پر بڑا فخر و ناز ہے۔

الجواب

بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں، قال اللہ تعالیٰ :

وَلَا خُورَةُ خَيْرَ لَكَ مِنَ الْاُولٰٓئِیْہِ اور بیشک کچھل تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے (ت) یہاں کسی عقل سلیم کی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ حرکت و انتقال منتفی ہے، نہ کوئی مسلمان اس کی نفی کرے گا کہ

تصدیق وعدہ النہیہ کے لئے جو ایک آن کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو طریان موت ہو کر معاً حیات حقیقی ابدی روحانی جسمانی بخشی جاتی ہے یہ حضور کے لئے نہ ہوئی بلکہ اس سے حضور کی برزخ میں حیات ابدی اور فضائل اقدس میں ترقی دوامی مراد ہوگی بلاشبہ اُس تصدیق وعدہ کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ابدیت ذات حاصل ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
الانبياء احياء في قبورهم يصلون اليه
انبیاء کو ام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبى الله حي يرزق اليه
بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے چنانچہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے (ت)
باوصف قرب معنی صحیح مسلمان کے کلام کو معنی قبیح بلکہ کفر صریح پر حمل کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ واللہ اعلم
۵۴ مسئلہ از رادھن پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب

۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

گیارہویں کے لئے آپ کیا فرماتے ہیں، گیارہویں کے روز فاتحہ دلانے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا آٹھ دن فاتحہ دلانے سے بزرگوں کے دن کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

الجواب

محبوبانِ خدا کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا بیشک جائز ہے حدیث میں:
كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ياتي قبور شهداء اُحد على ساس كل حول يله
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہدائے اُحد کی قبروں پر تشریف لاتے تھے (ت)
شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی حدیث کو اعرا س اولیائے کرام کے لئے مستند مانا، اور شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا:

۱۔ شرح الصدور باب احوال الموفی فی قبورہم الخ خلافت اکیدہ منگورہ سوات ص ۷۸

مسند ابی یعلیٰ حدیث ۳۴۱۲ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۳۷۹/۴

۲۔ سنن ابن ماجہ ابواب ماجار فی الجنائز باب ذکر وفاتہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

۳۔ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۲۴/۱۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰/۱۳

ازینجا سست حفظ اعراض مشائخ۔
 مشائخ کے عرس منانا اس حدیث سے ثابت ہے (ت)
 گیارہویں شریف کی تعین بھی اسی باب سے ہے مگر ثواب کی کمی بیشی اس پر نہیں جب کریں ویسا ہی
 ثواب ہوگا، یاں اوقات فاضلہ میں اعمال فاضلہ زیادہ فورانیت رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ از بریال ڈاکخانہ مہر گنج محلہ چتر لکھی مکان منشی عبدالکریم مرسلہ محمد حسن صاحب

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

آناں بیک مابراے چند کلام نزع برفع اند
 اوکلا مابین علمائے چند فریق شدہ اند یک
 دیگرے را وہابی گویند و در پیش آں
 صلوٰۃ خوانی مکروہ تحریمی و عقائد قوم و جماعت
 وہابیہ اینکہ مولود خوانی و زیارت قبور و
 فاتحہ و تسبیح و تہلیل و عرس کردن ایں سب
 امور را حرام گویند و انجا افعال
 کنندہ را بدعتی گویند در پیش ایں جماعت
 را نماز نمی خواند و ایں ہر دو جماعت ہمچو افساد
 می کنند لکن کیفیت وہابی و سنی چہیت نہ معلوم اند
 ہمارے ملک میں چند اختلافی باتیں اٹھ کھڑی ہوئی
 ہیں جن میں سے پہلی یہ کہ علماء کے درمیان کچھ
 گروہ ہیں جو ایک دوسرے کو وہابی کہتے ہیں اور
 ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی قرار دیتے
 ہیں۔ وہابی قوم کے عقائد یہ ہیں کہ وہ میلاد خوانی،
 زیارت قبور، فاتحہ، تسبیح و تہلیل اور عرس
 کرنے کو حرام کہتے ہیں۔ اور ایسے افعال کرنے والے
 کو بدعتی کہتے ہیں۔ اور ان کی جماعت میں نماز نہیں
 پڑھتے۔ یہ دونوں جماعتیں اسی طرح فساد کرتی ہیں
 لیکن وہابی اور سنی کی کیفیت کیا ہے یہ معلوم نہیں ہے۔

الجواب

دریں دیار منکران میلاد خوانی و زیارت قبور و
 فاتحہ و تسبیح و تہلیل جسز وہابیہ نہ باشند
 و ہجناں منکران نفس عرس۔ اما عریکہ
 مشتمل بر رقص باشد خود نارواست نماز
 پس وہابیہ جائز نیست۔ در فتح القدر است؛
 روی محمد عن ابی حنیفہ و ابی یوسف
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوٰۃ خلف
 اہل الاہواء لا تجوز۔
 اس ملک میں میلاد خوانی، زیارت قبور، فاتحہ اور
 تسبیح و تہلیل کا منکر وہابیوں کے سوا کوئی نہیں،
 یونہی نفس عرس کا منکر بھی ان کے علاوہ کوئی نہیں۔
 رہا رقص پر مشتمل عرس تو وہ خود ناجائز ہے۔ وہابیوں
 کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ فتح القدر میں ہے؛
 امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ بیشک بد مذہبوں
 کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
 ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
 شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد پاکستان
 مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
 ص ۵۸
 ۳۰۴/۱

انکار امور مذکورہ شعار و بابیہ است ہمچنان
استمداد از انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام و یا رسول اللہ و یا علی گفتن را شرک
می گویند و خلاصہ مذہب ایشان آنست کہ
امام آنہادر تقویۃ الایمان گفت کہ جسز خدا
بیچ کس را قائل مباش و مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم را خود ہمیں بزرگی داشت چنانکہ
برادر کلاں را بر برادر خورد و ازین قسم بسیار
سخنہائے گستاخی بانبیاء و اولیاء خود حضور
سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسار چاویہ است
حاصل مذہب این خبیثان آنست کہ حضرت
مولوی قدس سرہ در ثنوی شریف فرمودہ
ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را بچو خود پنداشتند
واللہ تعالیٰ اعلم ۔

امور مذکورہ کانکار و بابیوں کا شعار ہے ۔ اسی طرح
اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
سے مد مانگنے اور یا رسول اللہ اور یا علی کہنے کو
شرک قرار دیتے ہیں ۔ ان کے مذہب کا خلاصہ
وہ ہے جو ان کے امام نے تقویۃ الایمان میں کہا کہ
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا قائل مت ہو اور محمد
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خود پر صرف
اتنی بڑائی دیتے ہیں جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے
بھائی پر ہے ۔ اسی قسم کی بہت سی گستاخانہ
باتیں نبیوں ، ولیوں اور خود حضور سید الانبیاء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر چسپاں کرتے ہیں
ان خبیثوں کے مذہب کا حاصل وہ ہے جو
حضرت مولوی (مولانا روم) قدس سرہ نے ثنوی
شریف میں فرمایا ہے انہوں نے نبیوں کے ساتھ
برابری کا دعویٰ کھڑا کر دیا اور اولیاء اللہ کو اپنے
جیسا سمجھ لیا ہے ۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۵۶ مکملہ از فورٹ سندھین بلوچستان رسالہ نزو پ ملیشیہ مرسلہ مستری احمد الدین
۶۲ ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

- (۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور بوقت بیان ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے ؟
- (۲) گیارہویں حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرنی کیسی ہے ؟
- (۳) کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز ؟
- (۴) اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا ، آپ کو حاضر ناظر جانتا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے ؟

لہ تقویۃ الایمان الفصل النی مس مطبع علیی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۱
لہ ثنوی معنوی حکایت مرد بقال الخ مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور و فراقول ص ۵۸

(۵) بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کرنا عیس اور قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) ہر دو طریق پر میت کا اسقاط کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطاً الظهر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب ہمیشہ سوال

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو کہ منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو جائز ہے مگر اس کے لئے قیام کرنا اور اس اعتقاد کے ساتھ ناف پر ہاتھ باندھنا کہ جناب رسالتاً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محفلِ میلاد میں حاضر ہوتے ہیں صحیح نہیں اور عقیدہ کے خلاف ہے۔

(۲) غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کی روح پاک کی نذر دینی اگر خالصاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہو اور سرکارِ غوث پاک کی روح مقدس کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو جائز بلکہ مستحسن ہے لیکن اگر نذر کرتے وقت خاص پیرانِ پیر علیہ الرحمہ کا نام ذکر کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر چھوڑ دے تو جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے ناجائز ہے بلکہ کفر کا خوف ہے۔

(۳) کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ کھانا کھا کر فارغ ہونے کے بعد دعا کی جائے کیونکہ کھانے کا حق مقدم ہے لیکن جو بعض شہروں میں مروج ہے کہ طلباء اور ملاؤں کو جمع کرتے ہیں وہ قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور تسبیح و

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالی از منکراتِ شرعیہ می باشد جائز ہست مگر قیام کردن و دست بردن ناف بستن بریں اعتقاد کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر میشود مجلس مولود را غیر صحیح و خلاف عقیدہ ہست۔

(۲) نذر دادن بر روح غوثِ اعظم علیہ الرحمہ اگر خالصاً وجہ اللہ از برائے ایصال الثواب بر روح مقدس شاہی باشد جائز بلکہ حسن است لیکن اگر در وقت نذر کردن خاص نام پیرانِ پیر علیہ الرحمہ ذکر کنند و نام خداوند تعالیٰ ترک کنند چنانچہ عادتِ جہالست پس ناجائز بلکہ خوفِ کفر ہست۔

(۳) دُعا کردن در وقت حضور طعام جائز ہست لیکن بہتر آن ہست کہ بعد فراغ از تناول طعام کردہ شود زیرا کہ حق طعام سابق ہست لیکن آنکہ در بعضے شہرہ معروف ہست کہ طلبہ ملایان راجع می کنند و برایشان ختم

قرآن شریف و تسبیح و تہلیل می کنند و بعوض آن ایشان را نان و پیسہ ہامی دہند ناجائز ہست ختم کنندگان را اگر فتن خلوس و خوردن طعام حرام ہست و صاحب طعام را ثواب خیرات نمی شود چنانچہ در طریقہ محمدیہ در فصل آخر و در بحر الرائق و در شامی مذکور ہست۔

(۴) یا رسول اللہ گفتن ما سوائے از مواضع بے ادبی در ہر وقت جائز ہست مگر حاضر دانستن جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخالف عقیدہ اہلسنت و جماعت ہست صحیح نیست بلکہ درود شریف یا سلام بخود پیش کردہ مے شود بر روح پاک آنجناب علیہ السلام در مدینہ منورہ نہ آنکہ سید الانبیاء از برای بے او حاضر مے شود، چنانچہ در حدیث نسائی شریف وارد شدہ ہست قال علیہ السلام ان صلوتکم تبلفغنی حیث کنتم، نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ خود مدینہ منورہ میں پیش کیا جاتا ہے یوں نہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے خود حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ نسائی شریف کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

ف، انتہائی کوشش کے بعد بھی نسائی شریف میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی البتہ ان الفاظ کے قریب قریب معجم کبیر و مسند احمد بن حنبل میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث ملی ہے، حیثما کنتم فصلوا علی فان صلوتکم تبلفغنی۔

نذیر احمد سعیدی

لہ المعجم الکبیر حدیث ۲۷۲۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ المکتب الاسلامی
۸۲/۳ ۳۶۷/۲

تعالیٰ علیہ وسلم را عالم الغیب گفتن
ناجائز ہست، چنانچہ ملا علی قاری
در شرح فقہ اکبر تصریح میکند ثتم
اعلم ان الانبیاء علیہم السلام
لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما
علمہم اللہ احیاناً و ذکر
الحنفیۃ صریحاً بالتکفیر باعتقاد ان
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ
قل لا یعلم من فی السموات
والارض الغیب الا
اللہ۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو
عالم الغیب کہنا ناجائز ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری
علیہ الرحمہ شرح فقہ اکبر میں تصریح کرتے ہیں: پھر
توجان لے کہ بے شک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام غیب اشیا کو نہیں جانتے سوائے
ان چیزوں کے جن کا علم انھیں اللہ تعالیٰ
کبھی کبھار عطا فرماتا ہے۔ اور حنفیہ نے اسکی
تکفیر کا ذکر اس وجہ سے کیا ہے کہ وہ یہ عقیدہ
رکھتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب
جانتے ہیں اس لئے کہ ان کا یہ اعتقاد اللہ
تعالیٰ کے اس ارشاد کے مخالف ہے،
اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ
فرمادیں کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے
وہ غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

(۵) سفر کردن از برائے زیارت قبور جائز
ہست از جہت اطلاق قولہ علیہ السلام
كنت نهيتكم عن زيارة القبور
فقدوروها و انچہ بعض علماء مثل
ابن تیمیہ وغیرہ استدلال بر منع سفر
کردہ اند بایں حدیث "لا تشدوا الرجال
الا الحب ثلثة صاحبہ الخ"
غلط ہست، چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ در احیاء

(۵) زیارت قبور کے لئے سفر کرنا جائز ہے
اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا یہ ارشاد مطلق ہے: میں تمہیں قبروں کی
زیارت سے منع کیا کرتا تھا تو اب انکی زیارت
کیا کرو۔ ابن تیمیہ وغیرہ بعض علماء کا منع سفر
پر اس حدیث سے استدلال کرنا غلط ہے کہ
"کجاوے مت باندھو مگر صرف تین مسجدوں
کی طرف"۔ چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم

لہ من الروض الا زھر شرح الفقہ اکبر حکم تصدیق الکامین بمایخبر بہ من الغیب مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۵۱
صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذباب الی زیارة القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۲/۱
کتاب المساجد باب فضل المساجد الثلاثہ " " " " ۲۴۴/۱

میں فرماتے ہیں، بعض علمائے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ علماء و صلحاء کی قبور اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا منع ہے اور میرے لئے جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ معاملہ اس طرح نہیں بلکہ زیارت قبور کا حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ”میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا تو اب انکی زیارت کیا کرو۔“ لیکن قبر کو بوسہ دینا طواف کرنا اور عرس وغیرہ سب ناجائز و حرام ہے اور ایسا کرنا زیارت کرنے کے طریقہ اور آداب کے خلاف ہے۔ چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں، زیارت کے آداب یہ ہیں کہ قبر کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے مت کھڑا ہو اور نہ قبر کو چومے اور نہ ہی اس کے لئے جھکے الہ بلکہ قبر کے لئے جھکے اور سجدہ کرنے میں کفر کا خوف ہے۔

میں فرماید و ذهب بعض العلماء الى الاستدلال بهذا الحديث في المنع من الرحلة لزيارة المشاهد و قبور العلماء والصلحاء وما تبين لي ان الامر ليس كذلك بل الزيارة مأمورة بها قال صلى الله تعالى عليه وسلم كنت نهيتكم عن زيارة القبور الہ لكن بوسه وادون وطواف کردن قبر و عرس وغیرہ ہمد ناجائز و حرام ہست نیز مخالف است از آداب و طریقہ زیارت کردن، چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ در احیاء فیہ مودند و آداب الزیارة ان لا یقوم مستقبل القبر مستدبر القبلة و لا یقبلہ و لا ینحی لہ الہ بلکہ در انحاء و سجدہ کردن خوف کفر است۔

(۶) اسقاط کردن بر طریق معروف اگرچہ در قرون ثلثہ بریں طریق جاری نبود لیکن علماء فقہ در کتب ہائے خود نقل کردہ ہست و از نصوص و آثار صحابہ این حکم را مستنبط کردہ اند چنانچہ علامہ ابن العابدین شامی دریں مسئلہ رسالہ مستقل چاپ کردہ ہست

(۶) مروج طریقہ پر حیلہ اسقاط کرنا اگرچہ قرون ثلثہ میں اس طور پر جاری نہ تھا مگر علماء فقہ نے اپنی کتابوں میں اس کو نقل کیا ہے اور نصوص و آثار صحابہ سے اس حکم کو مستنبط کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن العابدین صاحب شامی نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ شائع

۱۲۴۱/۱ القاہرہ المشہدہ لبحیثی القاہرہ ۲۴۴/۱
۲۹۱/۲ کتاب ذکر الموت الباب السادس

و ثابت کردہ ہست کہ اسقاطِ میت جائز ہست
و در نقل عبارت آن رسالہ بسیار طول لازم
می شود ازین وجہ ترک کردم۔

کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ میت کے لئے جملہ اسقاط
جائز ہے۔ چونکہ اس رسالہ کی عبارات کو نقل
کرنے میں بہت زیادہ طوالت لازم آتی ہے
اس لئے میں نے ان عبارات کو ترک کر دیا ہے۔

(۷) نماز جمعہ کی رکعتوں کی تعداد میں علماء کا اختلاف
ہے بعض کہتے ہیں کہ فرض جمعہ کے بعد چھ رکعتیں
سنت ہیں اور چار رکعت فرض احتیاطی (احتیاط
الظہر) سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحب
بحر الرائق اپنی کتاب میں مانعت پر تصریح فرماتے
ہوئے کہتے ہیں کہ فرضیت جمعہ کے منکرین کی جمالت
کا منشاء جمعہ کے بعد ظہر کی نیت سے چار رکعتیں
نماز پڑھنا ہے جس کو بعض متاخرین نے صحت جمعہ
میں شک کی بنیاد پر وضع کیا ہے، اور اس شک کا
سبب ایک شہر میں تعدد جمعات کے عدم جواز
والی روایت ہے حالانکہ یہ روایت مختار نہیں
اور نہ ہی یہ قول یعنی جمعہ کے بعد چار رکعتیں
احتیاط الظہر پڑھنے کا مختار ہونا امام ابو حنیفہ اور
ان کے صاحبین سے مروی ہے، حتیٰ کہ میرے
لئے ایسے واقع ہوا کہ میں نے بار بار ان چار
رکعتوں کے عدم جواز کا فتویٰ دیا اس بات کا
خوف کرتے ہوئے کہ جاہل لوگ ان چار رکعتوں
کو فرض سمجھ لیں گے اور جمعہ کو فرض نہیں سمجھیں گے
صاحب بحر الرائق کے قول سے تو مطلقاً مانعت

(۷) در عدد رکعات نماز جمعہ اختلاف علماء ہست
بعضے میگویند کہ بعد از فرض جمعہ شش رکعات سنت
ہست و چار رکعت فرض احتیاطی را منع می کنند
چنانچہ صاحب بحر الرائق در کتاب خود تصریح کرده ہست
بر منع و میگوید و منشاء جہلہم صلوة
الاربع بعد الجمعة بنية الظہر
وانما وضعها بعض المتاخرين عند
الشك في صحة الجمعة بسبب
سرواية عدم تعددها في مصر واحد
وليست هذه السرواية بالمختارة و
ليس هذا القول اعنى اختصار
صلوة الاربع بعدھا مرويا عن
ابي حنيفة وصاحبيه حتى وقع
لحقى افتيت مراراً بعدم صلوتها
خوفا على اعتقاد الجہلة بانہا
الفرض وان الجمعة
ليست بفرض لہ الخ، پس از
قول صاحب بحر الرائق مطلقاً منع
کردن معلوم میشود و بعض علماء

معلوم ہوتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے بعد بارہ رکعتیں ادا کی جائیں، چار رکعتیں احتیاطی فرض جیسا کہ معروف ہے، چنانچہ صاحب شامی نے لکھا ہے کہ مقدسی نے محیط سے نقل کیا جس جگہ کے شہر ہونے میں شک ہو وہاں لوگوں کو چاہئے کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں فرض احتیاطی بنیت ظہر پڑھیں الذی لیکن بندہ کے نزدیک مختاریہ ہے کہ صاحب بحر الرائق کے قول کو عوام الناس پر محمول کیا جائے گا چنانچہ عوام الناس کو فرض احتیاطی پڑھنے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا کیونکہ ان کو ضرور جمعہ کی فرضیت میں تردد واقع ہوگا اور صاحب شامی کے قول کو خواص پر محمول کیا جائیگا اس لئے کہ وہ نیت کے احوال اور اصل خلاف سے واقف ہیں لہذا ان کو فرضیت جمعہ میں کوئی تردد نہ ہوگا میں نے مقدسی کے قول سے دلیل پکڑی ہے جہاں انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسے احکام کا عوام کو حکم نہیں دیتے بلکہ ان پر خواص کی رہنمائی کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ فرض احتیاطی کا عوام کو حکم نہیں دیا جائیگا بلکہ یہ خواص کے لئے بہتر ہے، فقط۔ تم پر اور ان پر جو تمہارے پاس ہیں سلام ہو۔ یہ وہ ہے جو مجھے مہیا ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ درست بات کو خوب جانتا ہے۔ (ت)

میں گوید کہ بہتر اس ہست کہ بعد از جمعہ دو اڑدہ رکعات گزاردہ شود چہار رکعت احتیاطی چنانچہ معروف ہست چنانچہ صاحب شامی نوشتہ ہست و نقل المقدسی عن محیط کل موضع وقع الشك في كونه مصرًا ينبغي لهم ان يصلوا بعد الجمعة امر بغا بنية الظهر احتیاطاً الذی لیکن نزد بندہ مختار اس ہست کہ قول صاحب بحر الرائق محمول کردہ شود بر عوام الناس و عوام الناس را فتویٰ دادہ نہ شود برگزاردن فرض احتیاطی زیرا کہ ایشان را ضرور تردد واقع میشود در فرضیت جمعہ و قول صاحب شامی محمول ہست بر خواص ازین وجہ کہ ایشان واقف ہست از احوال نیت و اصل خلاف پس واقع نمی شود ایشان را تردد در فرضیت جمعہ و دلیل گرفته ام بقول مقدسی حیث قال نحن لانامر بذلك المثال هذه العوام بل ندل عليه الخواص الذی حاصل آنکہ فرض احتیاطی در حق عوام الناس امر نکرہہ شود بلکہ خواص را بہتر ہست فقط السلام علیکم و علی من لدیکم هذا ما وضع لی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محرمہ فقیر مولوی سید بادشاہ ابن مولوی سید محمد صدیق احسن زادہ ساکن دیوڑی موضع ۳ رمضان

۱۵ ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب الحجۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۴۲/۱

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ، استغفار
ہذا ارسال خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں، یہ مولوی صاحب جنہوں نے جواب استغفار ہذا تحریر فرمایا ہے
تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند ہیں لیکن ان کے خیالات یہ ہیں جو انہوں نے ارقام فرمائے ہیں اب یہ تحریر
فرمائیں کہ ان مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے آیا اس شخص کے پیچھے نماز
ہو جاتی ہے؟

الجواب

بعد اسم سُنّت، وہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاک برقی گئی ہے پھر بھی اُن سے توبہ کی جھلک
پیدا ہے آپ نے عجیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ ان میں غلط جواب
دے جب بھی کافر تو نہ ہو گا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جن کی نسبت علمائے حرین شریفین نے بالاتفاق
تحریر فرمایا ہے کہ:

من شك في عذابه وكفره فقد كفر به
جو ان کے اٹھ چل پر مطلع ہو کر ان کے عذاب اور
کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہیے کہ رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و قاسم نافر تو ہی اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد
انبیٹھی اور ان سب سے گھٹ کر ان کے امام اسماعیل و طہوی اور ان کی کتابوں پر اپنی قاطعہ و تحذیرات اس
و حفظ الایمان و تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور ان لوگوں کی نسبت علمائے حرین شریفین
نے جو فتوے دئے ہیں انہیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ ان فتووں سے اپنی ناواقفی ظاہر
کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منسکالیجے اور دکھائیے اگر یکشاہد پیشانی تسلیم کرے کہ بیشک
علمائے حرین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہو گا کہ دیوبندیت کا اُس پر کچھ اثر نہیں ورنہ علمائے
حرین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ:

من شك في عذابه وكفره فقد
جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ
کفر یہ بھی کافر ہے۔ (ت)

اس وقت آپ کو ظاہر ہو جائے گا کہ جو شخص اللہ و رسول کو گایاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا درکنار علمائے دین و اکابر مسلمین جاننے وہ کیونکر مسلمان۔ پھر مسئلہ عرس و فاتحہ و فرعی مسائل کا اس کے سامنے ذکر کیا ہے فقط۔

مسئلہ ۶۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ برادر دینی ولایتی مولوی محمد فاروق صاحب مسئلہ

الجواب

بعد تجزیہ مسنونہ، اس وقت آپ کا خط تلاش کیا، نہ ملا، معلوم نہیں اور کیا لکھا تھا، ایک سوال دربارہ عرس یاد ہے۔ عرس شریف کا ثبوت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے رسالہ ذبیحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دیا ہے شاہ صاحب موصوف اور ان کے اب و جد عرس کرتے ہیں۔ ایک پنجابی نے اس پر اعتراض کیا جس کا جواب شاہ صاحب نے حدیث سے دیا۔ کلام اُس عرس شریف میں ہے جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو، اس میں خیر کے سوا کیا ہے، اور خیر کا بعبیت منقول ہونا کچھ ضرور نہیں۔ یہ مسئلہ صدیق و فاروق و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں طے ہو گیا کہ اگرچہ حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر کام خیر ہے لہذا کیا جائے، اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہوا۔ سوال کا جواب تو اتنا ہے، مگر مدارس کی تعمیر اور ان میں مدرسین کا تنخواہوں کے ساتھ تقرر اور اس میں درس نظامی یا اور کسی مقرر کردہ نصاب کا تعین اور ان میں ماباندہ سالانہ امتحان اور اس میں کامیابوں کے نمبر اور ان پر انعام اور کتابیں چھاپنا، کمیشن مقرر کرنا وغیرہ ہزاروں باتیں منکرین میں رائج ہیں وہ سب بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ ان باتوں کی تصریح امام اعظم سے کہاں انھیں ہاتھ لگی، یونہی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے فرض و واجب نفقہ کا کوٹ اسپیکلری سے ادا کرنا بھی امام اعظم کے ارشاد سے کیوں نہ محتاج تصریح ہوا، بچوں کو دُعا، فقط۔

مسئلہ ۶۴ از مدرسہ اہلسنت و جماعت بریلی مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم

مدرسہ مذکور ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

سزا یم بر گناہ یم لازم آمد پس آنگہ رحمتش نہ باہم آمد

بگو گفتم خطائے یا صوابم ایسا اسرار اینجا باہم آمد

(میرے گناہ پر مجھے سزا ملنا لازم ہے، تو اس وقت اس (اللہ تعالیٰ) کی رحمت مہیا نہ ہوئی)

اے مفتی! بتائیں نے غلط کہا یا درست کہا، بہت سے راوا اس جگہ حاصل ہوئے ہیں۔ (ت)

الجواب

- | | | |
|---|-----------------------------|----------------------------|
| ۱ | مسلمان راسخ لازم کہ کر دست | کہ قول اعتزالی غلام آمد |
| ۲ | وگر یا بد سزا کامل نیاید | کہ عفو ش بہر مومن لازم آمد |
| ۳ | وگر بالفرض از چیزے نہ بخشد | ز نقصان رحمتش خود سالم آمد |
| ۴ | کہ رحم من یشاء لاکل فرد | یعذب من یشاء بہم قائم آمد |
| ۵ | بدنیار رحمتش بر جملہ عام ست | بعقبہ خاص خطا مسلم آمد |
| ۶ | ثوابش بہر مومن منتهی نیست | عذابش بہر کافر دائم آمد |
| ۷ | برائے ہر صفت مظہر بکار ست | کہ او ذو انتقام و رحیم آمد |

واللہ تعالیٰ اعلم

- (۱)۔ مسلمان کے لئے سزا کس نے لازم کی ہے کہ یہ تو ظالم معتزلی کا قول ہے۔
 - ۲۔ اور اگر اس نے سزا پائی تو بھی کامل سزا نہ پائے گا۔ کیونکہ مومن کیلئے عفو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہے۔
 - ۳۔ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ مومن کی خطا معاف نہ فرمائے (تو بھی) اس کی رحمت نقصان سے مبرا ہے۔
 - ۴۔ کیونکہ وہ جس پر چاہے رحم فرماتا ہے نہ کہ ہر فرد پر، جس کو چاہے عذاب دیتا ہے (یہ حکم) بھی قائم ہے۔
 - ۵۔ دنیا میں اس کی رحمت سب کو عام ہے، آخرت میں خاص مسلمان کا حصہ ہے۔
 - ۶۔ مومن کے لئے اس کے ثواب کی انتہا نہیں ہے، کافر کے لئے اس کا عذاب دائمی ہے۔
 - ۷۔ اس کی ہر صفت کا کوئی مظہر ہے، کیونکہ وہ انتقام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔
- ۱۵۔ مکملہ از کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مورخہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ
 میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور خاص ذکر پیدائش کے وقت تعظیماً قیام کرنا کہاں سے ثابت ہے؟

الجواب

مجلس میلاد مبارک و قیام کا ثبوت ہزاروں بار دے دیا، اور اب اجمالاً یہ ہے کہ ان کا ثبوت وہاں سے ہے جہاں سے وہاں یہ کفر کا ثبوت آیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶ مستولہ شیعہ احمد فقیر قادری رضوی طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شرح عقائد عضدیہ للمحقق الدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ میں ہے :

یا من وفقنا لتحقيق العقائد الاسلامیۃ عصمنا
عن التقليد فی الاصول والفروع
الکلامیۃ ۱۰

اے وہ ذات جس نے ہمیں عقائد اسلامیہ کی تحقیق کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں اصول و کلامیہ اور فروع کلامیہ میں تقلید سے بچایا (ت)

اور یہ بھی مشہور ہے :

لا تقلید فی الاعتقادات ۱۱

اعتقادات میں تقلید نہیں (ت)

حضور! اگر ایسا ہے تو جاہل کے لئے یہ کیوں ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی عقیدہ پیش کیا جائے اور یہ نہ جانتا ہو تو کہے "میرا وہ عقیدہ ہے جو اہل سنت کا ہے" بلکہ کوئی جاہل بلکہ اکثر معمولی عالم اکثر عقائد کے استدلال نہیں جانتے اور ہم اکثر ثبوت عقائد میں اقوال ائمہ پیش کرتے ہیں اور یہ طریق اثبات تصانیف علمائے عظام میں موجود یا اس کے معنی یہ ہیں کہ عقائد کا علم یقینی مثل علم امر محقق ہو، نہ علم ظنی مثل علم مرد مقلد۔

الجواب

جس طرح فقہ میں چار اصول نہیں، کتاب، سنت، اجماع، قیاس۔ عقائد میں چار اصول ہیں، کتاب، سنت، سواد اعظم، عقل صحیح۔ تو جو ان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلیداً اہل سنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں، تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوال ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہل سنت کا مذہب ہے لہذا ایک دو دس بیس علماء کبار ہی سہی اگر جمہور و سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اس

وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں اس دلیل
اعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص
کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت کرے، عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں ناچار عوام
کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ
حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بد مذہب
تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب ملا کر کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ
سکے۔ اللہ الحمد فقہ میں جس طرح اجماع اقویٰ الادلہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگرچہ
وہ اپنی رائے میں کتاب و سنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یہ فہم کی خطا ہے یا یہ
حکم منسوخ ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اس کا نسخ نہ معلوم ہو تو نہی اجماع امت تو شے عظیم ہے سواد اعظم
یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقویٰ الادلہ ہے کتاب و سنت سے اس کا خلاف سمجھ
میں آئے تو فہم کی غلطی ہے، حق سواد اعظم کے ساتھ ہے، اور ایک معنی پر یہاں اقویٰ الادلہ عقل ہے کہ
اور دلائل کی حجیت بھی اُسی سے ظاہر ہوتی ہے، مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی
کے خلاف ہو، یہ گنتی کے جملے میں مگر مجتہد تعالیٰ بہت نافع و سودمند، فعضوا علیہا بالنواجذ
(پس ان کو مضبوطی سے دائروں کے ساتھ پکڑ لو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

میتا ۶۱۱۱ شہر محلہ کنبہ کوٹھی حاتمہ حسین خاں صاحب ریس مسئلہ شمشاد علی خان صاحب

۲۶ رجب ۱۳۳۶ھ

- (۱) صحیح مسلم و دیگر صحاح میں بہ الفاظ مختلفہ و اتحاد مطلب یہ حدیث وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امر اسلام ہمیشہ غالب ہے گا اور میں بارہ خلیفہ ہوں گے۔ دریافت طلب
یہ ہے کہ اُن بارہ کے اسماء مبارک کیا ہیں ؟
- (۲) وہ خلفائے دوازده گانہ کل کے کل اختیار ہونگے یا کہ بعض اچھے اور بعض بُرے اور اگر کہا جائے
کہ سب اُن میں اچھے نہ تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جو کہ خیر الناس نہیں کہے جاسکتے۔ یہ تفصیل
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا دیگر علمائے ؟
- (۳) وہ بارہ خلفاء زبیب وہ مسند خلافت ہو چکے یا یہ کہ ابھی کچھ باقی ہیں ؟
- (۴) چونکہ احادیث متعلقہ خلفاء اثنی عشر میں یہ مسئلہ وارد ہوا ہے کہ اسلام ختم نہ ہوگا تا وقتیکہ بارہ خلفاء
پورے نہ ہوں۔ اگر خلفاء دُنیا میں رونق افزائے عالم ہو کر اپنی تعداد پوری کر چکے ہیں تو اب

حسب مفاد حدیث اسلام و اسلامیان دنیا میں باقی ہیں یا کیا؟
(۵) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کہ صفحہ ۸۲ یا کسی دوسرے صفحہ پر بارہ خلفاء کے جو نام ظاہر کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط؟

الجواب

اصل یہ ہے کہ امورِ غیب میں اللہ و رسولِ جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جتنی بات بیان فرمائیں اتنی یقیناً حق ہے اور جس قدر ذکر نہ فرمائیں اس کی طرف یقین کی راہ نہیں کہ غیب بے خدا و رسول کے بتائے معلوم نہیں ہو سکتا لہذا اس حدیث کے معنی میں زمانہ تابعین سے اشتباہ رہا۔ مطلب نے فرمایا،

لم یأت احدی یقطع فی هذا الحدیث
بمعنی یہ

میں نے کوئی ایسا نہ پایا کہ اس حدیث کی کوئی
مراد قطعی بتاتا۔
امام قاضی عیاض مالکی نے شرح صحیح مسلم میں بہت احتمالات بتا کر فرمایا،
وقد یحتمل وجوهاً آخر و اللہ اعلم بہم
یعنی اس کے سوا حدیث میں اور احتمال بھی نکل سکتے
ہیں اور اللہ اپنے نبی کی مراد خوب جانے، جل و علا
وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام ابن جوزی کشف المشکل میں لکھتے ہیں،

قد اطلت البحث عن معنی هذا الحدیث
و طلبته فی مظانہ و سألت عنہ فمأیة احد و خم
علی المقصود بہ یتے
میں نے مدتوں اس حدیث کے معنی کی تفتیش کی
اور جہاں جہاں گمان تھا وہ کتابیں دیکھیں اپنے
زمانہ کے ائمہ سے سوال کئے مگر مراد متعین نہ ہوئی۔
اور ہو کیونکہ کہ جس غیب کی اللہ و رسول تفصیل نہ فرمائیں اس کی تفصیل قطعاً کیونکہ معلوم ہو، یاں
لوگ لگتے لگاتے ہیں جن میں سے کسی پر یقین نہیں، البتہ یہ معیار صحیح ہے کہ حدیث میں جو جو نشان اُن
بارہ خلفاء کے ارشاد ہوئے جس معنی میں نہ پائے جائیں باطل ہیں اور جس میں پائے جائیں وہ احتمالی

۱۔ فتح الباری بحوالہ الملب کتاب الاحکام تحت الحدیث ۲۲۲ و ۲۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴/۱۸۱
۲۔ شرح صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۹/۲
۳۔ کشف المشکل کتاب الاحکام باب الاستخلاف تحت الحدیث ۲۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۹۵/۸

طور پر مسلم ہوگا نہ کہ یقینی۔ احادیث باب میں ان کے نشان یہ ہیں :
(۱) کلمہ من قریش طب قرشی ہوں گے۔ سواہ الشیخان^۱۔
(۲) وہ سب بادشاہ و والیان ملک ہوں گے۔ صحیح مسلم میں ہے :

لا یزال امر الناس ما ضیا ما ولہم
اشنا عشر جلا کلمہ من قریش یلے
خلافت اس وقت تک جاری رہے گی جب تک
بارہ مرد (خلفاء) حکمران رہیں گے جو سب قریش
میں سے ہوں گے۔ (ت)

مسند احمد و بزار و صحیح مستدرک میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن ہے :
انہ سئل کم تملک هذه الامۃ من
خليفة فقال سألنا عنها رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال
اشنا عشرة كعدة نقباء بني
اسرائيل یلے
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال
کیا گیا کہ کتنے خلفاء اس امت کے حکمران
بنیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا، آپ نے
ارشاد فرمایا وہ بنی اسرائیل کے لقبیوں کی تعداد کے
مطابق بارہ ہوں گے۔ (ت)

(۳) اُن کے زمانے میں اسلام قوی ہوگا۔ صحیح مسلم میں ہے :
لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر
خليفة کلمہ من قریش یلے
رہے گا، وہ سب قریشی ہوں گے۔ (ت)
(۴) اُن کا زمانہ زمانہ صلاح ہوگا، بزار و طبرانی و ابویحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :
لا یزال امر امتی صالحا یلے
(بارہ خلفاء کی خلافت تک) میری امت کا معاملہ
درست رہے گا۔ (ت)

۱۱۹/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الناس تبع لقریش	صحیح مسلم کتاب الامارۃ
"	"	"	"
۳۹۸/۱	المکتب الاسلامی بیروت	عن عبد اللہ بن مسعود	مسند احمد بن حنبل
۱۹۰/۵	دار الکتب	باب الخلفاء الاثناعشر	معجم الزوائد بحوالہ البزار وغیرہ
۱۱۹/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الناس تبع لقریش	صحیح مسلم کتاب الامارۃ
۳۲/۱۲	موسسۃ الرسالۃ بیروت	حدیث ۳۲۸۴۹	کنز العمال بزمطرب وابن عساکر عن عون

(۵) اُن پر اجتماع امت ہوگا یعنی اہل حل و عقد اُنہیں والی ملک و خلیفہ صدق مانیں گے۔
سنن ابی داؤد میں ہے،

لا یزال هذا الدین قائما حتی یکون
علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلہم تجتمع
علیہ الامۃ بلہ
یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک
تم پر بارہ خلفاء حاکم ہوں، جن پر تمام امت
متفق ہوگی۔ (د)

(۶ و ۷) وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے اُن میں سے دو اہلبیت رسالت سے
ہوں گے۔ استاذ امام بخاری و مسلم مسند کی مسند کبیر میں ابوالجبلہ سے ہے،
انہ لا تہلک هذه الامۃ حتی یکون
منہا اثنا عشر خلیفۃ کلہم یعمل
بالہدی و دین الحق، منہم رجلا
من اہل بیت محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم بلہ
وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے، ان
میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اہلبیت میں سے ہوں گے۔ (د)

لگے لگانے والوں میں جس نے سب طرق حدیث نہ دیکھے ایک آدھ طریق کو دیکھ کر کوئی احتمال
نکال دیا جیسے ابوالحسن بن مناوی نے یہ معنی لئے کہ ایک وقت میں بارہ خلیفہ ہوں گے یعنی اس قدر اختلاف
یہ فقط اُس لفظ مجمل بخاری پر بن سکتا تھا اور الفاظ دیکھتے تو کہاں اس درجہ افتراق اور کہاں اجتماع اور
ایسی حالت میں اسلام کے قوی و غالب و قائم اور امر امت کے صالح ہونے کے کیا معنی؟ اسی
قبیل سے علی قاری کا یہ زعم باتباع ابن حجر شافعی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آخر ولایت
بنی امیہ تک ۱۲ ہوئے اور ان میں یزید پلید علیہ ما علیہ کو بھی گنا دیا حالانکہ اُس خبیث کے زمانہ کو
قوت دین و صلاح سے کیا تعلق، یہ احادیث دیکھ کر اس قول کی گنجائش نہ ہوتی، مگر صرف ۱۲ سلطنتیں
نگاہ میں تھیں اور حق یہ کہ اُس خبیث پر اجتماع اہل حل و عقد کب ہوا، ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کے دستِ ناپاک پر بیعت نہ کرنے ہی کے باعث
شہید ہوئے۔ اہل مدینہ نے اُس پر خروج کیا۔ عبد اللہ بن حنظلہ غیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب المہدی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۳۲
۲۔ فتح الباری بحوالہ مسند فی مسند الکبیر تحت الحدیث ۲۲۲ و ۲۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۱۸۳

نے فرمایا:

والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا ان
نرمي بالحجارة من السماء انت من جلا
يتكح اصهارت الاولاد والبنات والاخوات
وليشرب الخمس ويدع الصلوة
خدا کی قسم ہم نے یزید پر فوج نہ کیا جب تک یہ خوف
نہ ہوا کہ آسمان سے پتھر آئیں، ایسا شخص کہ ہنس
بیٹی کی اکبر و ریزی کرے اور شراب پئے اور تارک الصلوٰۃ
ہو۔ (ت)

غرض جمیع طرق حدیث سے یہ قول باطل ہے حدیث میں کہیں نہیں کہ وہ سب بلا فصل یکے بعد
دیگرے ہوں گے۔ ان میں سے آٹھ گزر گئے صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حسن مجتبیٰ،
امیر موطیہ، عبداللہ بن زبیر، عمر بن عبدالعزیز۔ اور ایک یقیناً آنے والے ہیں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین باقی تین کی تعیین اللہ و رسول کے علم میں ہے۔ عجب عجب ہزار عجب کہ ان میں عبداللہ بن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صحابی ابن صحابی ہیں امام عادل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے
ہیں، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسہ ہیں، احد العشرة المبشرہ کے صاحبزادے ہیں شمار نہ کئے جائیں
اور وہ خلیفہ ناپاک معدود ہو جسے "امیر المؤمنین" کہنے پر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک
شخص کو مٹیں تازیانے لگائے، فسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی و عافیت طلب
کرتے ہیں۔ ت)۔ عبداللہ بن زبیر بھی درکنار خود امام مجتبیٰ کو نہ گنا کہ ان کی خلافت کا زمانہ قلیل تھا اور
ولید کو گنا جس نے قرآن عظیم کو دیوار میں لٹکا کر تیروں سے چھیدا۔ ایسے بے سرو پا بے معنی اقوال کی
سند نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک متاخر عالم کی خطائے رائے ہے عصمت انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ فسأل الله العفو والعافية۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مرسلہ موضع بہوت پور ڈاکخانہ اتراول ضلع الہ آباد ساکلی امیر اللہ قصاب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب قیام محفل میلاد شریف کو منع کرتے
ہیں جو کہ ہر وقت ذکر و ولادت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت
کہیں نہیں ہے و نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ نام جب آتا ہے تو لوگ انگوٹھا چومتے ہیں اس کا بھی کہیں ثبوت نہیں
یہ سب بیجا ہے اور گناہ ہے ایسے عالم کے لئے کیا حکم ہے؟ اور ان سے مرید ہونا اور ان کے پیچھے
نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور یہ امور مذکورہ یعنی قیام اور بوسہ دینا انگوٹھے کا بروقت نام پاک آنے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، کیا اس کا کہیں ثبوت ہے؟ امید کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیا جائے، یہاں پر سخت جھگڑا اس کی بابت ہے، لہذا جواب جلد مرحمت ہو۔

الجواب

ایسا شخص عالم نہیں ہو سکتا جسے اتنی تمیز نہ ہو کہ منع کرنے اور گناہ کئے کو ثبوت منع درکار ہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہ فرمایا یہ منع کرنے والا کون اس کے لئے عدم ثبوت کافی جاننا سخت جہل شدید ہے، ثبوت تو منع کا بھی نہیں، تو اُسی کے منہ ثابت ہو کہ وہ اس ممانعت کے سبب گنہگار ہے۔ آج کل ان چیزوں کے مانعین اکثر وہابی ہوتے ہیں اور وہابی بے دین ہیں ان کی بات سننا حرام ہے۔ اور ایسے شخص کا مرید ہونا سخت اشد گناہ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل محض۔ کما حقناہ فی النہی الاکید (جیسا کہ ہم نے (رسالہ) النہی الاکید میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) قیام کا ثبوت ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں ہے، اور بوسۃ انگشت میں ہماری مبسوط کتاب منید العین ہے جسے طبع ہوئے ۲۳ برس ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر بانس منڈی دکان عنبریز اللہ مرسلہ کویم بخش چمڑہ فروش

۱۹ رمضان ۱۳۳۶ھ

زید نے کہا کہ جو شخص روزہ رکھے گا نماز پڑھے گا اور جتنے ارکان شرعی ہیں سب ادا کریگا وہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں ہے اور وہ بہشت میں جائے گا، اور جو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برخلاف ہو گا وہ دوزخ میں جائے گا اور نہ اس کی بخشش ہے اور نہ وہ اُمت میں ہے۔ مگر نے کہا جو روزہ نہ رکھے نماز نہ پڑھے جتنے ارکان شرعی ہیں وہ سب نہ ادا کرے مگر کلمہ گو ہو وہ بخشا جائے گا۔

الجواب

دونوں قول گمراہی و ضلالت ہیں۔ پہلا قول خارجیوں کا ہے کہ مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں۔ دوسرا نیچریوں کا ہے کہ نہی کلمہ گوئی کافی جانتے ہیں۔ مسلمانان اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو یا عز و جل یا قرآن عظیم یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک کی توہین کرے غرض کوئی قول یا فعل نافی و منافی ایمان و قطعاً قاطع اسلام کرے وہ کافر ہے اگرچہ لاکھ کلمہ گو نمازی روزہ دار ہو اور جو عقیدہ و دین میں مسلم سالم ہے، اگر ایک

وقت کی نماز قصداً یا ایک فرض روزہ عمدتاً ترک کرے یا کسی گناہ کا مرتکب ہو اللہ عزوجل چاہے تو اس پر عذاب کرے اور یہ اس کا مدل ہے چاہے بخش دے اور یہ اس کا فضل ہے۔
 ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء الله تعالى
 بے شک اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے (ت) اعلم۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از اردہ نگلہ ڈاک خانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب

۲۸ شوال ۱۳۳۶ھ

زید کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتِ پاکِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر سکتا ہے مگر بموجب اپنے وعدہ کے پیدا نہیں کرے گا۔ زید کا امام نماز ہونا محققین علماء کے نزدیک درست ہے یا نہیں؟

الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت فضائلِ جلیلہ و خصائصِ کریمہ ناقابلِ اشتراک ہیں جیسے افضل الانبیاء خاتم النبیین سید المرسلین اول خلق اللہ، افضل خلق اللہ، اول شافع، اول مشفع، نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اگر اُس وقت اس طرف قائل کا ذہن نہ گیا محض عمومِ قدرتِ پیش نظر تھا اُسے تفہیم کی جائے، اگر تابعِ حق و طالبِ حق ہو گا ضرور سمجھ جائے گا اور اپنی غلطی سے باز آئے گا، اور اگر باوصفِ تفہیم عناد و استکبار و لداد و اصرار کرنے تو ضرور بزمِ مذہب ہے، اسے امام بنانا ہرگز جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، یہ بھی اُس وقت ہے کہ قولِ مذکور بعلتِ وہابیت نہ ہو، ورنہ اب دیوبندیوں نے وہابیہ میں اسلام کا نام نہ رکھا جو ان کے مثل اللہ و رسول کی شدید و واضح و قابلِ تاویل توہینیں کرتے ہیں خود کافر ہیں، ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ان توہینوں کے کرنے والوں کو کافر نہیں کہتے یہ ان کے صدقے میں کافر ہوئے علمائے عربین شریفین دیوبندیوں کی نسبت تحریر فرما چکے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر جہان کے کفر

لہ القرآن الکریم ۴/۳۸ و ۴/۱۱۵

لہ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ بچائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از کلکتہ ڈاک خانہ بالی گنج کٹرایا وڈ نمبر ۱۰ مسئلہ فیض محمد تاجر دربار استری ہادی رحم
 حضور قطب الاقطاب سیدنا مولانا محبوب سبحانی غوث الصمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے رسالہ
 غنیۃ الطالبین میں مذہب حنفیہ کو گمراہ فرقہ میں مندرج فرمایا ہے اس کو اچھی طرح سے حضور
 واضح فرما کر تسکین و تشفی بخشیں کہ وسوسہ و خطرات نفسانی و شیطانی رفع ہو جائیں۔ عبد العظیم
 نامی ضلع غازی پور کے باشندے نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں رسالہ تقویۃ الایمان عرف
 تقویۃ الایمان کے مضمون کو مکتوبات مخدوم الملک رحمۃ اللہ علیہ و مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و
 اور بھی بزرگان دین کے مکتوبات سے دکھلایا ہے و ثابت کیا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے مکتوبات
 میں تقویۃ الایمان سے بھی سخت سخت الفاظ نام بنام لکھا ہے کہ اللہ چاہے تو فلاں کو مردود کر دے
 و فرعون و نمرود کو چاہے مقبول کرے، سیکڑوں کعبہ تیار کر دے وغیرہ وغیرہ۔

اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ یا تو کوئی رسالہ اُن کے جواب میں شائع فرمایا ہو تو بذریعہ ریلوے
 ڈاک پارسل ارسال ہو یا واضح خلاصہ جواب ارقام ہو و السلام مع الاکرام۔

غنیۃ الطالبین کے مضمون سے زیادہ اس لئے انتشار ہے کہ دونوں حضرات سے تعلق و رشتہ
 و ایمان و ایقان کا سلسلہ ملحق ہے، حنفی اگر مذہب ہے تو قادری مشرب ہے، اب ذرا بھی ان
 دونوں پیشوا کی طرف سے ریب و شک و امنگیں ہوا کہ بہت بڑا حملہ ایمان پر ہونے کا خوف و ڈر ہے
 اللہ میرے حال زار پر رحم فرمائیں اس وقت میرے لئے بہت بڑا امتحان مد نظر ہے۔ زیادہ حد ادب۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محکم کرم فرما کر مکم اللہ تعالیٰ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اولاً کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا
 تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں۔
 مگر یہ نفعی مجرد ہے۔ اور امام حجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین
 عذاب نے الحاق کر دیا ہے، فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

وایک انت تغتر بما وقع یعنی خبردار دھوکا نہ کھانا اس سے جو امام الاولیا

فی الغنیۃ لامام العارفین وقطب الاسلام
والمسلمین الاستاذ عبد القادر
الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ دسہ
علیہ فیہا من سینتقم اللہ منہ و الا
فہو بری من ذلک لہ

سردار اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غنیۃ میں واقع ہوا کہ
اس کتاب میں اُسے حضور پر افترا کر کے ایسے
شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عز و جل
اس سے بدلہ لے گا حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اُس سے بری ہیں۔

ثانیاً اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت و جماعت کو بدعتی، گمراہ، گمراہ گر لکھا ہے کہ:
خلاف ما قالت الاشعرية من ان
کلام اللہ معنی قائم بنفسہ و اللہ
حسب کل مبتدع ضال مضل لہ

بخلاف اُس کے جو اشاعرہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
کا کلام ایسا معنی ہے جو اس کی ذات کے ساتھ
قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بدعتی، گمراہ و گمراہ گر
کے لئے کافی ہے۔ (ت)

کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ یہ سرکار غوثیت کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہلسنت
کو بدعتی، گمراہ، گمراہ گر لکھا ہے اُس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہذا کوئی محفل
تشویش نہیں۔

ثالثاً پھر یہ خود صریح غلط اور افترا برافتر ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے
یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ:

ہم بعض اصحاب ابی حنیفۃؒ وہ بعض حنفی ہیں۔
اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر، آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور
سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے جیسے زعمشری صاحب کشف و عبد الجبار و مطرزی صاحب
مغرب و زاہدی صاحب قیۃ و حاوی و محبتی، پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا، بعض
شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعیہ پر کیا الزام آیا۔ نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں پھر

۱۔ الفتاویٰ الحدیثیہ مطلب ان مافی الغنیۃ للشیخ عبدالقادر مطبوعۃ الجالیہ مصر ص ۱۴۸
۲۔ الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل فی اعتقاد ان القرآن حروف مفہومۃ دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۹/۱
۳۔ فصل واما الجہیۃ الخ ادارہ نشر و اشاعت علوم اسلامیہ پشاور ۹/۱

اس سے جلید و جنبلیت پر کیا الزام آیا۔ جانے دور آقشی خارجی معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا۔

مرآۃ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار میں بسند صحیح حضرت ابوالفتح محمد بن ازہر صریفی سے ہے مجھے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنا تھی مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مرد ان غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ پیچھے ہوئے ان کے لئے دیئے وہلہ کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کر اس پار ہو گئے انھوں نے قسم دے کر روکا اور ان کا مذہب پوچھا، فرمایا،

حنفی مسلم و ما انا من المشرکین۔ ہر باطل سے الگ مسلمان، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (ت)

یہ سمجھے کہ حنفی ہیں، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کے لئے حاضر ہوئے حضور اندر ہیں دروازہ بند ہے ان کے پہنچنے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا، اے محمد! آج روتے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں ہے۔

کیا معاذ اللہ گمراہ بد مذہب لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جنکی ولایت کی خود سرکار غوثیت نے شہادت دی۔ وہ وہابی رسالہ نظر سے نہ گزرا۔ یہاں چند امور واجب اللمحظ ہیں،

اولاً وہ کلمات جو ان کتب سے مخالف تھے نقل کئے اسمعیل دہلوی کے کلمات ملعونہ کے مثل ہوں ورنہ استشہاد مردود۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض محفل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکم قرآن انہیں معنی حسن پر حمل کرینگے اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کر چکا ہو تو اسکی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ،

کل انا دیتوشح بما فیہ صرح بہ ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر الامام ابن حجر المکی رحمہ اللہ ہوتا ہے، امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعالیٰ۔ تصریح فرمائی ہے (ت)

ثانیاً وہ کتاب محفوظ مصنون ہونا ثابت ہو جس میں کسی دشمن دین کے الحاق کا احتمال نہ ہو جیسے ابھی غینۃ الطالبین شریف میں الحاق ہونا بیان ہوا، یونہی امام حمزہ الاسلام غزالی کے کلام

لہ ہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعاً بشی من عجائب احوالہ مختصراً دارالکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۵۲

میں الحاق ہوئے اور حضرت شیخ اکبر کے کلام میں تو الحاقات کا شمار نہیں جن کا شافی بیان امام عبدالباق
شعرانی نے کتاب الیواقیت والحواس میں فرمایا اور فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں
نے الحاقات کئے۔ اسی طرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ حافط وغیرہما اکابر کے کلام میں الحاقات
ہونا شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں بیان فرمایا۔ کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے اُس میں
کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں کہ بے کم و بیش مصنف کی ہے پھر اس قلمی نسخہ سے چھاپا کریں تو مطبوعہ
نسخوں کی کثرت کثرت نہ ہوگی اور ان کی اصل وہی مجہول قلمی ہے جیسے فتوحات مکہ کے مطبوعہ نسخے۔
ثالثاً اگر یہ سند ہی ثابت ہو تو تواتر و تحقیق درکار۔ امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر

فرماتے ہیں:

لا تجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غير
تحقيق، نعم يجوز ان يقال قتل
ابن ملجم علياً فان ذلك ثبت
متواتراً

بلا تحقیق مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا
جائز نہیں، ہاں یوں کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا، کیونکہ یہ خبر
متواتر سے ثابت ہے (ت)

جب بے تحقیق تمام عام مسلمان کلمہ گو کی طرف گناہ کی نسبت ناجائز ہے تو اولیائے کرام کی طرف
معاذ اللہ کلمہ کفر کی نسبت بلا ثبوت قطعی کیسے حلال ہو سکتی ہے۔

مرأبعا سب فرض کر لیں تو اب وہابی کے جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی توہین بُری نہیں کہ فلاں فلاں نے بھی کی ہے کیا یہ جواب کوئی مسلمان دے سکتا ہے بفرغ غلط
توہین جس سے ثابت ہو وہ ہی مقبول نہ ہوگا نہ یہ کہ معاذ اللہ اس کے سبب توہین مقبول ہو جائے۔
ولاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے
کی قوت مگر بندہ غفلت والے اللہ کی توفیق
سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۶۶ مسئلہ مرسلمہ محمد عبد الواحد خاں صاحب مجتبیٰ اسلامپورہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ
(۱) لامہدی الا عینی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں۔ ت) کے متعلق کیا
رائے ہے؟

لے ایضاً العلوم کتاب آفات اللسان الآفة الثامنة اللعن مطبعة المشهد الحسيني القاہرہ ۳/ ۱۲۵

جلال

- (۲) حضرت مہدی و عیسیٰ کے متعلق کس قدر حدیثیں وارد ہیں ؟
(۳) قرآن شریف کی کن کن آیتوں سے ان کا رد ہو سکتا ہے ؟

الجواب

- (۱) یہ حدیث صحیح نہیں، اور بغرض صحت از قبیل،
لا وجم الادجم العین ولا ہم الاہم
الدین ولا فتی الا علی ولا سیف
الا ذو الفقار۔
آنکھ کے درد کے سوا کوئی درد نہیں، دین کے
غم کے سوا کوئی غم نہیں، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے
سوا کوئی سخی نہیں، اور ذو الفقار کے سوا کوئی
تلوار نہیں۔ (ت)

کے قبیل سے ہے۔

- (۲) حضرت مہدی و عیسیٰ کے بارے میں احادیث حدیث تو ترکو پہنچی ہیں یہاں تک کہ ائمہ دین نے ان کا
نزل اور ان کا ظہور عقائد میں داخل فرمایا۔

- (۳) قرآن عظیم کی جتنی آیتیں تعظیم انبیاء علیہم السلام کا حکم دیتی ہیں ان کی تکذیب پر تکفیر فرماتی ہیں،
معجزات سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام گنتی ہیں، ان کی نبوت و رسالت کی شہادت دیتی
ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتاتی ہیں، جھوٹے مدعی نبوت پر لعنت
فرماتی ہیں، وہ سب قادیانی کے رد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

- ۹۲۸
مسئلہ ۹۲۸: مسند عبد الجبار خاں طیب دھام پور ضلع جتوڑ ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ
(۱) جو شخص کہ خلیفہ برحق سے برسرِ بغاوت و برسرِ سیکار ہو کیا وہ شخص قابلِ عزت و لائقِ احترام ہے
اور اس کے نام کو لفظ حضرت و رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے خواہ
صحابی ہوں یا غیر صحابی ؟

- (۲) کیا حضرت امیر معاویہ بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باغی اور خطاکار تھے یا بطور اجتہاد ان کی
راے مختلف تھی جس میں ان پر بدعتی اور عصیان کا الزام عائد نہ ہوگا۔ تفصیل واضح مطلوب۔
(۳) کیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان کسی نبی کے مرتبہ کے برابر
ہو سکتا ہے یا زیادہ ؟ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل کے برابر یا ان سے
بالا تر مانا واجب ہے ؟ ایک شخص یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسے ہی
سوال کے جواب میں یہ فرمایا کہ تم یہ سمجھ لو کہ حضرت آدم ایک بار گندم کھانے سے موردِ عقاب ہوئے

اور میں نے اس قدر کھایا ہے وغیرہ۔ کیا یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے اور کیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے جو شخص مذکور نکالتا ہے؟

(۴) کیا ہم کو اس بحث میں پڑنا زیبا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا رتبہ خلفائے ثلثہ سے بالاتر اور اُن کا کمر ہے اور کیا یہ حنفیوں کے عقائد ضروریہ میں سے ہے؟ فقط۔

الجواب

(۱) اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض اور ان میں سے کسی پر طعن حرام اور اُن کے مشاجرت میں خوض ممنوع۔ حدیث میں ارشاد:

اذا ذکرنا صحابی فاصسکوا۔ جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے (بحث و خوض سے) رُک جاؤ۔ (ت)

رب عز وجل کہ عالم الغیب والشہادہ ہے اس نے صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو، فریقِ اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ:

لا یتوی منکم من انفق من قبل الفتح تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ و قاتل اولیک اعظم درجۃ من اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں الذین انفقوا من بعد الفتح و قاتلوا۔ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔ (ت)

اور ساتھ ہی فرما دیا: وکلا وعد اللہ الحسنیٰ دو فوج فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرما دیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا، واللہ بما تعملون خبیر اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے۔ یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے با اینہما تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا خواہ سابقین ہوں یا لاحقین، اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ مولیٰ عز وجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اس کے لئے کیا فرماتا ہے:

ان الذین سبقت لهم مثلاً الحسنی
اولئک عنہا مبعدون لا یسمعون
حسبہا وہم فیما اشتہت انفسہم
خلدون لا یحزنہم الفزع الاکبر و
تتلقہم الملائکہ ہذا یومکم الذی
کنتم توعدون ۵

بیشک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم
سے دور رکھے گئے ہیں اس کی پہنک تک
نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ
رہیں گے انھیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ
فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے
کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سویر ظن کر سکتا ہے
نہ اس کے اعمال کی تفتیش۔ بفرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ، اُنتم اعلم
ام اللہ (کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔ ت) دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا
کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا، اس کے بعد مسلمان کو اس کے
خلافت کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ حضرت کہا جائے گا ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہا جائے گا، ضرور اس کا اعزاز و احترام فرض ہے، ولو کره المجرمون (اگرچہ مجرم برائیاں تھیں)
(۲) اُس کا جواب بھی جواب اول سے واضح ہو چکا، بلاشبہ اُن کی خطا خطائے اجتہادی
تھی اور اس پر الزام معصیت عائد کرنا اُس ارشاد الہی کے صریح خلاف ہے۔

(۳) مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جو کسی غیر نبی کو کسی
نبی کے ہمسر یا افضل جانے وہ بالاجماع کافر مرتد ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مرتبہ انبیائے
بنی اسرائیل یا کسی نبی سے بالایا برابر ماننا واجب درکنار کفر خالص ہے اور ملعون افراتی حکایت
عجب مضحکہ خیز ہے، گیموں کھانا ہی اگر دلیل فضیلت ہو تو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اتنے گیموں ہرگز
نہیں کھائے جتنے زید و عمرو آج کل کھا رہے ہیں، اُس بادشاہ ملک ولایت کی اکثر غذا
باتبار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تھی اور وہ بھی اکثر ایک وقت اور وہ بھی پیٹ بھر کر
نہیں۔ اور زید و عمرو رات دن میں دو دو وقت گیموں کھاتے ہیں تو یہ معاذ اللہ آدم علیہ السلام سے

۱۰۱ تا ۱۰۳ / ۲۱

۱۲۰ / ۲

۸ / ۸

بھی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی افضل ہوئے، ایں فساد خوردن گندم بود (یہ گندم کھانے کا فساد ہے۔ ت)

(۴) یہ نہ فقط حنفیہ بلکہ تمام اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے۔ اہلسنت کے نزدیک بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام اولین و آخرین سے افضل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۳ مسلمہ از فراشی ٹولہ بریلی مرسلہ مقصود علی خاں صاحب ۲۶ شعبان ۱۳۳۵ھ

زید کو لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ وہ وہابی ہے اور اس کے یہاں میلاد شریف اور تہجد وغیرہ نہیں ہوتا اور قیام کے وقت بھی کھڑا نہیں ہوتا۔ زید نے میلاد شریف کرائی اور قیام کے وقت کھڑا ہوا اور دریافت کرنے پر وہ کہتا ہے کہ قرآن عظیم اور کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے لیکن تعین کے ساتھ تجبہ و برسی و چھماہی یہ نہ کرنا چاہئے بلکہ خواہ میت کے دوسرے روز خواہ تیسرے روز خواہ چوتھے روز کہتے پڑ یا غرضے پر یا کسی شے پر کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کی ارواح کو پہنچانا جائز ہے اور اسی طرح ہر برسی و چھماہی کے لفظ سے اور گنتی دنوں سے نہ کرے بلکہ جس وقت چاہے کھانا پکوا کر فاتحہ دلوادے۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ میرا عقیدہ ہے کہ خدا سے کم زیادہ سب سے کمے یہی کلمہ ہے شایان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی تعظیم میں ذرا بھی فرق دل میں لائے تو وہ خارج از اسلام ہے، اور حضور پر نور کو شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین سمجھے اور یہ سمجھے کہ مثل حضور کے نہ کوئی ہے نہ ہوا اور نہ ہو، اور اگر خداوند کریم حضور کو پیدا نہ کرتا تو تمام مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ ایسے عقیدے والے کو وہابی خیال کرنا چاہئے؟ اس پر اگر یہ خیال کیا جائے کہ اس نے کسی مصلحت سے ایسا کیا ہے لیکن اس کے دل میں ممکن ہے کہ اس کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں کیا سمجھنا چاہئے اس کے زبانی اقرار کا اعتبار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بیٹنوا تو جسدوا (بیان فرماؤ اجر دے جاؤ گے۔ ت)۔

الجواب

تعیین یوم کا انکار آج کل وہابیہ کا شعار ہے، اور جتنی باتیں اُس نے کہیں بڑے بڑے پتکے وہابی کہہ لیتے ہیں اور بڑے بڑے اشد موقع پر مجلس و قیام بھی کر لیتے ہیں ان باتوں سے پہچان نہیں ہو سکتی بلکہ زید سے مفصل عقائد وہابیہ دریافت کئے جائیں نیز اسمعیل دہلوی و تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و حفظ الایمان اور ان کے مصنفوں کی نسبت دریافت کیا جائے اگر سب باتوں کے جواب میں وہی کچھ جو علمائے عربین شریفین نے تحریر فرمایا تو ضرور اسے سستی سمجھا جائے گا جب تک اس کا

خلافت ظاہر ہو اور اگر اُس میں کسی بات کا جواب خلافت دے یا جو کچھ علمائے حرمین شریفین اُن کتابوں اور اُن کے مصنفوں کی نسبت حکم ضلالت و کفر و ارتداد لگا چکے اس کے ماننے میں پھر چرکے تو وہ بلاشبہ سنی نہیں ضرور منہم (اسی میں سے) ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میں پہلے مولوی افضل صاحب بخاری طالب علم مدرسہ منظر الاسلام بریلی ۲۱ صفر ۱۳۳۶ھ (۱) عرض اینست کہ ورد خواندن شرائط بسیار مذکورست عقل بعید می پندارد تا کہ در وقت خواندن در نفس خطرات پیدامی شود یعنی کہ حضرت مآب آیامی بیند و می شنود۔

(۲) جناب سید کائنات خود رحمت و بروج اقدس اور رحمت فرستادن چہ فائدہ؟

(۳) پروردگار عالم چرا بر انبیاء علیہم السلام فرمود کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر زمان ہر یک اگر مبعوث شد تو بروے ایمان آورد و غیبہ چرا کہ بروے معلوم بود کہ زمان خاص جلوہ افروز میشود۔

(۴) عرض اینست کہ اگر شخصے ایں عقیدہ داشتہ باشد بایں طور کہ بر اللہ تعالیٰ چیزے واجب نیست از جانب غیبہ لکن از طرف رحمت و فضل اگر خود بر خود واجب کردہ باشد جائزست چگونہ۔

(۴) عرض یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کسی غیر کی جانب سے اللہ تعالیٰ پر کوئی شئی واجب نہیں لیکن وہ خود اگر اپنی رحمت و فضل سے اپنے ذمہ کرم پر کچھ واجب کر لے تو جائز ہے، یہ کیسا ہے؟

الجواب

(۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام (۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

دیکھتے اور سنتے ہیں (فرمانِ رسول ہے) بیشک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان نے چیخ ماری ہے اور اس کو چیخ ماری چاہئے۔ جب وہ پانچ سو سال کی راہ سے آسمان کی چیخ کی آواز سنتے ہیں تو ایک دو ماہ کی راہ سے کیوں نہیں سنتے۔ (فرمانِ رسول ہے) بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میری طرف بلند کر دیا تو میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس کی طرف دیکھ رہا ہوں گویا کہ میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قیامت تک ہونے والی چیزوں کو اپنے دستِ مبارک کی ہتھیلی کی طرح دیکھتے ہیں تو جو کچھ اب موجود ہے اس کو کیوں نہیں دیکھ سکتے، ان پر افضل و اکمل درود و سلام ہوں۔ عقل اس کو بعید شمار نہیں کرتی بلکہ وہم، اور جب ظنِ اکذب الحدیث ہے تو وہم کس گنتی میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حق سبحنہ و تعالیٰ جب خود پاک اور منزہ ہے تو پھر اس کی تسبیح (پاک) بیان کرنے کا کیا فائدہ؟ فائدہ درحقیقت خود ہمارا ہے۔ میں ان کی تسبیح سے پاک نہیں ہوتا (بلکہ تسبیح سے) وہ خود پاک اور ممتاز ہوتے ہیں۔

می بیند می شنود آتی ارامی ما
لا تروا واسمع ما لا تسمعون
اطلتم السماء وحق لها ان
تشیط "آواز اعلیٰ آسمان از پانصد
سالہ راہ می شنود از راہ دو یک ماہ
چنان شنود ان الله تعالیٰ
قد رفع لی الدنیا
فانا انظر الیہا و
الی ما ہو کائن فیہا الی یوم
القیامہ کاف انظر الی کفر
ہذا" انچہ تا قیامت آمدنی ست ہمہ را، بھو
کف دست مبارکش می بیند انچہ از
حال موجودست چنانہ بیند علیہ من
الصلوات افضلہا ومن التقیات اکملہا۔
اینہارا عقل بعید نمی پسندارد بلکہ وہم و
ظن اکذب الحدیث ست چہ جائے
وہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حق سبحنہ و تعالیٰ خود پاک و سبوح ست
برائے او تسبیح گفتن چہ فائدہ؟ فائدہ خود
ما راست ہے

من نگردم پاک از تسبیح شاں
پاک ہم ایشان شنود و در نشان

لہ جامع الترنزی کتاب الزہد باب ماجاء فی قول النبی صلی علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم انہ امین کمپنی دہلی ۵۵/۲
لہ کنز العمال حدیث ۳۱۹۷۱ موسستہ الرسالہ بیروت ۲۲۰/۱۱

ہمچنان ایسا فائدہ مارا است کہ من صلی
علیٰ واحدۃ صلی اللہ علیہ
عشرۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم، وہو اعلم۔

اسی طرح یہاں (درو بھیجے میں) بھی ہمارا اپنا
فائدہ ہے۔ (فرمان رسول ہے) کہ جس نے مجھ پر
ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں
نازل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام
بھیجے۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔

(۳) مقصود اظہار عزت و عظمت و سیادت
مطلقہ و اصالت کلیہ حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ
والسلام بود تا ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
را در دائرۃ نبوت مطلقہ اش فراگیرد و امتی
او گرداند، صلی اللہ علیہم اجمعین و
وبارک وسلم۔

(۳) حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی
عزت عظمت، سیادت مطلقہ اور اصالت کلیہ کو
ظاہر کرنا مقصود تھا تا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و
السلام کو آپ کی نبوت مطلقہ کے دائرہ میں لے کر
آپ کا امتی بنا دے۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ
درو و سلام و برکت نازل فرمائے۔

(۴) صحیح است و آل و جوہر نیست
تفضل ست کتب، بکم علی نفسہ
الرحمۃ و کان حقاً علینا نصر
المؤمنین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) یہ صحیح ہے، اور وہ و جوہر نہیں بلکہ اس کا
فضل ہے۔ (فرمان الہی ہے) تمہارے رب نے
اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے (مزید
فرمایا) اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی
مدد فرمانا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر محلہ قلعہ متصل جامع مسجد مرسلہ حامد حسین خان صاحب

، ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیا ولایت مطلقہ افضل ہے
نبوت خاص سے یا نبوت خاص افضل ہے ولایت سے؟ اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے کون صحابی دارائے ولایت تھے؟ اور تمام صحابہ کرام مرتبہ ولایت پر فائز تھے یا بعض ان

صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد التثنیہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۱

۱۱۱ العتہ آن الکریم ۵۴/۶

۵۳ ۴۴/۳۰

میں سے مفصل اور مشرح ارشاد ہو۔

الجواب

نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو یا اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت اس کی نبوت سے، اور اس اختلاف میں غرض کی کوئی حاجت نہیں۔ پہلی بات ضروریاتِ دین سے ہے اس کا اعتقاد مدارِ ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتیٰ کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کہے کافر ہے، کما قد نص علیہ الاکابر الائمة فی غیر ما کتاب (جیسا کہ اکابر امت متقدمہ کتابوں میں اس پر نص فرمائی ہے۔ ت) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیائے کرام تھے۔ قال اللہ تعالیٰ:

لا یتوی منکم من انفق من قبل
الفتح وقاتل اولیک اعظم درجۃ
من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا و
کلاً وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون
خبیر

وقال اللہ تعالیٰ:

ان الذین سبقت لہم منا الحسنی
اولیک عنہا مبعدون لا یسمعون
حیسبہا وہم فی ما اشتہت
انفسہم خلدون لا یحزنہم
الفرع الاکبر وتلقہم الملبکۃ
ہذا یومکم الذی کنتم
توعدون

بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ پہلے ہو چکا وہ اس (جہنم) سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ انہیں عذاب میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گجراہٹ، اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ (ت)

لہ القرآن الکریم ۵۰/۱۰
۱۰۳ تا ۱۰۱/۲۱

وقال الله تعالى :

والذین آمنوا بالله ورسوله اولئک
هم الصدیقون والشهداء عند
ربهم لهم اجرهم و نورهم
اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر
ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر
گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لئے ان کا
ثواب اور ان کا نور ہے۔ (ت)

وقال الله تعالى :

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین
امنوا معہ نور ہم یسعی بین یدیہم
وبایمانہم
جس دن اللہ تعالیٰ رسوا نہ کرے گانہی اور ان کے
ساتھ کے ایمان والوں کو، ان کا نور دوڑتا ہوگا
ان کے آگے اور ان کے دائیں۔ (ت)

صحابہ کرام میں سب سے افضل و اکمل و اعلیٰ و اقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم تھے اور ان کی افضلیت و اہمیت بترتیب خلافت۔ یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے
کامل مکمل ہیں اور دارائے نیابت نبوت ہوتے ہیں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور
دارائے تکمیل ہونے میں حضرت مولانا علی مرتضیٰ شیرخدا مشکل کشا کا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین۔ واللہ اعلم
۸۹ مسئلہ قصیدہ بشارت گنج ضلع بریلی فتح محمد ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ یوم ہفتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ ۹ سورہ انعام آیہ ۱۰۲ کی آیت ہے،
ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من
الخیر وما متنی الشوء ان انا الا
نذیر و بشیر لقوم یؤمنون
اور اگر میں غیب جان یا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے
بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی، میں
تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو

ایمان رکھتے ہیں (ت)

اس کے کیا معنی ہیں اور اس کی شان نزول کیا ہے اور اس سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب

”اگر میں اپنی ذات سے بے خدا کے بتائے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی برائی تکلیف
نہ پہنچتی، میں تو ایمان والوں کو ڈر اور خوشخبری ہی سنانے والا ہوں۔“ کافروں کے مہمل سوالات پر لڑتی تھی
اس سے علم غیب ذاتی کی نفی ہوتی ہے کہ بے خدا کے بتائے مجھے علم نہیں ہوتا اور خدا کے بتائے سے نہ ہونا
مراد لیں تو صراحتہ قرآن مجید کا انکار اور کھلا کفر ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے رسائل علم غیب میں دیکھو۔ واللہ اعلم

۹۰ مسئلہ از قبضہ شیش گڑھ ڈاک خانہ خاص بریلی مستولہ سید محمد سجاد حسین صاحب
۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

(۱) زید باوجود ادعائے صدیقی الوارثی کے اسمعیل دہلوی کو حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب
شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔

(۲) بکراپنے آپ کو چشتی حیدری بتاتا ہے اور مندرجہ ذیل امور پر اعتقاد رکھتا ہے یعنی مسلمان
جو حضرت پیران پیر جناب شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف
مقرر کر کے اُن کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچاتے ہیں اس کی بابت کہتا ہے کہ گیارہویں تاریخ مقرر کرنا
مذموم ہے۔ ماہِ رجب کی بابت لکھتا ہے کہ اس ماہ کے نوافل، صلوٰۃ و صوم و عبادت کے متعلق
بڑے بڑے ثوابوں کی بہت سی روایتیں ہیں اُن میں صحیح کوئی بھی نہیں۔ اور یہ بات بالکل غلط اور بے سند
ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ماہِ رجب میں ہوا تھا۔ ماہِ شعبان میں حلوا پکانا
یا تیرہویں کو عرفہ کرنا، عید کے دن کھانے تقسیم کرنا ممنوع ہے۔ ماہِ محرم میں کھجڑا یا شربت خاص کر کے
پکانا پلانا اور آٹاموں کے نام کی نیاز دلانا اور سبیل لگانا بہت بُری بدعتیں ہیں۔ ماہِ صفر میں کسی
خاص ثواب یا برکت کا خیال رکھنا جہل ہے۔ سید احمد رائے بریلوی کو نیک بزرگ بلکہ ولی جانتا ہے۔
پس کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے اشخاص کے حق میں کہ اُن کا اصلی مذہب کیا ہے؟ اور امور
مذکورہ بالا کی اصلیت مفصل طور سے تحریر فرمائی جائے۔

الجواب

(۱) صورت مذکورہ میں زید گمراہ بدین نجدی اسمعیلی ہے اور حکم فقہائے کرام اس پر
حکم کفر لازم، جس کی تفصیل کتاب الکوکبة الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ سے
ظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بکرا ہوشیار و ہابی معلوم ہوتا ہے۔ گیارہویں شریف کو مذموم، شعبان کے حلوے،
تیرہویں کے عرفے، عید کے کھانے کو مطلقاً بلا ممانعت شرعی ممنوع، محرم شریف کے کھجڑے،
شربتِ ائمہ اطہار کی سبیل کو مطلقاً بدعتِ شنیعہ کہنا شعار و ہابیہ ہے۔ اور وہاں گمراہ، بدین۔
احادیثِ اعمالِ رجب کو صحیح نہ کہنا بڑی چالاکی ہے۔ اصطلاحِ محدثین کی صحت یہاں درکار نہیں
فضائلِ اعمال میں ضعاف و لاجماع مقبول ہیں۔ رجب میں کشتی بنانے کا حکم نہ ہوا تھا بلکہ رجب
میں کشتی چلی اور اعدا پر قہر اور محبوبوں پر و حملتہ علی ذات الواح و دسروں تجری

با عیننا جزاء لمن کان کفرًا (اور ہم نے توح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے روبرو ہوتی، اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔ ت) کا فضل اسی مہینہ میں ظاہر ہوا۔ یہ عبد اللہ بن عباسؓ غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صفر و شرمہ عاشورہ کی نسبت اس کا قول رد نہ کیا جائے اگرچہ ثانی میں اختلاف کثیر ہے، اگر صراط مستقیم کے کلمات باطلہ کو باطلہ، کفریہ کو کفریہ، اسمعیل دہلوی کو گمراہ بدین جانتا ہے وہا بیت سے جدا ہے تو سید احمد کو صرف بزرگ جاننے سے وہابی نہ ہوگا ورنہ قد بینا الایات لقوم یعقلون کما ھدنا ربنا تبارک و تعالیٰ عتیا یصفون (تحقیق ہم نے عقلمند قوم کے لئے نشانیاں ظاہر کر دی ہیں، جیسا کہ ہمارے رب نے ہمیں ہدایت دی۔ ہمارا پروردگار ان کی باتوں سے بلند و بالا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۹۲^م ۹۵^ت مکہ از بہار شریف محلہ خانقاہ حضرت مخدوم الملک بہاری رحمۃ اللہ علیہ مسؤلہ نجم الدین احمد صاحب فردوسی نبیرہ جناب حضرت سید شاہ امین احمد فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۳ صفر ۱۳۳۲
بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل مفصلہ ذیل میں،

(۱) جو تعزیہ بنانے والے کو کافر اور اس کی اولاد کو حرامی اور قیام مولود کو بدعت سیئہ اور حاضری عرائس بزرگان دین کو فعل لغو سمجھتا ہے وہ شخص کیسا ہے، سستی حنفی ہے یا نہیں؟

(۲) دیوبندی مدعی تقلید و غیر مقلد مدعی اہل حدیث میں زیادہ کون ضلالت پر ہے اور دونوں فرقوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور ان دونوں گروہوں پر علمائے حرمین شریفین کا کیا فتویٰ ہے؟

(۳) جو شخص کہ اکابر اولیاء اللہ کے مزار اقدس کو تودہ خاک کھے اور استمداد و استغاضہ کا اولیاء اللہ کے قبور سے منکر ہو، اور "یا رسول اللہ" کہنا شرک و ناجائز بتائے اور طعام فاتحہ و نیاز کا کھانا حرام سمجھے اور جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

(۳) مولوی قاسم دیوبندی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی محمود حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں؟ ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہئے؟ ارشاد فرمایا جائے کہ ہم سنیوں کو تقویت حاصل ہو۔ بتینوا توجہوا (بیان کرو اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

(۱) تعزیر بنانا گناہ ہے کفر نہیں، کافر کہنے والا مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس حدیث میں داخل ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قال لا خیر یا کافر فقد باء بها
احدهما فان کانت کما قال و
الا ساجعت علیہ یلے
یعنی جو بظاہر کسی مسلم کو کافر کہے دونوں میں سے
ایک پر یہ بلا ضرور پڑے اگر واقع میں کافر ہے
تو خیر ورنہ یہ کہتا اس کہنے والے ہی پر پلٹ
آئے گا۔

اور اس کی اولاد کو حرامی کہنا اس آیت کریمہ میں داخل ہے،

ان الذین یرمون المحصنات الغافل
المؤمنات لعنوا فی الدنیا والاخرۃ
ولہم عذاب عظیم یلے
وہ جو پارسا بے خبر ایمان والیوں کو زنا کی تہمت
لگاتے ہیں اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت ہے
اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

قیام مجلس مبارک کو بدعت سیئہ اور حاضری اس طیبہ کو لغو سمجھنا شعارِ دُعا بیہ ہے،
اور دُعا بیہ سستی کیا مسلمان بھی نہیں کہ اللہ و رسول کی علانیہ توہین کرتے ہیں۔ اور اللہ عز و جل
فرماتا ہے:

قل ابا لله وایتہ ورسولہ کنتم
تستہزنون لا تعتذرون لا قد کفرتم
بعد ایسا نکم یلے
ان سے فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور
اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے
نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لا خیر لیسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۷/۱
صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اغاہ بغیر تاویل فهو کما قال " " " ۹۰۱/۲
۲۔ القرآن الکریم ۲۳/۲۳ ۶۶/۹

ہاں بالفرض اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ بابت و وہابیہ سے جدا ہو وہابیہ کو گمراہ و بدین دیوبندیہ کو کفار مرتدین جانتا مانتا ہو صرف قیام و عرس میں کلام رکھتا ہو تو محض اس وجہ پر اسے سنیت و حنفیت سے خارج نہ کہا جائے گا مگر آج کل یہ فرض از قبیل فرض باطل ہے، آج وہ کون ہے کہ ان میں کلام کرے اور ہوسنی، اللہم مگر یہ تعقید کہ وہابیہ میں روافض سے کچھ کم نہیں۔
(۲) دونوں میدان کفر میں کفر سی رہاں ہیں، دونوں کے پیچھے نماز باطل محض، جیسے مسیح چرن یا گنگا دین کے پیچھے۔

کما حققناه فی النهی الاکید عن الصلوۃ
وسواء عدی التقليد و غیرہ من
کتبنا و فتاوانا۔
جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ
النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقليد
اور دیگر کتب و فتاویٰ میں کر دی ہے۔ (ت)

فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے،

مر وی محمد عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوۃ
خلف اهل السواء لای يجوز له
امام محمد علیہ الرحمہ نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے روایت فرمایا کہ بد مذہب
کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

بنا ہر غیر مقلد دیوبندیہ سے بدتر ہیں کہ عقائد کفر و ضلال میں دونوں متحد اور ان میں انکار تقلید
و بدگوئی ائمہ زائد خود امام الدیابنہ رشید گنگوہی کے فتاویٰ حصہ دوم صفحہ ۲۱ میں ۴ گروہ غیر مقلد میں
نذیر حسین دہلوی کی نسبت ہے،

”ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بے جا ہے۔“

عقائد میں سب متحد مقلد اور غیر مقلد ہیں۔ اور مفتی سے اگر غیر مقلدین اور دیوبندیہ کے بارے میں سوال
ہوگا تو دیوبندیوں پر حکم سخت تر دے گا کہ اس کا مطمح نظر وصف عنوانی ہے ترک تقلید و بدگوئی ائمہ کو
دیوبندیہ کے ان اقوال سے کیا نسبت ہے جو سرگروہان دیابنہ گنگوہی، نانوتوی و تھانوی کے ہیں کہ اہلس
کو علم غیب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مانے تو صریح مشرک۔

عہ دونوں ریس کے گھوڑوں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر ۳۰۴/۱
فتاویٰ رشیدیہ مولوی نذیر حسین اظہر ش کو براکتی کا حکم محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی ص ۱۸۵

(۲) شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟
(۳) شیطان خدا کی صفت خاصہ میں اس کا شرک ہے؟

(۴) شیطان اس عظیم فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے نہ بایں معنی کہ حضور میں کم ہو اور اس میں زائد، بلکہ بایں معنی کہ یہ فضل جلیل ابلیس ہی کے لئے ہے حضور کے لئے ماننے والا مشرک بلکہ شیطان خود خدا ہے کہ اس کے لئے علم غیب ثابت ہے کوئی عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو علم غیب بزرگ خود ثابت کر دے؟

براہین والے نے بزرگ خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلیٰ ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے اس زعم پر بر بنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کر لے علم غیب کا لفظ کلام مخالف میں نہ تھا اور جو علم مخالف نے ثابت کیا اُسے براہین والا خود نصوص سے ثابت مانتا ہے اور اُسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہ وہاں کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ سب علوم غیب سے کروڑوں درجے زائد کہ اُن کے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے، ایک جلسہ نکاح پر مطلع ہو جانا علم غیب ہے براہین قاطعہ ص ۴۹ فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر نکھاتے تو علم محیط زمین تو لاکھوں کروڑوں علم غیب کا مجموعہ ہوا جسے شیطان کے لئے ثابت مانا اور اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے (فتاویٰ گنگوہی حصہ تین ص ۸۷) تو ضرور شیطان ان کے یہاں غیر حق تعالیٰ نہیں ورنہ اُس کے لئے علم غیب مان کر شرک صریح میں نہ پڑتے۔ جو وقوع کذب باری کا قائل ہو یعنی صراحت کئے کہ اللہ (معاذ اللہ) جھوٹا ہے جھوٹ بولا ہے تو اس کو کافریا پرستی ضال کہنا چاہئے اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے، اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کر سکتا ایسے کو تفسیق سے مامون کرنا چاہئے (فتویٰ گنگوہی صاحب)

۱۔	البراہین القاطعہ	بحث علم غیب	مطبع لے بلا ساڈھور انڈیا	ص ۵۱
۲۔	”	”	”	ص ۵۱ و ۵۲
۳۔	البراہین القاطعہ	بحث علم غیب	مطبع لے بلا ساڈھور انڈیا	ص ۵۱
۴۔	”	”	”	”
۵۔	فتاویٰ رشیدیہ	علم غیب شرک ہے	محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی	ص ۶۵

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی نبی آخر الزماں ہونا (جیسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے) جاہلوں کا خیال ہے نا فہمی ہے یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے نہ اُسے فضیلت میں دخل نہ وہ مدح میں ذکر کر کے قابلِ اُیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا وہم قرآن کی عبارت بے ربط (تخذیر الناس نانوتوی صاحب ص ۳۰۲) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تخذیر الناس ص ۳۲) بڑوں (علماء و ائمہ و صحابہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم نہ پہنچا طفل نادان (یعنی نانوتوی صاحب) نے ٹھکانے کی بات کہہ دی (تخذیر الناس ص ۳۴) یعنی یہ کہ خاتم النبیین کتنا محض جھوٹی ہوا بندی ہے اس لئے کہ ختمِ زمانی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک تمام صحابہ و ائمہ و مسلمین (ان کے زعم میں) براہِ نا فہمی سمجھے ہوئے تھے، اور ص ۱۱ تخذیر الناس پر خود برائے تصنع کہا تھا کہ اس کا منکر بھی کافر ہو گا وہ تو اس صورت میں کہ بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو یا ہرگز اُٹل ہو ہی گیا کہ وہ تو خود ہر اقرار تخذیر الناس ص ۲ یہی تھا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہوا تو سب میں آخری کب رہیں گے یہ تو گیا ہی اور اس کے جاتے ہی نانوتوی صاحب کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم شد کہ اسے ختمِ زمانی لازم تھا تخذیر ص ۹ ختمِ نبوت بمعنی معروض کو تاخرِ زمانی لازم ہے لازم گیا تو ملزوم کہاں غرض نہ ختمِ زمانی رہا نہ ذاتی، سب فنا اور خاتمیت بجا اس میں کچھ فرق نہ آئے گا "کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جب اسے (اللہ تعالیٰ) یونہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔ ت) یہ ہے وہ ٹھکانے کی بات علی و علیہ ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ غفرلہ

۱۰	تخذیر الناس	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور	ص ۲۱
۱۱	"	"	"
۱۲	"	"	"
۱۳	"	"	"
۱۴	"	"	"
۱۵	"	"	"
۱۶	"	"	"
۱۷	"	"	"
۱۸	"	"	"
۱۹	"	"	"
۲۰	"	"	"
۲۱	"	"	"
۲۲	"	"	"
۲۳	"	"	"
۲۴	"	"	"
۲۵	"	"	"
۲۶	"	"	"
۲۷	"	"	"
۲۸	"	"	"
۲۹	"	"	"
۳۰	"	"	"
۳۱	"	"	"
۳۲	"	"	"
۳۳	"	"	"
۳۴	"	"	"
۳۵	"	"	"
۳۶	"	"	"
۳۷	"	"	"
۳۸	"	"	"
۳۹	"	"	"
۴۰	"	"	"
۴۱	"	"	"
۴۲	"	"	"
۴۳	"	"	"
۴۴	"	"	"
۴۵	"	"	"
۴۶	"	"	"
۴۷	"	"	"
۴۸	"	"	"
۴۹	"	"	"
۵۰	"	"	"
۵۱	"	"	"
۵۲	"	"	"
۵۳	"	"	"
۵۴	"	"	"
۵۵	"	"	"
۵۶	"	"	"
۵۷	"	"	"
۵۸	"	"	"
۵۹	"	"	"
۶۰	"	"	"
۶۱	"	"	"
۶۲	"	"	"
۶۳	"	"	"
۶۴	"	"	"
۶۵	"	"	"
۶۶	"	"	"
۶۷	"	"	"
۶۸	"	"	"
۶۹	"	"	"
۷۰	"	"	"
۷۱	"	"	"
۷۲	"	"	"
۷۳	"	"	"
۷۴	"	"	"
۷۵	"	"	"
۷۶	"	"	"
۷۷	"	"	"
۷۸	"	"	"
۷۹	"	"	"
۸۰	"	"	"
۸۱	"	"	"
۸۲	"	"	"
۸۳	"	"	"
۸۴	"	"	"
۸۵	"	"	"
۸۶	"	"	"
۸۷	"	"	"
۸۸	"	"	"
۸۹	"	"	"
۹۰	"	"	"
۹۱	"	"	"
۹۲	"	"	"
۹۳	"	"	"
۹۴	"	"	"
۹۵	"	"	"
۹۶	"	"	"
۹۷	"	"	"
۹۸	"	"	"
۹۹	"	"	"
۱۰۰	"	"	"

ص ۳۱	مکتبہ نبویہ لاہور	ص ۳۱
ص ۳۲	" "	ص ۳۲
ص ۱۳	" "	ص ۱۳
ص ۱۴	" "	ص ۱۴

16

16

النَّبوةُ هي الاطلاع على الغيبِ
یعنی نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ غیب پر مطلع ہونا۔

ان غلام احمد القادیانی ورشید احمد
ومن تبعه کخلیل الانبیثی و اشرف علی
و غیرہم لاشبہۃ فی کفرہم بلامجال بل
لاشبہۃ فی من شک بل فیمن توقف
فی کفرہم بحال من الاحوال یہ

ص ۵۸: غلام احمد القادیانی و غلام احمد قادیانی ورشید احمد و

١٤ المواهب اللدنية المقصد الثاني الفصل الاول المكتب الاسلامى بيروت ٢/٣٤
١٥ حوام الحرمين مكتبة نبويه لاهور ص ٣٩
١٦ " " " " " ٥٠

طهراً بغيره .

رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی کھلے کافر ہیں

رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی من اهل الکفر الجلی

رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد کھلے کفر والے ہیں

رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد من ذوی الکفر الجلی

میں اُن گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا تو میں نے پایا کہ اُن کے اقوال اُن کے مرتد ہو جانے کے موجب ہیں اور وہ (انہیں اللہ رسوا کرے) رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد ہیں جو کھلے کفر والے ہیں

اطلعت علی کلام المضلین فوجدتہ موجباً لردتہم و ہم اخزاهم اللہ تعالیٰ رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد من ذوی الکفر الجلی

مگر وہ خارج از دین جسے وہابیہ کہا جاتا ہے اُن میں سے ہے دین سے نکلنے والا شانِ اُلوہیت و رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبٹھی، اشرف علی تنہانوی

الفرقة المارقة التي تدعى بالوهابية منهم المارق المنقص لشان الالوهية والرسالة قاسم النانوتوي و رشيد احمد گنگوہی و خلیل احمد انبٹھی و اشرف علی تنہانوی

۶۵ ص	مکتبہ نبویہ لاہور	۱۰۰ ص
۶۶ "	" "	۱۰۱ ص
۶۷ "	" "	۱۰۲ ص
۶۸ "	" "	۱۰۳ ص
۶۹ و ۷۰ "	" "	۱۰۴ ص
۷۱ و ۷۲ "	" "	۱۰۵ ص
۱۰۷ "	" "	۱۰۶ ص
۱۰۸ "	" "	۱۰۷ ص

ص ۱۲۸ و ص ۱۳۰ :

وَالْقَاسِمَةُ قَوْلُهُمْ صَرِيحٌ فِي تَجْوِيزِ
نُبُوَّةٍ جَدِيدَةٍ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ وَلَا شَكَّ
أَنَّ مَنْ جَوَّزَ ذَلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ بِاجْتِمَاعِ
الْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى مَنْ رَضِيَ
بِمَقَالَتِهِمْ تِلْكَ أَمَّا لَمْ يَتُوبُوا
غَضِبَ اللَّهُ وَلَعْنَتُهُ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ لِيَهْ

قَاسِمِ نَافُوتَوِي كَے قَوْل سے صاف ظاہر ہے
کہ یہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد
کسی کو نبوتِ جدیدہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور
کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماع
علمائے امت کافر ہے ان لوگوں پر اور جو ان کی
اس بات پر راضی ہو اُس پر اللہ کا غضب اور
اللہ کی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہ ہوں گے۔

ص ۱۳۲ و ۱۳۴ :

قَوْلُ رَشِيدِ أَحْمَدَ الْكَنْكَوْهِ فِي الْبِرَاهِينِ
الْقَاطِعَةِ كُفْرًا وَاسْتِخْفَافًا صَرِيحٌ
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَدْ نَصَّ أَثَمَةُ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ أَنَّ
مَنْ اسْتَخَفَّ بِرَسُولِ اللَّهِ كَافِرٌ يَهْ

وہ جو رشید احمد کنکوہی نے براہین قاطعہ میں لکھا
کفر ہے اور صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے چاروں
مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ
شان اقدس گھٹانے والا کافر ہے۔

ص ۱۳۴ :

قَوْلُ اشْرَفَ عَلِيٍّ تَهَانَوِي كُفْرًا صَرِيحٌ بِالْاجْمَاعِ
أَشَدَّ اسْتِخْفَافًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
مَقَالَةِ رَشِيدِ أَحْمَدَ فَيَكُونُ
كُفْرًا بِطَرِيقِ الْأَوَّلِيِّ مُوجِبًا لِعُذْبِ اللَّهِ

وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا وہ کھلا ہوا کفر ہے
بالاتفاق اس میں رشید احمد کے قول سے بھی
زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
تنقیصِ شان ہے تو بدرجہ اولیٰ کفر ہوگا اور
قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت کا

ص ۱۳۵ و ۱۳۷

مکتبہ نبویہ لاہور

لہ حسام الحرمین

ص ۱۳۶ و ۱۳۸

" " "

" " "

ص ۱۳۹ و ۱۴۱

" " "

" " "

ص ۱۴۰ و ۱۴۲

" " "

" " "

موجب ۹۲

۹۶ مکتبہ از نصیر آباد راجپوتانہ مرسلہ شیخ عمر ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

اگر کسی کتاب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول یا فعل سے کھانے پر فاتحہ یا تحہ اٹھا کر پڑھنے کا ثبوت ہو تو برائے مہربانی اُس کتاب کا نام اور صفحہ سے بہت جلد اطلاع دیں کیونکہ ایسا دعویٰ مولوی عبدالمکیم غیر مقلد کرتا ہے جس کے پرچہ کی نقل جو میرے پاس آیا ہوا ہے کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ملاحظہ

۱۰ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۴۱

۶۲ " " " " ص ۱۴۲

۳۵ یک روزہ فارسی فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷۱

٣٣/٦٨ القرآن الكريم

فرمائیں (نفلِ رقعہ یہ ہے) میں عبد الحکیم اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر کوئی عالم امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ ثابت کر دے کہ انھوں نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے تو میں اس کام کو کروں گا اور علانیہ لوگوں میں توبہ کروں گا اور سوروپیہ کی مستثنائی اس کے شکر یہ میں تقسیم کروں گا۔

الجواب

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب وہ ہے جو ان کی کتاب عقائد فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ،
ان دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم
عنہم نفع لهم، خلافا للمعتزلة،
الاصل في ذلك عند اهل السنة ان
للانسان ان يجعل ثواب عمله
لغيره صلاة او صوما او حجا
او صدقة او غيرها، وعند ابي حنيفة
مرحمه الله واصحابه يجوز ذلك و
ثوابه الى الميت ملخصا۔
امام اعظم کا یہ مذہب ہے کہ اگر اس میں کوئی ثبوت دے دے کہ امام نے قرآن مجید اور کھانے کا
ثواب پہنچانا جائز تو فرمایا لیکن کھانا آگے رکھنے کو منع فرمایا ہے، میت کے لئے دعا تو جائز فرمائی ہے لیکن
اس میں ہاتھ اٹھانا منع فرمایا ہے، تو اسے دوسروں پر انعام دے جائیں گے۔ نیز دیوبند وغیرہ وہابی
مدارس میں جو نصاب تعلیم ہے اور سالانہ جلسے طرز معلوم کے لئے امتحان اور ان کے نمبر اور روداویں چھاپنا
اور کتابیں چھاپ کر بیچنا اور ان پر کمیشن کاٹنا، اگر کوئی عالم اس کا ثبوت دے کہ امام اعظم نے ان
باتوں کا حکم دیا ہے تو سوروپیہ انعام پائے گا۔

۹۷ مسئلہ از امر تسکیرہ پرچہ مرسلہ غلام محمد دکاندار ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

ثبوت مولود شریف پرسیورپیہ انعام۔ آج کل جس رسم مولود کا رواج ہے ہمارے علم میں یہ بے ثبوت
بات ہے اس کے ثبوت دینے پر انجمن ہذا کی طرف سے یکم ربیع الاول کو ایک اشتہار انعامی دئی رپیہ
شائع ہو چکا ہے مگر میاں فیروز الدین صاحب سوداگر آئریسی مجسٹریٹ فرماتے ہیں کہ یہ انعام کم ہے اس مسئلہ

۱۷ منہ الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر الدعار لیت ینفع خلافا للمعتزلة مصطفیٰ البابی حلبی مصر ص ۳۰-۳۹

کا فیصلہ ہونا ضروری ہے اس لئے میاں صاحب موصوف مروجہ مولود کا ثبوت قرآن یا حدیث یا فقہ میں سے دینے والے کو یک صد روپیہ انعام دینے کا اعلان کرنے کی ہم کو اجازت دیتے ہیں۔ امید ہے کامیاب مولود شریف ضرور توجہ کر کے انعام مرقومہ کے علاوہ ثواب داریں بھی حاصل کریں گے۔

نوٹ، واضح رہے کہ ایچ پیج کا کام نہیں، صرف حوالہ کتاب مع عبارت شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینہ میں مجلس مولود کیا کرو مجلس مولود کرنا ثواب ہے، ہماری طرف سے اجازت ہے کہ امامان دین میں سے کسی ایک امام کا قول دکھا دیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر اتنا بھی ثبوت نہیں تو پھر ایسی بے ثبوت بات کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام
شاہکار محمد ابراہیم شال مرچنٹ نائب سیکریٹری انجمن اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر

الجواب

وہابیہ کو دو سو روپے انعام۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَمَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۖ
اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت نعمت نہیں یا مجلس میلاد مبارک اس نعمت کا چرچا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَذَكَرْهُمْ بَأْيَامِ اللَّهِ ۚ
اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا دن اللہ کے عظمت والے دنوں میں نہیں یا مجلس میلاد اُس دن کا یاد دلانا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ
فَلْيَفْرَحُوا ۖ
تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

۱۵ القرآن الکریم ۹۳/۱۱

۵۲ ۵/۱۳

۵۳ ۵۸/۱۰

اگر وہ بابر ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہیں یا مجلس میلاد اس فضل و رحمت کی خوشی نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔
(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا۔
جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے وہ منع کریں اس سے باز رہو۔

اگر وہ بابر ثبوت دیں کہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں کہیں مجلس میلاد مبارک کو منع فرمایا ہے تو ۴۰ روپے انعام۔

ضروری اطلاع: واضح رہے کہ ایچ پیج کا کام نہیں صرف وہ آیت یا مع حوالہ کتاب صحیح سننا وہ حدیث شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینے میں مجلس میلاد نہ کیا کرو مجلس میلاد کرنا عذاب ہے بلکہ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ چاروں اماموں یا صحاح ستہ کے چھ مصنفوں میں سے کسی ایک امام ہی کا قول مذکور دکھا دیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر منع کا اتنا ثبوت بھی نہیں تو پھر ایسے بے ثبوت منع کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔

(۵) اہلحدیث کی کانفرنس اور اس میں سیکرٹری وغیرہ مقرر کرنا اور بننا اور اسکے بڑے سالانہ جلسے اور انکی ہیئت کزائی اور اہلحدیث کا اخبار چھاپنا اور اس کی پیشگی قیمت لینا اور ردائے ائمہ میں کتابیں چھاپنا اور ہیئت مروجہ پر مدرسے بنانا اور ان میں تنخواہ دار مدرسین رکھنا سہ ماہی، ششماہی، سالانہ امتحان ہونا، ان میں پاس کے نمبر ٹھہرانا، کسی مسئلہ کا ثبوت مانگنے پر اشتہار چھاپنا، اس پر درس کا نصاب معین کرنا، انعام ٹھہرانا۔ ان سب باتوں کا اگر وہ بابر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ، تابعین یا چار امام یا چھ مصنف صحاح سے ثبوت دے دیں تو ۴۰ روپے انعام۔ اور ثبوت نہ دے سکیں تو پھر ایسی بے ثبوت باتوں کے چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الهدی (اور سلامتی اسے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ ت)

تحریر برسالہ شمس السالکین دربارہ مجلس مبارک و قیام

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما
الحجیب المصطفیٰ وآلہ وصحبہ اولی الصدق والصفاء۔ فقیر غفرلہ المولی القدر نے مولینا مولوی
لہ القرآن الکریم ۵۹/۷

ابونصر حکیم محمد یعقوب صاحب حنفی قادری رامپوری کا یہ مختصر و کافی فتویٰ مستفی بہ شمس السالکین مطالعہ کیا، مولیٰ عزوجل مولینا کی سعی جلیل قبول فرمائے اور اس فتویٰ کو حقیقۂ سالکین راہ ہدٰی کے لئے آفتاب نورانی بنائے۔ مجلس مبارک و قیام اہل محبت کے نزدیک تو اصلاً محتاج دلیل نہیں۔ اہل محبت میں جو انصاف پر آئیں قرآن عظیم قول فیصل و حاکم عدل ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل بفضل اللہ وبرحمته فبذلك
فلیضربوا بالہ

تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

وذكرهم بآيات الله
اور فرماتا ہے:

واما بنعمة ربك فحدث بآيات
اور فرماتا ہے:

اتأمرسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا
لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه و
توقروه

اے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

فالذین آمنوا به وعزروه ونصروه
واتبعوا النور الذی انزل معہ
اولئک ہم المفلحون

اور فرماتا ہے:

لئن اقمتم الصلوة واتیتم الزکوة وامنتم

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس فوج کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔ (ت)

۵۲ القرآن الکریم ۵/۱۴
۵۳ " ۹۰۸/۴۸

۵۴ القرآن الکریم ۵۸/۱۰
۵۵ " ۱۱/۹۳
۵۶ " ۱۵۷/۷

برسلی وعزس تموهم واقضتم اللہ قرضا
حسنالا کفران عنکم سیئاتکم ولادخلنکم
جنت تجری من تحتہا الانہر فممن
کفر بعد ذلک منکم فقد ضل سواء
السبیل

پرایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن
دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور
ضرورت میں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے
نہریں رواں، پھر اس کے بعد حرم میں سے کفر
کھرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔ (ت)

پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شادیاں مناؤ، لوگوں کو اللہ کے
دن یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل و رحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم
علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اُسی کے
صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پر نور کے دن سے بڑا
ہے۔ تو بلاشبہ قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ ولادت اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں کے سامنے اُسی کا
چرچا خوب زور شور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔ بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصاً
سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے، اور قاعدہ شرعیہ
المطلق یجری علی اطلاقہ (مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ ت) جو بات اللہ
عز و جل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو جو کچھ اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب
کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کرے گا وہ کتاب اللہ کو
منسوخ کرتا ہے، جب ہمیں تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم
کی اجازت ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یہی رحمت پر فرحت، ایام الہی کا
تذکرہ، نعمت ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقہ سے کئے جائیں سب اقبال امر الہی ہیں جب تک
شرع مطہر کسی خاص طریقہ پر انکار نہ فرمائے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس و قیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا
یا بعینہ اُن کا قرونِ ثلثہ میں وجود تلاش کرنا زری اور نہ ہی مہت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے
منسوخ کرنا ہے۔ اللہ عز و جل تو مطلق حکم فرمائے اور مگرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو خاص وہ
صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا جس کا بہیئت کذا فی قرونِ ثلثہ میں

لہ القرآن الکریم ۱۲/۵

لہ التوضیح والتلویح

فصل حکم المطلق

مطبع میر محمد کراچی

۱۶۹/۱

وجود ہوا ہو، انا للہ وانا الیہ ساجعون (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت) عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ اظہارِ فرست و تذکرہ نعت و تعظیم سرکار رسالت دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ و رسول نے منع تو نہیں فرمایا، اگر اُس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ انہیں احکام کی بجا آوری ہے جو ان آیاتِ کریمہ میں گزرے مگر آدمی دل سے مجبور ہے، محبوب کا چرچا محب کا چین اور اُس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈک اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا، دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے، آخر نہ دیکھا کہ دل کی دبی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، جانتے ہو کہ اب یہ منکرانِ مجلس و قیام کون ہیں، ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی، ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری، اُن کی تعریف ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم۔ باتوں مثالوں میں چوڑے چارے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اوروں سے بہت زائد۔ ان کی دھرم پوتھی تقویۃ الایمان میں مصرح ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے، ”جیسا علم غیب اُن کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے“ وغیرہ وغیرہ کلات ملعونہ۔ مسلمانو! یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک و قیام سے حکم ہیں اب تو سمجھو کہ علت انکار کیا ہے واللہ واللہ بغضِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھو خبردار ہوشیار یہ ہیں وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ذیاب فی ثیابؑ بھڑکتے ہوئے کپڑے پہنے، یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ خناس۔ اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھڑو! اپنے دشمن کو پہچانو، نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن جنہوں نے وہ ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھیں چھاپیں اور آج تک اُن پر مصر ہیں۔

قد بدت البغضاء من اخواہم
وما تخف صدورہم
اُن کی عداوتِ شدیدہ تو اُن کی باتوں سے ظاہر
ہو گئی اور وہ جو اُن کے دلوں میں چھپی ہے بہت

لہ القرآن الکریم ۱۵۷/۲

۱۵ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱

۱۶ حفظ الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۳ و دعوت فکر مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور ص ۷۶

۷۴

اکبرؑ

زائد ہے۔

جو بظاہر اُن خبیث گالیوں کے خود مرکب نہیں اُن سے پوچھ دیکھئے کہ جن خبیثاء نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں منہ بھر کر گالیاں دیں وہ مسلمان رہے یا کافر ہو گئے، دیکھو ہرگز ہرگز انہیں کافر نہ کہیں گے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل اُن کی حمایت کو تیار ہو جائیں گے تاویلیں گھڑیں گے، بات بنائیں گے، حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین بالاتفاق اُن تمام دشنامیوں کو ایک ایک کا نام لے کر فرما چکے کہ:

من شك في عذابه وكفره فقد كفر بالله جو انکے عذاب کا فر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔
مسلمانو! جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی پھر اُسے مجلس یا قیام یا کسی مسئلہ اسلام میں بحث کا کیا موقع رہا، کافروں مرتدوں کو اسلامی مسائل میں

داخل دینے کا کیا حق۔ مگر یہ ساری وقت اس کی ہے کہ بھائیو تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ابھی نہ پہچانا، ان کے پاس بیٹھتے ہو، اُن کی بات سننے ہو، ان کی تحریریں دیکھتے ہو۔ دیکھو یہ تمہارے حق میں زہر ہے، دیکھو تمہارے پیارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ واللہ تم سے بڑھ کر تم پر مہربان ہیں تمہیں ارشاد فرما رہے ہیں کہ:

فایاکم وایاھم لا یصلونکم و لا یفتنونکم
اُن سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور کر دو
کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ والیعاذ باللہ تعالیٰ۔

بھائیو! مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے لپٹا رہنا اچھا ہے یا معاذ اللہ ان کے دشمن کے پھندے میں پڑنا، اللہ تعالیٰ اُن کا دامن نہ چھڑائے دنیا میں نہ آخرت میں، آمین!
وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین، آمین!
۹۸ مسئلہ از جالندھر چوک امام ناصر الدین صاحب دکان ملک محمد امین، مسئلہ ملک محمد امین ۲۵ ربیع الآخر، ۱۳۲۹ھ
۹۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

لہ القرآن الکریم ۱۱۸/۳

۹۷ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳ مکتبہ اہل سنت بریل ص ۹۴
۹۸ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

(۱) خواب میں شیطان کسی اچھی صورت میں ہو کر فریب دے سکتا ہے یا نہیں کہ میں محمد رسول اللہ ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲) اٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے؟ کُل اشیاء درخت وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں؟

الجواب

(۱) حضور اقدس علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے ساتھ شیطان تمل نہیں کر سکتا۔ حدیث میں فرمایا،

من رآنی فی المنام فقد رآی الحق ان الشیطان لا یتمثل بی لہ
جس نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک اس نے
مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار
نہیں کر سکتا۔ (ت)

ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپ کو الہ ظاہر کر سکتا ہے۔
(۲) عالم اٹھارہ ہیں اور ہر ایک میں کثرت مخلوقات کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔ تینوں موالید جمادات، نباتات، حیوانات، اور چاروں عناصر، اور سات آسمان، اور فلک ثوابت، فلک اطلس، کرسی، عرش۔ افادہ الشیخ الاکبر محمد الدین ابن عربی قدس سرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از شہر بریلی محلہ سوداگران مسئلہ شفیع احمد بیسپوری ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ
حضور پر نور، بعد یشاق الست بریکہ کیا ارواح معدوم کر دی گئی تھیں اور بعد خلق انسان کے وقت پھر خلق رُوح ہوتا ہے، اس میں اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے اور کیا دلیل؟ اور یہ عقیدہ کس مرتبہ میں ہے ایقانی اجماعی یا ضروریات اہلسنت سے؟ اس مسئلہ میں علماء کو تردد ہے، ابھی ضرورت ہے۔

الجواب

ماشاء اللہ، رُوح بعد ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی انما خلقتہم للابد (تم ہمیشہ کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ ت) بدن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے، قال اللہ عزوجل؛
وکنتم امواتا فاحیا کہ تم یمیت کہ
حالا نکمہ تم مردہ تھے اُس نے تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا
پھر تمہیں جلانے کا۔ (ت)

۳۸۴/۱۵	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۴۱۴۸۹	لہ کنز العمال
ص ۵	خلافت اکیڈمی منگورہ سوات	باب فضل الموت	۲ شرح الصدور
			۳ القرآن الکریم ۲۸/۲

اگر بعد میثاق رُوحیں معدوم کر دی گئی ہوتیں تو تین موتیں ہوتیں اور یوں فرمایا جاتا،
 کنتم امواتا فاحیاکم ثم اماتکم ثم احیاکم تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر مارا،
 ثم یبیتکم ثم یحییکم۔ پھر زندہ کیا، پھر مارے گا، پھر زندہ کرے گا (ت)
 یہ عقیدہ اجماعی ہے مگر نہ اس درجہ پر واضح کہ جو شخص بحال ناواقفی اس کا خلاف کرے اُسے
 اہل سنت سے خارج کیا جائے بلکہ غلط کار خاٹی ہے ولس، اور اس پر یہ الزام ہے کہ بے جانے
 لب کشائی کی جرأت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ اور ایمان کامل کیسے
 ہوتا ہے؟ بیٹنوا توجسروا (بیان فرماؤ اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حقانیت کو صدقِ دل
 سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقرر ہوا ہے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں
 اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن
 ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگوئیوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہو، جو کچھ دے
 اللہ کے لئے دے جو کچھ روئے اللہ کے لئے روئے، سو اس کا ایمان کامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احب لله و ابغض لله و اعطى
 الله و منع الله فقد استكمل
 الايمان لله و الله تعالى اعلم۔
 جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ
 کے لئے عداوت کی، اور اللہ تعالیٰ کے لئے دیا اور
 اللہ تعالیٰ کے لئے روکا اس کا ایمان کامل ہے۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲ از کھنڈل پوسٹ آفس کیو کٹو ضلع اکیاب مرسلہ محمد عبدالسلام مدرس چھارم

گورنمنٹ اسلامیہ اردو اسکول ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض دیباہی عالم کہتے ہیں کہ درود تاج پڑھا حرام ہے
 لے سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی رد الارجار آفتاب عالم پریس لاہور ۲۸۷/۲

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض
والالہ (مصیبت، دیار، قحط سالی، بیماری اور دکھ کو دور کرنے والا۔ ت) کا استعمال نازیبا
بلکہ شرعاً ممنوع اور ایمان جانے کا خوف ہے نعوذ باللہ من ذلک یہ قول حق ہے یا باطل؟ اگر حق ہو تو
منکرین پر شرعاً کیا حکم؟

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شک دافع ہر بلا میں، ان کی شان عظیم تو ارفع واعلیٰ ہے، اُن کے
غلام و فروع بلا فرماتے ہیں۔ ابن عدی وابن عساکر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
إِنَّمَا سَيِّئْتُ أَحْيِدَ لَا فَيَ أَحْيِدُ عَنْ
أُمِّي نَا تَرَجَهْتَهُ يَ

میرا نام آخیدا اس لئے ہوا کہ میں اپنی اُمت سے
آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔

دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہوگی جس کے دافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔
بیہقی دلائل النبوة اور ابوسعید شرف المصطفیٰ میں راوی، خفاف بن فضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کوشش کرتا ہوا مدینہ میں حاضر ہوا کہ زیارت
اقدس سے شرف ہوں تو حضور میری سب
مشکلیں کھول دیں۔

نے حاضر بارگاہ ہو کر عرض کی، اے
حق وردت الی المدینۃ جاہدا
کیا اراک فتفرج الکربات

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔
منع المدح امام ابن سید الناس میں ہے حرب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اے
لقد بعث الله النبي محمدا
(خدا کی قسم اللہ عز وجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل
ہدایت کے ساتھ ایسا بھیجا کہ حضور و فوج بلا فرماتے ہیں)

۲۱/۳

۲۶۱/۲

۱۳۴/۱

۳۲۰/۱

۱۔ تاریخ دمشق الكبير باب معرفة اسماء الرجال دار احیاء التراث العربی بیروت

۲۔ دلائل النبوة للبيهقي جماع ابواب المبعث سبب اسلام خفاف بن فضلہ دار اکتب العلمیہ بیروت

شرف المصطفیٰ ذکر اسلام خفاف بن فضلہ حدیث ۵۳ دار البشائر الاسلامیہ

۳۔ الاصابة في تميز الصحابة بحوالہ ابن سید الناس ترجمہ ۱۶۵۹ حرب بن ریطہ دار صادر بیروت

عمر بن شبہ بطریق عامر شعبی راوی اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی،
 انت الرسول الذی یرجع فواضله یا رسول اللہ! حضور وہ رسول ہیں جن کے فضل کی
 عند القحوط اذا ما أخطأ المطر امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب سیرۃ خطا کرے۔
 ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا،

یا حمزة یا کاشف الکربات یا حمزة
 اے حمزہ اے دفع البلاء اے حمزہ اے چہرہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں
 کے دفع کرنے والے۔

کتب سابقہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے ان کے دو
 نائب ہوں گے ایک بن رسید یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جو ان یعنی فاروق اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما الفقی فخواض غمرات و دفاع معضلات وہ جو جو ان ہیں وہ سختیوں میں
 گھس پڑنے والے اور بڑے دفع البلاء بڑے مشکلمشا ہونگے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 من کنت ولیہ فعلی ولیہ قال المناوی فی شرحہ
 یعنی میں جس کا مددگار ہوں علی المرتضیٰ اس کے
 مددگار ہیں کہ ہر مکروہ کو اس سے دفع کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ہمعات میں لکھتے ہیں،
 از ثمرات ایں نسبت است در مہالک و مضائق
 صورت آن جماعت پدید آمدن و حل مشکلات
 فی بآں صورت منسوب شدن یہ
 بلاکتوں اور تنگیوں میں اس جماعت (اولیاء اللہ) کی
 صورت کا ظاہر ہونا اور حل مشکلات کا اس کی
 طرف منسوب ہونا اس نسبت کے ثمرات میں سے ہے۔

۱۔ الامامة فی تمیز الصحابة ترجمہ ۱۶۹ اسود بن مسعود ثقفی دار صادر بیروت ۴۶/۱
 ۲۔ انساب الیعون المعروف بالسیرة الحلیة ذکر غزوة احد المکتبة الاسلامیة بیروت ۲۴۷/۲

۳۔ الجامع الصغیر حدیث ۹۰۰۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۳۲/۲
 ۴۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من کنت ولیہ المکتبة الامام الشافعی ریاض ۴۴۲/۲
 ۵۔ ہمعات ہمعہ ۱۱ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد ص ۵۹

قاضی ثناء اللہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں،
 ارواح ایشاں یعنی اولیاء در زمین و آسمان بہشت
 ہر جا کہ خواہند می روند و دوستان و معتقدان
 را در دنیا و آخرت مددگاری فرمایند و
 دشمنان را ہلاک می نمایند۔
 اولیاء اللہ کی روحیں زمیں، آسمان اور جنت میں
 جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور دنیا و آخرت میں اپنے دوستوں
 اور عقیدہ مندوں کی مدد کرتی ہیں اور دشمنوں کو
 ہلاک کرتی ہیں (ت)

اس مسئلہ کی کافی تفصیل ہماری کتاب "الامن والعلی لنا عتی المصطفیٰ بد افع البلاء"
 میں ہے۔ درود تاج پڑھنے کو حرام کی طرف نسبت وہی کرے گا جو خود منسوب بحرام ہو۔ وہاں یہ مرتدین
 ہیں ان کی بات سننی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
سوال ثانی ازیں مقام و ازیں سائل (سوال دوم اُسی جگہ سے اسی سائل کی طرف سے۔ ت)
 سے باادب داخل ہوئے دل محفل میلاد میں
 خود بدولت خود ہیں شامل محفل میلاد میں
 ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محفل مولود میں جلوہ افروز ہونا اس شعر سے صادق آتا ہے
 لیکن وہابی کہتا ہے کہ نہیں ہو سکتا۔ جلوہ افروز نہ ہونے کی کیا دلیل؟

الجواب

وہابی کذاب جھوٹا ہے۔ امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنویر میں

فرماتے ہیں:

قد اخبرنی الثقات من اہل الصلاح
 انہم شاہدوہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم مراراً عند قراءۃ المولود الشریف
 وعند ختم القرآن وبعض الاحادیث
 مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ انہوں نے بار بار
 حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجلس میلاد
 شریف و جلسہ ختم قرآن عظیم و بعض احادیث
 میں مشاہدہ کیا۔

نیز امام ممدوح تنویر پھر امام محدث جلیل زر قافی شرح المواہب شریفہ میں فرماتے ہیں:
 انہ و سائر الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ
 بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عليهم وسلم اذنت لهم في الخروج
من قبورهم للتصرف في الملكوت
العلوي والسفلي
اور تمام انبياء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو
اجازت ہے کہ آسمان وزمین کی سلطنت الہی میں
تصرف فرمانے کے لئے اپنے مزارات طیبہ سے
باہر تشریف لے جائیں۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں،
ونحوہ یاتی للمصنف فی غیر موضع من
هذا الکتاب
یعنی اس کے مثل امام احمد قسطلانی نے مواہب
شریفہ میں جا بجا تصریح فرمائی ہے۔

امام ابن حجر مکی فتاویٰ کبریٰ باب الجنائز میں فرماتے ہیں،
روح نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ربما تظهر فی سبعین الف صورة
حضور عین نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تو بلند و بالا ہے، امام اجل عبد اللہ
بن مبارک و ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و سلم حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
وقفاً اور امام احمد مسند اور حاکم صحیح مستدرک اور ابوالفہیم حلبیہ میں بسند صحیح حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفعاً راوی، و هذا حدیث ابی بکر،

اذا مات المؤمن یخلى صربه یسرح
حیث شادیکہ
جب مسلمان کا انتقال ہوتا ہے اس کی راہ
کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جاتا ہے۔

ہم نے اپنے رسالہ اتیان الامرواح لیدیا مرہم بعد الرواح میں اس پر بہت
روایات ذکر کیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجالس طیبہ میں تشریف لانا بایں معنی نہیں
کہ نہ تھے اور تشریف لائے کہ وہ تو ہر وقت مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۵ الحاوی للفتاویٰ تنویر الملک فی امکان روایۃ النبی والملک دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۲۶۳

۱۶ الفتاویٰ الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ باب الجنائز دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۹
۱۷ اتحاف السادة المتقين بحوالہ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب ذکر الموت دار الفکر بیروت ۱۰/۲۲۴

ملا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں :

لا تروح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام یلہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس
ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔
بلکہ یہ معنی کہ مجلس مبارک میں تجلی خاص فرماتے ہیں، یہ اُن کے کرم پر ہے ہر جگہ ضرور نہیں اور جس ذلیل
سے ذلیل بندے کو نوازیں کچھ دُور نہیں سے

اگر بادشاہ برادر پیر زن بیاید تو اے خواجہ سلبت مکین
(اگر بادشاہ بوڑھی عورت کے دروازے پر تشریف لائے تو اے سردار! مونچھ مت اکھاڑت)
دیباچی کہ اسے محال مانتا ہے کیا دلیل رکھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :
قل ہا تو ابرہا نکھان کنتم ضد قین ۱۰
اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو
دلیل کچھ نہیں سوا اس کے کہ طر

انبیاء را بچو خود پنداشتند

(نبیوں کو وہ اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ ت)

وسیعلم الذین ظلموا انہم
منقلب ینقلبون ۱۱ واللہ تعالیٰ اعلم
عنقریب ظالم جان جائیں گے کہ کس کروٹ پر
پلٹتے ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسلمہ از کانپور مرسلہ مولانا محمد آصف صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ یا حبیب محبوب اللہ
روحی فداک، قبلہ کونین و کعبہ و ارین دامت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ و تمنائے حصول سعادت
آستانہ بوسی، التماس اینکہ بفضلہ تعالیٰ کترین بخیریت ہے صحیحوری حضور کی مدام بارگاہِ احدیت
سے مطلوب۔ گرامی نامہ صادر ہو کر موجب عزت و سرفرازی ہوا۔ فدوی نے اس آیت فتر آفی
فمنہم شقی و سعید (تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب۔ ت) کی تفسیر

۱۰ شرح الشفاء للملا علی القاری علی ہاشم نسیم الریاض فصل فی الوطن مرکز اہلسنت برکات فنا گجرات ہند ۳/۶۴

۱۱ القرآن الکریم ۲/۱۱۱ و ۲۴/۶۴

۱۲ ۲۶/۲۲۴

۱۳ ۱۱/۱۰۸

تفسیر کبیر میں دیکھی

واما الذین سعدوا ففی الجنة خلدین فیہا ما دامت السموات والارض ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ لہ کے متعلق لکھا ہے،

اور وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تھا رب نے چاہا، بخشش ہی کبھی ختم نہ ہوگی۔ (ت)

الاستثناء فی باب السعداء یرجب حملہ علی احد الوجوه المذكورة فیما تقدم وهما وجه آخر وهو انه ربما اتفق لبعضهم ان یرفع من الجنة الی العرش والی المنازل الرفیعة الی لا یعلمہا الا الله تعالیٰ

خوش نصیبوں کے بارے میں استثناء کو ماقبل میں مذکور وجہ میں سے کسی ایک پر محمول کرنا لازم ہے اور یہاں پر ایک دوسری وجہ ہے وہ یہ کہ ایسا وقت بعض کے لئے یہ اتفاق ہوتا ہے کہ اسے جنت سے عرش اور ان بلند منزلوں کی طرف رفعت بخشی جاتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (ت)

اگر کوئی کہے کہ الفاظ غیر مجذوذ سے معلوم ہوا کہ عطا غیر منقطع ہوگی مگر استثناء ما شاء ربک ہے قدرت منقطع کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز ہرگز مشیت منقطع کرنے کے لئے متعلق نہ فرمائے گا تو اس کا کیا جواب ہے، حضور کا رسالہ جلد اول سبح السبح فدی کے پاس ہے مولانا مولوی امجد علی صاحب سے چند کتابیں مثل ظفر الطیب وغیرہ و نیز جلد ثانی سبح السبح کی کترین نے بذریعہ ویلو طلب کی ہیں، کتاب "عیانہ الناس عن وساوس الخناس" تصنیف مولانا نذیر احمد خاں صاحب مرحوم راجپوری میں لکھا ہے، اخبار وعدہ ثواب کا قطعی ہونا اور مشیت پر مبنی نہ ہونا واجب ہے کہ اس کے خلاف میں لوم ہے جس سے خدائے تعالیٰ پاک و منزہ ہے۔

قال عبد الحکیم فی الحاشیة علی الخیالی لعل مراد ذلک البعض بقولہم ان الخلف فی الوعد کرمات الکریم اذا نجا جبر بالوعد فاللائق بحالہ و ملا عبد الحکیم نے خیالی کے حاشیہ میں کہا شاید اس بعض کی مراد اپنے اس قول سے کہ وعید میں خلف کرم ہے یہ ہو کہ کریم جب وعید کے ساتھ زجر فرمائے تو اس کے حال کے لائق اور

لہ القرآن الکریم ۱۰۸/۱۱

لہ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۱۰۸/۱۱ المطبعة البہیة المصریة مصر ۱۸/۶۶

مقتضیٰ کر مدان یبتنی اخبارہ علی
المشیة فجیم العمومات الوارد فی
الوعید متعلقة بالمشیة وان لم یصرح
بہا من جبر العاصین و منعاً لہم فلا
یلزم الکذب والتبذیل بخلاف
وعد الکریم فانہ یجب ان یکون
قطعیاً لان الخلف فیہ لوم فلا یجوز
تعلیقہ بالمشیة ۱۰

اس کے کرم کا تعاضیہ ہوتا ہے کہ وعید کے بارے
میں اس کی خبر مشیت پر مبنی ہو۔ چنانچہ وعید کے
سلسلے میں وارد تمام عومات مشیت کے ساتھ منسلک
ہیں اگرچہ نافرمانوں کی زجر و توبیخ اور انہیں گناہ سے
باز رکھنے کی خاطر کریم نے اس کی تصریح نہ کی ہو
لہذا اس میں جھوٹ اور تبدیلی لازم نہیں آتی
بخلاف کریم کے وعدہ کے کہ اس کا قطعی ہونا واجب
ہے اس لئے کہ اس میں خلف لوم ہے چنانچہ
اس کو مشیت پر معلق کرنا جائز نہیں۔ (ت)

دوسرا خط عریفہ ملفوف تحیناً بارہ روز ہوئے ہوں گے فدوی روانہ خدمت فیضہ رجت کر چکا
ہے ہنوز جواب سے محروم ہے، اُس عریفہ میں متعلق آیت فمنہم شقی وسعید دریافت کیا تھا کہ
اہل جنت کی بابت بعد مادامت السموات والارض (جب تک آسمان وزمین رہیں گے۔ ت) کے
الاماشاء من بک (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) سے اگر کوئی شبہ کرے کہ قدرت خلود ابدی
کے خلاف کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز خلاف وعدہ نہ فرمائے گا، چنانچہ صراحت بھی عطار غیر مجذوف
فرمادیا ہے تو کیا شبہ ہے۔ تفسیر ابن جریر وعراس البیان میں ہے:

قال ابن مسعود لیا تین علی جہنم
نمان تخفق ابوابہا لیس فیہا
احد ۱۱

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہنم
پر ضرور ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اس کے
تمام دروازے خالی ہو جائیں گے اور اس میں
کوئی ایک شخص بھی نہیں رہے گا۔ (ت)

اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدک و نصلی علی سولہ الکریم۔ مولانا المکرم اگر مکرم،

۱۰ حاشیہ عبد الحکیم علی الخیالی
۱۱ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۱۱/۱۰ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲/۱۲
۱۲ ص ۱۲۶ مطبع یوسفی لکھنؤ

میں آج کل متعدد رسائل رَدِّ وِیابِیہ خذ لہم اللہ تعالیٰ میں مشغول تھا، خبر الہی مثل علم الہی ہے، ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں، مگر یہ استحالہ بالغیر ہے، نفی قدرت نہیں کرتا، علم الہی ازلی میں تھا کہ زید کو فلاں وقت پیدا کرے گا اب واجب ہوا کہ زید اس وقت پیدا ہوا اگر نہ پیدا ہو تو معاذ اللہ جہل لازم آئے لیکن اس سے یہ لازم نہ آیا کہ مولا تعالیٰ اس کو پیدا کرنے پر مجبور ہو گیا، پیدا کرنے کا در نہ رہا ورنہ پھر جہل لازم آئے کہ علم میں تو یہ تھا کہ اپنی قدرت سے اسے پیدا کرے گا اور یہ نہ ہوا بلکہ معاذ اللہ مجبور ہو گیا، حاشا بلکہ زید کا وجود و قیام ازلاً ابداً تحت قدرت ہے اور تعلق علم کے سبب جس وقت اس کا وجود علم الہی میں تھا وجود واجب ہے اور جس وقت فنا فناء واجب ہے کہ خلاف ہو تو جہل ہو اور جہل محال بالذات ہے اس محال بالذات نے ان ممکنات کو اپنے وقت میں واجب بالغیر کر دیا اس سے معاذ اللہ نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ جہل ممکن۔ بعینہ یہی بات خبر الہی میں ہے اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو جنت میں ہمیشہ رکھے گا ان کا خلود واجب ہو گیا، اگر نہ ہو تو معاذ اللہ کذب لازم آئے، مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی خلود و انقطاع دونوں ازلاً ابداً زیر قدرت ہیں مگر تعلق خبر نے خلود کو واجب بالغیر کر دیا اس سے نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ معاذ اللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو اس ممکن کو واجب بالغیر کیا اگر اس سے کذب ممکن ہو جائے تو اسے واجب کون کرے مولا عزوجل کے وعدہ و وعید کسی میں تخلف ممکن نہیں خود وعید ہی کے لئے ارشاد ہوا ہے: مَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدِيَّ (میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ ت) جیسے وعدہ کو فرمایا: لَنْ يَخْلَفَ اللَّهُ وَعْدَهُ (اور اللہ تعالیٰ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا۔ ت) بعض کے کلام میں کہ خلف وعید کا لفظ واقع ہوا تصریحات ہیں کہ اس سے مراد عفو ہے، یہ اگر معاذ اللہ امکان کذب ہو تو امکان کیسا وقوع ہوا کہ عفو یقیناً واقع ہوگا، اس کی مفصل بحث سُبْحَنَ السَّبُوحِ میں ہے آیہ کریمہ اَلَا مَا شَاءَ مِنْ بَلَدٍ (مگر جتنا تمھارے رب نے چاہا۔ ت) کے وہ معنی بعونہ تعالیٰ ذہن فقیر میں ہیں جن کے بعد ہرگز ہرگز کسی تاویل کی حاجت نہیں، معنی ظاہر پر بلا تکلف مستقیم ہیں، خلود اہل دارین کو عمر آسمان و زمین سے مقدر فرمایا ہے مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ (جب تک آسمان و زمین رہیں گے۔ ت) ظاہر ہے کہ اس سے یہ بقائے آسمان و زمین مراد نہیں جو نفعی صورت پر منقطع ہے بلکہ سمار وارض کہ روز قیامت اعادہ کئے جائیں گے ان کی عمر مراد ہے جو ابدی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کی مقدار جنتیوں کے

جنت دوزخیوں کے دوزخ میں رہنے کی مقدار سے صد ہا سال زائد ہے کہ انتہا نہ ان کو نہ اس کو، مگر اس کی ابتداء ان کی ابتداء سے سیکڑوں برس پہلے ہے۔ شروع روز قیامت میں آسمان وزمین پیدا ہو جائیں گے لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقدار میں مختلف ہوں گے فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے تو جانب ابتداء میں ان کا خلود اُن سموات وارض کے دوام سے کم ہو کسی کا مثلاً ہزار برس کم جیسی جس کے لئے مشیت ہوگی کسی کا دو ہزار برس کم الی غیر ذلک اس کو فرماتا ہے: **الَا مَا شَاءَ رَبُّكَ** (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) روایت لیا تین علی جہنم الخ دوزخ کے طبقہ اولیٰ کے لئے ہے جس کا نام جہنم ہے اگرچہ مجبور کو بھی جہنم کہتے ہیں یہ طبقہ عصاة موحدین کے لئے ہے یہ بیشک ایک روز با سکل خالی ہو جائے گا جب لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی اُس میں نہ رکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۔ اجماعی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ

علمائے اہل سنت و جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آج کل اکثر سنت والجماعت فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بد عقیدہ ہو گئے ہیں اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا، اسی واسطے اس مسئلہ کی ضرورت ہوئی، اور نیز عوام کا ایمان تازہ ہو گا اور بد عقیدہ لوگ گمراہی سے باز آئیں گے، منجملہ اُن کے ایک مسئلہ ذیل میں تحریر ہے۔
امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑا کہ اُن کی خلافت لے لی اور ہزار با صحابہ کو شہید کیا۔ بکر کہتا ہے کہ میں اُن کو خطا پر جانتا ہوں اُن کو امیر نہ کہنا چاہئے۔ عموماً یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں اُن کی توہین کرنا گمراہی ہے۔ ایک اور شخص جو اپنے آپ کو سُنی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نہ جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما لالچی تھے (نعوذ باللہ منہما) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفس مبارک کبھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوتے تھے۔ ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ ان شخصوں کو سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟

لہ القرآن الکریم ۱۱/۱۰۷ و ۱۰۸

لے جامع القرآن (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۱۱/۱۰۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۲/۱۳۲

جواب مدلل عام ارقام فرمائیے۔

الجواب

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شرف مشرف یا بیان ہوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرمایا، وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ دُونِ فَرِيقٍ مِّنْهُ لِيُثَبِّرُنَا فِي لَهْلِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْأَعْرَابِ قَدْ جَاءُوا اللَّهَ عِزًّا يُفْعِلُونَ مَا تَشَاءُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ الْأَمْرَ لَا يَخْذُونَ عِلًّا يُبْدُونَ لِلَّذِي يَرْجُوهُمْ ذُنُوبَهُمْ خُلَدًا وَيَحْتَسِبُونَ عِلًّا لِّلَّذِي يَرْجُوهُمْ يُؤْتِيهِم مِّنْ غَيْرِ أَصْحَابِهَا فَهُمْ عَلَىٰ مَكَامِهِمْ فَذَلِكُمُ الْفَرِيقُ الْأَكْبَرُ وَأَمَّا الْفَرِيقُ الْآخَرُ فَمِنْهُمْ مَّنْ مَّا نَتَىٰ خَوَافَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَصْلَحُ لَهُمْ فِيهِمْ خَلَدَ الَّذِينَ قَدْ أَفْلَحُوا فِي تَرْكِ مَا كُنْتُمْ مُّسْتَعِذُونَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَهُمْ هُمُ الْفَرِيقُ الْآخَرُ وَتِلْكَ الْأَمْثَلُ لِمَنْ يُدْرِكُهُ الْيَوْمَ تَوَعَّدَ لَهُمُ الْغُيُوبُ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَهُمْ خَفَا وَهُمْ لَا يُؤْتُونَ زَكَاةً فَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَرِيقُ الْآخَرُ وَتِلْكَ الْأَمْثَلُ لِمَنْ يُدْرِكُهُ الْيَوْمَ تَوَعَّدَ لَهُمُ الْغُيُوبُ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَهُمْ خَفَا وَهُمْ لَا يُؤْتُونَ زَكَاةً فَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَرِيقُ الْآخَرُ وَتِلْكَ الْأَمْثَلُ لِمَنْ يُدْرِكُهُ الْيَوْمَ تَوَعَّدَ لَهُمُ الْغُيُوبُ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور اُن کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذریعہ ہیں ارشادِ الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں، رب عزوجل نے اُسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا کہ دُونِ فَرِیقِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔ با اینہم میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَكُونُ يُطْعَنُ فِي مَعَاوِيَةَ فَذَلِكَ
كَلْبٌ مِّنْ كَلَابِ الْهَمَاوِيَةِ يَكْتُمُ
بِجَوِّهِمْ كَلْبٌ مِّنْ كَلَابِ الْهَمَاوِيَةِ يَكْتُمُ

ان چار شخصوں میں عمر کا قول سچا ہے، زید و جحر جھوٹے ہیں۔ اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ ہے تمام انتظام دین و دنیا اُسی سے متعلق ہے،

۱۔ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

۲۔ القرآن الکریم ۱۰۱/۲۱ تا ۱۰۳

۳۔ ۱۰/۵۷

۴۔ نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/۳۳۰

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل تحمل نہ تھا،
 ائمہ علیہم السلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں، سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک
 سال کھڑے کھال بھر بعد دفن ہوئے، جنازہ مبارکہ حجۃ ام المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے
 اس سے باہر لے جانا نہ تھا، چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک
 جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی، یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اور اگر تین برس میں
 ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہتا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھی۔
 ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
 پر ہے یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھروالوں سے ہی متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے
 بیٹھے رہے انھیں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا یہ کھلی خدمت بجالاتے ہوتے۔ تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے
 اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر

چشم بد اندیش کہ برکت باد عیب نماید بہ نگاہش ہنر
 (بد خواہ کی آنکھ برباد ہو جائے اس کی نگاہ میں ہنر بھی عیب نظر آتا ہے)

یہ خبثت خدا کا ہے اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث شریف
 میں ہے،

من اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ
 فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک ان یتخذہ لی
 جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا
 دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو
 ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے
 کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ والعیاذ باللہ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۶ از کوچین ضلع ملیبار محلہ مشائخ چری مرسلہ مولانا حاجی طاہر محمد صاحب

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مذہب پر قائم رہنا فرض ہے یا واجب
 یا سنت؟ جو ایک مذہب پر قائم نہیں وہ کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟

لے جامع الترمذی ابواب المناقب باب من سب اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲/۲۲۶

الجواب

مذہب اہلسنت پر قائم رہنا فرضِ اعظم ہے اور فقہ میں ایک مذہب مثلاً حنفی مذہب پر قائم رہنا، اور جو کسی مذہب پر قائم نہیں پہلی صورت میں دہریہ اور دوسری صورت میں غیر مقلد ہے اور یہ فرقہ بھی بدعتی نارہنی ہے۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے،

فمن كان خارجاً عن هذه الأربعة فهو من
اهل البدعة والنار والله تعالى اعلم۔ جنہیوں میں سے ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر ربلی مدرسہ منظر الاسلام مسئلہ امام بخش طالب علم مدرسہ مذکور

۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول ہے کہ قیام ناجائز ہے، اور اس کی دلیل امام اعظم صاحب کا قول پیش کرتا ہے بطور افترا کہ ہمارے امام صاحب خود کبھی قیام نہیں فرماتے تھے، جب ہم ان کی تقلید کرتے ہیں تو ہر ایک بات میں تقلید کرنا چاہئے تو اس صورت میں کہ ہم قیام نہیں کرتے الزام نہیں ہو سکتا اور زید کا یہ قول کہ "امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کبھی قیام نہیں فرماتے تھے" یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر زید امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے تو ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے کہ صاحبِ مرقا کا قول یہ ہے کہ جو امر مندوب ہے اس پر تاکید کرنے سے مکروہ ہو جاتا ہے قیام مستحب ہے پھر اس پر اس قدر تاکید کیوں ہے یہاں تک کہ رسالے بازیوں تک نوبت پہنچ گئی۔ قبل نماز عصر چار رکعت سنت مستحب ہے اس پر تاکید کیوں نہیں کرتے، قیام پر کیا خصوصیت ہے اور قیام کرنے والوں کو کیا ثواب ملے گا؟ اور منکر قیام کو کیا عذاب ہوگا؟ میلاد شریف میں کچھ لوگوں نے قیام کیا اور کچھ لوگوں نے نہیں کیا ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ — جو لوگ صرف قیام کے منکر ہیں یا پورے دیوبندی خیال کے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اس نے امام پر افترا کیا اور قیام مندوب ہے اگر بعض اوقات اس لحاظ سے کہ واجب نہیں ساری مجلس قیام نہ کرتی اور اس کے ساتھ یہ خیال و باسیت نہ ہوتا تو حرج نہ تھا اور اب یہ قیام شعار اہلسنت ہو گیا ہے اور اس سے ان کا شعار و باسیت اور شعار سنیت کا لحاظ ضرور مٹا ہے۔

عصر سے پہلے کے نوافل نہ شعارِ سنیت ہیں نہ اُن کے ترک میں کوئی تہمت و گمراہی، خصوصاً اس حالت میں کہ مجلس قیام کرے اور بعض بالقصد مخالفتِ مسلمین کر کے بیٹھے رہیں، منکرِ قیام اگر بالفرض ایسا پایا جائے کہ صرف اسی مسئلہ میں اس کو شبہ ہے نہ بر علت و پابیت نہ بر بنائے اصول و پابیت، اور تمام مسائل میں موافقِ اہلسنت ہے، وہابیہ کو گمراہ بے دین جانتا ہے تو اس کے پیچھے نماز میں عرج نہ ہوتا، مگر ہندوستان میں شاید ایسا شخص معدوم ہو۔ رہے دیوبندی اور اُن کے ہم خیال وہ مرتدین ہیں مرتد کے پیچھے نماز کیسی!

مسئلہ بمعرفت سید ضمیر الحسن صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

جناب بھائی صاحب دام اقبالہ، مودبانہ گزارش ہے کہ جس رسالہ کے بارے میں تذکرہ کیا تھا وہ اس وقت موصول ہوا، اس کا ایک اعتراض تحریر کرتا ہوں کیونکہ دوسرے لیے چوڑے ہیں وہ بعد کو لکھوں گا آپ اس کو اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کی خدمت عالی میں پیش کریں اور جواب خاکسار کے پاس روانہ فرمائیں، وہ اعتراض یہ ہے کہ ہم جو کہ ایمانی حالت نہایت کمزور رکھتے ہیں ہمارے واسطے حکم ہوتا ہے یؤمنون بالغیب بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں، من یخافہ بالغیب کون ہے جو بے دیکھے ڈرتا ہے، الذین یخشون ربہم بالغیب وہم من الساعة مشفقون یہ نصیحت نامرادان لوگوں کے واسطے ہے جو بے دیکھے خدا سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے ڈرتے ہیں، انما تنذرون اتباع الذکر و خشی الرحمن بالغیب تم انہیں کو ڈراؤ جو سمجھانے پر چلے اور بغیر دیکھے رحمن سے ڈرے، من خشی الرحمن بالغیب وجاء بقلب سلیم ادخلوها بسلام جو شخص بے دیکھے خدا سے ڈرتا رہا اور دل گرویدہ لے کر حاضر ہوا ہم ایسے لوگوں سے فرمائیں گے سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ، من ینصرہ و مسلہ بالغیب جو لوگ بغیر دیکھے خدا اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، ان الذین یخشون ربہم بالغیب لہم مغفرة و اجر کبیر جو لوگ خدا سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں اُن کے واسطے بڑا اجر ہے۔ غرضکہ متعدد آیات جن میں

۵۱ القرآن الکریم ۵/۹۳

۵۲ " ۱۱/۳۶

۵۳ " ۱۵/۵۷

۵۴ القرآن الکریم ۲/۲

۵۵ " ۲۹/۲۱

۵۶ " ۳۳/۵۰

۵۷ " ۱۲/۶۷

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لاؤ۔ آج کل فلسفہ، سائنس اور کمپیوٹری نے وہ کچھ زور باندھا ہے کہ معمولی سے معمولی سمجھ والا بھی بغیر دیکھے ایمان لانے کو تیار نہیں۔ جن، بھوت، پری، چڑیل کے قصے چند روز ہوئے کہ ہمارے دلوں پر بڑا بھاری اثر کئے ہوئے تھے مگر اب جوں جوں سائنس کی ہوا لگتی جاتی ہے ان باتوں سے انکار ہوتا چلا جاتا ہے اور مشاہدے کے بغیر کسی بات کے ماننے کے واسطے ہم تیار ہی نہیں ہوتے، اس لئے آج کل یہ بڑی مشکل بات ہے کہ بلا مشاہدہ کے کوئی شخص کسی بات کو تسلیم کر لے جبکہ آج سے چند ہزار سال پہلے ایک اولو العزم بلکہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن شریف میں موجود ہے:

واذ قال ابراهيم سرب اس فی کیف تحب
الموقی قال اولم تؤمن قال بلی
ولکن لیطمئن قلبی

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے
کہا تھا کہ میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں
کو زندہ کرے گا، خدا نے پوچھا کیا تو ہماری اس
بات پر ایمان نہیں لاتا، حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے جواب دیا کہ ہاں ایمان تو لایا ہوں مگر اطمینان
قلب کی خاطر دیکھنا چاہتا ہوں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ایمان لانا دل کے ساتھ ہوتا ہے زبانی جمع خرچ کا نام ایمان نہیں، اگر
فی الحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات پر ایمان لائے ہوتے تو اطمینان قلب ضرور ہوتا۔ اب
اعتراض یہ ہے کہ اُس زمانہ میں جبکہ سائنس اور فلسفہ نے انسان کو اس قدر ہوشیار نہیں کیا تھا اُس
وقت کے لوگ تو یہ حق رکھتے تھے کہ وہ دیکھ بھال کر کھوٹا کھرا جانیج کو ایمان لائیں تو بھلا یہ کس قدر انصاف پر
مبنی ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ نادور شاہی حکم ہو کہ تم پوچھو گچھو دیکھو بھالو نہیں بغیر دیکھے ہی ایمان
لے آؤ۔ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور نبی بھی ایسے نبی جن کی اولاد سے کئی ہزار نبی پیدا
ہوئے اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر فخر کیا کہ قتل بل ملۃ
ابراہیم حنیفاً (تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم علیہ السلام کا دین لیتے ہیں۔ ت) دوسرے نبی نبا سے
نکلا ہے نبا خبر کو کہتے ہیں، نبی کے معنی غیب کی خبریں پانے والا۔ اور غیب کی خبر ایک ایسی نعمت
غیر مترقبہ ہے کہ جو ہر مرتبہ ایمانی ترقی کا ذریعہ ہوتی ہے کائنات عالم کی خبریں اللہ تعالیٰ انہیں

دیتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ نہایت مسرور رہتے ہیں ان باتوں کو مد نظر رکھ کر اب غور کیجئے کہ جو رات دن خارق عادت خبریں پارہے ہیں وہ تو یہ حق رکھیں کہ مجھے یہ دکھا دے کہ تو کس طرح مُردوں کو زندہ کر دے گا اور ہم جو کہ اس موجودہ سائنس اور فلسفہ کے روز افزوں سیلاب میں ڈوبے جا رہے ہیں یہیں یہ نادار شاہی حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ۔ کیا یہ انصاف ہے؟ لوگو! خدا کے لئے جواب دو۔ اس نئی روشنی نے جو غضب ڈھایا ہے وہ حسب ذیل نوٹ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب تک یہ سائنسدان پیدا نہیں ہوئے تھے دنیا اس قدر نرم دل واقع ہوئی تھی کہ خدا کی ہستی سے انکار کسی کو بھی نہ تھا بلکہ معمولی سے معمولی چیزوں کو بھی وہ خدا تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ تاریخ عالم آپ کو یہ بتا دے گی کہ کوئی مذہب ایسا نہیں تھا کہ جن کو ہستی باری تعالیٰ سے انکار ہو۔ اس کے برعکس ایسے لوگ موجود تھے کہ آگ، پتھر، درخت، آفتاب، ستارہ، چاند، دریا، جانور تک کو خدا مانتے تھے۔ ایک چھوڑ گئی کئی خدا کے ماننے والے موجود تھے انکار کسی کو بھی نہ تھا مگر ڈارون جیسیوں کی تھیوریز نے پیدا ہو کر سرے سے خدا ہی کو اڑا دیا اور کہنے لگے یہ سب کچھ خود بخود سے ہے کوئی خدا نہیں یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔ اب ذرا غور کریں کہ یہاں تو سرے سے خدا کا ہی انکار ہے اس حالت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی بلا دلیل خدا کے احکامات پر بلا دیکھے ایمان لاسکے تعجب ہے کہ جب حضرت انسان اپنی حقیقت سے بھی ناواقف تھا اور ایک وحشی کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا اُس وقت تو اُس کو یہ حق حاصل تھا کہ دیکھ بھال کر ٹھونک بچا کر ایمان لائے اور جبکہ انسان آگ، پانی، ہوا، بجلی پر حکمرانی کرتے کرتے ترقی کے آسمان پر پرواز کر کے تاروں سے گفت و شنید کی فکر میں منہمک ہو اُس وقت کے واسطے یہ قانون پاس ہو جائے کہ جی بغیر دیکھے ایمان لے آؤ کس قدر انصاف ہے، اور پھر جبکہ نبی تو دیکھ بھال کر ایمان لائیں اور ہم کمزور انسانوں کے واسطے یہ حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ، تمہیں بتاؤ کہ ہم اُن سے زیادہ حقدار ہیں یا نہیں؟ ہر شخص اس کا یہی جواب دے گا کہ ہاں بیشک ہم انبیاء سے زیادہ دیکھ بھال کر ایمان لانے کے مستحق ہیں کیونکہ ہم نے تجلیات اللہ کا ایک پر تو بھی نہیں دیکھا اور نہ ہم دیکھ سکتے ہیں وحی الہی نبوت حضرت رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی، اور بقول احمدیوں کے یہ بھی مان لیا جائے کہ نبوت کا راستہ بند نہیں ہوا تو یہ بھی غیر ممکن ہے کہ تمام دنیا نبی بن جائے۔

الجواب

اللہ عزوجل اپنی لعنت سے بچائے، جب لعنت الہی اُترتی ہے دل کی آنکھیں چھوٹ جاتی ہیں اچھا خاصا ہوش و حواس والا پتکا پاگل ہو جاتا ہے اُسے اپنی ہی ہستی سمجھائی نہیں دیتی اپنے افعال

- اقوال رات دن کے مسلمات ایسا مجھول جاتا ہے گویا نہ یہ انسان ہے نہ انسان کے نطفے سے بنا، نہ کبھی انسان کی اسے ہوا لگی، واقعات دیکھنے والی آنکھ بند ہو جاتی ہے اور مہملات بکنے والا منہ کھل جاتا ہے۔
- (۱) علم کے اسباب تین ہیں، عقل، حواس، خبر صادق۔ حواس پانچ ہیں جن میں دیکھنا صرف ایک سے متعلق ہے تو علم کے سات ذریعہ ہوتے، جو اندھا کئے کہ بے دیکھے نہ مانیں گے وہ سات میں سے چھ ذریعہ علم کو باطل کر چکا اور اگر ظاہر کا بھی اندھا ہے تو وہ ساتواں بھی گیا۔
- (۲) یہ تو گدھے سے بھی بدتر ہوا، وہ بھی جانتا ہے کہ دیکھنے کے سوا اور بھی ذرائع علم ہیں، دور سے شیر کی آواز سننے کا یا بوسونگے کا تو جان توڑ کر سر پٹ پھاگے گا مگر یہ گدھے سے بھی احمق تر وہیں کھڑا رہے گا کہ شیر کو دیکھا تو ہے ہی نہیں، بے دیکھے ماننا کیا معنی۔
- (۳) سائنس والے ہوا کے معتقد ہیں یا نہیں ہیں، تو بے دیکھے کیونکر۔
- (۴) سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں، دیکھی ہوئی بات میں اختلاف کیا، کیا سب اندھے ہیں یا ان میں سے ایک انکھیاں ضرور بے دیکھی باتوں میں انکیلیں دوڑاتے اور ہر ایک اپنی مانتا ہے۔
- (۵) اقلیدس کا مسئلہ ہے کہ کرہ کی نسبت کرہ کی طرف، قطر کی نسبت قطر کی طرف ہے، مثلاً بالبتکریر مثلاً ایک کرہ کا قطر دوسرے کا $\frac{1}{4}$ ہے تو یہ کرہ اس کا $\frac{1}{8}$ ہوگا، یا $\frac{1}{16}$ ہے تو $\frac{1}{32}$ یہ کن آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔
- (۶) ارثماطیقی کا مسئلہ ہے کہ نسبت مجذورین مجذور نسبت جذریں ہے، یہ کن آنکھوں سے دیکھی۔
- (۷) جبر و مقابلہ کا مسئلہ ہے کہ نصف سرکلا کا مجذور طرفین میں شامل کرنے سے یعنی جو مساوات اس صورت کی ہو، $لا + ص = ط$ اس میں $(\frac{ص}{۴})$ یا $(\frac{ص}{۱۶})$ لانے سے مجذور کامل ہو جاتا ہے اگرچہ پہلے بھی کامل ہو، یہ کن آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔ اسی طرح ان فنون اور ان کے سوا دیگر علوم کے لاکھوں مسائل ہیں کہ بے دیکھے مان لیتے ہیں۔
- (۸) یہ مقررہ اور ہر شخص (انسان) اپنی ماں کو یقیناً اپنی ماں جانتا ہے ان میں سے کس نے اپنے آپ کو اس کے پیٹ سے پیدا ہوتے دیکھا ہے۔
- (۹) ماں تو ماں اُن میں سے جو کوئی باپ رکھتا ہے اُسے کبھی شبہ نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے آپ کو اس کی پیٹ سے اُترتے اور ماں کے پیٹ میں داخل ہوتے نہ دیکھا پھر کیونکر اس کے باپ ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے۔
- (۱۰) ان میں لاکھوں ہونگے جنہوں نے لندن آنکھوں سے نہ دیکھا پھر کیسا اندھا پن ہے کہ کہ بے دیکھے

اس کا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۱) ایسے پاگل پن کا اعتراض کرنے والوں کو نہ صرف قانون الہی بلکہ قانون گورنمنٹ پر بھی کھلا انکار ہو گا کہ ہم نے واضعاً قانون کو یہ قانون بناتے نہ دیکھا ہم کیونکر مان لیں۔

(۱۲) قانون بالائے طاق وہ قیصر ہند کی سلطنت سے بھی انکار کریں گے کہ ہم نے نہ قیصر ہند کو دیکھا نہ ہمارے سامنے تاجپوشی ہوئی ہم کیوں تسلیم کریں۔

بالجملہ اس کی لاکھوں مثالیں ہیں جو اشقیاء و خود روزمرہ برت رہے ہیں، مگر اللہ واحد قہار پر اعتراض کرنے کے لئے اُن کو بھلاتے اور ناپاکی کا منہ پھیلاتے ہیں رب عزوجل نے غیب پر بے دلیل ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ قائم فرمائے انبیاء بھیجے انھیں معجزات دیئے آفاق و انفس میں اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں ان کے ماننے کی طرف بلایا ہے کافر سے اس کی کیا شکایت کہ اُس نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے سے پہلے ایمان سے خالی بتایا مگر یہ کہے کہ اس واقعہ سے اُس کا استدلال تحقیقاً ہے یا الزاماً، اگر تحقیقاً ہے تو خود اپنے سارے جھوٹ کو جہنم میں ڈال دیا، جہنم سے مراد دوزخ نہیں، اس پر تو وہ ایمان ہی نہیں رکھتا، اس دن ایمان لائے گا یوم یدعون الی فاس جہنم دعا، ہذا النار التي كنتم بهما تكذبون، افسحرو هذا امة انتم لا تبصرون جس دن دھتکے دے کر جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے، کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام جھوٹی جاثوتی کو بھڑکتی آگ میں ڈال کر بھسم کر دیا، بے دیکھے کیونکر اعتقاد لایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واقعہ ہوا۔ اور اگر الزاماً ہے تو خود اُس گفتگو میں تصریح ہے کہ بیشک مجھے ایمان ہے اس کی کیفیت کی قلب کو تلاش ہے کہ اس کے وقوع کا کیا طریقہ ہو گا دیکھنے سے اس کا اطمینان چاہتا ہوں اندھا سوال ہی کو دیکھے یہ عرض نہ کی کہ سب اتحی الموقی اے میرے رب! کیا تو مردے جلائے گا کہ معاذ اللہ جلانے میں شک سمجھا جائے بلکہ یہ عرض کی کہ سب اس فی کیف تحی الموقی اے میرے رب! جس طرح تو مردے جلائے گا وہ صورت مجھے آنکھوں سے دکھا دے ولكن الظالمین بآیت اللہ یجحدون، ولا حول ولا قوة

۱۵ القرآن الکریم ۵۲/۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۲۶۰/۲ ۵۲
۳۳/۶ ۵۳

الآب اللہ العلی العظیم - واللہ تعالیٰ اعلم (مگر ظالم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں - ننگاہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے - واللہ تعالیٰ اعلم -) **منع القیام** قیام میلاد شریف کے بارے میں چند مستند حدیثوں کی ضرورت ہے - مخالف و بانی کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کے واسطے کوئی حکم نہیں دیا ہے اور کسی کتاب سے ثابت بھی نہیں ہے، منع ہے -

الجواب

و بانی جھوٹے ہیں اور ان کا منع کہنا شریعت پر افترا ہے، ان سے پوچھو کہ اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے یا تم منع کرتے ہو - اگر کہیں اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھائیں کس آیت کس حدیث صحیح میں ہے کہ قیام مجلس مبارک منع ہے، اور اگر کہیں کہ ہم خود منع کرتے ہیں تو بجا کریں، حکم ان کا نہیں بلکہ اللہ و رسول کا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - اللہ عز و جل نے قرآن عظیم میں جا بجا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم فرمایا اور یہ قیام بھی اقسام تعظیم سے ہے توجہ تک اس خاص تعظیم کی ممانعت اللہ و رسول کے حکم سے ثابت نہ ہو یہ حکم قرآنی کے مطابق ہے - قرآن عظیم سے بطور کرا اور کیا دلیل درکار ہے - زیادہ تفصیل ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکرم حضرت بتول زہرا علیہ قیام فرماتے اور حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قیام کرتیں - سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کرام کو ان کے لئے قیام کا حکم فرمایا - انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس انور سے اٹھتے قیام قیام ماحتی نراہ قیام داخل بعض بیوت ازواجہ ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں تشریف نہ لے جاتے - ممانعت قیام اعاجم سے ہے کہ ان کا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا اور درباری تصویر بنے ہوئے سامنے کھڑے رہتے - بعض وقت اس کی ناپسندی بطور تواضع و رفع تکلف ہے جیسے اب بھی کوئی معتمد و نجی آئے اور حاضرین اس کے لئے قیام کریں تو وہ کہتا ہے کہ تکلیف نہ فرمائیے تشریف رکھئے - اس کے یہ معنی نہیں کہ قیام سے شرعاً منع کرتا ہے بلکہ تواضعاً - مانعین کے یہاں بھی قیام تعظیمی برابر رائج ہے اپنے ملکوں کے لئے قیام کریں گے اور لوگ ان کے لئے قیام کریں بعض بیٹھے رہیں تو ناراض ہونگے بے ادب

لے سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الجلم و اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۲

جانیں گے مگر یہ تو اپنے تئوں کی تعظیم ہے جن کی باطل عظمت سے دل بھرے ہوئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اُن کے یہاں کہاں، اُس میں یہ شاخسانے سو جھتے ہیں۔ شفا شریف وغیرہ میں ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کے ذکر اقدس کی تعظیم ذات انور کی طرح ہے وقت تشریف آوری تعظیم ذات انور کی طرح ہے وقت تشریف آوری تعظیم ذات کریم قیام سے ہے تو ذکر شریف کی یہ ہی تعظیم مسلمانوں نے صد ہا سال سے مقرر کی کما فی عقد الجوهر وغیرہ (جیسا کہ عقد الجوہر وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از رمضان پور ڈاک خانہ خاص ضلع بدایوں مرسلہ عبد الصمد عرف صوفی قادری برکاتی ذری ابو الحسنی ۱۲ رجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کو جس وقت دفن کر کے واپس آتے ہیں کہتے ہیں سابقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ملائکہ قبر میں آتے ہیں پھر میت کو زندہ کر کے حساب لیتے ہیں اس بات کا ثبوت کسی نص صریح میں یعنی اشارۃ النص یا دلالة النص۔ ایک فرقہ جدید پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں وہ اس بات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندہ کرنے کا ایک وقت موعینہ مقرر ہے جس کو کہ قیامت کہتے ہیں باقی سب لغویات ہیں سائل بڑے فکر و تردد میں ہے کہ کس طرح سے جواب اس فرقہ کو دیا جائے۔

الجواب

سوال رُوح سے ہوتا ہے اور رُوح کبھی نہیں مرتی۔ رہا یہ کہ رُوح بدن میں اعادہ کی جاتی ہے یا نصف بدن میں آتی ہے یا بدن و کفن کے درمیان رکھی جاتی ہے اس کی تفصیل قطعیات سے نہیں نہ تفتیش کی جاتی اور یہ جدید فرقہ جو بنام قرآنی نکلا ہے اسلام سے خارج ہے اس کی بات سننی نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر بریلی بی بی جی کی مسجد مسئلہ شمت علی صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے حقانین اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ نصر ہم و امداد ہم مسئلہ ذیل میں کہ زید بچہ اللہ تعالیٰ کسی ضروری دینی کارکنار بلکہ اس میں شک بھی نہیں کرتا بلکہ ایسے شخص کو بھی کافر و مرتد جانتا ہے یا وجود اس کے اُس کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ افضل الناس بعد الانبیاء ہیں لیکن بحکم مامن عام الا وقد خص منه البعض (کوئی عام نہیں مگر اس میں سے بعض افراد کو

خاص کیا گیا ہے۔ ت) اس ناس سے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مستثنیٰ ہیں کیونکہ حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما شاہزادگان دُودمان نبوت ہیں اور حضرات خلفائے اربعہ وزرائے شہ سریر رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور وزرا سے شاہزادوں کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے افضل ہیں۔ اس پر عمر کتا ہے کہ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کے بعد ہیں تو کیا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل ہو جائیں گے، زید جواباً کہتا ہے کہ یہ محال نہیں بلکہ ممکن بلکہ واقع ہے، دریافت طلبتہ امر ہے کہ زید کا استدلال کیسا ہے اور اس عقیدہ سے اس کی سنیت میں تو کوئی نقص نہ آیا۔

الجواب

اگر وہ یہ کہتا کہ حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ جزئیات کریمہ ایک فضل حبس ذاتی حضرات عالیہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضرات خلفاء کا اعظم واعلیٰ ہے تو حق تھا مگر اس نے اپنی جہالت سے فضل کلی سبیلین کو دیا اور افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر الصدیق کو عام مخصوص منہ البعض ٹھہرایا اور انھیں امیر المؤمنین مولیٰ علی سے افضل کہا یہ سب باطل اور خلاف اہلسنت ہے اس عقیدہ باطلہ سے توبہ فرض ہے ورنہ وہ سستی نہیں اور اس کی دلیل محض مردود و ذلیل، اگر جزئیات موجب افضلیت مرتبہ عند اللہ ہو تو لازم کے آج کل کے بھی سارے میر صاحب اگرچہ کیسے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں اللہ عزوجل کے نزدیک امیر المؤمنین مولیٰ علی سے افضل واعلیٰ ہوں اور یہ نہ کہے گا مگر جاہل اجل مجنون یا ضال مضل مفتون۔ قال اللہ عزوجل،

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون

اور فرماتا ہے،
يرفع الله الذين امنوا منكم والذين
او توالوا العلم درجۃتہ

تم فرما دو کیا برابر ہو جائیں گے عالم اور
بے علم۔
اللہ بلند فرمائے گا تم میں سے مومنوں اور بالخصوص
عالموں کے درجے۔

۱۰ القرآن الکریم ۹/۳۹
۱۱ ۵۸

تو عند اللہ فضل علم فضل نسب سے اشرف و اعظم ہے۔ یہ میر صاحب کہ عالم نہ ہوں اگرچہ صالح ہوں آج کل کے عالم سُنی صحیح العقیدہ کے مرتبہ کو شرعاً نہیں پہنچتے نہ کہ ائمہ نہ کہ صحابہ نہ کہ مولیٰ علی نہ کہ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے :

فوجوان عالم کو بوڑھے جاہل پر تقدم کا حق حاصل ہے اگرچہ وہ (جاہل) قرشی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ عالموں کے درجے بلند فرمائے گا۔ چونکہ بلندی عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے لہذا جو اس کو گھٹائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈالے گا۔ (مت)

لشباب العالمات يتقدم على الشيخ المجاهل ولو قرشياً قال تعالى والذين اوتوا العلم درجتاً فالارفع هو الله فمن يضعه يضعه الله في جهنم

فتاویٰ خیرہ امام خیر الدین رحمہ اللہ میں ہے :

جاہل کا قرشی ہونا عالم پر اس کے تقدم کو مباح نہیں کرتا، کیونکہ علم کی کتابیں عالم کے قرشی پر تقدم کے حق سے بھری پڑی ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرشی و غیر قرشی کے درمیان اپنے اس ارشاد میں کوئی فرق نہیں، فرمایا کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔ (ت)

كونه قرشياً لا يبيح له التقدم على ذي العلم مع جهله اذ كتب العلم طافحة بتقدم العالم على القرشي ولم يفرق سبحانه وتعالى بين القرشي وغيره في قوله تعالى هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون

اسی میں ہے :

قرشی غیر عالم پر عالم کو تقدم حاصل ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سسر آپ کے دامادوں پر مقدم ہیں

والعالم يقدم على القرشي الغير العالم والدليل على ذلك تقدم الصهرين على الختنين و

ان کا الحق اقرب نسباً حالانکہ نسب کے اعتبار سے داماد بنسبتِ سر
منہم

ولہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطینِ کریمین کو حفظِ نعیم کے لئے جو انان
اہلِ جنت سے خاص فرمایا،

الحسن والحسین سید شباب اہل الجنة۔
حسین وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے
سردار ہیں۔ (ت)

کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شامل نہ ہو، اور متعدد صحیح حدیثوں میں اسی کے تتمہ میں فرمادیا،
و ابوہما خیر منہما حسن وحسین جو انان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ای سے افضل ہے
سوا کا ابن ماجہ و المحاکم عن ابن عمر
والطبرانی فی الکبیر عن قرۃ بن یاسر
بسند حسن وعن مالک بن الحویث و المحاکم
وصحیحہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔
اور ارشاد ہوا،

ابوبکر و عمر خیر الاولین و آخرین و
خیر اہل السموات و خیر اہل
الارضین الا النبیین و المرسلین
ابوبکر و عمر سب اگلوں کچھلوں سے افضل ہیں
اور سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے
افضل ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے علیہم الصلوٰۃ
والتسلیم۔ (ت)

۱۔ الفتاویٰ النجریۃ	مسائل ششی	دار المعرفۃ بیروت	۲۳۵/۲
۲۔ سنن ابن ماجہ	فضل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۲ ص
۳۔ المستدرک للحاکم	کتاب معرفۃ الصحابۃ	دار الفکر بیروت	۱۶۴/۳
۴۔ المعجم الکبیر	حدیث ۶۵۰	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	۲۹۲/۱۹
۵۔ کنز العمال	۳۲۶۴۵	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	۵۶۰/۱۱

۱۱۲ مسئلہ از سیٹاپور محلہ تاین گنج مرسلہ حکیم غلام حیدر صاحب ۱۰ شعبان ۱۳۳۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنی مؤلفہ
 کتاب ”یزید نامہ“ میں اپنے عقائد کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ ”میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھتا ہوں۔ اور دعویٰ کیا ہے کہ یہی عقیدہ حق
 تمامی اہلسنت کا ہے جن کی چشم بصیرت بنیاد نہیں ان سے قطع نظر تمام صوفیہ کرام و اولیائے عظام و بزرگان دین
 کا یہی عقیدہ و مسلک ہے۔ بحوالہ فتوحات مکیہ حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ظاہر
 کیا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں بہت کچھ لکھا ہے کل نقل باعث طوالت ہے،
 آخری فیصلہ یہ لکھا ہے کہ ہم اُن کے کفر و بے دینی کے ثبوت تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہتے،
 لہذا اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی طاب ثراہ اپنی کتاب
 ازالۃ الخفاء میں اس عقیدہ والے کو فرقہ تفضیلی و بدعتی و مستحق تعزیر قرار دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا قول متعدد طرق سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت علی نے، کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر و حضرت عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت نہ دے ورنہ تہمت و افتراء پر دازی کے جرم میں اُسی درے لگاؤں گا۔“
 اس نازک زمانہ میں اس استفسار کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ ”یزید نامہ“ کو دیکھ کر عقائد سے ناواقف
 سنی جن میں اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ و گریجویٹ حضرات بھی شامل ہیں اسی عقیدہ کو عقیدہ حق اہلسنت
 سمجھیں گے اُن کو واضح ہونا چاہیے کہ یہ عقائد فرقہ تفضیلیہ کے ہیں عقائد اہلسنت کو اس سے واسطہ نہیں
 اُمید کہ علمائے اہلسنت اس پر کافی توجہ فرمائیں گے۔

الجواب

حاشا یہ ہرگز اہلسنت کا مذہب نہیں رواً افضل کا مذہب ہے اسے اہلسنت کا مذہب کہنا بعینہ
 ایسا ہے کہ کوئی کچھ رافضیوں کا مذہب تفضیل شیخین ہے یعنی صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 کو رافضی تمام امت سے افضل و اعلیٰ مانتے ہیں جیسا اس کا قائل صریح جھوٹا مغتری ہے یہ نہیں یہ کہنے
 والا کہ تمام اہلسنت کا عقیدہ مولا علی کو سب سے افضل جانتا ہے بلاشبہ سخت کذاب جری ہے امام اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلا شعار اہلسنت کا یہ بتایا ہے ان تفضل الشیخین یہ کہ تو صدیق اکبر و
 فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام امت سے افضل مانے۔ یہ عقیدہ حمیدہ خود امیر المؤمنین مولا علی
 لے ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم مسند علی رضی اللہ عنہ سہیل اکیڈمی لاہور ۶۷/۱ ۶۸ و ۶۹
 لے منہ الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر افضل الناس بعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ مصطفیٰ الباب فی مصر ص ۶۳

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اُسی صحابہ و تابعین نے روایت کیا اس میں ہماری مافیل کا فیل کتاب
مطلع القصرین فی ابانۃ سبقۃ العزمین ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآن عظیم و احادیث
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و آثار اہلبیت کرام و صحابہ عظام و ارشادات امیر المومنین
حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم و نصوص ائمہ و علماء و اولیاء و عرفا قدست اسرارہم سے دریا لہرا رہے ہیں۔ ہر
بچہ جانتا ہے کہ اہل سنت کی تمام کتب عقائد میں افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر الصدیق
(انبیاء کے بعد سب سے افضل انسان ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ت) ہے۔ اگر نہایت صاف
دن میں کف دست میدان میں منہ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کو انکار آفتاب روا ہے تو اس کا انکار
بھی اُسی منکر کا سا مجنون کر سکتا ہے یونہی حضرات اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کی طرف اس
عقیدہ باطلہ کی نسبت کھلا افرا ہے۔ دلیل الیقین من کلمات العارفین میں افضلیت مطلقہ حضرات
شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صرف ارشادات اولیائے کرام سے ثابت کیا ہے اور خود ظاہر کہ جب
یہ عقیدہ اہلسنت ہے اور عقیدہ میں اہلسنت کا مخالف مبتدع اور مبتدع کا ولی ہونا محال تو اس کے خلاف
اعتقاد اولیا کیونکر ہو سکتا ہے و لکن الظالمین یفترون و فی الحق بعد ما تبین یسترون (لیکن ظالم جھوٹ
گھڑتے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد اس میں شک کرتے ہیں۔ ت) اسی زمرہ میں فتوحات مکیہ پر بھی افرا
جرا فتوحات کے صریح لفظ یہ ہیں :

اعلم انه ليس في امّة محمد صلى الله	یعنی یقین جان کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
تعالیٰ علیہ وسلم من هو	امت میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق
افضل من ابی بکر غیر عیسیٰ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو سوا سیدنا عیسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام	علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ وہ حضور کے امتی ہیں
	اور صدیق سے افضل ہیں کہ نبی ہیں۔

عہ بدینی و گراہی دوسری چیز ہے مگر ذی عقل مشہور کی طرف ایسے انکار آفتاب کی نسبت سے یہ سہل
معلوم ہوتا ہے کہ کسی یزیدی نے "یزید نامہ" لکھ کر اُس کے نام کر دیا یا کم از کم ایسی وقاحتیں اس میں ملا دیں ۱۲ منہ

۱۰ شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۱۰۷

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں۔ صحیح ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دُعا فرمائی،
اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا و اھدا الہی! اسے راہ نما ماہ یاب کر اور اس کے ذریعہ
سے لوگوں کو ہدایت دے۔

صحابہ کرام میں کسی کو کافر بے دین نہ کہے گا مگر کافر بے دین یا گمراہ بد دین۔ عزیز جبار واحد قہار جل و علا نے صحابہ کرام کو دو قسم کیا ایک وہ کہ قبل فتح مکہ جنہوں نے راہ خدا میں خرچ و قتال کیا دوسرے وہ جنہوں نے بعد فتح پھر فرمادیا کہ دونوں فریق سے اللہ عز و جل نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو یا اینہم اُس نے تم سب سے خُسنی کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآن عظیم نے اُن دریدہ دہنوں، بیباکوں، بے ادب، ناپاکوں کے منہ میں پتھر دے دیا جو صحابہ کرام کے افعال سے اُن پر طعن چاہتے ہیں وہ بشرطِ صحت اللہ عز و جل کو معلوم تھے پھر بھی اُن سب سے خُسنی کا وعدہ فرمایا، تو اب جو معترض ہے اللہ واحد قہار پر معترض ہے جنت و مدارج عالیہ اس معترض کے ہاتھ میں نہیں اللہ عز و جل کے ہاتھ ہیں۔ معترض اپنا سر کھاتا رہے گا اور اللہ نے جو خُسنی کا وعدہ اُن سے فرمایا ہے ضرور پورا فرمائے گا اور معترض جہنم میں سزا پائے گا وہ آیہ کریمہ یہ ہے:

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئیک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیرؐ

اے محبوب کے صحابو! تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ رتبے میں بعد والوں سے بڑے ہیں، اور دونوں فریق سے اللہ نے خُسنی کا وعدہ کر لیا، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔

اب جن کے لئے اللہ کا وعدہ خُسنی کا ہوا اُن کا حال بھی قرآن عظیم سے سُنے:

ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اولئیک عنہا مبعدون ۝ لا یسمعون حبیلہا وہم فی ما اشتہت انفسہم

بیشک جن کے لئے ہمارا وعدہ خُسنی کا ہو چکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی پھٹک تک نہ سُنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے

لے جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب معاویہ بن ابی سفیان امین کمپنی دہلی ۲۲۵/۲
لے القرآن الکریم ۱/۵

خلدون لا يحزنهم الفزع الاكبر وتلقهم
الملئكة هذا يومكم الذي كنتم
توعدون به
وہ بڑی گھبراہٹ قیامت کی پہل انھیں غم نہ دے گی
اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ
یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

یہ ہے جمیع صحابہ کرام سید الانام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن کریم کی شہادت، امیر المؤمنین
مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ مشککشاکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قسم اول میں ہیں جن کو فرمایا: اولئك اعظم
درجۃ ان کے مرتبے قسم دوم والوں سے بڑے ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قسم دوم میں ہیں
اور حسنی کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سب کو شامل۔ ولہذا امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
ابن عساکر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تكون لاصحابي نرۃ یغفرھا اللہ لہم
لسابقہم معی ثم یأتی قوم بعدہم
یکبہم اللہ علی مناخرہم فی
النار
میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جسے اللہ عزوجل
معاف فرمائے گا اُس سابقہ کے سبب جو انکو
میری بارگاہ میں ہے پھر ان کے بعد کچھ لوگ
آئیں گے کہ انھیں اللہ تعالیٰ ان کے منہ کے
بل جہنم میں اوندھا کرے گا۔

یہ ہیں وہ کہ صحابہ کی لغزشوں پر گرفت کریں گے، ولہذا علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرمایا:

ومن یكون یطعن فی مغویۃ فذاک
کلب من کلاب الہاویۃ
جو امیر معاویہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے
ایک کتا ہے۔

واللہ یقول الحق ویہدی السبیل (اور اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف
ہدایت دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۱/۲ و ۱۰۲
۲۔ القرآن الکریم ۵۷/۱
۳۔ المعجم الاوسط حدیث ۳۲۴۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۴۲/۲ و مجمع الزوائد ۲۳۴/۷
۴۔ نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲۳۰/۳

میتا ۱۱۳۱ھ از دھولقہ ضلع احمد آباد ملک گجرات فتح حسن کا پول مولوی نور نبی ابن حاجی ولی محمد صاحب

۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم، اما بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں،

(۱) روح بعد خروج جسم کے دنیا میں آتی ہے یا نہیں؟ خصوصاً جبکہ حیات انبیاء و اولیاء و شہداء ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک دنیا میں میلاد و مجلس شریف میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اور کوئی ان کی پاک روح کی تشریف آوری کو بعید از امکان سمجھے وہ شخص دائرۃ اسلام میں کیسا سمجھا جائے گا؟

(۲) کوئی شخص قبور اہل اللہ کی زیارت اور ان پر پھول چڑھانے کو بدعت بتلائے تو اس کی نسبت اہل اسلام کا کیا خیال ہوگا؟

(۳) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں؟ اور کوئی شخص کہے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلق غیب نہ تھا بلکہ تمام انسان کو جتنا علم ہوتا ہے اتنا ہی آپ کو علم تھا غرض علم حضور کا انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟

(۴) وقت اذان کے اشہدان محمد رسول اللہ کہا جائے اس وقت ہاتھوں کے انگلیٹھے چومنا کیسا ہے؟ کوئی شخص انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟

(۵) جو شخص عمداً ترک جماعت کرے اس کی نسبت اہل اسلام کا کیا خیال ہوگا؟

الجواب

(۱) مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے، حدیث میں ہے،
اذا مات المؤمن یخلى سربه يسرح
حیث یشاء
جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے
کہ جہاں چاہے جائے۔

اس کا مفصل بیان ہماری کتاب حیات الموات فی بیان سماع الاموات میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تمام جہاں سے ارفع و اعلیٰ ہے وہاں یہ سوال کرنا بھی بے جا ہے، امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک وقت میں ستر ہزار جگہ تشریف فرما

لے اتحاد السادة المتقين بحوالہ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب ذکر الموت فضیلت ذکر الموت دار الفکر بیروت ۱۰/۲۲۷

ہو سکتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث فرماتے ہیں:

اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورهم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ملا ہے
و یتصرفوا فی العالم العلوی و کہ اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لائیں اور
السفلی ۛ جملہ عالم آسمان و زمین میں جہاں جو چاہیں تصرف
فرمائیں۔

روح اقدس کی تشریف آوری کو بعد از امکان جاننا اگر براہِ جہل و بے علمی ہے تو جرات و بے ادبی ہے
اور بر بنائے وہابیت ہے تو وہابیت خود کفرِ جلی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) زیارتِ قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ألا فزوروا فانہا تزہدا کم فی الدنیا سن لو، قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں
و تذکرہ الاخرۃ ۛ بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلانے گی۔

خصوصاً زیارتِ مزاراتِ اولیائے کرام کہ موجب ہزاراں ہزار برکت و سعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا
مگر وہابی نابکار، ابنِ تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص و مزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ
ضرور ناجائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف
غلط پڑھنا، رکوع و سجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری و ساری ہے اس سے
نماز بُری نہ ہو جائے گی۔

قبرِ مسلمان پر پھول رکھنا مستحب ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں وہ جب تک تر ہے تسبیح الہی کریگا
اس سے مُردے کا دل بھلے گا، کما فی فتاویٰ الامام فقیہ النفس وغیرہا (جیسا کہ امام فقیہ النفس
کے فتاویٰ وغیرہ میں ہے۔ ت)

فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے:

وضع الورد والریاحین علی قبروں پر گلاب وغیرہ خوشبودار پھول رکھنا

- ۱۔ الفتاویٰ الکبریٰ لابن الحجر الہیتمی باب الجنائز دارالکتب العلمیۃ بیروت ۹/۲
۲۔ الحاوی للفتاویٰ تنویر الملک فی امکان رویۃ النبی والملک دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۳/۲
۳۔ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ما جاء فی زیارة القبور ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۱۱۴

القبور حسنؑ

اچھا ہے۔ (ت)

اسے بدعت کہنا بھی آج کل وہابیہ ہی کی ضلالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین و شرق و غرب و عرش و فرش و ماتحت الثری و جملہ ماکان و مایکون الی آخر الایام کے ذرے ذرے کا علم تفصیلی عطا فرمایا، اس کا بیان ہمارے رسالہ انباء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد و الدولة المکیہ وغیرہ میں ہے، جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے وہ کافر ہے۔ امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں:

النبوة هي الاطلاع على الغيبؑ نبوت کا معنی غیب پر مطلع ہونا ہے (ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارضى من رسولؑ
غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسطور نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا حسب تصریح کتب فقہ رد المحتار حاشیہ در مختار و جامع الرموز شرح نقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد مستحب ہے۔ اس کا مبسوط بیان ہماری کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابیہامین میں ہے۔ اس پر انکار بھی آج کل شعار وہابیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) بلا وجہ شرعی عمداً ترک جماعت گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق گمراہ ہے صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی
اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ یہ تارک جماعت
هذا المتخلف فی بیتہ لترکتہ
اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ
سنة نبیکم ولو ترکتم
علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکرابیۃ الباب السادس عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۳۵۱/۵
۲۔ المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۴۴/۲
۳۔ القرآن الکریم ۲۶/۲ ۲۷/۲

سنۃ نبیکہ افضلۃ تم اھ ای ضلال عن
سبیل المتقین وان استحلہ او استخفہ
فضلال فی الدین - والعیاذ
باللہ رب العالمین -

نبی کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے اھ - یعنی
مستحق لوگوں کے راستے سے ہٹ جاؤ گے اور اگر
کسی نے ترک جماعت کو حلال جانایا ہلکا سمجھا تو
یہ دین سے گمراہ ہونا ہے - اللہ رب العالمین

کی پناہ - (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

ایک یہ بات نہایت ضروری و بکار آمد ہے کہ دیوبندیوں سے کوئی مسئلہ پوچھنا یا کسی مسئلہ میں
اُن کی بات پر کان رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، تمام علمائے حرمین طیبین بالاتفاق دیوبندیوں کو مرتد لکھ چکے اور
فرمادیا، من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر (جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ
بھی کافر ہو گیا - ت) جو اُن کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جاننا درکنار ان کے کفر میں شک
بھی کرے وہ بھی کافر ہے - دیکھو حسام الحرمین شریف - واللہ الہادی -

مسئلہ ۱۱۸ از میوندی ڈاکٹرانہ شہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب
تا ۱۲۰

۱۲ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

(۱) زید کہتا ہے جو بٹو اور ہوگا سب خدا کے حکم سے ہی ہوا اور ہوگا پھر بندہ سے کیوں گرفت ہے اور
اس کو کیوں سزا کا مرتکب ٹھہرایا گیا اس نے کون سا کام ایسا کیا جو مستحق عذاب کا ہوا جو کچھ
اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی ہوتا ہے کیونکہ قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ بلا حکم
اُس کے ایک ذرہ نہیں ہلتا پھر بندے نے کون سا اپنے اختیار سے وہ کام کیا جو دوزخی ہوا یا
کافریا فاسق، جو بُرے کام تقدیر میں لکھے ہوں گے تو بُرے کام کرے گا اور بھلے لکھے ہوں گے تو بھلے
بہر حال تقدیر کا تابع ہے پھر کیوں اس کو مجرم بنایا جاتا ہے؟ چوری کرنا، زنا کرنا، قتل کرنا وغیرہ وغیرہ
جو بندہ کی تقدیر میں لکھ دئے ہیں وہی کرنا ہے ایسے ہی نیک کام کرنا ہے۔

(۲) جب کسی عورت نے کسی شخص سے قربت کی اور اس کو حمل رہ گیا تو اس حمل کو حرام کیوں کہائیگا
اور اس کی اس فعل قربت کو زنا کیوں کہائیگا؟ اور جب اس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کو

۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب بیان فضل الجماعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳۲/۱

۲۔ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳ مکتبہ اہل سنت بریلی ص ۹۴

حرامی کیوں کہا جائے؟ کیونکہ جتنے افعال بندہ کرتا ہے وہ سب تقدیر سے اور حکم خدا سے ہوتے ہیں تو اب اس عورت نے کیا اپنی قدرت اور حکم سے ان فعلوں کو کر لیا، نہیں وہی کیا جو تقدیر میں لکھا تھا پھر اس کو زنا یا حرام کہنا کیونکہ ہے؟

(۳) اُس بچے کی روح پاک تھی یا ناپاک؟ یا اُن رُوحوں میں کی روح تھی جو روزِ ازل میں پیدا ہوئی تھیں یا کوئی اور؟ اور اس کا کیا سبب جو بچہ حرام ہو گیا اور روح پاک ہے، نہیں روح بھی ایسی ہے جیسا بچہ حرامی کیونکہ ہو سکتا ہے؟ فقط۔

الجواب

(۱) زید گمراہ بے دین ہے، اُسے کوئی جو تمارے تو کیوں ناراض ہوتا ہے، یہ بھی تو تقدیر میں تھا۔ اس کا کوئی مال دبا لے تو کیوں بگڑتا ہے، یہ بھی تقدیر میں تھا۔ یہ شیطانِ فلول کا دھوکا ہے کہ جیسا لکھ لیا ایسا ہمیں کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے اُس نے اپنے علم سے جان کر وہی لکھا ہے۔

(۲) یہ وہی ابلیس ملعون کا دھوکا ہے جو بد دینوں کو دیا کرتا ہے علم کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ عورت زنا کرنے والی تھی اس لئے اس کا یہ آئندہ حال اس نے اپنے علم غیب سے جان کر لکھ لیا اگر وہ حلال کرنے والی ہوتی تو اسے حلال والی ہی لکھا جاتا۔

(۳) رُوحیں ازل میں پیدا نہ ہوئیں، بانی جسم سے دو ہزار برس پہلے بنیں۔ ولد الحرام کا اپنا قصور نہیں مگر جبکہ وہ حرام سے پیدا ہوا ولد الحرام ہونے میں کیا شک ہے، نہ اس سے اس کی روح کی ناپاکی لازم۔ روح کفر و ضلالت سے پاک ہوتی ہے۔ بد دین کی روح ناپاک ہے اگرچہ ولد الحلال ہو۔ اور دیندار کی روح پاک ہے اگرچہ اس کی ولادت حرام سے ہو، روح کے پاک ہونے سے جسم کا نطفہ حرام سے بننا کیونکر مٹ گیا، بے علم کو ایسی جہالتوں اور ایسی باتوں میں غرض سے فائدہ نہیں ہوتا سوا اس کے کہ شیطان کسی گھاٹی میں راہ مار کر ہلاک کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ

ثلج الصدر لایمان القدر

۱۳

ھ

۲۵

(سینے کی ٹھنڈک، ایمان تقدیر کے سبب)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۱۲۱ از ضلع کھیری ملک آودھ موضع کٹوارہ مرسلہ سید محمد مظفر حسین صاحب خلع
سید رضا حسین صاحب تعلقہ کٹوارہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ
چرمی فرماید علمائے دین دینی مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں۔ ت)
قرآن میں جس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے محمد! ان اشخاص کو زیادہ ہدایت مت کرو، ان کے لئے اسلام کے
واسطے مشیت ازلہ نہیں ہے، یہ مسلمان نہ ہونگے۔ اور ہر امر کے ثبوت میں اکثر آیات قرآنی موجود ہیں، تو پس
کیونکہ خلاف مشیت پروردگار کوئی امر ظہور پذیر ہو سکتا ہے، کیونکہ مشیت کے معنی ارادہ پروردگار عالم کے
ہیں، تو جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا تو بندہ اس کے خلاف کیونکر کر سکتا تھا۔ اور اللہ نے جب قبل پیدائش
کسی بشر کے ارادہ اس کے کافر رکھنے کا کر لیا تھا تو اب وہ مسلمان کیونکر ہو سکتا ہے یہ ہدی من یشاء

لہ القرآن الکریم ۲/۲۶۲

نہ

کے صاف معنی یہ ہیں کہ جس امر کی طرف اس کی خواہش ہوگی وہ ہوگا۔ پس انسان مجبور ہے اس سے باز پرس کیونکہ ہو سکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا، کیونکہ اُس وقت اُس کو ہدایت از جانب باری عزوجل ملے ہوگی وہ اختیار کرے گا۔ علم اور ارادہ میں یقین فرق ہے، یہاں من یشاء سے اس کی خواہش ظاہر ہوتی ہے۔ پھر انسان باز پرس میں کیوں لایا جائے، پس معلوم ہوا کہ جب اللہ پاک کسی بشر کو اہل جنان سے کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایسی ہی ہدایت ہوتی ہے۔

الجواب

اللہم ھدایۃ الحق والصواب، ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا
من لدنک رحمۃ انک انت
الوھاب، رب اتی اعوذ بک من
ھمزات الشیطن و اعوذ بک رب انت
یحضرون۔

اے اللہ! میں تجھ سے حق اور درستی کا طلبگار ہوں
اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد
اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی، اور ہمیں اپنے
پاس سے رحمت عطا کر، بیشک تو ہے بڑا مہین والا،
اے میرے رب! تیری پناہ شیاطین کے دوسروں
سے، اور اے میرے رب! تیری پناہ اس سے
کہ وہ میرے پاس آئیں ۱۲ (ت)

اللہ عزوجل نے بندے بنائے، اور انھیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ آلات و
جوارح عطا فرمائے اور انھیں کام میں لانے کا طریقتہ الہام کیا۔ اور ان کے ارادے کا تابع فرما کر ان کو
کہ اپنے منافع حاصل کریں اور مضرتوں سے بچیں۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریعت جوہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا
جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ عقل کو ان امور کے ادراک کی طاقت بخشی۔ خیر و شر
نفع و ضرر یہ حواس ظاہری نہ پہچان سکتے تھے۔ پھر اسے بھی فقط اپنی سمجھ پر بے کس و بے یار نہ چھوڑا، ہنوز
لاکھوں باتیں ہیں جن کو عقل خود ادراک نہ کر سکتی تھی، اور جن کا ادراک ممکن تھا ان میں لغزش کرنے، بھوک
کھانے سے پناہ کے لئے کوئی زبردست دامن ہاتھ میں نہ رکھتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر، ذرا
بات کا حسن و قبح خوب بتا کر اپنی نعمت تمام و کمال فرمادی، کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی لیسلا یسکوت
للناس علی اللہ حجة بعد الرسل (کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہیں ہے)۔
حق کا راستہ آفتاب سے زیادہ واضح ہو گیا۔ ہدایت و گمراہی پر کوئی پردہ نہ رہا لاکھ اف

الدين قد تبين الرشد من الغي (کچھ زبردستی نہیں دین میں، بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ مگر ابھی سے۔ ت)

بایں ہمہ کسی کا خالق ہونا، یعنی ذات ہو یا صفت، فعل ہو یا حالت، کسی معدوم چیز کو عدم سے نکال کر لباس وجود پہنا دینا، یہ اُسی کا کام ہے، یہ نہ اُس نے کسی کے اختیار میں دیا نہ کوئی اس کا اختیار پاسکتا تھا، کہ تمام مخلوقات خود اپنی خد ذات میں نیست ہیں، ایک نیست دوسرے نیست کو کیا ہست بنا سکے، ہست بنانا اُسی کی شان ہے جو آپ اپنی ذات سے ہست حقیقی و ہست مطلق ہے۔ ہاں یہ اُس نے اپنی رحمت اور اپنی غنائے مطلق سے عاداتِ اجراء فرمائے کہ بندہ جس امر کی طرف قصد کرے اپنے جوارح اُدھر پھرے، مولا تعالیٰ اپنے ارادہ سے اُسے پیدا فرما دیتا ہے مثلاً اُس نے ہاتھ دئے ان میں پھیلنے، سمٹنے، اٹھنے، ٹھکنے کی قوت رکھی۔ تلوار بنائی، اس میں دھار اور دھار میں کاٹ کی قوت رکھی۔ اس کا اٹھانا، لگانا، وار کرنا بنایا۔ دوست دشمن کی پہچان کو عقل بخشی، اسے نیک و بد میں تمیز کی طاقت عطا کی، شریعت بھیج کر قتل حق و ناحق کی بھلائی بُرائی صاف بتا دی۔ زید نے وہی خدا کی بتائی ہوئی تلوار، خدا کے بنائے ہوئے ہاتھ، خدا کی دی ہوئی قوت سے اٹھانے کا قصد کیا۔ وہ خدا کے حکم سے اُٹھ گئی، اور ٹھکا کر ولید کے جسم پر ضرب پہنچانے کا ارادہ کیا، وہ خدا کے حکم سے ٹھکی اور ولید کے جسم پر لگی، تو یہ ضرب جن امور پر موقوف تھی سب عطائے حق تھے، اور خود جو ضرب واقع ہوئی بارادۂ خدا واقع ہوئی۔ اور اب جو اس ضرب سے ولید کی گردن کٹ جانا پسیدہ ہو گا یہ بھی اللہ کے پیدا کرنے سے ہو گا۔ وہ نہ چاہتا تو ایک زید کیا تمام انس جن ملک جمع ہو کر زور کرتے تو اٹھنا درکناز ہرگز جنبش نہ کرتی اور اس کے حکم سے اُٹھنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو زمین، آسمان، پہاڑ سب ایک لشکر بنا کر تلوار کے پیلے (نوک) پر ڈال دیے جاتے، نام کو بال برابر نہ جھکتی۔ اور اس کے حکم سے پہنچنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا گردن کٹنا تو بڑی چیز ہے ممکن نہ تھا کہ خط بھی آتا۔ لڑائیوں میں ہزاروں بار تجربہ ہو چکا کہ تلواریں پڑیں اور خراش تک نہ آئی، گولیاں لگیں اور جسم تک آتے آتے ٹھنڈی ہو گئیں، شام کو معرکہ سے پلٹنے کے بعد سپاہیوں کے سر کے بالوں میں سے گولیاں نکلی ہیں۔ تو زید سے جو کچھ واقع ہوا سب خلقِ خدا و بارادۂ خدا تھا۔ زید کا بیچ میں صرف اتنا کام رہا کہ اس نے قتل ولید کا ارادہ کیا اور اس طرف اپنے جوارح کو پھیرا اب اگر ولید شرعاً مستحقِ قتل ہے تو زید پر کچھ الزام نہیں رہا بلکہ بار بار ثوابِ عظیم کا مستحق ہو گا کہ اس نے اس چیز کا قصد کیا اور اس طرف جوارح کو پھیرا جسے اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں کے ذریعے اپنی مرضی، اپنا پسندیدہ کام ارشاد فرمایا تھا۔ اور اگر قتل ناحق ہے تو یقیناً زید پر الزام ہے اور عذاب الیم کا مستحق ہو گا کہ

یعنی لغتِ حکمِ شرع اُس شے کا عزم کیا، اور اُس طرف جوارح کو متوجہ کیا جسے مولیٰ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے واسطے سے اپنے غضبِ اپنی ناراضی کا حکم بتایا تھا۔ غرض فعلِ انسان کے ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکی پیدا کر دے گا اور یہ بُرے کا ارادہ کرے اور جوارح کو اس طرف پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود فرما دے گا۔ دو پیالیوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خود بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں؛ شہد میں شفاء اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اُسی نے رکھا ہے۔ روشن دماغ حکیموں کو بھیج کر بتا بھی دیا ہے کہ دیکھو یہ شہد ہے اس کے یہ منافع ہیں اور زہر دار! یہ زہر ہے اس کے پینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان ناصح اور خیر خواہ حکمائے کرام کی یہ مبارک آوازیں تمام جہان میں گونجیں اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں۔ اس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھا کر پی اور کچھ نے زہر کی۔ ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے، اور ان میں پیالی اٹھانے، منہ تک لے جانے کی قوت بھی اُسی کی رکھی ہوئی تھی۔ منہ اور حلق میں کسی چیز کو جذب کر کے اندر لینے کی قوت، اور خود منہ اور حلق اور معدہ وغیرہ سب اس کے مخلوق تھے، اب شہد پینے والوں کے جوف میں شہد پہنچا، کیا وہ آپ اُس کا نفع پیدا کر لیں گے؟ یا شہد بذاتِ خود خالقِ نفع ہو جائے گا؟ حاشا ہرگز نہیں، بلکہ اس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اسی کے دستِ قدرت میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا۔ وہ نہ چاہے تو منوں شہد پی جائے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے، یونہی زہر والوں کے پیٹ میں زہر جا کر کیا وہ آپ ضرر کی تخلیق کر لیں گے یا زہر خود بخود خالقِ ضرر ہو جائیگا؟ حاشا ہرگز نہیں، بلکہ اس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اسی کے قبضہِ اقتدار میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا بلکہ وہ چاہے تو زہر شہد ہو کر لگے۔ بایں ہمہ شہد پینے والے ضرور قابلِ تحسین و آفریں ہیں۔ ہر عاقل یہی کہے گا کہ انہوں نے اچھا کیا، ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اور زہر پینے والے ضرور لائقِ سزا و نفریں ہیں ہر ذی ہوش یہی کہے گا کہ یہ بد بخت خود کشی کے مجرم ہیں۔

دیکھو اول سے آخر تک جو کچھ ہوا سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہوا۔ اور جتنے آلات اس کام میں لئے گئے سب اللہ ہی کے مخلوق تھے، اور اسی کے حکم سے انہوں نے کام دیے، جو تمام عقلاء کے نزدیک ایک فریق کی تعریف ہے اور دوسرے کی مذمت، تمام کھیریاں جو عقل سے حصہ رکھتی ہوں ان زہر نوشوں کو مجرم بنائیں گی، پھر کیوں بناتی ہیں، نہ زہر ان کا پیدا کیا ہوا نہ زہر میں قوتِ ہلاک اُن کی رکھی ہوئی، نہ ہاتھ اُن کا پیدا کیا ہوا نہ اس کے بڑھانے اٹھانے کی قوت ان کی رکھی ہوئی، نہ دہن و حلق ان کے پیدا کئے ہوئے نہ ان میں جذب و کشش کی قوت اُن کی رکھی ہوئی، نہ حلق سے اُتر جانا ان کے ارادہ سے ممکن تھا۔ آدمی

پانی پیتا ہے اور چاہتا ہے کہ خلق سے اترے مگر اچھو ہو کر نکل جاتا ہے اس کا چاہا نہیں چلتا، جب تک وہی نہ چاہے جو صاحب سارے جہان کا ہے۔

اب خلق سے اترنے کے بعد تو ظاہری نگاہوں میں بھی پینے والے کا اپنا کوئی کام نہیں۔ خون میں اس کا ملنا اور خون کا اُسے لے کر دوہ کرنا اور دورہ میں قلب تک پہنچنا اور وہاں جا کر اُسے فاسد کر دینا یہ کوئی فعل نہ اس کے ارادے سے ہے نہ اس کی طاقت سے۔ بہتیرے زہری کرنا دم ہوتے ہیں۔ پھر ہزار کوشش کرتے ہیں جو ہونی ہے ہو کر رہتی ہے۔ اگر اس کے ارادہ سے ضرر ہوتا تو اس ارادہ سے باز آتے ہی زہر باطل ہو جانا لازم تھا، مگر نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ بے اثر ہے۔ پھر اس سے کیوں باز پرس ہوتی ہے؟ ہاں، باز پرس کی وہی وجہ ہے کہ شہد اور زہر اسے بتا دیے تھے۔ عالی قدر حکمائے عظام کی معرفت سب نفع نقصان بتا دیے تھے۔ دست و زبان و خلق اس کے قابو میں کر دیے تھے۔ دیکھنے کو آنکھ، سمجھنے کو عقل اُسے دے دی تھی۔ یہی ہاتھ جس سے اس نے زہر کی پیالی اٹھا کر پی جام شہد کی طرف بڑھانا اللہ تعالیٰ اُسی کا اٹھنا پیدا کر دیتا، یہاں تک کہ سب کام اول تا آخر اسی کی خلق و مشیت سے واقع ہو کر اس کے نفع کے موجب ہوتے مگر اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ کاسہ زہر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے پینے کا عزم لایا۔ وہ غنی بے نیاز دونوں جہان سے بے پروا ہے، وہاں تو عادت جاری ہو رہی ہے کہ یہ قصد کرے اور وہ خلق فرما دے۔ اُس نے اسی کاسہ کا اٹھنا اور خلق سے اترنا دل تک پہنچا وغیرہ وغیرہ پیدا فرمادیا پھر یہ کیونکر بے جرم قرار پاسکتا ہے۔ انسان میں یہ قصد و ارادہ و اختیار ہونا ایسا واضح و روشن و بدیہی امر ہے جس سے انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے چلنے پھرنے، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ وغیرہ افعال کے حرکات ارادی ہیں۔ ہر شخص آگاہ ہے کہ انسان کا کام کرنے کے لئے ہاتھ کو حرکت دینا اور وہ جنبش جو ہاتھ کو ریشہ سے ہو اُن میں صریح فرق ہے۔ ہر شخص واقف ہے کہ جب وہ اوپر کی جانب جست کرتا اور اس کی طاقت ختم ہونے پر زمین پر گرتا ہے ان دونوں حرکتوں میں تفرق ہے۔ اوپر کو دنا اپنے اختیار و ارادہ سے تھا اگر نہ چاہتا نہ گودتا اور یہ حرکت تمام ہو کر اب زمین پر آتا اپنے ارادہ و اختیار سے نہیں۔ ولہذا اگر رکنا چاہے تو نہیں رک سکتا۔ بس یہی ارادہ، یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا، یہی مدار امر و نہی و جزا و سزا و عقاب و پریش و حساب ہے۔ اگرچہ بلاشبہ بلازیم قطعاً یقیناً یہ ارادہ و اختیار بھی اللہ عز و جل ہی کا پیدا کیا ہوا ہے، جیسے انسان خود بھی اُسی کا بنایا ہوا ہے آدمی جس طرح نہ آپ سے آپ بن سکتا تھا نہ اپنے لئے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان

وغیر بنا سکتا تھا۔ یونہی اپنے لئے طاقت، قوت، ارادہ، اختیار بھی نہیں بنا سکتا۔ سب کچھ اُس نے دیا اور اُسی نے بنایا۔ مگر اس سے یہ سجد لینا کہ جب ہمارا ارادہ و اختیار بھی خدا ہی کا مخلوق ہے تو پھر ہم پتھر ہو گئے قابلِ سزا و جزا و باز پرس نہ رہے، کیسی سخت جہالت ہے۔ صاحبِ اتم میں خدا نے کیا پیدا کیا؟ ارادہ و اختیار۔ تو ان کے پیدا ہونے سے تم صاحبِ ارادہ، صاحبِ اختیار ہوئے یا مضطر، مجبور، ناچار۔ صاحبِ اتم خدا اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا تھا؟ یہ کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں رکھتا اور تم میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کی عجب عجب کہ وہی صفت جس کے پیدا ہونے نے تمہاری حرکات کو پتھر کی حرکات سے ممتاز کر دیا، اسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھو۔ یہ کیسی الٹی مت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھیں پیدا کیں، اُن میں نور خلق کیا، اس سے ہم انکھیاں دیکھ سکتے، نہ کہ معاذ اللہ اندھے۔ یونہی اس نے ہم میں ارادہ و اختیار پیدا کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار ہوئے، نہ کہ اُلٹے مجبور۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جب وقتاً فوقتاً ہر فرد اختیار بھی اُسی کی خلق، اُسی کی عطا ہے، ہماری اپنی ذات سے نہیں، تو مختار کہہ ہوئے خود مختار نہ ہوئے۔ پھر اس میں کیا حرج ہے؟ بندے کی شان ہی نہیں کہ خود مختار ہو سکے۔ نہ جزا و سزا کے لئے خود مختار ہونا ہی ضرور۔ ایک نوبت اختیار چاہئے، کسی طرح ہو، وہ ہر اہلہ حاصل ہے۔

اُدھی انصاف سے کام لے تو اسی قدر تقریر و مثال کافی ہے۔ شہد کی پالی اطاعتِ الہی ہے اور زہر کا کاسہ اس کی نافرمانی۔ اور وہ عالی شان حکماء، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے کہ اللہ ہی کے ارادہ سے ہوگا، اور ضلالت اس زہر کا ضرر پہنچنا کہ یہ بھی اسی کے ارادہ سے ہوگا، مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور تہرہ (سرکشی) والے مذموم و ملزم ہو کر سزا پائیں گے۔ پھر بھی جب تک ایمان باقی ہے یغفر لمن یشاء (جسے چاہے بخش دے۔ ت) باقی ہے۔

والحمد لله رب العالمین، له المحکمہ و اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے
تیمام جہانوں کا، حکم اُسی کا ہے اور اسی کی طرف
تمہیں لوٹنا ہے۔ (ت)

قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو — ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت ضلالت سب اس کے ارادہ سے ہے۔ اس کا بیان بھی ہو چکا اور آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ واضح ہوگا۔ نیز فرمایا ہے،

ان الذین کفرو واسوائهم اُذرتهم
 اور لم تنذرهم لایؤمنون
 وہ جو علم الہی میں کافر ہیں انہیں ایک سا ہے چاہے
 تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت بھیجے گئے جو کافر ایمان نہ لاتے ان کا نہایت
 غم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوتا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے فرمایا،
 ففعلتک باخع نفسك علی اثارهم ان
 لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا۔
 شاید تم ان کے پیچھے اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اس
 غم میں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں۔

لہذا حضور کی تسکین خاطر اقدس کو یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو ہمارے علم میں کفر پر مرنے والے ہیں والیاء
 باللہ تعالیٰ وہ کسی طرح ایمان نہ لائیں گے، تم اس کا غم نہ کرو۔ لہذا یہ فرمایا کہ تمہارا سمجھنا نہ سمجھنا "ان کو" یکساں
 ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ "تمہارے حق میں" یکساں ہے، کہ ہدایت معاذ اللہ امر فضول ٹھہرے۔ ہادی کا اجر
 اللہ پر ہے، چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

وما علی الرسول الا البلاغ العبین۔
 وما اسئلكم علیہ من اجر ان اجری
 الا علی رب العالمین
 اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (ت)
 اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا
 اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے (ت)

اللہ خوب جانتا ہے اور آج سے نہیں ازل الازل سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے
 چاہِ ضلالت میں ڈوبیں گے، مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرماتا کہ جو ہدایت پانے والے ہیں
 اُن کے لئے سببِ ہدایت ہوں اور جو نہ پائیں گے اُن پر حجت الہیہ قائم ہو، واللہ الحجة البالغة (اور اللہ
 ہی کی حجت پوری ہے۔ ت)

ابن جریر عن النس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 قال لما بعث اللہ تعالیٰ موسیٰ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ فرعون
 نودعی لن یفعل، فیلما ففعل؛
 فقال فساداۃ اثنا عشر ملکاً
 ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کیا کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
 مولیٰ عزوجل نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا
 موسیٰ علیہ السلام چلے تو ندا ہوئی مگر اے موسیٰ!
 فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دل

۵ القرآن الکریم ۶/۱۸
 ۵ " ۱۰۹/۲۶

۵ القرآن الکریم ۶/۲
 ۵ " ۵۴/۲۴

من علماء المشككة، امضی لما
أصرت به، فانا جهدنا ان تعلم
هذا فلم نعلمه له
میں کہا پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر
بارہ علماء نے مل کر عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہا
اے موسیٰ! آپ کو جہاں کا حکم ہے جاتیے۔
یہ وہ راز ہے کہ باوصفہ کوشش آج تک ہم پر بھی
نہ کھلا۔

اور آخر نفع بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا ہلاک ہوئے، دوستانِ خدا نے ان کی غلامی، ان کے
عذاب سے نجات پائی۔ ایک جگہ میں ستر ہزار ساحر سجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے،
أمتابیت العلین سب موسیٰ و ہارون یہ ہم اس پر ایمان لائے جو رب ہے سارے جہان کا
رب ہے موسیٰ و ہارون کا۔

مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی و کتاب کے تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت فرما دے۔
ولو شاء الله لجمعهم على الهدى فلا تكونن
من الجہلین یہ
اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اسے
سُننے والے! تو ہرگز نادان نہ بن۔ (ت)
مگر اس نے دنیا کو عالمِ اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمت بالغہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے وہ
چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صوف نام پاک لینے سے، کسی کا
ہوا سونگھنے سے پیٹ بھرتا۔ زمین جوتے سے روٹی پکانے تک جو سخت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر
اس نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختلاف رکھا کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے در سے پلے ہیں۔
اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین فاقے گزرتے ہیں۔

غرض ہر چیز میں اہم یقتسمون رحمة ربك ط نحن قسمنا بينهم کیا تمہارے رب کی رحمت
وہ بانٹتے ہیں، ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔ (ت) کی نیرنگیاں ہیں۔ احمق بڑ عقل
یا اہل بد دین وہ اس کے ناموس میں چون و چرا کرے کہ یوں کیوں کیا، یوں کیوں نہ کیا؟ سنا ہے اسکی
شان ہے يفعل الله ما يشاء اللہ جو چاہے کرتا ہے۔ اس کی شان ہے ان الله يحكم ما يريد اللہ

لے

۳۵ القرآن الکریم ۳۵/۶

۳۵ " ۳۵/۱۴

۳۵ القرآن الکریم ۱۲۱/۴ و ۱۲۲

۳۵ " ۳۲/۴۳

۳۵ " ۱/۵

جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ اس کی شان ہے لایسٹل عتایفعل وہم لیسٹلون وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور سب سے سوال ہوگا۔
 زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانسو مسجد میں لگائیں، پانسو پانخانہ کی زمین اور قد مچوں میں۔ کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آوے سے پکی ہوئی ایک روپے کی مولیٰ لی ہوئی ہزار اینٹیں تھیں۔ اُن پانسو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کس؟ اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں۔ اگر کوئی احمق اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

جب مجازی جھوٹی ملک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی ملک کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا ملک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دمِ زدن کیا معنی! کیا کوئی اس کا ہمسریا اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ ملک علی الاطلاق ہے، بے اشتراک ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبار سے اُلجھے تو اس کا سر کھایا ہے، شامت نے گھیرا ہے۔ اس سے ہر عاقل یہی کہے گا کہ ادب عقل بے ادب اپنی حد پر رہے۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمالِ صفات میں یکتا و کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال! س

گدائے خاک نشینی تو حافظِ مخدوش نظامِ مملکتِ خویش خرواں دانند
 تو خاک نشین گداگر ہے اے حافظ! شرمِت کر، اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ جانتے ہیں۔ ت)

افسوس کہ دنیوی، مجازی، جھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور ملک الملوک بادشاہِ حقیقی جل جلالہ کے احکام میں رائے زنی کرے۔ سلاطین تو سلاطین اپنا برابر زنی بلکہ اپنے سے بھی کم تر بے شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام جب کسی صفت کا استاد ماہر ہو اور خود یہ شخص اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہرگز نہ سمجھ سکے گا۔ یہ اتنا اور اک ہی نہیں رکھتا۔ مگر عقل سے حصہ ہے تو اس پر معترض بھی نہ ہوگا۔ جان لے گا کہ یہ اس کام کا استاد و حکیم ہے، میرا خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

۱۔ القرآن الکریم ۲۱/۲۳
 ۲۔ دیوانِ حافظ ردیفِ شین معجم سب رنگ کتاب گھر دہلی ص ۲۵۸

غرض اپنی فہم کو قاصر جانے گا نہ کہ اس کی حکمت کو۔ پھر رب الارباب، حکیم حقیقی، عالم السر والنجفی عزّ وجلّ کے اسرار میں غرض کرنا اور جو سمجھ میں نہ آئے اس پر مقروض ہونا اگر بے دینی نہیں جنون ہے۔ اگر جنون نہیں بے دینی ہے، والعیاذ باللہ رب العلمین۔

اے عزیز! کسی بات کو حق جاننے کے لئے اس کی حقیقت جانتی لازم نہیں ہوتی۔ دنیا جانتی ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے، اور مقناطیسی قوت دیا ہوا لوہا ستارہ قطب کی طرف توجہ کرتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت و کُنہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس خاکی لوہے اور اُس افلاکِ ستارے میں کہ یہاں سے کروڑوں میل دور ہے باہم کیا اُلفت؟ اور کیونکر اُسے اس کی جہت کا شعور ہے؟ — اور ایک یہی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فلاسفہ خاک چھان کر مر گئے اور اُن کی کُنہ نہ پائی — پھر اس سے اُن باتوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ آدمی اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا شے ہے جسے یہ ”میں“ کہتا ہے؟ اور کیا چیز جب بھل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر بے حس و حرکت رہ جاتا ہے۔

اللہ جلّ جلالہ فرقان حکیم میں فرماتا ہے:

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

تم کیا چاہو، مگر یہ کہ چاہے اللہ رب سارے جہان کا۔

اور فرماتا ہے:

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَهْدِي الْغَلِيلَ ۝

کیا کوئی اور بھی کسی چیمبر کا خالق ہے سوا اللہ کے۔

اور فرماتا ہے:

لَهُ الْخَيْرُ كُلُّهُ ۝

اختیارِ خاص اسی کو ہے۔

اور فرماتا ہے:

الْأَلَهَ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ تَبْرُكُ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

مُسْتَعْنٰی ہو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کے لئے ہے، بڑی برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا۔

یہ آیاتِ کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ پیدا کرنا، عدم سے وجود میں لانا خاص اُسی کا کام ہے، دوسرے کو اس میں اصل (بالکل) شرکت نہیں، نیز اصل اختیار اُسی کا ہے، نیز بے اس کی مشیت کے

۱۵ القرآن الکریم ۳/۳۵

۱۵ القرآن الکریم ۲۹/۸۱

۵۴/۴

۳۶/۳۳ و ۶۸/۲۸

کسی کی مشیت نہیں ہو سکتی۔

اور وہی مالک و مولیٰ جلّ و علا اسی قرآن کریم میں فرماتا ہے،
 ذٰلِكَ جَزَاءُ سَيِّئِهِمْ بِبَغْيِهِمْ وَاَتَا الصُّدُقُونَ
 یہ ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ انھیں دیا، اور بیشک
 بالیقین ہم سچے ہیں۔

اور فرماتا ہے،

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ
 يَظْلِمُونَ
 ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم
 کرتے تھے۔

اور فرماتا ہے،

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ
 جو تمہارا جی چاہے کئے جاؤ اللہ تمہارے کاموں کو
 دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے،

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ
 فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ اِنَّا عٰتِدْنَا
 لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهٖمْ سُرَادِقُهَا
 اے نبی! تم فرما دو کہ حق تمہارے رب کے پاس ہے
 تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے،
 بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے
 جس کے سراپے انھیں گھیریں گے ہر طرف آگ ہی آگ
 ہوگی۔

اور فرماتا ہے،

قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا اِطْعِمْتَهُ وَاَكْنٰ
 كَانَتْ فِي ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ
 لَا تَخْتَصِمُوْا لَدُنَّ وَاَقْدَمْتُمْ
 اَلَيْكُمْ بِالْوَعْدِ مَا يَبْدُلُ
 الْقَوْلُ لَدُنَّ وَاَنَا
 کافر کا ساتھی شیطان بولا اے رب ہمارے! میں
 نے انھیں کدو نہ کر دیا تھا یہ آپ ہی دُور کی گمراہی
 میں تھا۔ رب عزوجل نے فرمایا میرے حضور فضول
 جھگڑا نہ کرو میں تو تمہیں پہلے ہی سزا کا ڈر سنا چکا
 تھا، میرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی، اور نہ میں

۵۲ القرآن الکریم ۱۶/۱۱۸
 ۵۳ " ۱۸/۲۹

۱۴۶/۴ القرآن الکریم
 ۴۰/۴۱ " ۴۱/۴۰

بظلم للعبيد

بندوں پر ظلم کروں۔

یہ آیتیں صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بندہ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنی ہی کرنی بھرتا ہے وہ ایک حرام کا اختیار و ارادہ ضرور رکھتا ہے۔ اب دونوں قسم کی سب آیتیں قطعاً مسلمان کا ایمان ہیں۔ بے شک بے شبہ بندہ کے افعال کا خالق بھی خدا ہی ہے، بے شک بندہ بے ارادہ الہیہ کچھ نہیں کر سکتا، اور بے شک بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، بے شک وہ اپنی ہی یہ اعمالیوں کے سبب مستحقِ سزا ہے۔

یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں مگر یونہی کہ عقیدہ اہل سنت و جماعت پر ایمان لایا جائے۔ وہ کیا ہے؟ وہ جو اہل سنت کے سردار و مولیٰ، امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے انھیں تعلیم فرمایا، ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحییٰ بن سلیم: امام جعفر صادق سے، وہ حضرت امام باقر، وہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، وہ امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی،

انہ خطب الناس یوماً (فذا کو خطبتہ ثم قال) فقام الیہ رجل من کانت شہد معہ الجمل، فقال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، فقال بحر عمیق فلا تلجہ، قال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، قال یسر اللہ فلا تمکلفہ، قال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، قال اما اذا بیت فانه امرین امرین لا جبر ولا تفویض، قال یا امیر المؤمنین ان فلانا یقول بالاستطاعة، وهو حاضرک فقال علی بہ فاقا مواء، فلما رآه، سل سیفہ قدراً اربع اصابع، فقال الاستطاعة تمکرها یعنی ایک دن امیر المؤمنین خطبہ فرما رہے تھے، ایک شخص نے کہ واقعہ جمل میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھے کھڑے ہو کر عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، گہرا دریا ہے اس میں قدم نہ رکھو عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ کا ارادہ ہے زبردستی اس کا بوجھ نہ اٹھا۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دوامروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اسے سپرد ہے۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے اور وہ حضور میں حاضر ہے۔ مولیٰ علی نے فرمایا، میرے سامنے لاؤ۔ لوگوں نے اسے کھڑا کیا۔ جب امیر المؤمنین نے اُسے دیکھا تیغ مبارک چار انگل کے قدر نیام سے

مع الله اوصت دون الله؟ وایاک انت
تقول احدهما فترتد فاضرب
عنقک ، قال فما قول یا امیر المؤمنین
قال قل املکھما بالله الذی ان
شاء ملکنیہما۔^۱

نکال لی اور فرمایا، کام کی قدرت کا تو خدا کے ساتھ مالک
ہے یا خدا سے جدا مالک ہے؟ اور سنتا ہے خبردار ان
دوتوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائیگا اور
میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس نے کہا، یا امیر المؤمنین!
پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا: یوں کہہ کہ اس خدا کے دیے
سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار دے
بے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔

بس یہی عقیدہ اہل سنت ہے کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ خود مختار، بلکہ ان دونوں کے بیچ میں
ایک حالت ہے جس کی کنہ راز خدا اور ایک نہایت عمیق دریا ہے۔ اللہ عزوجل کی بے شمار رضا میں
امیر المؤمنین علی پر نازل ہوں کہ ان دونوں الجبنوں کو دو فقروں میں صاف فرما دیا۔ ایک صاحب نے اسی
بارے میں سوال کیا کہ کیا معاصی بھی بے ارادہ الہیہ واقع نہیں ہوتے؟ فرمایا تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت
کر لے گا اَفِیْغْضٰی قَهْرًا یعنی وہ نہ چاہتا تھا کہ اس سے گناہ ہو مگر اس نے کر ہی لیا تو اس کا ارادہ زبردست
پڑا معاذ اللہ خدا بھی دُنیا کے مجازی بادشاہوں کی طرح ہوا کہ وہ ڈاکوؤں، چوروں کا بہتیرا بند و بست کریں
پھر بھی ڈاکو اور چور اپنا کام کر ہی گزرتے ہیں۔ حاشا وہ ملک الملوک بادشاہ حقیقی قادر مطلق ہرگز ایسا
نہیں کہ اس کے ملک میں بے اس کے حکم کے ایک ذرہ جنبش کر سکے۔ وہ صاحب کہتے ہیں فکانتما
اَلْقَمْنٰی حَجْرًا مَوَّلٰی عَلٰی نے یہ جواب دے کر گویا میرے من میں پتھر رکھ دیا کہ آگے کچھ کہتے بن ہی نہ پڑا۔
عمر بن عبید معترزل کہ بندے کے افعال خدا کے ارادہ سے نہ جانتا تھا خود کہتا ہے کہ مجھے کسی نے ایسا
الزام نہ دیا جیسا ایک مجوسی نے دیا جو میرے ساتھ جہاز میں تھا، میں نے کہا تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟۔
کہا خدا نہیں چاہتا۔ میں نے کہا خدا تو چاہتا ہے مگر شیطان تجھے نہیں چھوڑتے۔ کہا تو میں شریک
غالب کے ساتھ ہوں۔ اسی ناپاک شناعیت کے رد کی طرف مولیٰ علی نے اشارہ فرمایا کہ وہ نہ چاہے تو
کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کر لے گا؟۔ باقی رہا اس مجوسی کا عذر، وہ بعینہ ایسا ہے کہ کوئی مجھوکا
ہے مجھوک سے دم نکلا جاتا ہے کھانا سامنے رکھا ہے اور نہیں کھاتا کہ خدا کا ارادہ نہیں، اس کا ارادہ ہوتا

۱۔ حلیۃ الاولیاء۔
۲۔ قول مولیٰ علی

تو میں ضرور کھا لیتا۔ اس آحق سے یہی کہا جائے گا کہ خدا کا ارادہ نہ ہونا تو نے کا ہے سے جانا؟ — اسی سے کہ تو نہیں کھاتا، تو کھانے کا قصد تو کر، دیکھ تو ارادہ الہیہ سے کھانا ہو جائے گا۔ اسی اوندھی مت اُسی کو آئی ہے جس پر موت سوار ہے۔ غرض مولیٰ علی نے یہ تو اس کا فیصلہ فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے بے ارادہ الہیہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات کہ جزا و سزا کیوں ہے! — اس کا یوں فیصلہ ارشاد ہوا، ابن ابی حاتم و اصہبائی و لاکھاکی و خلعی حضرت امام جعفر صادق وہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں،

قال قيل لعلي بن ابي طالب ان ههنا
مرجلا يتكلم في المشيئة فقال له علي
يا عبد الله خلقك الله لما يشاء او لما
شئت؟ قال بل لما يشاء قال فيمرضك
اذا شاء او اذا شئت؟ قال بل اذا شاء،
قال فيميتك اذا شاء او اذا شئت؟
قال اذا شاء، قال فيدخلك
حيث شاء او حيث شئت؟
قال بل حيث يشاء، قال والله لو قلت
غير ذلك لضربت الذي
فيه عينك بالسيف - ثم تلا
عليه "وما تشاءون الا ان يشاء
الله هو اهل التقوى و اهل
المغفرة" له

مولیٰ علی سے عرض کی گئی کہ یہاں ایک شخص مشیت میں
گفتگو کرتا ہے۔ مولیٰ علی نے اس سے فرمایا، اے
خدا کے بندے! خدا نے تجھے اس لئے پیدا کیا جس لئے
اُس نے چاہا یا اس لئے جس لئے تو نے چاہا؟
کہا، جس لئے اس نے چاہا۔ فرمایا، تجھے جب وہ
چاہے بیمار کرتا ہے یا جب تُو چاہے؟ کہا، بلکہ جب
وہ چاہے۔ فرمایا، تجھے اس وقت وفات ملے گی
جب وہ چاہے یا جب تُو چاہے؟ کہا جب وہ
چاہے۔ فرمایا، تو تجھے وہاں بھیجے گا جہاں وہ چاہے
یا جہاں تُو چاہے؟ کہا، جہاں وہ چاہے۔ فرمایا،
خدا کی قسم تو اس کے سوا کچھ اور کہتا تو یہ جس میں تیری
آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر) تلواری سے مار دیتا۔
پھر مولیٰ علی نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟ اور تم
کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے وہ تقویٰ کا مستحق اور گناہ
عفو فرمانے والا ہے؟

خلاصہ یہ کہ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے، بناتے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا بھیجتے وقت بھی

لے الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم واللائکائی فی السنۃ والخلفی فی فوائدہ عن علی

تحت الآیۃ ۲۲/۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۱۸ و ۱۹

نہ لے گا، تمام عالم اس کی ملک ہے، اور مالک سے دربارہٴ ملک سوال نہیں ہو سکتا۔

ابن عساکر نے عارث ہمدانی سے روایت کی ایک شخص نے اگر امیر المؤمنین مولیٰ علی سے عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے مسئلہٴ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، تاریک راستہ ہے اس میں نہ چل۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، گہرا سمندر ہے اس میں قدم نہ رکھ۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ کا راز ہے تجھ پر پوشیدہ ہے اسے نہ کہول۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، اِنَّ اللّٰهَ خَالِقُكَ کَمَا شَاءَ اَوْ کَمَا شِئْتَ اللّٰهُ نے تجھے جیسا اس نے چاہا بنایا یا جیسا تو نے چاہا؟ عرض کی، جیسا اُس نے چاہا۔ فرمایا، فَيَسْتَعْمَلُکَ کَمَا شَاءَ اَوْ کَمَا شِئْتَ تو تجھ سے کام ویسا لے گا جیسا وہ چاہے یا جیسا تو چاہے؟ عرض کی، جیسا وہ چاہے۔ فرمایا، فَيَبْعَثُکَ یَوْمَ الْقِيَامَةِ کَمَا شَاءَ اَوْ کَمَا شِئْتَ تجھے قیامت کے دن جس طرح وہ چاہے اُٹھائے گا یا جس طرح تو چاہے؟۔ کہا، جس طرح وہ چاہے۔ فرمایا، اِیُّهَا السَّائِلُ تَقُولُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اے سائل! تو کہتا ہے کہ نہ طاقت ہے نہ قوت ہے مگر کس کی ذات سے؟۔ کہا، اللہ علیٰ عظیم کی ذات سے۔ فرمایا، تُو اس کی تفسیر جانتا ہے؟۔ عرض کی، امیر المؤمنین کو جو علم اللہ نے دیا ہے اس سے مجھے تعلیم فرمائیں۔ فرمایا، اِنَّ تَفْسِیْرَهَا لَا یَقْدِرُ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ وَلَا یُکَوِّنُ قُوَّةً فِی مَعْصِیَةِ اللّٰهِ فِی الْاُمْرِیْنَ جَمِیْعًا اَلَا بِاللّٰهِ اس کی تفسیر یہ ہے کہ نہ طاعت کی طاقت، نہ معصیت کی قوت، دونوں اللہ ہی کے دیے سے ہیں۔ پھر فرمایا، اِیُّهَا السَّائِلُ الْکَ مَعَ اللّٰهِ مَشِیَّةٌ اَوْ دُونَ اللّٰهِ مَشِیَّةٌ، فَانْ قُلْتَ اِنَّ لَکَ دُونَ اللّٰهِ مَشِیَّةً، فَقَدْ اَکْثَفْتَ بِهَا عَنْ مَشِیَّةِ اللّٰهِ وَاَنْ سَأَلْتَ اَنْ لَّکَ فَوْقَ اللّٰهِ مَشِیَّةً فَقَدْ اَدْعَيْتَ مَعَ اللّٰهِ شَرْکًا فِی مَشِیَّتِهِ اے سائل! تجھے خدا کے ساتھ اپنے کام کا اختیار ہے یا بے خدا کے؟ اگر تو کہے کہ بے خدا کے تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے ارادۃ الہیہ کی کچھ حاجت نہ رکھی، جو چاہے خود اپنے ارادے سے کر لے گا، خدا چاہے یا نہ چاہے، اور یہ سمجھے کہ خدا سے اوپر تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے اللہ کے ارادے میں اپنے شریک ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر فرمایا، اِیُّهَا السَّائِلُ اللّٰهُ لِشَجَرٍ وَیَدَاوِی فَمِنْهُ الدَّاءُ وَمِنْهُ الدَّاءُ اعْقَلْتَ عَنْ اللّٰهِ اَمْرًا اے سائل! بیشک اللہ زخم پہنچاتا ہے اور اللہ ہی دوا دیتا ہے تو اُسی سے مرض ہے اور اسی سے دوا، کیوں تو نے اب تو اللہ کا حکم سمجھ لیا؟۔ اس نے عرض کی، ہاں!۔ حاضرین سے فرمایا، اَلَا نَاسِلِمُ اَخُوکَ فَقَوْمُوا فَصَافِحُوْهُ اب تَمَّارِیْہِ بَیِّنَاتِیْ مُسْلِمَانِ ہُوا، کھڑے ہو اس سے مصافحہ کرو۔ پھر فرمایا، لَوَا نَ عِنْدِی سِرٌّ جَلَالٌ مِنَ الْقَدْرِیَّةِ لَأَخَذْتُ بِرُقْبَتِہِ ثُمَّ لَا اَمْرًا لَیْ اَجْرُهَا حَتّٰی اَقْطَعُهَا فَاَنْہُمْ یَمْہُودُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ وَنَصَارَاہَا وَمَجُوسُہَا اِذَا مَرِیْرٌ پَاسَ کَوْفِیْ شَخْصٍ ہُوَ جَوَانِسَانٌ کُوْا اِنِّیْ اَفْعَالُ کَا خَالِقِ

جانتا اور تقدیر الہی سے وقوع طاقت و معصیت کا انکار کرتا ہو تو میں اس کی گردن پکڑ کر دبوچتا رہوں گا یہاں تک کہ الگ کاٹ دوں، اس لئے کہ وہ اس اُمت کے یہودی و نصرانی و مجوسی ہیں۔

یہودی اس لئے فرمایا کہ ان پر خدا کا غضب ہے اور یہود مغضوب علیہم ہیں، اور نصرانی و مجوسی اس لئے فرمایا کہ نصاریٰ تین خدا مانتے ہیں۔ مجوسی یزدان و اُہرمن دو خالق مانتے ہیں۔ یہ بے شمار خالقوں پر ایمان لارہے ہیں کہ ہر حق و انس کو اپنے اپنے افعال کا خالق گارہے ہیں، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ یہ اس مسئلہ میں اجمالی کلام ہے، مگر ان شاء اللہ تعالیٰ کافی و وافی و شافی جس سے ہدایت والے ہدایت پائیں گے، اور ہدایت اللہ ہی کے یا تھ ہے۔ واللہ الحمد واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

رسالہ

تلج الصدر لایمان القدر

ختم ہوا

رسالہ

التحییر باب التدبیر

(آرائش کلام مسئلہ تدبیر کے بارے میں)

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۲۲ مسئلہ مولوی الہ یار خاں صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالد یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جو کچھ کام بھلایا بُرا ہوتا ہے
سب خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور تدبیرات کو کارِ دنیوی و اُخروی میں امرِ مستحسن اور بہتر
جانتا ہے۔
ولید خالد کو بوجہ مستحسن جاننے تدبیرات کے کافر کہتا ہے، بلکہ اسے کافر سمجھ کر سلام و جواب سلام بھی
ترک کر دیا، اور کہتا ہے کہ تدبیر کوئی چیز نہیں، بالکل واہیات ہے اور جو اشخاص اپنے اطفال کو پڑھاتے
لکھاتے ہیں (خواہ عربی خواہ انگریزی) وہ بھک مارے ہیں، گوہ کھاتے ہیں، کیونکہ پڑھنا لکھنا تدبیر میں
داس ہے۔

پس ولید نے خالد کو جو کافر کہا تو وہ کافر ہے یا نہیں؟ اور نہیں ہے تو کتنے والے کے لئے کیا گناہ و تعزیر ہے؟ بَقِيتُوا تُؤْجَرُوا (بیان فرماؤ اجر دینے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي قدر الكائنات وربط بالاسباب
المسببات، والصلوة والسلام على
سيد المتوكلين سرًا وجهراً، وامام
العالمين والمدبرات امراً، وعلى اله
وصحبه الذين باطنهم توكل، وظاهرهم
في الكد والعمل.

تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے تمام ہونے والی
چیزیں مقدر فرمائیں اور مسببات کا اسباب سے
ربط رکھا اور درود و سلام خفیہ اور علانیہ توکل کرنے
والوں کے سردار اور تمام عالموں کے امام پر اور ان
پر جو کام کی تدبیر کر نیوالے ہیں اور ان کی آل و اصحاب
پر جن کا باطن متوکل ہے اور ان کا ظاہر محنت و
عمل میں لگا ہوا ہے۔ (ت)

بیشک خالد سچا، اور اس کا یہ عقیدہ خاص اہل حق کا عقیدہ ہے۔ فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب
اللہ جل جلالہ کی تقدیر ہے۔

قال تعالى (الله تعالى نے فرمایا) :

كل صغير وكبير مستطير

ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ (ت)

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) :

وكل شئ احصينه في امام مبين

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی
کتاب میں۔ (ت)

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) :

ولا سئط ولا يابس الا في كتاب مبين

اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک جو ایک روشن
کتاب میں لکھا نہ ہو۔ (ت)

التي غير ذلك من الايات والاحاديث (اس کے علاوہ اور بھی آیات و احادیث ہیں۔ ت)

مگر تدبیر زہار معطل نہیں۔ دنیا عالم اسباب ہے۔ رب جل مجدہ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اس میں
 مسببات کو اسباب سے ربط دیا۔ اور سبب الہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد مسبب پیدا ہو۔
 جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھول کفار کی خصلت ہے یونہی تدبیر کو محض عبث و مفرد و فضول و
 مردود بتانا کسی کھلے گمراہ یا پتے مجنون کا کام ہے جس کی دُوسے صد ہا آیات و احادیث سے اعراض اور انبیاء
 و صحابہ و ائمہ و اولیاء سب پر طعن و اعتراض لازم آتا ہے۔ حضرات مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ
 علیہم اجمعین (اللہ کے درود و سلام ہوں ان سب پر) سے زیادہ کس کا توکل اور ان سے بڑھ کر
 تقدیر الہی پر کس کا ایمان۔ پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے اور خود کسبِ حلال میں سعی کر کے
 رزقِ طیب کھاتے۔

(۱) (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
 وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لَتَحْمِصَنَّكُمْ مِنْ
 اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہناؤ بنانا سکھایا کہ
 تَمِصَّكُمْ تَحْمِصَنَّكُمْ لَتَأْتِيَ بَعْضُكُمْ مِنْ
 تمہیں تمہاری آئینے سے بچائے، تو کیا تم شکر
 کرو گے۔ (ت)

(۲) (وقال تعالیٰ) (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
 وَالتَّالِيَةِ الْحَدِيدَاتِ اَعْمَلْ سَبْعَ وَقَدَرِ
 اور ہم نے اس کے لئے لوہا زم کیا کہ وسیع زریں
 بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ۔ اور تم
 سب نیکی کرو بے شک میں تمہارے کام دیکھ رہا ہوں۔
 (۳) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس برس شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں اُجرت پر چرائیں۔
 قال تعالیٰ) (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

قال انی اسید ان انکحلک احدی ابنتی
 کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے
 ایک تمہیں بیاہ دوں اس فہر پر کہ تم آٹھ برس میری
 ملازمت کرو، پھر اگر پورے دس برس کر لو تو
 تمہاری طرف سے ہے اور تمہیں مشقت میں ڈالنا
 ما اسید ان اشق علیک مستجدنی

لہ العتہ آن الکریم ۸۰/۲۱
 ۱۱ و ۱۰/۳۲

نہیں چاہتا قریب ہے ان شاء اللہ تم مجھے نیکوں میں
پاؤ گے۔ موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان
اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کروں
تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں۔ اور ہمارے اس کلمے پر اللہ کا
ذکر ہے۔ پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی
اور اپنی بیوی کو لے کر چلا۔ (ت)

ان شاء اللہ من الصالحین ۵ قال ذلک
بینی و بینک ایما الاجلین قضیت
فلا عدوان علی و اللہ علی ما نقول
وکیل ۵ فلما قضی موسی الاجل
و سار باہلہ ۵ الایۃ

خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کا مال بطور مضاربیت لے کر شام کو تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف
رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے نامی گرامی تاجر تھے۔ حضرت امام اعظم قدس سرہ الأکونم بڑاری کہتے۔ بلکہ
ولید منکر تدبیر خود کیا تدبیر سے خالی ہوگا؟ ہم نے فرض کیا کہ وہ ذرا امت، تجارت، نوکری، حرفت کچھ نہ کرتا ہو
آخر اپنے لئے کھانا پکاتا یا پکواتا ہوگا۔ آٹا پیسٹا، گوندھنا، پکانا یہ کیا تدبیر نہیں؟ یہ بھی جانے دیجئے اگر
بغیر اس کے سوال یا اشارہ و ایما کے خود بخود کچی پکائی اسے مل جاتی ہو تاہم نوالہ بنانا، منہ تک لانا، چھانا،
نگلنا یہ بھی تدبیر۔ تدبیر کو معطل کرے تو اس سے بھی باز آئے کہ تقدیر الہی میں زندگی لکھی ہے بے کھائے جسے گا
یا قدرت الہی سے پیٹ بھر جائے گا یا خود بخود کھانا معدے میں چلا جائے گا اور نہ ان باتوں سے بھی کچھ حاصل
نہ ہوگا کہ مذہب اہلسنت میں نہ پانی پیاس بھاتا ہے نہ کھانا بھوک کھوتا ہے۔ بلکہ یہ سب اسباب عادیہ ہیں
جن سے اللہ تعالیٰ نے مسیبتات کو مربوط فرمایا، اور اپنی عادت جاریہ کے مطابق ان کے بعد سیری و سیرابی
فرماتا ہے۔ وہ نہ چاہے تو گھر طے کر جائے، دھڑکیوں کھا جائے کچھ مفید نہ ہوگا۔ آخر مرض استسقاء
و جوع البقر میں کیا ہوتا ہے۔ وہی کھانا، پانی جو پہلے سیر و سیراب کرتا تھا اب کیوں محض بیکار جاتا ہے۔
اور اگر وہ چاہے تو بے کھائے پئے بھوک پیاس پاس نہ آئے، جیسے زمانہ و جبال میں اہل ایمان کی پرورش
فرمائے گا، اور ملائکہ کا بے آب و غذا زندگی کرنا کہ نہیں معلوم۔ مگر یہ انسان میں خرق عادت ہے، جس پر

علہ دھڑکی، دس سیر یا پانچ سیر کا وزن ۱۲ مصباحی

علہ جوع البقر، اس بیماری میں کتنا بھی کھائے بھوک نہیں جاتی جس طرح استسقاء میں جس قدر بھی پئے پیاس
نہیں جاتی۔ م

لہ القرآن الکریم ۲۸ / ۲۹ تا ۳۴

ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا جہل و حماقت — یہاں تک کہ اگر تقدیر پر بھروسے کا جھوٹا نام کر کے خورد و نوش کا عہد کر لے اور بھوک پیاس سے مر جائے، بیشک حرام موت مرے اور اللہ تعالیٰ کا گنہگار ٹھہرے۔

مرگ بھی تو تقدیر سے ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا،

(۴) وَلَا تَلْقُوا بَايِدًا يَكُمُ الْمَوْتُ الْهَلَكَةُ ۖ لَكُمْ

اے گریچ مژدن مقدر است و لے تو مرد و رہاں اژدہا

(اگرچہ موت مقدر ہے لیکن از خود اژدہوں اور سانپوں کے منہ میں نہ جا۔ ت)

ہم نے مانا کہ ولید اپنے دعوے پر ایسا مضبوط ہو کہ یک لخت ترک اسباب کر کے پیمان واثق (پکا عہد) کر لے کہ اصلاً دست و پا نہ ہلائے، نہ اشارۃ نہ کنایۃ کسی تدبیر کے پاس جائے گا، خدا کے حکم سے پیٹ بھرے تو بہتر و زہرنا قبول، تاہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا، یہ کیا تدبیر نہیں کہ دعا خود موثر حقیقی کب ہے؟ صرف حصول مراد کا ایک سبب ہے۔ اور تدبیر کا ہے کا نام ہے؟ — رب جل جلالہ فرماتا ہے،

(۵) وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ

کروں گا۔

وہ قادر تھا کہ بے دعا مراد بخشے، پھر اس تدبیر کی طرف کیوں ہدایت فرمائی؟ اور وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

(حدیث ۱) :

مَنْ لَمْ يَدْعُ اللَّهَ غَضِبَ عَلَيْهِ ۖ

جو اللہ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب

۱۰ القرآن الکریم ۱۹۵/۲

۱۱

۱۲ القرآن الکریم ۶۰/۳۰

۱۳ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء باب فی فضل الدعاء حدیث ۹۲۱۸ ادارۃ القرآن کراچی ۲۰۰/۱۰

۱۴ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴۴۲/۲

۱۵ جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منہ امین کمپنی دہلی ۱۷۳/۲

۱۶ سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب فضل الدعاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۰

۱۷ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب من لم يدع الله الخ دار الفکر بیروت ۴۹۱/۱

مر و الا لائمة احمد في المسند و ابوبكر بن
ابن شيبه واللفظ له في المصنف ، و
البخاري في الادب المفرد ، والترمذي
في الجامع ، و ابن ماجه في السنن
والمحاكم في المستدرک عن ابی هريرة رضي الله
تعالى عنه ۔
فرمائے گا۔ (اس کو ائمہ نے روایت کیا احمد نے
مسند میں ، ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں
اور لفظ اُسی کے ہیں ، بخاری نے ادب المفرد میں ،
ترمذی نے جامع میں ، ابن ماجہ نے سنن میں اور حاکم
نے مستدرک میں ابو ہریرہ سے ۔ اللہ تعالیٰ ان پر
راضی ہو ۔ ت)

بلکہ خلافت و سلطنت و قضا و جہاد و حدود و قصاص وغیرہ یہ تمام امور شرعیہ عین تدبیر ہیں کہ انتظام
عالم و ترویج دین و دفع مفسدین کے لئے اس عالم اسباب میں مقرر ہوئے ۔
(۶) قال تعالى (الله تعالى نے فرمایا ۔ ت) ،

اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولی الامر
منکوبہ
حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم
میں حکومت والے ہیں ۔ (ت)

(۷) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ ت) ،
و قاتلوهم حتی لا تكون فتنة و يكون
الدین كله لله یہ
اور اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے
اور سارا دین اللہ کا ہو جائے ۔ (ت)

(۸) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ ت) ،
و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض
لفسدت الارض و لكن الله ذو فضل
على العالمین یہ
اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے
تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان
پر فضل کرنے والا ہے (ت)

(۹) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ ت) ،
و لولا دفع الله الناس بعضهم
ببعض لهدمت صوامع وبيع
و صلوات و مسجداً و ذکر فیہا
اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع
نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے
اور کلیے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام

اسم اللہ کشیدار ہے

لیا جاتا ہے۔ (ت)

دیکھو صاف ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ جہاد اسی لئے مقرر ہوا کہ فتنے فرو ہوں، اور دین حق پھیلے، اگر
یہ نہ ہوتا تو زمین تباہ ہو جاتی اور مسجدیں اور عبادت خانے ڈھائے جاتے۔

(۱۰) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
الّا تفعلوه لکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر ۛ ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔
فتنہ کفر کی قوت، اور فساد کبیر ضعیف اسلام۔

(۱۱) وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
ولکم فی القصاص حیوة یا اولی الابواب اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے
لعلکم تتقون ۛ عقل مند وہ کہ تم کہیں بچو۔ (ت)

یعنی خون کے بدلے خون لو گے تو مفسدوں کے ہاتھ رکھیں گے، اور بے گناہوں کی جانیں بچیں گی،
اور اسی لئے حد جاری کرتے وقت حکم ہوا کہ مسلمان جمع ہو کر دیکھیں تاکہ موجب عبرت ہو۔

(۱۲) قال تعالى (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
ولیشہد عذابہما طائفة من المومنین ۛ اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک
گروہ حاضر ہو۔ (ت)

بلکہ اور ترقی کیجئے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمال دینیہ خود ایک تدبیر۔ اور رضائے الہی و
ثواب نامتناہی ملنے، اور عذاب و غضب سے نجات پانے کے اسباب ہیں۔

(۱۳) قال تعالى (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
ومن اسرأد الاخرة وسعی لہا سعیرہا و اور جو آخرت چاہے اور اس کی سعی کوشش کرے
ہو مومن فاو لہک کام سعیرہا و اور ہو ایمان والا، تو انہیں کی کوشش ٹھکانے
مشکور ا۔ ۛ لگی۔ (ت)

اگر چہ ازل میں ٹھہر چکا کہ،

ۛ القرآن الکریم ۳/۸

ۛ " ۲/۲۲

ۛ القرآن الکریم ۳۰/۲۲

ۛ " ۱۴۹/۲

ۛ " ۱۹/۱۴

فريق في الجنة وفريق في السعيرۃ ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ (ت)

پھر بھی اعمال فرض کئے کہ جس کے مقدر میں جو لکھا ہے اُسے وہی راہ آسان، اور اُسی کے اسباب مہیا ہو جائیں گے۔

قال تعالى (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

فَنِيْتِرۡهُ لِيَسْرۡعَ ۖ تَوْبَتۡ جُلَدۡہِمْ اُسے آسانی مہیا کر دیگے (ت)

وقال تعالى (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ت) :

فَنِيْتِرۡهُ لِّلْعَسْرۡةِ۔ تَوْبَتۡ جُلَدۡہِمْ اُسے دشواری مہیا کر دیگے (ت)

(حدیث ۲) اسی لئے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

”دوزخی، جنتی سب لکھے ہوئے ہیں، اور صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کا ہے کو کریں، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں، کہ جو سعید ہیں آپ ہی سعید ہونگے اور جو شقی ہیں ناچار شقاوت پائیں گے۔ فرمایا: نہیں بلکہ عمل کئے جاؤ کہ ہر ایک جس گھر کے لئے بنا ہے اُسی کا راستہ اُسے سہل کر دیتے ہیں، سعید کو اعمالِ سعادت کا اور شقی کو افعالِ شقاوت کا۔ پھر حضور نے یہی دو آیتیں تلاوت فرمائیں۔

اخرجه الائمة احمد و البخاري و مسلم	امام احمد، بخاری اور مسلم وغیرہ نے امیر المومنین علی
وغيرهم عن امير المؤمنين علي	کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ
كرم الله تعالى وجهه قال، كان النبي	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازہ میں
صلى الله تعالى عليه وسلم في جنازة	شریک تھے، آپ نے کوئی چیز پکڑی اور زمین کو
فاخذ شيئا فجعل ينكت به الارض	کریدنے لگے اور فرمایا: تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا
فقال ما منكم من احد الا وقد	ایک ٹھکانہ دوزخ میں اور ایک ٹھکانہ جنت میں
كتب مقعده من النار ومقعده من الجنة۔	نہ لکھا جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ!
قالوا يا رسول الله! افلا نتكل على كتابنا وندع	کیا ہم تحریر پر مجبور و سہ کر کے عمل کو چھوڑ نہ دیں،

وَمَا وَدُّوا

(حدیث ۳) دعا کی حدیثیں تو خود متواتر ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

۱۔ صحیح البخاری کتاب القدر باب قولہ تعالیٰ وکان امر اللہ قدراً مقدوراً قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۹۷۷
 صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الادمی فی بطن امہ الخ ۲/۳۳۳
 مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۲۰
 سنن ابن ماجہ باب فی القدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹
 مشکوٰۃ المصابیح باب الامان بالقدر الفصل الاول اصح المطابع کراچی ص ۲۰

لَا يَزِيدُ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ - رواه
 الترمذی وابن ماجہ والحاکم بسند حسن
 عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
 تقدیر کسی چیز سے نہیں ملتی مگر دعا سے (یعنی قضا معلق)
 (اس کو ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے سند حسن
 کے ساتھ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا۔ ت)

(حدیث ۳۴) دوسری حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 لَا يَغْنَى حَذْرُ مَنْ قَدَرٌ، وَالِدُعَاءِ يَنْفَعُ
 مَا نَزَلَ وَمَا لَمْ يَنْزَلْ اِنْ الْبَلَاءُ
 يَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ فَيَعْتَلِجَاتِ اِلَى
 يَوْمِ الْقِيَمَةِ - رواه الحاکم والبخاری
 والطبرانی في الاوسط عن ام المؤمنين
 الصديقة مرضی اللہ تعالیٰ عنہا
 قال الحاکم صحیح الاسناد وكذا
 قال -
 تقدیر کے آگے احتیاط کی کچھ نہیں چلتی، اور دعا اس
 بلا سے جو اتر آئی اور جو ابھی نہیں اُترتی دونوں سے
 نفع دیتی ہے، اور بیشک بلا اترتی ہے دعا
 اس سے جا ملتی ہے دونوں قیامت تک کشتی
 لڑتی رہتی ہیں، یعنی بلا کتنا ہی اترنا چاہے دعا
 اسے اُترنے نہیں دیتی۔ (اس کو حاکم، بخاری اور
 طبرانی نے اوسط میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ حاکم نے کہا
 اس کا اسناد صحیح ہے اور یونہی ہے کہا۔ ت)

جسے دعا کے بارے میں احادیث مجملہ ومفصلہ وکلیہ وجزئیہ دیکھنا ہوں وہ کتاب الترغیب و
 حصن وُعده وصلاح وغیرہ تصانیف علماء کی طرف رجوع کرے۔
 (حدیث ۵) اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

تَدَاوَدُوا عِبَادَ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ
 خَدَاكَ بِنَدْوٍ! دوا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری

۳۶/۲	جامع الترمذی ابواب القدر باب ماجاء لا يرد القدر الا بالدعاء	امین کمپنی دہلی
۱۰	سنن ابن ماجہ باب في القدر	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۹۳/۱	المستدرک للحاکم کتاب الدعاء لا يرد القدر الا بالدعاء	دار الفکر بیروت
۴۹۲/۱	الدعاء ينفع الخ	" " "
۲۴۲/۳	المعجم الاوسط حدیث ۲۵۱۹	مکتبۃ المعارف ریاض
۴۹۲/۱	المستدرک للحاکم کتاب الدعاء الدعاء ينفع الخ	دار الفکر بیروت

لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً غَيْرَ دَاءٍ
 وَاحِدٍ لِهَازِمٍ - اخرجہ احمد و ابوداؤد
 والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن
 جبان والمحاکم عن اسامة بن شریک
 رضى الله تعالى عنه بسند صحيح۔
 ایسی نہ رکھی جس کی دوا نہ بنائی ہو مگر ایک مرض
 یعنی بڑھاپا۔ (اس کو احمد، ابوداؤد، ترمذی،
 نسائی، ابن ماجہ، ابن جبان اور حاکم نے اسامہ
 بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ
 روایت کیا۔ ت)

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استعمال دوا فرمانا اور اُمت مرجمہ کو جھڑکا امراض
 کے علاج بتانا بکثرت احادیث میں مذکور، اور طب نبوی و سیر و غیرہ فضول حدیثیہ میں مسطور (لکھا ہوا)۔
 اور تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں جیسے فالق کا بجالانا، محرمات سے بچنا، بقدر مستدرق
 (جان بچانے کی مقدار) کھانا کھانا پانی پینا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے بحالتِ محضہ (جان لیوا بھوک)
 شراب و مردار کی اجازت دی گئی۔

(حدیث ۶) اسی طرح جان بچانے کی کل تدبیریں اور حلالی معاش کی سعی و تلاش جس میں اپنے
 اور اپنے متعلقین کے تن پیٹ کی پرورش ہو۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ قَرِيبُ نَيْصٍ
 الْفَرِيقَةُ - اخرجہ الطبرانی فی الکبیر
 والبیہقی فی شعب الایمان والدیلمی
 فی مسند الفردوس عن ابن مسعود
 آدمی پر فرض کے بعد دوسرا فرض یہ ہے کہ
 کسبِ حلال کی تلاش کرے۔ (طبرانی نے کبیر
 میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے
 مسند فردوس میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ

لہ جامع الترمذی ابواب الطب باب ماجاء فی الدوا والحث علیہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۵
 سنن ابی داؤد کتاب الطب باب الرجل یتداوی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۸۳
 سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب ما انزل اللہ دار الانزل لہ شفاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵۳
 مسند احمد بن حنبل حدیث اسامة بن شریک المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۷۸
 موارد النظم کتاب الطب حدیث ۱۳۹۵ المطبعة السلفية ص ۳۳۹
 شعب الایمان حدیث ۸۷۴۱ دار المعرفة بیروت ۶/۲۲۰
 الفردوس بما ثور الخطاب ۳۹۱۸ دار المکتب العلمیة ۲/۴۴۱
 کنز العمال برمز طب، ق ۹۲۳۱ مؤسسة الرسالة ۴/۹

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(حدیث ۷) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔
اخرجه الديلمی بسند حسن عن انس بن مالك
طلب حلال ہر مسلمان پر واجب ہے۔
(دیلمی نے سند حسن کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ ت)

(حدیث ۸) اسی نے احادیث میں حلال معاش کی طلب و تلاش کی بہت فضیلتیں وارد۔
مسند احمد و صحیح بخاری میں ہے حضور پر نور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اكل احد طعاما قط خيرا من ان
ياكل من عمل يده وان نبى الله داود
كان ياكل من عمل يده - و
اخرجاه عن مقدم بن معد يكرب
رضى الله تعالى عنه۔

کبھی کسی شخص نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے
بہتر نہ کھایا اور بیشک نبی اللہ داؤد علیہ الصلوٰۃ
و السلام اپنی دستکاری کی اجرت سے کھاتے۔
(ان دونوں نے مقدم بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ ت)

(حدیث ۹) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان اطيب ما اكلتم من كسبكم -
اخرجه البخاري في التاريخ و الدارمي
وابوداود و الترمذي و النسائي
عن ام المؤمنين الصديقة بسند
صحيح۔

سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی
سے کھاؤ۔ (امام بخاری نے تاریخ، دارمی،
ترمذی اور نسائی نے سند صحیح کے ساتھ ام المؤمنین
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی
تخریج کی۔ ت)

۵/۴	مسند احمد بن حنبل	حدیث ۹۲۰۴	مسند الرسالہ بیروت
۲۴۸/۱	صحیح البخاری کتاب البیوع	باب کسب الرجل و عملہ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۳۲ و ۱۳۱/۴	مسند احمد بن حنبل	حدیث المقدم بن معدیکرب	المکتب الاسلامی بیروت
۱۶۲/۱	جامع الترمذی ابواب الاحکام	باب ما جاء ان الوالد یاخذ من مال ولده	امین کمپنی دہلی
۱۴۱/۲	سنن ابی داؤد کتاب البیوع	باب الرجل یاکل من مال ولده	آفتاب عالم پریس لاہور
۴۰۴/۱	التاریخ الکبیر	ترجمہ ۱۳۰۱	دار الباز مکہ المکرمہ
۱۶۲/۲	سنن الدارمی کتاب البیوع	حدیث ۲۵۴۰	نشر السنۃ ملتان

(حدیث ۱۰ تا ۱۳) کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اُنّی الکسب افضل؟ سب سے بہتر کسب کون سا ہے؟ فرمایا: عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور اپنے ہاتھ کی مزدوری اور ہر مقبول تجارت کہ مفاد شرعیہ سے خالی ہو۔

اخرجه الطبرانی فی الاوسط والكبير بسند الثقات عن عبد الله بن عمر، وهو في الكبير واحمد والبخاري عن ابي بريدة بن خيسار، وايضا هذان عن سرافع بن خديج، والبيهقي عن سعيد بن عمير مرسلًا والمحاكم عنه عن امير المؤمنين عمر الفاروق رضي الله تعالى عنهم اجمعين۔

اس کی تخریج کی سند ثقات کے ساتھ طبرانی نے اوسط و کبیر میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور طبرانی نے ہی کبیر میں اور احمد و بزار نے ابورودہ بن خیاری سے، نیز ان دونوں نے رافع بن خدیج سے اور بیہقی نے سعید بن عمیر سے مرسلًا اور حاکم نے اُسی سے بحوالہ امیر المؤمنین عمر فاروق روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (ت)

(حدیث ۱۴) اور واروکہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان الله يحب المؤمن المحترف۔

بخشک اللہ تعالیٰ مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (طبرانی نے کبیر، بیہقی نے شعب اور سید محمد ترمذی نے نوادر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تخریج کی۔ ت)

(حدیث ۱۵ تا ۱۷) اور مروی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من اصاب كالا من عمل يده اصاب مغفورا له۔ اخرجه الطبرانی في الاوسط عن ام المؤمنين الصديقة

جسے مزدوری سے تھک کر شام آئے اس کی وہ شام شام مغفرت ہو۔ اس کی تخریج کی طبرانی نے اوسط میں ام المؤمنین سیدہ صدیقہ

۵۲۳/۲	لہ الترغیب والترہیب کتاب البیوع الترغیب فی الاکتساب بالبیع مصطفیٰ الباب فی مصر	۲۶۸/۲	الدر المنثور تحت آیت ۲۶۸	شعب الایمان	حدیث ۱۲۲۵	دار الکتب العلمیہ بیروت	۸۲/۲
۳۶۵/۱	نشرت مکتبہ آیت العظمیٰ قم ایران			شعب الایمان	۱۲۳۷	"	۸۸/۲
۲۵۷/۸	مکتبۃ المعارف ریاض	۷۵۱۶	"	لمعجم الاوسط	"	"	"

و مثل ابی القاسم الاصبہانی عن ابن عباس
و ابن عساکر عنہ و عن انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہم۔ سے۔ اور مثل ابوالقاسم اصبہانی کے ابن عباس
سے۔ اور ابن عساکر نے ابن عباس اور انس
سے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو۔ (ت)

(حدیث ۱۸) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

طوبی لمن طالب کسبہ، الحدیث۔
اخرجه البخاری فی التاریخ والطبرانی فی
الکبیر والبیہقی فی السنن والبغوی و
الباوردی و ابناء قانع و شاہین و منذہ
کلہم عن مرکب المصری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فی حدیث طویل، قال ابن عبد البر
حدیث حسن قلت ای لغیرہ۔

یاک کما فی والے کے لئے جنت ہے۔ (اس کی
تخریج کی بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر
میں، بیہقی نے سنن میں اور بغوی و باوردی نے۔
قانع، شاہین اور منذہ کے بیٹوں نے رُکب
مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث
میں اس کو روایت کیا۔ ابن عبد البر نے کہا یہ
حدیث حسن ہے۔ میں کہتا ہوں یعنی حسن لغیرہ
ہے۔ (ت)

(حدیث ۱۹، ۲۰) ایک حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

الدنیا حلوة خضرة، من اکتسب
منها مالا فی حِلِّہ و انْفَقَہ فی
حقِّہ اُثابہ اللہ علیہ و اورده جنتہ
المحدث۔ اخرجہ البیہقی فی الشعب عن
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
قلت والمت عند الترمذی
عن خولة بنت قیس امرأة
سیدنا حمزة بن عبد المطلب
رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلغظ ان هذا المال خضرة

دنیا دیکھنے میں ہری، چمکنے میں میٹھی ہے یعنی بظاہر
بہت خوشنما و خوش ذائقہ معلوم ہوتی ہے جو
اسے حلال و حرام سے کمائے اور حق جگہ پر اٹھائے
اللہ تعالیٰ اسے ثواب دے اور اپنی جنت میں
لے جائے (اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ میں کہتا ہوں
اور ترمذی کے نزدیک خولہ بنت قیس زوجہ
سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
ان لفظوں کے ساتھ ہے کہ "یہ مال سبز و میٹھا

لہ الترغیب والترہیب الترغیب فی طلب الحلال مصطفیٰ البابی مصر ۵۴۷/۲
لہ شعب الایمان حدیث ۵۵۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۹۶/۲

حُلُوْلَةٌ فَمِنْ أَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُورُكٌ لَهُ فِيهِ الْحَدِيثُ
 قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيحٌ -
 قُلْتُ وَاصِلُهُ عَنْ خَوْلَةَ عِنْدَ
 الْبُخَارِيِّ، مُخْتَصَرًا -
 دیکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ جو اسے حق جگہ پر پہنچائے
 اس کے لئے اس میں برکت دی جاتی ہے۔ الحدیث۔
 ترمذی نے کہا یہ حسن صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی
 اصل بخاری کے نزدیک خولہ سے ہے۔ اختصاراً۔

(حدیث ۲۱) اور مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 ان من الذنوب ذنوباً لا یكفرها الصلوة
 ولا الصيام ولا الحج ولا العمرة، يكفرها
 الهموم في طلب المعيشة - رواه ابن عساكر
 واثبتوه في الحلیة عن ابی ہریرة
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
 کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہو نہ روزے
 نہ حج نہ عمرہ۔ ان کا کفارہ وہ پریشانیاں ہوتی
 ہیں جو آدمی کو تلاشِ معاشِ ملال میں پہنچتی ہیں۔
 (اس کو روایت کیا ابن عساکر نے اور ابو نعیم نے
 علیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ت)

(حدیث ۲۲) صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تیز و چست کسی کام کو جباراً
 ہے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا خوب ہوتا اگر اس کی یر تیزی و چستی خدا کی راہ میں ہوتی۔ حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان كان خرج يسعى على نفسه يعجزها
 فهو في سبيل الله، وان كان
 خرج يسعى على ولده صغارا فهو في
 سبيل الله، وان كان خرج يسعى على
 ابوين شيخين كبدت فهو في
 سبيل الله، وان كان خرج يسعى
 رياءً ومفاخرة فهو في سبيل الشيطان - رواه
 الطبرانی عن كعب بن عجرة رضي الله تعالى عنه و
 اگر یہ شخص اپنے لئے کافی کو نکلا ہے کہ سوال وغیرہ کی
 ذلت سے بچے تو اس کی یہ کوشش اللہ ہی کی راہ
 میں ہے، اور اگر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیال
 سے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے
 بوڑھے ماں باپ کے لئے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ
 میں ہے، ہاں اگر ریا و تفاخر کے لئے نکلا ہے تو
 شیطان کی راہ میں ہے۔ (اس کو طبرانی نے کعب بن
 عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس کے

۱۔ جامع الترمذی ابواب الزہد باب ما جاء في اخذ المال
 ۲۔ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۸۶ مالک بن انس رضی اللہ عنہ دار الکتاب العربی بیروت ۳۳۵/۶
 ۳۔ المعجم الکبیر حدیث ۲۸۲ المكتبة الفیصلیة بیروت ۱۲۹/۱۹

رجالہ رجال الصبیح - رجال صبیح کے رجال ہیں۔ ت)
(حدیث ۱۲۲) اسی نے ترک کسب سے صاف ممانعت آئی ہے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لیس بخیرکم من ترک دنیاہ لآخرتہ ولا آخرتہ لدنیاء حتی یصیب
منہما جمیعاً فان الدنیا بلاغ الی
الآخرۃ ولا تکنونوا کلاً علی الناس۔
سراواہ ابن عساکر عن انس بن
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تمہارا بہتر وہ نہیں ہے جو اپنی دنیا آخرت کے لئے
چھوڑ دے اور نہ وہ جو اپنی آخرت دنیا کے لئے
ترک کرے۔ بہتر وہ ہے جو دونوں سے حصہ لے
کہ دنیا آخرت کا وسیلہ ہے، اپنا بوجھ اوروں
پر ڈال کر نہ بیٹھ رہو۔ (اس کو ابن عساکر نے
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کیا ہے۔ ت)

انہیں احادیث سے ثابت ہو اگر تلاش حلال و فکر معاش و تعاطی اسباب ہرگز منافی توکل نہیں
بلکہ عین مرضی الہی ہے کہ آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔

(حدیث ۲۴ و ۲۵) اسی نے جب ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
عرض کی اپنی اونٹنی یونہی چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں؟ ارشاد
فرمایا، قِتْدَ وَتَوَكَّلْ باندھ دے اور تکیہ خدا پر رکھ

بر توکل زانوے اشتر بلبلہ

(اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اونٹنی کے ٹھٹھنے باندھ۔ ت)

اخرجه البیهقی فی الشعب بسند جید
عن عمرو بن امیۃ الضمری، والترمذی
فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما و اللفظ عندہ، اعقلہا
وتوکل

اس کی تخریج کی بہیقی نے شعب میں سند جید
کے ساتھ عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
اور ترمذی نے جامع میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے، اس کے نزدیک لفظ یہ ہیں، اعقلہا
وتوکل۔

۱۔ کنز العمال برمز ابن عساکر عن انس حدیث ۶۳۳۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۴۰/۳
۲۔ کنز العمال برمز حب عن عمرو بن امیۃ ۵۶۸۸۴ " " ۱۰۳/۳
۳۔ جامع الترمذی ابواب صفۃ یوم القیمۃ باب منہ امین کمپنی دہلی ۷۴/۲

دیکھو کیسا صاف ارشاد ہے کہ تدبیر کرو مگر اس پر اعتماد نہ کرو، دل کی نظر تقدیر پر رہے مولانا قدس سرہ
 مثنوی شریف میں فرماتے ہیں،
 توکل کن بچنباں پاو دست رزق تو بر تو ز تو عاشق تراست
 (توکل کرو اور ہاتھ پاؤں حرکت میں لائیں کہ تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے۔ ت)
 خود حضرت عزت جل مجدہ نے قرآن عظیم میں تلاش و تدبیر اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کی
 ہدایت فرمائی۔

(۱۴) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
 وتزودوا فات خیرا لن ادا التقویٰ التقون
 یا ولی الالباب ۝ لیس علیکم جناح ان تبتغوا
 فضلا من ربکم ۝
 اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پر ہیزگاری
 ہے، اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔
 تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو (ت)
 جس کے کچھ لوگ بے زاد راہ لئے حج کو آتے اور کہتے ہم متوکل ہیں، ناچار بھیج مانگنی پڑتی، حکم
 آیا توشہ ساتھ لیا کرو۔ کچھ اصحاب کرام نے موسم حج میں تجارت سے اندیشہ کیا کہ کہیں اخلاص نیت
 میں فرق نہ آئے۔ فرمان آیا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈو۔ اسی طرح تلاش فضل الہی کی
 آئیں بکثرت ہیں۔

(۱۵) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
 یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ
 الوسیلة وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم
 تفلحون ۝
 اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف
 وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس
 امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (ت)
 صاف حکم دیتے ہیں کہ رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو تاکہ مراد کو پہنچو۔ اگر تدبیر و اسباب معطل و ٹھہرتے
 تو اس کی کیا حاجت تھی!
 بلکہ انصاف کیجئے تو تدبیر کب تقدیر سے باہر ہے، وہ خود ایک تقدیر ہے اور اس کا بجا لانے والا

۱
 ۲ العشر آن الکریم ۱۹۸۹/۲
 ۳ ۳۵/۵

ہرگز تقدیر سے روگرداں نہیں۔

(حدیث ۲۶) حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، دوا تقدیر سے کیا نافع ہوگی؟ فرمایا:

الدوا من القدر، ينفع من يشاء بما شاء۔
 رواه ابن السنن في الطب والديلمی
 في مسند الفردوس عن ابن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصداۃ عنہ
 عند ابی نعیم والطبرانی في المعجم
 الكبير۔
 دوا خود بھی تقدیر سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہے جس
 دوا سے چاہے نفع پہنچا دیتا ہے۔ (اس کو روایت
 کیا ہے ابن سنن نے طب میں اور دیلمی نے مسند فردوس
 میں اور اس کی ابتداء ابن عباس سے ابو نعیم کے
 نزدیک ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو
 روایت کیا۔ ت)

(حدیث ۲۷) امیر المومنین عسکرم فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بقصد شام وادی تبوک میں قرۃ سرخ
 تک پہنچے مزار ابن لشکر ابو عبیدہ بن الجراح و خالد بن الولید و عمرو بن العاص و غیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین ملے اور خبر دی کہ شام میں وبا ہے۔ امیر المومنین نے مہاجرین و انصار و غیر ہم صحابہ کرام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کو بلا کر مشورہ لیا، اکثر کی رائے رجوع پر قرار پائی، امیر المومنین نے بازگشت کی منادی فرمائی۔
 حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، افرار امن اللہ کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگنا؟
 فرمایا:

لو غيرك قالها يا ابا عبيدة، نعم،
 نعمت قدر الله الي قدر الله۔
 اهايت لو كانت لك ابل هبطت
 واديا له عدوتان احدهما خصبة
 والاخرى جدبة اليس ان
 رعيت الخصبة رعيتها بقدر
 الله وان رعيت الجدبة رعيتها
 بقدر الله۔
 کاش اے ابو عبیدہ! یہ بات تمہارے سوا
 کسی اور نے کہی ہوتی (یعنی تمہارے علم و فضل
 سے بعید تھی) ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر
 ہی کی طرف بھاگتے ہیں، بھلا بتاؤ تو اگر تمہارے کچھ
 اونٹ ہوں انھیں لے کر کسی وادی میں اترو جس کے
 دو کنارے ہوں ایک سرسبز و دوسرا خشک، تو
 کیا یہ بات نہیں ہے کہ اگر تم شاداب میں چراؤ گے تو
 خدا کی تقدیر سے اور خشک میں چراؤ گے تو خدا کی
 تقدیر سے۔

لہ کنز العمال برمز ابن السنن عن ابن عباس حدیث ۲۸۰۸۲ مؤستہ الرسالہ بیروت ۵/۱۰

اخرجه الاثمة مالك و احمد و البخاري
ومسلم و ابو داود والنسائي ع
اس کی تحریک کی ہے ائمہ یعنی مالک، احمد، بخاری،
مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ (ت)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
یعنی با آنکہ سب کچھ تقدیر سے ہے پھر آدمی خشک جنگل چھوڑ کر ہر ابھرا چرائی کے لئے اختیار کرتا ہے اس
سے تقدیر الہی سے بچنا لازم نہیں آتا، یونہی ہمارا اس زمین میں نہ جانا جس میں وہ با پھیل ہے یہ بھی تقدیر سے
قرار نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تدبیر ہرگز منافق توکل نہیں، بلکہ اصلاح نیت کے ساتھ عین توکل ہے۔ ہاں یہ
بیشک ممنوع و مذموم ہے کہ آدم بہمن تدبیر میں منہمک ہو جائے اور اس کی درستی میں جاوید بجا و نیک و بد
وحلال و حرام کا خیال نہ رکھے۔ یہ بات بیشک اُسی سے صادر ہوگی جو تقدیر کو قبول کرے تدبیر پر اعتماد
کر بیٹھا، شیطان اُسے ابھارتا ہے کہ اگر یہ بن پڑی جب تو کار برآری ہے ورنہ مایوسی و ناکامی۔ ناچار سب
این و آن سے غافل ہو کر اس کی تحصیل میں لہو پانی ایک کر دیتا ہے اور ذلت و خواری، خوشامد و چالوسی، مکر و
وغا بازی جس طرح بن پڑے اس کی راہ لیتا ہے، حالانکہ اس حرص سے کچھ نہ ہوگا۔ ہونا وہی ہے جو قسمت میں
لکھا ہے۔ اگر یہ غلو محبت و صدق نیت و پاس عزت و لحاظ شریعت ہاتھ سے نہ دیتا رزق کہ اللہ عز و جل
نے اپنے ذقے لیا جب بھی پہنچتا، اس کی طمع نے آپ اس کے پاؤں میں تیشہ مارا اور حرص و گناہ کی
شامت نے خسرو الدنیا و الاخرة (دنیا و آخرت دونوں کے اندر گھائے میں رہا۔ ت) کا مصداق
بنایا، اور اگر بالفرض آبرو کھو کر گناہ گار ہو کر دو پیسہ پائے بھی تو ایسے مال پر ہزار لغت یہ
بئس المطاعم حین الذل تکسبہا القدر منقصب والقدر مخفض
(بری خوراک وہ جسے ذلت کی حالت میں حاصل کرو قسمت بلند بھی ہے اور قسمت

پست بھی۔ ت)

(حدیث ۲۸) اسی لئے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

صحیح البخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۵۳/۲
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ الخ " " ۲۱۹/۲
موطا الامام مالک کتاب الجامع باب ما جاز فی الطاعون میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۶۹۹ و ۷۰۰
۱۱/۲۲ القرآن الکریم

دنیا کی طلب میں اچھی روش سے عدول نہ کرو کہ جس کے مقدر میں جتنی کھٹی ہے ضرور اس کے سامان مہیا پائے گا۔ (اس کو روایت کیا ابن ماجہ، حاکم، طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے سنن میں اور ابوالشیخ نے ثواب میں صحیح اسناد کے ساتھ ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور لفظ حاکم کے ہیں۔ ت)

(حدیث ۲۹ و ۳۰) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور طلبِ رزق نیک طور پر کرو کہ کوئی جان دنیا سے نہ جائے گی جب تک ایسا رزق پورا نہ لے لے، تو اگر روزی میں دیر دیکھو تو خدا سے ڈرو اور رُوشِ محمود پر تلاش کرو حلال کو لو اور حرام کو چھوڑو۔ (اس کو ابنِ ماجہ نے روایت کیا اور لفظ اُسی کے ہیں، اور حاکم نے روایت کر کے کہا کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور ایک دوسری سند کے ساتھ کہا کہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور ابنِ جہان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ سب نے

۳/۲	دارالفکر بیروت	المستدرک للحاکم کتاب البیوع لاباس بالغنی لمن اتقى
ص ۱۵۶	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	سنن ابن ماجہ ابواب التجارات باب الاقصاد فی طلب المعیشة
۲۶۴/۵	دار صادر بیروت	السنن الکبریٰ کتاب البیوع باب الاجمال فی طلب الدینا
۲۰/۴	مؤسسه الرساله بیروت	کنز العمال عن ابی حمید ساعدی حدیث ۹۲۹۱
۵۳۴/۲	مصطفیٰ البابا بنی مصر	الترغیب والترہیب الترغیب فی الاقصاد فی طلب الرزق الخ
ص ۱۵۶	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	سنن ابن ماجہ ابواب التجارات باب الاقصاد فی طلب المعیشة الخ
۴/۲	دارالفکر بیروت	المستدرک للحاکم کتاب البیوع لاباس بالغنی لمن اتقى الخ
"	"	"
"	"	"
"	"	"
"	"	"
"	"	"

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اس کے
ہم معنی ابوعلیٰ کے نزدیک ان شار اللہ تعالیٰ
سید حسن کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مروی ہے۔ (ت)

وبعناہ عند ابی یعلیٰ بسند حسن
ان شاء اللہ تعالیٰ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم۔

(حدیث ۳۴ تا ۳۴۳) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
ان الروح القدس نفث فی روعی ان
نفساً لم تموت حتی تستكمل اجلها
وتستوعب رزقها۔ فاتقوا اللہ واجملوا
فی الطلب ولا یحملن احدکم
استبطاء الرزق ان یطلبہ بمعصیۃ
اللہ، فان اللہ تعالیٰ لا ینال ما عنده الا
بطاعته۔ اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ
واللفظ لہ عن ابی امامۃ الباہلی، والبعوی
فی شرح السنۃ والبیہقی فی الشعب والحاکم
فی المستدرک عن ابن مسعود، والبزار
عن حذیفۃ الیمان ونحوہ للطبرانی فی
الکبیر عن الحسن بن علی امیر المومنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، غیر ان الطبرانی
لہ یدکر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

بیشک روح القدس جبریل نے میرے دل میں
ڈالا کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک اپنی عمر اور
اپنا رزق پورا نہ کر لے، تو خدا سے ڈرو اور نیک
طریقے سے تلاش کرو، اور خبردار رزق کی درنگی
تم میں کسی کو اس پر نہ لائے کہ نافرمانی خدا سے
اُسے طلب کرے کہ اللہ کا فضل تو اس کی طاعت
ہی سے ملتا ہے۔ (ابو نعیم نے علیہ میں اس کی تخریج
کی اور لفظ اسی کے ہیں، بغوی نے شرح السنۃ
میں، بیہقی نے شعب میں اور حاکم نے مستدرک میں
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، نیز بزار نے
حذیفہ بن الیمان سے اور اسی کی مثل طبرانی کی کبیر
میں حسن بن امیر المومنین علی سے مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین۔ مگر طبرانی نے جبریل علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ذکر نہیں کیا۔ (ت)

(حدیث ۳۵) اور مروی ہوا، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
اُطلبوا الحوائج بعزۃ النفس فانت
الامور تجری بالمقادیر۔ رواہ تمام

حاجتیں عزت نفس کے ساتھ طلب کرو کہ سب
کام تقدیر پر چلتے ہیں۔ (اس کو تمام نے

۲۶/۱۰ شرح الاولیاء ترجمہ ۵۵ احمد بن ابی الحواری دار الکتب العربی بیروت
۳۴/۱۴ شرح السنۃ باب التوکل علی اللہ حدیث ۳۱۱ المکتب الاسلامی بیروت

فی فوائدہ وابن عساکر فی تاریخہ عت^{۲۵} ۲۵
عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
فوائد میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن
بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت

ان سب حدیثوں میں بھی تلاش و تدبیر کی طرف ہدایت فرمائی، مگر حکم دیا کہ شریعت و عزت کا پاس رکھو،
تدبیر میں بہوش و مدہوش نہ ہو جاؤ، دست در کار و دل بایار، تدبیر میں ہمت، دل تقیر کے ساتھ، ظاہر
میں ادھر باطن میں اُدھر، اسباب کا نام، مسبب سے کام، یوں بسر کرنا چاہئے۔ یہی روش ہدی ہے،
یہی مرضی خدا، یہی سنتِ انبیاء، یہی سیرتِ اولیاء، علیہم جمیعاً الصلوٰۃ والسلام (ان سب کے لئے
درود اور ثناء ہو۔ ت)

بس اس بارے میں یہی قولِ فیصل و صراطِ مستقیم ہے۔ اس کے سوا تقدیر کو بھولنا یا حق نہ ماننا،
یا تدبیر کو اصلاً مہمل جاننا دونوں معاذ اللہ اگر اسی ضلالت یا جنون و سفاقت، والعیاذ باللہ سبب
العلمین۔

باب تدبیر میں آیات و احادیث اتنی نہیں جنہیں کوئی حصر کر سکے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ دعویٰ کرتا
ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر محنت کی جائے تو دس ہزار سے زائد آیات و احادیث اس پر ہوتی ہیں
مگر کیا حاجت کہ ط

آفتاب آمد دلیل آفتاب

(سورج کی دلیل خود سورج ہے۔ ت)

جس مسئلہ کے تسلیم پر تمام جہان کے کاروبار کا دار و مدار، اس میں زیادہ تطویل عبث و بیکار،
اسی تحریر میں کہ فقیر نے پندرہ آیتیں اور پینتیس^{۲۵} حدیثیں جملہ پچاس نصوص ذکر کئے اور صد ہا بلکہ ہزار ہا
کے پتے دیے، یہ کیا تھوڑے ہیں! انہیں سے ثابت کہ انکارِ تدبیر کس قدر اعلیٰ درجہ کی حماقت، اجنبٹ
الامراض، اور قرآن و حدیث سے صریح اعراض، اور خدا و رسول پر کھلا اعتراض، ولا حول ولا قوۃ
الاباللہ العلیٰ العظیم۔

ولید پر فرض ہے کہ تائب ہو، اور کتاب و سنت سے اپنا عقیدہ درست کرے ورنہ بد مذہبی کی
شامت سخت جانکاد ہے والعیاذ باللہ سب العلمین۔ باقی رہا اس کا عربی پڑھانے، علم سکھانے
کی نسبت وہ شنیع لفظ کہنا، اگر اس تاویل کا درمیان نہ ہوتا کہ شاید وہ ان لوگوں پر معرض ہے جو

لے کنز العمال پر مز تمام وابن عساکر عن عبداللہ بن بسر حدیث ۱۶۸۰۵ مؤستہ الرسالہ بیروت ۵۱۸/۶

دنیا کے لئے علم پڑھاتے ہیں، اور ایسے لوگ بیشک لائق اعتراض ہیں تو صریح کلمہ کفر تھا کہ اس نے علم دین کی تحقیر و توہین کی، اور اس سے سخت تر ہے اس کا خالہ کو اس بنا پر کافر کہنا کہ وہ باوجود ایمان تقدیر، تدبیر کو بہتر و مستحسن جانتا ہے حالانکہ جو اس کا عقیدہ ہے وہی حق و صحیح ہے، اور ولید کا قول خود باطل و قبیح — مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں —

(حدیث ۳۶ تا ۳۹) صحیح حدیثوں میں فرمایا کہ جو دوسرے کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا یہ کافر ہو جائے۔

کیما اخرجہ الاثمة مالک و احمد و البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی عن عبد اللہ بن عمر، و البخاری عن ابی ہریرۃ و احمد و الشیخان عن ابی ذر و ابن حبان بسند صحیح عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم باسانید عدیدۃ و الفاظ متبائنۃ و معانی متقاربتہ۔

جیسا کہ اس کی تخریج کی ہے ائمہ کرام یعنی امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمر سے اور بخاری نے ابو ہریرہ سے اور احمد اور شیخان نے ابو ذر سے اور ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ ابو سعید خدری سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین متعدد سندوں کے ساتھ جن کے الفاظ مختلف مگر معانی قریب قریب ہیں۔

اور اگرچہ اہل سنت کا مذہب محقق و منقح یہی ہے کہ ہمیں تاہم احتیاط لازم، اور اتنی بات پر حکم تکفیر ممنوع و نا ملائم، اور احادیث مذکورہ میں تاویلات عدیدہ کا احتمال قائم۔ مگر پھر بھی صد ہا ائمہ مثل امام ابوبکر اعظمی، جو جہور فقہاء بلخ و غیر ہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ظاہر احادیث ہی پر عمل کرتے، اور مسلمان کے مکفر کو مطلقاً کافر کہتے ہیں، کہا فضلناہ کل ذلک فی رسالتنا النہی الاکید عن الصلوۃ و مراد عدی التقليد (جیسا کہ ہم نے اس تمام کی تفصیل اپنے رسالہ ”النہی الاکید عن الصلوۃ و مراد عدی التقليد“ میں کر دی ہے۔ ت)

تو ولید پر لازم کہ از مبر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اگر صاحب نکاح ہو تو اپنی زوجہ سے تجدید نکاح کرے۔

۱۔ صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاه بغير تاویل ۲/ ۹۰۱
صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیه لم یا کافر ۱/ ۵۷
مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۱۳

فی الدَّرِّ المختار عن شرح الوهبانية للعلامة
حَسَنِ الشُّرَنْبَلَايَ مَا يَكُونُ كَفْرًا اتِّفَاقًا
يَبْطُلُ الْعَمَلُ وَالنِّكَاحُ وَأَوْلَادُهُ أَوْلَادُ نَرَنَاءٍ
وَمَا فِيهِ خِلَافٌ يَوْمَرُ بِالِاسْتِغْفَارِ وَ
التَّوْبَةِ وَتَجْدِيدِ النِّكَاحِ ۱
دُرِّ مختار میں علامہ حسن شرنبلالی کی شرح وہبانیہ سے
منقول ہے جو بالاتفاق کفر ہو اس سے عمل اور نکاح
باطل ہو جائیں گے بلا تجدید ایمان و نکاح اس کی
اولاد اولادِ زنا ہوگی، اور جس میں اختلاف ہے
تفاسل کو استغفار، توبہ، تجدید نکاح کا حکم
دیا جائے گا۔ (ت)

(حدیث ۴۰) اور جس طرح یہ کلمات شیعہ علانیہ کے یونہی توبہ و تجدید ایمان کا بھی اعلان چاہتے ہیں —
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً
السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ بِالْعَلَانِيَةِ - رواه
الامام احمد في كتاب الزهد والطبراني
في المعجم الكبير عن معاوية بن جبل
مرضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن -
روایت کیا۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم
رسالہ التحبیر بباب التدبیر

مسئلہ ۱۲۳ از قصیدہ موناختہ بھجنی ضلع اعظم گڑھ مدرسہ دارالعلوم مرسلہ عبدالرحیم خاں
۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رُوح پاک ہے یا ناپاک ؟ اگر پاک ہے تو
بعد مَرَدَن عذاب کیوں ہوتا ہے ؟ اور اگر ناپاک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب الطہر
میں کیوں داخل ہوا ؟

۱/۲۵۹	مطبع مجتہاتی دہلی	باب المرتد	۱۴۱	حدیث ۱۴۱	۲۹
۲۹	دارالکتب العربی بیروت	۳۳۱	حدیث ۳۳۱	۲۰	۱۵۹
۱۵۹	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت				

الجواب

روح اصل خلقت میں پاک ہے، پھر اگر بے اعتقادہ اعمال اختیار کئے تو ان سے ناپاک ہو جاتی ہے جس کے سبب مستحق عذاب ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۲۴ از سہاور ۲۴ صفر ۱۳۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندرین باب کہ ایک صاحب نے دو مضامین ذیل بحوالہ حدیث بیان فرمائے اور اول کو حدیث قدسی کہا مضمون اول یہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات کے قلب مثل قلب حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والطیبات کے ہو جائیں یا مثل شیطان لعین کے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو مطلق پروا نہیں۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ بروز قیامت جنت و دوزخ میں حجت ہوگی۔ دوزخ کے گی کہ میں محل جبارہ و افارہ ہوں اور تو محل مسکین و غربا ہے اس لئے میں افضل ہوں یا مستحق اس کی ہوں کہ تمام بنی آدم میرے حوالے ہوں، جنت کچھ جواب نہ دے گی مکالمہ میں کمزور پڑے گی، پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا کہ تم دونوں کو استحقاق حجت کسی طرح نہیں ہے میں جس کو جہاں چاہوں گا بھیجوں گا۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں مضمون اُن صاحب کے صحیح موافق حدیث کے ہیں یا نہیں؟ اور بر تقدیر اول یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا قلب مثل قلب مبارک حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہو جائے، علمائے تو ایسی احادیث کو جو صاحب دُرُغْثور و غیرہ نے تہرا لامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رضا ہما سے روایت کی ہے درجہ اعتبار سے گرایا ہے اور نیز دوسرے مضمون میں جبارہ و افارہ کا ہونا دوزخ کے لئے کب موجب فضیلت و فوقیت ہو سکتا ہے کہ وہ مشرکین و کفار ہوں گے۔ امید کہ جواب با صواب عنایت ہو کہ ایک جماعت مسلمین کا شک رفع ہو۔ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

حدیث اول میں ہرگز نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بلکہ یوں ہے کہ: علی اتق قلب سراجہ واحد تم میں کا جو بڑا پرہیزگار شخص ہو اس کے دل پر منکھ لے ہو جائیں۔

اور فرض کے لئے امکان شرط نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ :

قل ان كان للرحمن ولد فانا اول العابدین علیہ

تم فرماؤ اگر بفرض محال رحمن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔ (ت)

حدیث تو لفظ لَوْ سے ہے کہ :

لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم کانوا علی اتقوا اللہ۔

اگر تمہارے پہلے، پچھلے انسان، اور جن سب سے بڑے پرہیزگار کے دل پر ہو جائیں اللہ (ت) اور آیہ کریمہ میں تو لفظ ان سے۔ بیان حدیث دوم میں غلط ہے کہ حجت روز قیامت ہوگی اور یہ بھی غلط کہ تمام نبی آدم میرے حوالہ ہوں اور یہ بھی غلط کہ جنت کچھ جواب نہ دے گی یا کمزور پڑے گی، اسی طرح بیان حدیث اول میں متعدد اغلاط تھے یہ حدیث یوں ہے :

تحتاجت الجنة والناس فقال الناس او ثرت بالمتکبرین والمتجبرین وقالت الجنة فمالی لا یدخلنی الا ضعفاء الناس الحدیث۔

جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا تو دوزخ نے کہا مجھے متکبروں اور جابروں کے سبب ترجیح دی گئی اور جنت نے کہا مجھے کیا ہے کہ میرے اندر صرف کمزور لوگ داخل ہوتے ہیں الحدیث۔ (ت)

یہ گزشتہ کی حکایت ہے اُس وقت نار کا علم اُسے محیط ہونا کیا ضرور کہ اس کے لئے کفار و مشرکین ہیں جس طرح جنت کا یہ کہنا بتا رہا ہے کہ اُسے ان کمزوروں کا فضل و تقرب معلوم نہ تھا جب سے معلوم ہوا خود ان کی مشتاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵۰ مسئلہ از بلوچستان مرسلہ قادر بخش ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

اندرین حکایت علمائے کرام چہ می فرمایند اس حکایت کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے

کہ قولے معتبر است آیا واعظ ہیں کہ کیا یہ کسی معتبر قول سے منقول ہے وعظ

ذکر بکند یا حقیقت است در کدام کتاب کرنے والا اس کو اپنے وعظ میں بیان کر سکتا

لہ القرآن الکریم ۴۳/۸۱

۲ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحريم النظم قیدی کتب خانہ کراچی ۳۱۹/۲

۳ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة ق " " " ۷۱۹/۲

صحیح مسلم کتاب الجنة باب جهنم اعادنا الله منها " " " ۳۸۱/۲

- این نقل است ، آن حکایت این است :
- ہے اس کی کوئی حقیقت ہے ؟ کون سی کتاب
میں منقول ہے ؟ حکایت یہ ہے :
- یک حکایت یاد دارم از رسول
تاکہ معلوم تو گردد ہمتش
(۱)
- بعد ازاں آیم بمدح چار یار
جملہ شبہا مصطفیٰ بیدار بود
(۲)
- بود اندر خواب تا وقتے نماز
آفریدم من ترا از بہر آل
(۳)
- اے محمد خواب تو زیندہ نیست
چوں بہ پروازی بخواب نیم شب
(۴)
- دوزخ اندازم ہمہ از عام و خاص
چوں شنید این آیۃ خیر البشر
(۵)
- رفت زانجا او ندیدہ هیچ کس
چوں گزشت از دوسہ روز این قصہ
(۶)
- عاقبت روز سوّم بعد از نماز
چوں برسیدند زام مومنین
(۷)
- گفت او شین شب سید از حق خطا
چونکہ این آیۃ بگوشتش اورسید
(۸)
- آنچنان برخاست از یاران غریو
ناگہاں دیدند یک چہان زدور
(۹)
- پیش اورفتند و پرسیدند از و
گفت من کے مصطفیٰ را دیدہ ام
(۱۰)
- یک سہ روز است پیغام فروش
جانور از نالہ او دل خستہ اند
(۱۱)
- ہر زمان از دیدہ می رانند آب
- باد مقبول ہمہ اہل قبول
تا چہ حد است امتاں را شفقتش
اے برادر یک زمان گوش دار
اتفاقاً یک شبے خوابش برود
ناگہاں آمد خطابش بے نیاز
تا شدی پشت پنا ہے امتاں
ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست
مردم اکنون امتانت را غضب
یک تنے زیشان نگذاہم حلاص
انت زانخب امتی گویا بدر
دانند اورا عالم الاسرار بس
خون دل خوردند یاران غصہ را
جملہ پیش عالیشان رفتند باز
داد ایشان را جواب این چنین
امتاں را آیۃ از بہر عذاب
شد برون از حجرہ اورا کس ندید
لرزدہ افتادند اندر جن و دیو
یافت نال چہان دل ایشان سرور
مگر خبر داری ز سیمبر بگو
بلکہ اورا از کس شنیدہ ام
از میان کوہ میآید بگوشتش
از چہرہ آگاہ دہاں را بستہ اند
بستہ اندازہ راہ دیدہ راہ خواب

- (۲۴) چوں شنیدند این خبر را آن گروه جملہ آورند و روئے سوئے کوہ
 (۲۵) شد نمایان در میان کوہ عنار دید و آن غار آن صدر کبار
 (۲۶) سر بسجود بروہ پیش بے نیاز بانہائے خویش تن میگفت راز
 (۲۷) گریہ میکرد و ہمی گفت لے الہ تانہ بخشی امت نام را گناہ
 (۲۸) مانہ بردارم سر خود از زمین تا برو ز حشر نام ایس چنین
 (۲۹) ایس چنین می گفت و می ناله زار اشک میبارید چوں ابر بہار
 (۳۰) چوں شنیدند این خفاش رازور جملہ را از نالہ اش خون شد جبگ
 (۳۱) گفت صدیق شفیع المومنین از کرم بردار سر را از زمین
 (۳۲) آنچہ من در عمر طاعت کراہم انچہ در دنیا عبادۃ کردہ ام
 (۳۳) آن ثواب از برائے امتاں دارم اے پیغمبر آخر زماں

الی آخر الحکایت (حکایت کے آخر تک - ت) ، یہ حکایت رسالہ میلاد غلام شہید میں ہے۔
 (ترجمہ حکایت)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں مجھے ایک حکایت یاد ہے جو تمام نیک لوگوں میں مقبول ہے۔

(۲) تاکہ تجھے آپ کی ہمت اقدس کا پتا چلے کہ امت پر آپ کی کس قدر شفقت ہے۔

(۳) اس کے بعد میں چاروں یاروں کی مدح کی طرف آؤنگا، اے بھائی! تھوڑا سا وقت غور سے سُن۔

(۴) مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام راتیں بیدار رہتے، ایک رات اتفاقاً آپ پر نیند غالب آگئی۔

(۵) نماز کے وقت تک آپ نیند میں تھے، اچانک آپ کو خدا نے بے نیاز کا حکم پہنچا۔

(۶) کہ میں نے آپ کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ آپ امت کے پشت پناہ بنیں۔

(۷) اے میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! سونا آپ کو زیب نہیں دیتا، جو خدمت میں مشغول نہ ہو وہ بندہ نہیں ہے۔

(۸) جب آدھی رات کو نیند میں مشغول ہیں تو میں آپ کی امت پر غضب نازل کروں گا۔

(۹) ہر خاص و عام کو دوزخ میں ڈالوں گا ان میں سے کسی ایک کو چھٹکارا نہیں دوں گا۔

(۱۰) جب خیر البشر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ آیت سنی تو فوراً وہاں سے امتی "کھتے ہوئے" باہر نکل گئے۔

(۱۱) وہاں سے آپ تشریف لے گئے، کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، آپ کے بارے میں فقط چھپی باتیں جاننے والے کو علم تھا۔

(۱۲) اس قصہ کو جب دو تین دن گزر گئے آپ کے دوست یعنی صحابہ کرام غم سے دل کا خون پیتے رہے۔

(۱۳) آخر کار تیسرے دن نماز کے بعد تمام صحابہ کرام سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے۔

(۱۴) جب انہوں نے اُم المؤمنین سے پوچھا تو آپ نے انہیں یہ جواب دیا۔

(۱۵) آپ نے کہا کہ پہلی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کی طرف سے خطاب ہوا امت کے عذاب سے متعلق آیت نازل ہوئی۔

(۱۶) جب آپ کے کان مبارک تک یہ آیت پہنچی آپ حجرہ سے باہر چلے گئے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا۔

(۱۷) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں سے اس قدر شور مچا کہ جنوں اور دیوانوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔

(۱۸) صحابہ نے اپنا تک دور سے ایک چرواہے کو دیکھا، اس چرواہے کو دیکھنے سے ان کے دلوں کو کچھ چین آیا۔

(۱۹) اس کے پاس پہنچے اور پوچھا اگر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجھے کوئی خبر ہے تو بتا۔

(۲۰) اس نے کہا میں نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کب دیکھا ہے بلکہ میں نے ان کے بارے میں کسی سے سنا بھی نہیں ہے۔

(۲۱) لیکن تین دنوں سے پہاڑ کے درمیان سے شور کی آواز میرے کانوں میں آتی ہے۔

(۲۲) اس کے رونے سے جانوروں کے دل زخمی ہو گئے ہیں، چراگاہ سے انہوں نے اپنے منہ بند کر لئے ہیں۔

(۲۳) ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں، نیند سے انہوں نے آنکھیں باندھ رکھی ہیں۔

(۲۴) جماعت صحابہ نے جب یہ خبر سنی تو ان سب نے اپنا رخ پہاڑ کی طرف کر لیا۔

(۲۵) پہاڑ کے درمیان ایک غار ظاہر ہوئی، اس غار کے اندر انہوں نے بڑوں کے سڑار کو دیکھا۔

(۲۶) بے نیاز کی بارگاہ میں سر سجدہ میں رکھے ہوئے تھے اپنے خدا سے رازداری میں کہہ رہے تھے،

(۲۷) فریاد کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ! جب تک تو میری امت کے گناہ نہیں بخشے گا

(۲۸) میں اپنا سر زمین سے نہیں اٹھاؤں گا، روزِ حشر تک میں اسی طرح روتا رہوں گا۔

(۲۹) اس طرح کہہ رہے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے، موسم بہار کی طرح آنسو بہہ رہے تھے۔

(۳۰) جب غار کے چمکاؤں اور صحابہ کرام نے گریہ و زاری کا یہ زور سنا تو سرکار کے رونے سے سب کے جگر خون ہو گئے۔

(۳۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے مومنوں کی شفاعت فرمانے والے! مہربانی فرمائیں، زمین سے سر اٹھائیں۔

(۳۲) میں نے عرب بھر جو طاعت کی ہے، اور دنیا میں جتنی عبادت کی ہے،

(۳۳) اس کا ثواب آپ کی امت کے لئے دیتا ہوں میں اے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الجواب

اس نقل باطل و بے اصل ست و در بیچ کتاب یہ نقل باطل اور بے اصل ہے کسی معتبر کتاب میں

معتبر از و نشانے نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۲۶۱ھ بریلی محلہ بہاری پور مرسلہ معرفت سلطان احمد خاں سائل پیر محمد عبد اللہ

۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

حالت مندرجہ ذیل کب واقع ہوگی، زہرہ برج حوت میں طالع ہو اور قمر برج سرطان میں بنظر تثلیث

زہرہ ہو لیکن تربیع و مقابلہ مریخ ناظر برحل نہ ہو۔ امید کہ ماہران علم ہیئت جواب با صواب دیں۔

الجواب

یہ سائل کی غلطی ہے کہ مریخ تربیع یا مقابلہ سے ناظر برحل نہ ہو بلکہ یہاں مقصود یہ ہے کہ ان دونوں

میں سے کوئی زہرہ کو نظر دشمنی سے نہ دیکھتا ہو کہ تربیع یا مقابلہ ہے زہرہ سے اگر ساقط ہوں اور باہم نظر

عداوت رکھتے ہوں کیا حرج ہے، بالجملة غرض یہ ہے کہ زہرہ برج شرف میں ہو اور قمر اپنے بیت میں اور

زہرہ کو بنظر تمام دوستی دیکھتا ہو اور زہرہ مریخ و زحل کی نظر عداوت تربیع و مقابلہ سے محفوظ ہو یہ صورت نہ اس

سال ہے نہ سال آئندہ ہے، ہاں وہ کہ سائل نے بیان کی ۲۷ مارچ ۱۹۲۰ء کو ہوگی زہرہ حوت کے

۱۱ درجہ میں ہوگی قمر سلطان کے ۱۱ درجہ میں کہ پورے ۱۲۰ درجے (ایک سو بیس درجے) کا فاصلہ اور

کامل نظر تثلیث ہے۔ مریخ عقرب کے ۸ درجے ۶ دقیقے زحل سنبلہ کے ۶ درجے ۶ دقیقے کہ کامل

نظر تسدیس نظر نیم دوستی ہے نہ تربیع ہے نہ مقابلہ، لیکن زہرہ و زحل کا فاصلہ ۶ برج سے صرف ۵ درجے

زائد ہوگا، زہرہ اگرچہ مقابلہ زحل میں غرض ہو چکی ہے مگر دونوں کے مطرح شعاع ۷ و ۹ درجے کے مجموعہ کے

نصف یعنی ۸ درجے سے فاصلہ کم ہے تو ہنوز حکم مقابلہ باقی ہے تیسرے دن زائل ہوگا جب تک ماہ سرطان

سے بھی نکل جائے گا اور تثلیث سے بھی گزر جائے گا ہاں مریخ اگرچہ زہرہ سے ساقط نہیں مگر تثلیث میں ہے

کہ تمام دوستی ہے نہ تربیع و مقابلہ فقط۔

۱۲۷ مسئلہ از شہر محلہ ملوکپور مسئلہ قدرت علی خاں ۱۵ اشوال ۱۳۳۸ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جملہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام معصوم ہیں دوسرا شخص
 کہتا ہے کہ سوائے پیغمبر پاک کے کوئی معصوم نہیں۔ اور تیسرا شخص کہتا ہے کہ پیغمبر پاک کوئی چیز نہیں ہیں
 سوائے خلفائے راشدین کے۔

الجواب

- پہلے شخص کا قول حق و عقیدہ اہلسنت ہے، اور دوسرے کا قول صریح گمراہی ورفض وکفر ہے،
 اور تیسرے شخص کا قول بدتر از بول میں بھی ایک کھلا پہلو کفر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 ۱۲۸ مسئلہ از نانگل کٹرہی ضلع گورگانوہ ڈاکخانہ دھنبہ مسئلہ حافظ غلام کبریا صاحب پیش امام مسجد
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ،
 (۱) زید کہتا ہے اولیاء سے مدد مانگنا دُور سے، اور ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا شرک ہے، کیونکہ یہ خاص
 اللہ تعالیٰ کی صفت ہے دوسرے کی نہیں۔ قرآن شریف کا ثبوت دیتا ہے (نواں پارہ) کہ دو
 میں نہیں مالک اپنی جان کا نہ نفع کا نہ ضرر کا۔
 (۲) اولیاء اللہ کی قبروں کی خاک ہاتھ میں لے کر منہ پر ملنا کیسا ہے؟ طواف قبر اولیاء کا کرنا بعضے کہتے
 ہیں طواف صرف کعبہ شریف کے واسطے ہے۔
 (۳) شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے پیغمبروں کی سب دُعا مقبول نہیں ہوتی۔
 (۴) خانقاہ اولیاء پر جمع نہ ہونا حدیث کا ثبوت دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے یا اللہ! میری قبر کو عید گاہ نہ بنائیو۔
 (۵) اگر نبی کو غیب داں سمجھے تو کافر ہے کیونکہ ان کو علم عطائیہ ہے وہ غیب نہیں ہو سکتا کیونکہ غیب کے
 معنی یہ ہیں کہ بے اطلاع کئے معلوم ہو وہ غیب ہے۔

الجواب

- (۱) جس نے کہا کہ دُور سے سُننا صرف اُس کی شان ہے اُس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی وہ
 پاک ہے اس سے کہ دُور سے سُننے، وہ ہر قریب سے قریب تر ہے، دُور سے سُننا اس کی
 عطا سے اس کے محبوبوں ہی کی شان ہے، اُسے حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے وہ شہید و
 نصیر ہے، حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے محبوب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہیں،
 کما فی رسائل الشیخ عبدالحق محدث الدہلوی قدس سرہ۔ اُس آیت کریمہ سے اس کا کیا ثبوت

ہوا، مجھوٹا دعویٰ کرنا اور قرآن مجید پر اُس کی تہمت رکھنا مسلمان کا کام نہیں۔ نفع و ضرر کا مالک بالذات اُس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں، آیت میں اسی کی نفی ہے، ورنہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عربی میں تو فرعون کو مالکِ نفع و ضرر لکھا ہے۔ پھر محبوبانِ بارگاہ کا کیا کہنا وہ بے شک اس کی تمثیل سے ہمارے نفع و ضرر کے مالک ہیں، جس کا بیان کلمات و احادیث سے کتاب الامن والعلیٰ میں ہے۔

(۲) مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے اور طوافِ تعظیمی صرف کعبہ معظمہ کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب دُعائیں مستجاب ہیں، مومنین سے حضرت عزت کا وعدہ ہے مجھ سے دُعا کرو میں قبول فرماؤں گا، اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا۔ پھر انبیاء تو انبیاء بعض وقت وہ اس اظہار کے لئے کہ یہ امر خلافِ مقدر ہے اسے صورت دے دیا میں ظاہر کرتے ہیں وہ اعلیٰ وجہ پر قبول ہوتی ہیں مگر مطلوب ظاہری واقع نہیں ہوتا نظر ظاہر اسے عدم قبول سے تعبیر کرتی ہے۔ شرح مشکوٰۃ میں اسی کا ذکر ہے۔

(۴) مزاراتِ اولیاء پر تشریف لے جانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین سے ثابت ہے اور اُس حدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں، اُس کا یہ مطلب ہے کہ میرے مزارِ کریم کو مسلمان عید نہ بنائیں جو سال میں ایک ہی بار آتی ہے بلکہ بکثرت حاضری دیں کہ انکے گناہ معاف ہوں اور انھیں برکات ملیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) غیب وہ ہے کہ بے بنائے معلوم نہ ہو سکے، جو کچھ کہ انبیاء کو غیب کے علم نہ دئے گئے وہ کافر ہے کہ نبوت کا منکر ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں،

النبی هو المطلع علی الغیب
نبی وہی ہے جو غیب پر مطلع ہو۔
عطا سے غیب نہ رہتا آیاتِ کثیرہ کی تکذیب ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۱۳۳۴ھ از مقام رامہ تحصیل گو حبر خاں ضلع راولپنڈی مرسلہ تاج الدین امام مسجد
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ،

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بچشمِ خود اللہ کو نہیں دیکھا۔

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر نہیں آئی کہ تم لوگ امام صاحب کے مذہب پر چلیں۔ بَیِّنُوا تَوْجِبُوا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

(۱) اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت بمعنی احاطہ کا انکار فرماتی ہیں کہ لا تدركہ الابصار سے سند لاتی ہیں اور احادیث صحیحہ میں روایت کا اثبات بمعنی احاطہ نہیں کہ اللہ عزوجل کو کوئی شے محیط نہیں ہو سکتی وہی ہر شے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر آئی ہے کہ تمہیں علم نہ ہو تو علماء سے پوچھو۔ امام اعظم سرائیہ علمیں داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۵ھ از لاہور مسجد بیگم شاہی اندرون دروازہ مستی مرسلہ صوفی احمد الدین طالب علم
۱۳۶
۲۶ صفر ۱۳۳۸ھ

حضرت ہادی درہنمائے سالکان قبلہ دو جہاں دام فیضہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں :

(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک روز خفا ہوئے اور رد و اقص کتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی۔ پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اس میں یہ شعر بھی درج ہے :
حق در آنجا بدست حیدر بود . جنگ با او خطا و منکر بود
(حق وہاں حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا انکے ساتھ جنگ غلط اور ناپسندیدہ تھی)

(۲) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی تھی واسطے دفع جنگ کے۔

الجواب

(۱) رد و اقص کا قول کذب محض ہے۔ عقائد نامہ میں "خطا و منکر بود" نہیں ہے بلکہ "خطائے منکر بود"۔ اہل سنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا خطا اجتہادی تھی، اجتہاد پر طعن جائز نہیں۔ خطا اجتہادی دو قسم ہے، مقرر و منکر۔ مقرر وہ جس کے صاحب کو اس پر برقرار

رکھا جائے گا اور اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا، جیسے حنفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا۔ اور منکر وہ جس پر انکار کیا جائے گا جبکہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلہ اصحابہ جمل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قطعی جنتی ہیں اور ان کی خطا یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سنیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں، یا اینہم اُس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مداخلت حرام ہے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا ذکر اصحابی فامسکوا لیہ جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔
دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ستكون لاصحابی بعدی زلة یغفرها اللہ
لہم لسا بقترہم ثم یاق من بعدہم
قوم یکبہم اللہ علی مناخرہم
فی النار لیہ
قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی
جسے اللہ بخش دے گا اُس سابقہ کے سبب جو
ان کو میری سرکار میں ہے، پھر ان کے بعد کچھ
لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم
میں اوندھا کر دے گا۔

یہ وہ ہیں جو ان لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے، اللہ عزوجل نے تمام صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں دو قسم کیا، مومنین قبل فتح مکہ و مومنین بعد فتح۔ اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرما دیا: وکلا وعد اللہ الحسنی سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور ساتھ ہی ان کے افعال کی تفتیش کرنے والوں کا منہ بند فرما دیا واللہ بما تعملون خبیث اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔ یا اینہم وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا پھر دوسرا کون ہے کہ ان میں سے کسی کی بات پر طعن کرے، واللہ الہادی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بیشک امام مجتہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی،

۱۔ المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۷
۲۔ المعجم الاوسط حدیث ۳۲۴۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۴۲/۴ و مجمع الزوائد ۲۳۴/۷
۳۔ القرآن الکریم ۱۰/۵۷
۴۔ ۱۰/۵۷

اور اس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویض خلافت اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لے کر فرمایا تھا:
ان ابی هذا سیّد لعل اللہ ان یصلح بہ بین
فئتين عظیمتین من المسلمین
میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اسکے
سبب سے مسلمانوں کو جوڑے گا وہوں میں صلح کرا دیگا۔
امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے تو امام مجتبیٰ ہرگز انھیں تفویض نہ فرماتے نہ
اللہ و رسول اسے جائز رکھتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب الحسن والحسین قدیمی کتب خانہ کراچی
مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبع مجتبائی دہلی
۵۲۰/۱ ص ۵۶۹

22

22

رسالہ

اعتقاد الاحباب فی الجمیل المصطفیٰ الاولیٰ الاصحاب

۹۸

(اجباب کا اعتقاد جمیل (اللہ تعالیٰ) مصطفیٰ ﷺ آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)

عقیدہ اولیٰ — ذات و صفات باری تعالیٰ

حضرت حق سبحانہ و تبارک و تعالیٰ شانہ واحد ہے (اپنی ربوبیت والوہیت میں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ یکتا ہے اپنے افعال میں۔ مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں۔ کوئی اس کا قسیم نہیں۔ یگانہ ہے اپنی صفات میں۔ کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات و صفات میں یکتا و واحد مگر نہ عدد سے (کہ شمار و گنتی میں آئے) اور کوئی اس کا ہم ثانی و جنس کہلا سکے تو اللہ کے ساتھ، اس کی

۱۔ **عرض مرتب** : امام اہلسنت امام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "اعتقاد الاحباب" کی زیارت و مطالعہ سے یہ فقیر حبيب پہلی بار حال ہی میں شرفیاب ہوا تو معاً خیال آیا کہ بتوفیقہ تعالیٰ اسے نئی ترتیب اور اجمالی تفصیل کے ساتھ عامۃ الناس تک پہنچایا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے عوام بھی فیض پائیں۔ نصرت الہی کے بھر و سا پر قدم اٹھایا اور بغیضانِ اساتذہ کرام نہایت (باقی بر صفحہ آئندہ)

ذات و صفات میں، شریک کا وجود، محض وہم انسانی کی ایک اختراع و ایجاد ہے (خالق ہے) ہر شے کا ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں (نہ علت سے) (اس کے افعال نہ علت و سبب کے محتاج، نہ اس کے فعل کے لئے کوئی غرض، کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال کے لئے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے) فعال ہے (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا) نہ جوارح (و آلات) سے (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جوارح یعنی اعضائے بدن کا محتاج ہے۔ مثلاً علم کے لئے دل و دماغ کا۔ دیکھنے اور سُننے کے لئے آنکھ، کان کا۔ لیکن خداوند قدوس کہ ہر لپٹ سے لپٹ آواز کو سُنتا اور ہر باریک سے باریک کو کہ خور و دین سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے۔ مگر کان آنکھ سے اس کا سُنا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں۔ اور جسم و جسمانیات سے وہ پاک) قریب ہے (اپنے کمال قدرت و علم و رحمت سے) نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب ماپ و پیمائش میں سما سکے) ملک (و سلطان و شہنشاہ زمین و آسمان) ہے مگر بے وزیر (جیسا کہ سلاطین دُنیا کے وزیر باتدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امور سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور باتدبیر ہوتے ہیں)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

قلیل مدت میں اپنی مصروفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔

میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ آپ کریں گے، اور میری کوتاہ فہمی و قصور علمی آپ کے خیال مبارک میں آئے تو اس سے اس بیچداں کو مطلع فرمائیں گے۔

اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس رسالہ مبارک میں حاشیہ بین السطور اور تشریح مطالب (جو اصل عبارت سے جدا، قوسین میں محدود ہے۔ اور اصل عبارت خط کشیدہ) جو کچھ پائیں گے وہ اکثر و بیشتر مقامات پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہی کے کتب و رسائل اور حضرت استاذی استاذ العلماء صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی قادری برکاتی رضوی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب "بہار شریعت" سے ماخوذ ملتقط ہے۔

امید ہے کہ ناظرین کو ام اس فقیر کو اپنی دُعاے خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفر آخرت درپیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک آنکھیں کا سہارا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہی بگڑی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمائی سب عیبوں میں گنوائی ہے۔ والسلام

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی المارہری عفی عنہ

والی (ہے)۔ مالک و حاکم علی الاطلاق ہے۔ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے مگر (بے مشیر) نہ کوئی اس کو مشورہ دینے والا۔ نہ وہ کسی کے مشورہ کا محتاج۔ نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ ولایت، ملکیت، مالکیت، حاکمیت کے سارے اختیارات اسی کو حاصل۔ کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں۔ ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحت ملک و حکومت ہیں۔ اور اس کی مالکیت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں) حیات و کلام و سمع و بصر و ارادہ و قدرت و علم (کہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ ملکون و مخلوق و رزاقیت یعنی مارنا، چلانا، صحت دینا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا، ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر چیز کو بہت درجے اس کی فطرت کے مطابق کمال مقدار تک پہنچانا، انھیں ان کے مناسب احوال روزی رزق مہیا کرنا) وغیرہ (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں اور جنہیں صفات تخلیق و ملکون کی تفصیل سمجھنا چاہیے۔ اور صفات سلبیہ یعنی وہ صفات جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور میرا ہے مثلاً وہ جاہل نہیں عاجز نہیں، بے اختیار و بے بس نہیں۔ کسی کے ساتھ متحد نہیں جیسا کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتا ہے۔ غرض وہ اپنی صفات ذاتیہ، صفات اضافیہ اور صفات سلبیہ) تمام صفات کمال سے ازل ابد اوصوف (ہے)۔ اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اور ذات و صفات باری تعالیٰ کے سوا سب چیزیں حادث و نوپید، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ صفات الہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے مگر اہ بے دین ہے۔ اس کی ذات و صفات) تمام شیون (تمام نقائص تمام کوتاہیوں سے) و شین و عیب (ہر قسم کے نقص و نقصان) سے اولاً و آخراً بری (کہ جب وہ مجتمع ہے تمام صفات کمال کا۔ جامع ہے ہر کمال و خوبی کا، تو کسی عیب کسی نقص کبھی ہی کا اس میں ہونا محال۔ بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لئے محال)۔

ذات پاک اس کی ند و ضد (نظیر و مقابل) شبیہ و مثل (مشابہ و مماثل) کیف و کم (کیفیت و مقدار) شکل و جسم و جہت و مکان و امد (غایت و انتہا اور) زمان سے منزہ (جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل و حرکت یا ان میں کسی قسم کا تغیر پایا جاتا، یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا، یا اس کے اوصاف کا مخلوق کے اوصاف کے مانند ہونا۔ یہ تمام امور اس کے لئے

محال ہیں، یا یوں کہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ ان تمام حوادث و حوائج سے پاک ہے جو خاصۃً بشریت میں) نہ والد ہے نہ مولود (نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا، کیونکہ کوئی اس کا مجانس و ہم جنس نہیں، اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث و مخلوق کی شان) نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی (یعنی کوئی اس کا ہمتا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربوبیت والوہیت میں صفاتِ عظمت و کمال کے ساتھ موصوف)۔

اور جس طرح ذاتِ کریم اس کی، مناسبتِ ذوات سے مبرا اسی طرح صفاتِ کمالیہ اس کی، مشابہتِ صفات سے معرا (اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی۔ کوئی مخلوق کیسی ہی اشرف و اعلیٰ ہو اس کی شریک کسی حیثیت سے کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی)

مسلمان پر لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد، صمد، لا شریک لہ جاننا فرضِ اول و مدارِ ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ لا الہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) نہ صفات میں کہ لیس کمثلہ شے اس جیسا کوئی نہیں، نہ اسماء میں کہ ہل تعلم لہ سمیتاً کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟ نہ احکام میں کہ ولا یشرک فی حکمہ احدٌ اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا، نہ افعال میں کہ ہل من خالق غیر اللہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے، نہ سلطنت میں کہ ولو یکن لہ شریک فی الملک اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفاتِ مخلوق کے مماثل نہیں۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی شرکت۔ اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں و لہذا مثلاً) اوروں کے علم و قدرت کو اس کے علم و قدرت سے (محض لفظی یعنی فقط ع، ل، م، ق، د، رت میں مشابہت ہے) نہ کہ شرکت معنوی) اس (صوری و لفظی موافقت) سے آگے (قدم بڑھے تو) اس کی تعالیٰ و کبر (برتری و کبریائی) کا سرا پرہ کسی کو

۱۵ القرآن الکریم ۶۵/۱۹

۱۵ ۲/۳۵

۱۵ القرآن الکریم ۱۱/۳۲

۱۵ ۲۶/۱۸

۱۵ ۲/۲۵

بار نہیں دیتا) اور کوئی اس کی شاہی بارگاہ کے ارد گرد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پرندہ وہاں پر نہیں مار سکتا۔ کوئی اس میں دخل انداز نہیں) تمام عزتیں اس کے حضور پست (فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ اور زبانِ خال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے معترف اور اس کے حضور سائل، اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلانے ہوئے، اور ساری مخلوقات چاہے وہ زمینی ہو یا آسمانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہیں) اور سب بستیاں اس کے آگے نیست (نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود) کل شئ ہالک الا وجهہ (بقا صرف اس کی وجہ کریم کے لئے ہے باقی سب کے لئے فنا، باقی باقی باقی فانی) وجود واحد (اسی حق و قیوم ازلی ابدی کا) موجود واحد (وہی ایک حق و قیوم ازلی ابدی) باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجئے تو موجود و نہ محض معدوم) ذرات اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجملۃ الکلیف ہے (نامعلوم الکلیفیت) جس کے لحاظ سے من و تو (ما و شہادین و آن) کو موجود و کائن کہا جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔ (اگر اس نسبت کا قدم در میان سے اٹھالیں۔ ہست نیست اور بود، نابود ہو جائے۔ کسی ذرہ موجود کا وجود نہ رہے کہ اس پر ہستی کا اطلاق روا ہو) اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو (ایک ظل، ایک عکس، ایک شعاع) ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے (اور اس تماشا گاہِ عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرتِ کاملہ کے جلوے ہو رہے ہیں) اگر اس نسبت و پرتو سے (کہ ہر ذرہ کون و مکان کو اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے) قطع نظر کی جائے (اور ایک لحظہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے) تو عالم ایک خواب پریشان کا نام رہ جائے۔ ہو کا میدان عدم بخت کی طرح سنسان (محض معدوم و یکسر ویران، تو مرتبہ وجود میں صرف ایک ذاتِ حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں۔ مرتبہ کون میں نور ابدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اس نسبت فیضان کا قدم در میان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنا سے محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد پرتوؤں نے بے شمار نام پائے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ واحد حقیقی ہے۔ تغیر و اختلاف کو اصلاً اس کے سر پر وہ عزت کے گرد بار نہیں۔ پر ملاحظہ کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں۔ نور احدیت کی تابش غیر محدود ہے۔ اور چشمِ جسم و چشمِ عقل دونوں وہاں تابینا ہیں۔ اور اس سے زیادہ بیان

سے باہر، عقل سے ورار ہے)

موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (البعاض و اجزاء) سے مل کر مرکب ہوا (اور شے واحد کا نام اس پر روا ٹھہرا) نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے (جیسا کہ انسان واحد یا شے واحد کہ گوشت پوست خون و استخوان وغیرہ اجزاء و البعاض سے ترکیب پا کر مرکب ہوا اور ایک کہلایا۔ اور اس کی تحلیل و تجزیہ و تجزیہ، انہیں اعضاء و اجزاء و البعاض کی طرف ہوگا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلایا، کہ یہی جسم کی شان ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ عزّ شانہ، جسم و جہانیات سے پاک و منزہ ہے) نہ وہ واحد جو بہ تمت حلول عینیت (کہ اس کی ذات قدسی صفات پر یہ تمت لگائی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول کئے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اس کی ذات احدیت میں حلول کئے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذ اللہ وہ) اوج وحدت (وحدانیت و یکتائی کی رفعتوں) سے خصیض اثنیثیت (دوئی اور اشتراک کی پستیوں) میں اتر آئے۔ هو ولا موجود الا هو آیت کریمہ سبحانہ و تعالیٰ عتایشر کوٹ (پاکی اور برتری ہے آں شرکیوں سے) جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے (اور بتاتی ہے کہ خداوند قدوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت و ربوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ هو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ و ہی آسمان والوں کا خدا اور وہی زمین والوں کا خدا۔ تو نفس الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا، اس کی صفات کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں، لیس کعشلہ شخ اس جیسا کوئی نہیں)

یونہی (یہ آیت کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبرا ان تمام نالائق امور سے جو اہل شرک و جاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لئے ہے، باقی سب ظلال و پرتو سے)

غیر شس غیر در جہاں نہ گزاشت

لاحبرم عین جملہ معنی شد

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مفہیم عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد، موجود واحد۔ باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود و ہستی سے بہرہ نہیں

رکھتے۔ اور حاش ثم حاش یہ معنی ہرگز نہیں کہ من و تو، ما و شما، این و آن، ہر شے خدا ہے۔ یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے۔ اور پہلی بات مذہب ہے اہل توحید کا، کہ اہل اسلام وہ صاحب ایمان حقیقی ہیں)

عقیدہ ثانیہ — سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ

بائیں ہمہ (کہ اُس کی ذاتِ کریم دوسری ذوات کی مناسبت سے معرّی ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ اوروں کی صفات کی مشابہت سے میرا) اس نے اپنی مکتِ کاملہ (ورجتِ شاملہ) کے مطابق عالم (یعنی ماسوی اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علمِ قدیم ازلی سے) جانتا ہے۔ ایجاد فرمایا (تمام کائنات کو خلعت وجود بخشا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا انھیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انھیں کام میں لانے کا طریقہ الہام فرمایا۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جو ہر معنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل اور اک نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر کتابیں اتار کر، ذرا ذرا سی بات بتادی۔ اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی) اور مکلفین کو (جو تکلیف شرعی کے اہل، امر و نہی کے خطاب کے قابل، بالغ عاقل ہیں) اپنے فضل و عدل سے دو فرقے کر دیا، فریق فی الجنۃ (ایک جنتی و ناجی، جس نے حق قبول کیا) و فریق فی السعیر (دوسرا جہنمی و ہالک، جس نے قبول حق سے جی چرایا) اور جس طرح پر تو وجود (موجود حقیقی جل جلالہ) سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ ہست و موجود کہلایا) اسی طرح فریقِ جنت کو اس کے صفاتِ کمالیہ سے نصیبِ جنّت ملا (دنیا و آخرت میں اس کے لئے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور علم و فضل خاص کی دولتوں سے اُس کے دامن بھرے) دبستان (مدرسہ) علمک مالک تک تعلم (اور دارالعلوم علم الانسان مالک یعلم) میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اُسے سکھایا پھر) و کان فضل اللہ علیک عظیماً نے اور رنگ آمیزیاں کیں (کہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم اس پر جلوہ گستر رہا۔ مولائے کریم نے گوناگوں نعمتوں سے اسے نوازا۔ بے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالب، جسم و جاں، ظاہر و باطن کو رذائل اور خصائلِ قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاقِ حسنہ سے اسے آراستہ و

۱۰ القرآن الکریم ۴/۲۲

۱۱ ۵/۹۶

۱۰ القرآن الکریم ۴/۲۲

۱۱ ۱۱۳/۴

۱۱ ۱۱۳/۴

پیراستہ کیا۔ اور قُربِ خداوندی کی راہوں پر اُسے ڈالی دیا (اور یہ سب تصدق (صدقہ و طفیل) ایک ذات جامع البرکات کا محتاج ہے اپنا محبوب خاص فرمایا۔) مرتبہ محبوبیت کُبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حتیٰ کہ نبی و مرسل و ملک مقرب جو یائے رضائے الہی ہے اور وہ ان کی رضا کا طالب)

مرکز دائرہ (کُن) و دائرہ مرکز کاف و نون بنایا اپنی خلافت کاملہ کا خلعت رفیع المنزلت اُس کے قامتِ موزوں پر سجایا کہ تمام افراد کائنات اس کے ظلِ ظلیل (سایہ مد و درافت) اور ذیلِ جلیل (دامن معمر و رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔ اعظم مقربین (کہ اُس کی بارگاہِ عالی جاہ میں قربِ خاص سے مشرف ہیں) (ان) کو (بھی) جب تک اس مامنِ جہاں (پناہ گاہ کون و مکان) سے توسل نہ کریں (انھیں اس کی جناب والا میں وسیلہ نہ بنائیں) بادشاہ (حقیقی عزتِ اسمہ و جل مجدہ) تک پہنچنا ممکن نہیں کُنیاں، خزانِ علم و قدرت، تدبیر و تصرف کی، اس کے ہاتھ میں رکھیں۔ عظمت والوں کو مرپے (چاند کے ٹکڑے، روشن تارے) اور اس کو اس نے آفتابِ عالم تاب کیا کہ اس سے اقباسِ انوار کریں (عرفان و معرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھریں) اور اس کے حضور انا زبان پر (اور اپنے فضائلِ محاسن، ان کے مقابل، شمار میں) نہ لائیں اس (محبوب اجل و اعلیٰ) کے سرا پر دہ عزت و اجلال کو وہ عزت و رفعت بخشی کہ عرشِ عظیم جیسے ہزاراں ہزار اس میں یوں گم ہو جائیں جیسے بیدائے ناپید اکسار (وسیع و عریض بیابان، جس کا نہ نظر نہ آئے اس) میں ایک شلنگ ذرہ کم مقدار (کہ حق و وق صحر) میں اس کی اُڑان کی کیا وقت اور کیا قدر و منزلت)

علم وہ وسیع و غزیر (کثیر و کثیر) عطا فرمایا کہ علومِ اولین و آخرین اس کے بحرِ علوم کی نہریں، یا جوشِ فیوض کے چھینے قرار پائے (شرق تا غرب، عرش تا فرش انھیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا۔ روزِ اول سے روزِ آخر تک کا سب ماکان و مایکون انھیں بتایا) ازل سے ابد تک تمام غیب و شہادت (غائب و حاضر) پر اطلاع تام (و آگاہی تمام انھیں) حاصل، الا ما شاء اللہ (اور ہنوز ان کے احاطہ علم میں وہ ہزار در ہزار، بے حد و بے کنار سمندر لہر رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا اُن کا عطا کرنے والا اُن کا مالک و مولیٰ جل و علا) (بصر و نظر) وہ محیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط) کہ ششِ جہت (پس و پیش، چپ و راست، زیر و بالا) اس کے حضور (ان کی نگاہوں کے رُوبرو ایسے ہیں جیسے) جہتِ مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاع تام حاصل) دنیا کے سامنے اٹھالی کہ تمام کائنات تا بروزِ قیامت، اُن واحد میں پیشِ نظر (تو وہ دُنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو، اور ایمانی نگاہوں میں زیرِ قدر الہی

پر دشوار نہ عزت و وجاہتِ انبیاء کے مقابلِ بسیار) سمع والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی صدا جیسے کان پڑی آواز ہے۔ اور (بعطاءے قادرِ مطلق) قدرت (واختیارات) کا تو کیا پوچھنا، کہ قدرتِ قدیر علی الاطلاق جل جلالہ کی نمونہ و آئینہ ہے۔ عالمِ علوی و سفلی (اقطار و اطراف زمین و آسمان) میں اس کا حکم جاری۔ فرمانروائی کن کو اس کی زباں کی پاسداری۔ مُردہ کو قسَم کہیں (کہ حکمِ الہی کھڑا ہو جا تو وہ) زندہ۔ اور چاند کو اشارہ کریں (تو) فوراً دوپارہ ہو۔ جو (یہ) چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ منشورِ خلافتِ مطلقہ (تاقہ، عاقہ، شاملہ، کاملہ) و تَغویضِ تام (کا فرمان شاہی) ان کے نام نامی (اسمِ گرامی) پر پڑھا گیا۔ اور سکھ و خطبہ ان کا ملا و ادنیٰ سے عالمِ بالا تک جاری ہوا۔ (تو وہ اللہ عز و جل کے نائبِ مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ، تمام عالم ان کے تحت، تصرف ان کے زیرِ اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں) تمام جہان میں کوئی ان کا پھیرنے والا نہیں، اور ہاں کوئی کیونکر ان کا حکم پھیر سکے کہ حکمِ الہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔ تمام جہان ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انھیں اپنا مالک نہ جانے عبادتِ سنت سے محروم۔ ملکوتِ السموات والارض ان کے زیرِ فرمان، تمام زمین اُن کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر۔ دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرشِ اشتباہ سے ملتا ہے (جنت و نار کی گنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حقہ ہے۔

فان من جودك الدنيا وضرتها

(بے شک دنیا و آخرت آپ کے جود و سخا سے ہے)

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی و اخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انھیں کے دستِ عطا سے پائی۔ اُنھیں کے کرم، انھیں کے طفیل، انھیں کے واسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور انکے ہاتھوں ملتا ہے اور ابد الابد تک ملتا رہے گا جس طرح دین و ملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادت، زہد و طہارت اور علم و معرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یونہی مال و دولت، شفا و صحت، عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی اُنھیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط، یہ ہو س بے بصر کی ہے

وقال الفقير: هـ

بے اُن کے تو سُل کے، مانگے بھی نہیں ملتا
بے اُن کے توسط کے، پرشش ہے نہ شنوائی)

وہ بالادست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے۔ تمام مخلوق الہی کو ان کے لئے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں، اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے۔)

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا^۴

جو سر ہے اُن کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا)

سب اُن کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہِ الہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو انہیں کی وساطت سے ملتا ہے) قرآنِ عظیم ان کی مدح و ستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نامِ الہی کے برابر ہے

(۱) و دفعنا لك ذكرك كا ہے سایہ تجھ پر
 ذكر اونچا ہے ترا ، بول ہے بالا ترا

احکام تشریعی، شریعت کے فرائین، اوامر و نواہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے۔ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں، وہی شرع ہے۔ غرض وہ کارخانۃ الہی کے تحت رکنل ہیں، اور خسر وانِ عالم اس کے دستِ نگر و محتاج۔

۹ ص	مکتبہ رضویہ کراچی	حصہ اول	حاضر فی بارگاہ ہمیں جائے	۱۰
۲ ص	" "	" "	وصل اول در نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱
۹ ص	" "	" "	وصل چہارم در منافعت اعداء الخ	۱۲

(وہ کون؟) اَعْنَى سَيِّد الْمَرْسَلِينَ (رہبر و مہربان)، خاتم النبیین (خاتم پیغمبران)،
 رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ (رحمت ہر دو جہاں)، شَفِيعُ الْمَذْنُبِينَ (شافع خطاکاراں)، قَائِدُ الْغُر
 الْمُحِبِّلِينَ (ہادی نوریاں و روشن جہاں)، سِرَّ اللَّهِ الْمَكْنُونِ (رب العزت کا راز سر بستہ)،
 دُرَّةُ اللَّهِ الْمَخْزُونِ (خزانہ الہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ)، سرور القلب المحزون (ٹوٹے دلوں کا
 سہارا)، عالم ماکان و ماسکون (ماضی و مستقبل کا واقف کار)، تاج الاتقیاء (نیکو کاروں کے کراتاج)
 نبی الانبیاء (تمام نبیوں کا سرتاج) مُحَمَّدٌ ﷺ (المصطفیٰ) رسول رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم الی یوم الدین۔

بایں ہمہ (فضائل جمیلہ و فرائض جلیلہ و محاسن حمیدہ و محامد محمودہ وہ) خدا کے بندہ و محتاج ہیں
 (اور یسئلہ من فی السنوت والارض لے کے مصداق) حاشِ لَہُ کہ عینیت یا مثلیت کا گمان (تو گمان
 یہ وہم بھی ان کی ذاتِ کریم، ذاتِ الہی عز شانہ کی عین یا اس کے مثل و مماثل یا شبیہ و نظیر ہے)
 کافر کے سوا مسلمان کو ہو سکے۔ خزانہ قدرت میں ممکن (و حادث و مخلوق) کے لئے جو کمالات متصور تھے
 (تصور و گمان میں آسکتے تھے یا آسکتے ہیں) سب پائے، کہ دوسرے کو ہم غنائی (و ہم سری اور ان مراتب
 رفیعہ میں برابری) کی مجال نہیں، مگر دائرہ عبودیت و افتقار (بندگی و احتیاج) سے قدم نہ بڑھا، نہ
 بڑھا سکے۔ العظمتہ للہ تعالیٰ سے ذات و صفات میں مشابہت (و مماثلت) کیسی۔ (اس
 سے مشابہ و مماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل ایمان منزل میں اس کا خطہ گزر سکے
 جب کہ اہل حق کا ایمان ہے کہ حضور اقدس سرور عالم، عالم اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک
 وسلم ان احساناتِ الہی کا جو بارگاہِ الہی سے ہر آن، ہر گھڑی، ہر لمحہ، ہر لمحہ ان کی بارگاہِ بیکس پناہ
 و مہذبہ دل رہتے ہیں، ان انعامات اور ان) نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر و ثنا ہے اسے پورا پورا
 بجا نہ لاسکے۔ نہ ممکن کہ بجالائیں کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمتِ آخر موجبِ شکر و ثناء الی صلا لا نہایۃ
 لہ نعم و افضال خداوندی (ربانی نعمتیں اور بخششیں خصوصاً آپ پر) غیر قنا ہی ہیں۔
 (ان کی کوئی حد و نہایت نہیں، انہیں کوئی گنتی و شمار میں نہیں لاسکتا) قال اللہ تعالیٰ و للآخرۃ
 خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰئِکَ (اے نبی بیشک ہر آنے والا لمحہ تمہارے لئے گزرے ہوئے لمحہ سے
 بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتب رفیعہ ترقیوں میں ہیں) مرتبہ "قاب قوسین

او ادنیٰ لے، کاپایا (اور یہ وہ منزل ہے کہ نہ کسی نے پائی اور نہ کسی کے لئے ممکن ہے اس تک رسائی۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ شب اسری مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا) قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا ہے

(کمان امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اول آخر کے پھر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کہ ہر سے آئے کہ ہر گئے تھے تھے)

دیدار الہی چشم سر دیکھا، کلام الہی بے واسطہ سنا (بدن اقدس کے ساتھ، بیداری میں۔ اور یہ وہ قرب خاص ہے کہ کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو بھی نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہو)

محل لیلیٰ (اور اک سے ماوراء) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دور) (اور خرد خردہ میں عقل نکتہ دان، دقیقہ شناس) دنگ ہے۔ (کوئی جانے تو کیا جانے اور کوئی خبر دے تو کیا خبر دے) نیا سماں ہے نیا رنگ ہے (ہوش و خواہش ان وسعتوں میں گم اور دامان نگاہ تنگ) قرب میں بُعد (نزدیکی میں دوری) بُعد میں قرب (دوری میں نزدیکی) وصل میں بجر (فرقت میں وصال) طر (عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جہنم کے بچھڑے گلے ملے تھے)

عقل و شعور کو خود اپنا شعور نہیں۔ دست و پا بستہ خود گم کردہ خواہش ہے۔ ہوش و خرد کو خود اپنے لالے پڑے ہیں۔ وہم و گمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں۔ ٹھوکر کھائی اور گرے سے

سرخ این و سی کہاں تھا، نشان کیفیت والی کہاں تھا
نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگ منزل، نہ مرحلے تھے

جس راز کو اللہ جل شانہ ظاہر نہ فرمائے بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی بے وقار کی کیا مجال کہ درونِ ثنا خاص تک قدم بڑھائے)

گوہرِ شناور دریا (گویا موتی پانی میں تیر رہا ہے) مگر (یوں کہ) صدف (یعنی سپی) نے وہ

لے القرآن الکریم ۹/۵۳

۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲

۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲

۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲

۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲ ۱۱۲۰/۲

پردہ ڈال رکھا ہے کہ ہم سے آشنا نہیں (قطرہ تو قطرہ، نمی سے بھی بہرہ ور نہیں) اے جاہل نادان! علم (وکنہ حقیقت) کو علم والے پر چھوڑ اور اس میدان دشوار جولان سے (جس سے سلامتی سے گزر جانا جوئے شیر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں پڑنا) مستبد بیان (کلام و خطاب کی تیز و طرار سواری) کی عنان (باگ ڈور) موڑ (اس والا جناب کی رفعتوں، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کے لئے) زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے، عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور ناقابل معافی جرم) اور بے ان کی تعظیم کے جط (برباد، ناقابل اعتبار، منہ پر مار دئے جانے کے قابل) ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام (اور فعل تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم) اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نام خدا کے ساتھ، ان کے نام پر تمام والسلام علی خید الانام والاول والا صحاب علی السلام۔

عقیدہ ثالثہ ————— صدر نشینان بزم عز و جاہ

اس جناب عرش قباب کے بعد (جن کے قبۃ اظہر اور گنبد انور کی رفعتیں عرش سے ملتی ہیں) مرتبہ اور انبیاء و مرسلین کا ہے صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کہ باہم ان میں تفاضل (اور بعض کو بعض پر فضیلت) مگر ان کا غیر، گو کسی مرتبہ ولایت تک پہنچے، فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب) خواہ آدمی صحابی ہو خواہ اہلبیت (اگرچہ محکم تر و معظم ترین) ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصول محال۔ جو قرب الہی انھیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں۔ اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہرگز نہیں۔ یہ وہ صدر (و بالا) نشینان بزم عز و جاہ ہیں۔ (اور والا مقامان محفل عزت و وجاہت اور مقربان حضرت عزت) کہ رب العالمین تبارک و تعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سردار (نبی منار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار) کو حکم فرماتا ہے، اولئک الذین ھدی اللہ فبھد اھم اقتدا (اللہ اللہ! کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے اُس مقدس ذات، برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک و تعالیٰ نے محامد جمیلہ، محاسن جلیلہ، اخلاق حسنہ، خصائل محمودہ سے نوازا۔ سراقدس پر محبوبیت کبریٰ کا تاج والا ابتہاج رکھا۔ جسے خلافتِ عظمیٰ کا خلعت والامرتبت پہنایا۔ جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا۔ جس کے فیوض و برکات کا دروازہ تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔ انھیں سے

یہ خطاب فرمایا کہ) یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تو ان کی پیروی کر۔ اور فرماتا ہے: فاتبعوا ملة ابراهيم حنیفاً تو پیروی کر شریعت ابراہیم کی، جو سب ادیان باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دین حق کی طرف جھک آیا۔

(غرض انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین میں سے، ہر نبی، ہر رسول بارگاہ عزت جل مجدہ میں بڑی عزت و وجاہت والا ہے اور ایس کی شان بہت رفیع، ولہذا ہر نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل جملہ فرائض ہے اور) ان کی ادنیٰ توہین مثل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کفر قطعی۔ (ان میں سے کسی کی تکذیب و تنقیض، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قطعاً کفر ہے جیسے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور کسی کی نسبت، صدیق ہوں خواہ مرفضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (حضرات قدسی صفات) کی خادمی و غاشیہ برداری (اطاعت و فرمانبرداری) کہ یہ ان کے پیش خدمت و اطاعت گزار ہیں، اس سے بڑھا کر (افضلیت و برتری درکنسار) دعویٰ ہم سہری (کہ یہ بھی مراتب رفیعہ اور ان کے درجات علیہ میں ان کے ہمسرو برابر ہیں) محض بے دینی (الحاد و زندیقیت ہے) جس نگاہ اجلال و توقیر (تکریم و تعظیم) سے انہیں دیکھنا فرض (ہے اور دائمی فرض) حاشا کہ اس کے سوچنے سے ایک حصہ (۱/۳) دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرفضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس سرکار ابد قرار (وسر ہر کار) کے غلام ہیں، اسی کو حکم ہوتا ہے ان کی راہ پر چل اور ان کی اقداسے نہ کل (تا بہ دیگران چہ رسد

اے عقل خبردار! یہاں مجال دم زدن نہیں)

حقیقہ رابعہ ————— اعلیٰ طبقہ، ملائکہ مقربین

ان (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے مثل ساداتنا و موالینا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیش رو مددگاروں میں سے حضرت) جبرائیل (جن کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی الہی لانا ہے) و حضرت میکائیل (جو پانی برسانے والے اور مخلوق خدا کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں) و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور پھونکیں گے) و (حضرت) عزرائیل (جنہیں قبض ارواح کی خدمت سپرد کی گئی ہے) و حملہ (یعنی حاملان) عرش جلیل، صلوات اللہ وسلامہ علیہم

اجمعین۔ ان کے علو شان و رفعت مکان (شوکت و عظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہِ احدیت ہو) اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بعینہ وہی حکم (جو انبیاء و مرسلین کی رفعت پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے کہ کفر قطعی ہے) ان ملائکہ مقربین میں بالخصوص (جبرئیل علیہ السلام میں) ونبیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ ہیں قال تعالیٰ علمہ شدید القوی (سکھایا ان کو یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سخت قوتوں والے طاقتور نے، یعنی جبرئیل علیہ السلام نے جو قوت و اجلال خداوندی کے مظہر اتم، قوت جسمانی و عقل و نظر کے اعتبار سے کامل، وحی الہی کے بار کے متحمل، چشم زون میں سدرۃ المنقی تک پہنچ جانے والے، جن کی دانشمندی اور فراست ایمانی کا یہ عالم کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں وحی الہی لے کر نزولِ اجلال فرماتے اور پوری

عہ قال الامام الفخر الزی وقوله شدید القوی، فیہ فواشدا الاولیٰ ان مدح المعلم مدح المتعلم فلو قال علمہ جبرائیل ولم یصفہ ما کان یحصل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ فضیلة ظاہرة، الثانية هم ان فیہ رداً علیہم حیث قالوا اساطیر الاولین سمعہا وقت سفرہ الی الشام فقال لم یعلمہ احد من الناس بل معلمہ شدید القوی الخ ولہذا قال الامام احمد رضا ما قال وهو حق ثابت۔ واللہ اعلم۔ العبد محمد خلیل عفی عنہ

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”شدید القوی“ میں کئی فائدے ہیں، پہلا فائدہ یہ ہے کہ معلم کی مدح متعلم کی مدح ہوتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ اس کو جبرائیل نے سکھایا ہے اور وصف شدید القوی سے اس کو متصف نہ فرماتا تو اس سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت ظاہرہ حاصل نہ ہوتی۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس میں رد ہے ان لوگوں کا جنہوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں جن کو انہوں نے شام کی طرف سفر کے دوران سُن لیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں لوگوں میں سے کسی نے نہیں سکھایا ان کا معلم تو شدید القوی ہے الخ، اسی لئے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جو کہا ہے وہ حق ثابت ہے (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۵۳/۵
۲۔ مفتاح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۵۳/۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۴۵/۲۸

دیانتداری سے اس امانت کو ادا کرتے رہے) پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں گے جسے ان کا استاذ بنائے اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاذ الیستاذ ٹھہرائے یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالیٰ رسول کریم مکین امین فرماتا ہے (کہ وہ عزت والے مالک عرش کے حضور بڑی عزت والے ہیں ملائکہ اعلیٰ کے مقتدار کہ تمام ملائکہ ان کے اطاعت گزار و فرماں بردار، وحی الہی کے امانت دار، کہ ان کی امانت میں کسی کو مجال حریف زدن نہیں پیام رسانی وحی میں۔ امکان نہ سہوکانہ کسی غلط فہمی و غلطی کا اور نہ کسی سہل پسندی اور غفلت کا بمنصب رسالت کے پوری طرح متحمل، اسرار و انوار کے ہر طرح محافظ۔ فرشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ و مقام اور قرب قبول پر فائز المرام، وہ صاحب عزت و احترام کہ) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں (اور تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ان کا مخدوم و مطاع نہیں۔ اور جنگ بدر میں فرشتوں کی ایک جمعیت کے ساتھ حضور کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور، زبان زد خاص و عام) اکابر صحابہ و اعظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزول برکات ہیں) اگر ان کی خدمت (کی دولت) ملے دو جہاں کی فخر و مساوت جائیں پھر یہ کس کے خدمت گار یا غاشیہ بردار ہوں گے (اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بادشاہ کون و مکان، مخدوم و مطاع ہر دو جہاں میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم)

عقیدہ خامشہ ————— اصحاب سید المرسلین و اہل بیت کرام

ان (ملائکہ مرسلین و سادات فرشتگان مقربین) کے بعد (بڑی عزت و منزلت اور قرب قبول احدیت پر فائز) اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ہیں، اور انہیں میں حضرت بتولؑ جگر پارہ رسولؑ، خاتون جہاں، بانو جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل) اور اس دو جہاں کی آقا زادوی کے دونوں شہزادے، عرش (عظم) کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت (آسمان کرامت) کے مر پارے، باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسولؑ، امایین کریمین (ہادیانِ بابرکات و با صفا)، سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدانِ جفا)، یقینین یقینین (پاک دامن، پاک باطن) نیرین (قرین، آفتاب رخ و ماہتابِ رو)، طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ نحو)، ابو محمد (حضرت

سہ القرآن اکبریم ۱۹/۸۱

سہ ۲۱ و ۲۰/۸۱

امام حسن و ابو عبد اللہ (حضرت امام حسین - اور تمام مادرانِ اُمت ، بانوانِ رسالت (اہل المؤمنین ، ازواجِ مطہرات) علی المصطفیٰ و علیہم کلہم الصلوٰۃ والصلوٰۃ (ان صحابہ کرام کے زمرہ میں) داخل کہ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذاتِ حقِ رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا (مرد ہو خواہ عورت ، بالغ ہو خواہ نابالغ) ان (اعلیٰ درجات والا مقامات) کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔ (اس کا سینہ انوارِ عرفان سے منور اور آنکھیں جمالِ حق سے مشرف ہیں۔ حق پر چلتا، حق پر جیتا اور حق کے لئے مرتا ہے اور قبولِ حق اس کا وطیرہ ہے) آفتابِ نیروز (وہ پہر کے چڑھتے سورج) سے روشن تر کہ عجب (سچا جانتے والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبتِ بد (بڑے ہم نشینوں اور بدکار رفیقوں) سے بچاتا ہے (اور مسلمانوں کا تجربہ جانتا مانتا ہے کہ) حق تعالیٰ قادرِ مطلق (اور ہر ممکن اس کے تحت قدرت ہے) اور (یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے محبوب و سیدہ محبوبین (تمام محبوبانِ بارگاہ کے سردار و سر کے تابع) کیا عقل سلیم (بشرطیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و گوارہ رکھتی) ہے کہ ایسا قدیر (فعال تسامی رسید جو چاہے اور جیسا چاہے کرے) ایسے عظیم ذی وجاہت ، جانِ محبوبی و کانِ عزت (کہ جو ہو گیا ، جو ہوگا ، اور جو ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پر ہوا ، انہیں کی مرضی پر ہوگا اور انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے، ایسے محبوب ایسے مقبول) کے لئے خیارِ خلق کو (کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام خلائق پر فائق ہوں۔ حضور کا صحابی) جلیس و آئیس (ہم نشین و غمخوار) و یار و مددگار مقرر نہ فرمائے (نہیں ہرگز نہیں تو جبکہ مولا قادر و قدیر جل جلالہ نے انہیں ، ان کی یاری و مددگاری ، رفاقت و صحبت کے لئے منتخب فرمایا تو اب) جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمالِ حکمت و تمام قدرت (پر الزام نقص و علقامی کا لگاتا ہے) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایتِ محبوبیت (کمالِ شانِ محبوبی) و نہایتِ منزلت (و انتہائے عزت و وجاہت - اور ان مراتبِ رفیعہ اور مناصبِ جلیلہ) پر حرف رکھتا ہے (جو انہیں بارگاہِ صمدیت میں حاصل ہیں تو یہ مولائے قدوس تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زبان درازی و وریدہ دہنی ہے اور کھلی بناوت) اسی لئے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں : اللہ اللہ فی اصحابی ، لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فحببی احبہم ط و من ابغضہم فببغضی ابغضہم ط و من اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ط و من اذی اللہ فیوشک انت یاخذہ ط خدا سے دُور ہے میرے اصحاب کے حق میں انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد جو انہیں دوست رکھتا ہے میری

محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے، اور جو ان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے (یعنی زندہ عذاب و بلا میں ڈال دے) (رواہ الترمذی وغیرہ)۔

اب اے خارجیو، ناصبیو! (حضرت خنین و امامین جلیلین سے خصوصاً اپنے سینوں میں بغض و کینہ رکھنے اور انھیں چنیں و چناں کھنے والو!) کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا) اس ارشاد عام اور جناب باری تعالیٰ نے آیہ کریمہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے (کہ اللہ تعالیٰ ان سے یعنی ان کی اطاعت و اخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم و عطا سے راضی) جناب ذوالنورین (امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی) و حضرت اسد اللہ غالب (امیر المؤمنین علی بن ابی طالب) و حضرات سبطین کریمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (کو مستثنیٰ کر دیا اور اسلئے استثناء کو تمہارے کان میں پھونک دیا ہے) یا اے شیعو! اے رافضیو! ان احکام شاملہ سے (کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور جملہ صحابہ کرام ان میں داخل ہیں) خدا و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے (امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین) جناب فاروق اکبر (و امیر المؤمنین کامل الحیاء و الایمان) حضرت مجاہد جیش العسرة (فی رضی الرحمن عثمان بن عفان) و جناب ام المؤمنین، محبوبۃ سید العالمین (طلیہ، طاہرہ، عقیقہ) عائشہ صدیقہ بنت صدیق و حضرات طلحہ و زبیر و معاویہ (کہ اول کے بارے میں ارشاد وارد کہ "اے طلحہ! یہ جبریل میں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا" اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا: "یہ جبریل میں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرہ سے جہنم کی آڑنی چٹکاریاں دور کر دوں گا۔" امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں سُنْدُہُ صَحِیْحٌ اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور لے جامع الترمذی کتاب المناقب باب فی من سب اصحابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۸۸۸ دار الفکر بیروت ۴۶۳/۵

مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مغفل المزنی المکتب الاسلامی بیروت ۵۴/۵ و ۵۷

۲۴۷/۱۳	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت	حدیث ۳۶۷۳۶	۱۰۰/۹	لے القرآن الکریم
۶۸۲/۱۱	" " "	۳۳۲۹۴		لے کنز العمال
۲۴۷/۱۳	" " "	۳۶۷۳۶		لے " "

حضرت امیر معاویہ تو اول ملک اسلام اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف توراۃ مقدس میں اشارہ ہے کہ:

مولدہ بمکة و مهاجرة طيبة و ملکہ بالشام۔

وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الیوم الدین کو خارج کر دیا اور تمہارے کان میں (اللہ کے رسول نے چُپ چاپ) کہہ دیا کہ ”اصحابی“ سے ہماری مراد اور آیت میں ضمیر ”ہم“ کے مصداق ان لوگوں کے سوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں جو تم ان کے اسے خوارج (اور اسے روافض) دشمن ہو گئے۔ اور عیاذ باللہ (انہیں) لعن طعن سے یاد کرنے لگے (اور شومی بخت سے) نہ جاننا کہ یہ دشمنی درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔ اور ان کی ایذا حتی تبارک و تعالیٰ کی ایذا (اور جہنم کا دائمی عذاب جس کی سزا) مگر اے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور گلستانِ صحبت کے گل چینیوں کو (ہمیشہ ہمیش کسی استثنائے بغیر) نگاہِ تعظیم و اجلال (اور نظرِ تکریم و توقیر) سے دیکھنا اپنا شعار و شمار (اپنی علامت و نشان) کر لیا اور سب کو چرخِ ہدایت کے ستارے اور فلکِ عزت کے ستارے جاننا، عقیدہ کر لیا کہ ہر ہر فرد بشر ان کا (باز و نیکوکار) سرورِ عدول و اختیار و اقیار و ابرار کا سردار (اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکوکار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سرکاتاج ہے) تابعین سے لے کر تابعیامت امت کا کوئی دلی کیسے ہی پایہِ عظیم کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد صادق کے مطابق اوروں کا کوہِ اُحد کے برابر سونا ان کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں۔ جو قُربِ خدا انہیں حاصل

۱۔ صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضل ابی بکر عبد اللہ بنی ہاشم قیدی کتب خانہ کراچی ۵۱۸/۱
صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تحریم سب الصحابة
سنن ابن ماجہ فضل اہل بدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی النہی عن سب اصحاب رسول اللہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۸۳/۲

دوسرے کو میسر نہیں۔ اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے (اہلسنت کے خواص تو خواص، عوام تک) ان سب کو بالا جمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے از اول تا آخر) پر لے درجے کا بروقتی (نیکو کار و مستقی) جانتے اور تفصیل احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا۔ اس) پر نظر حرام مانتے (ہیں) جو فعل (ان حضرات صحابہ کرام میں سے) کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہوا جو نظر قاصر (و نگاہ کوتاہ ہیں) میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حرت زنی کی گنجائش ملے) اسے عمل حسن پر اتارتے ہیں۔ (اور اسے ان کے خلوص قلب و حسن نیت پر محمول کرتے ہیں) اور اللہ کا سچا قول "رضی اللہ عنہم" سن کر آئینہ دل میں رنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے (اور تحقیق احوال واقعی کے نام کا میل کپیل دل کے آئینے پر چڑھنے نہیں دیتے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرما چکے، اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔

جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

(سورہ حقیقت اور بدگمانی کو قریب نہ پھٹکنے دو، تحقیق حال و تفتیش مال میں نہ پڑو) ناچار اپنے آقا کا مہرمان عالی شان۔ اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراوے اور دھمکیاں) سن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔ (اور بلا چوٹن و چرا) جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے ورار ہیں پھر ہم ان کے معاملات میں کیا دخل دیں ان میں جو مشاجرات (صورت نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون ہوں؟

گداے خاک نشینی تو حافظ مغروش

رموز مملکت خویش، خرواں دانستند

(تو خاک نشین گدا ہے اے حافظ! شرمزت کر کہ اپنی سلطنت کے مجید بادشاہ جانتے ہیں)

(ظہر تیرا منہ ہے کہ تُو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں)

عاشاکہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو بُرا کہنے لگیں، یا ان نزاعوں میں ایک منہ پر تکیہ کر

۱۰۰/۹ لہ القرآن الکریم

۱۴۲۷ حدیث

۱۴۲۷ ردیف شین معجم

المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت

سب رنگ کتاب گھر دہلی

۹۶/۲

ص ۲۵۸

کے دیوان حافظ

دنیا طلب ٹھہرائیں بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواستگار تھے (اسلام و مسلمین کی سر بلندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی تھے، تو) جس کے اجتہاد میں جو بات دین الہی و شرع رسالت پسند ہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اصلح و السب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوال مسلمین سے مناسب تر) معلوم ہوئی، اختیار کی، گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی۔ لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام) ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروع مذہب میں (خود علمائے اہلسنت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم (ابوحنیفہ) و (امام شافعی) وغیرہما) کے اختلافات نہ ہرگز ان سناذات کے سبب، ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا نہ ان کا دشمن ہو جانا (جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ:

اخواننا بغوا علینا۔

یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔
مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا و رسول کی بارگاہوں میں معتمد و معزز اور آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں اصحابی کالنجوم

بالجملہ ارشادات خدا و رسول عز مجید و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عدل و ثقہ، نقی، نقی ابرار (خاصان پروردگار) ہیں۔ اور ان (مشاجرات و نزاعات کی) تفصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے نظیر اس کی عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، اہلسنت و جماعت) شاہراہ عقیدت پر چل کر (منزل) مقصود کو پہنچے۔ اور ارباب (غویت و اہل) باطل تفصیلوں میں خوض (و ناحق غور) کر کے مفاک (ضلالت اور) بددینی (کی گمراہیوں) میں جا پڑے کہیں دیکھا و عطی آدم سبہ غوی (کہ اس میں عصیاں اور بظاہر تعمیل حکم ربانی سے روگردانی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے)

۱۔ السنن الکبریٰ کتاب قتال اهل البغی دار صادر بیروت ۱۴۳/۸
۲۔ کشف الخفاہ حرف الہزہ مع الصاد حدیث ۳۸۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۱۸/۱
۳۔ القرآن الکریم ۱۲۱/۲۰

کہیں سُنَّا لِيْغُفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقْدِرُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأْخُذُ (جس سے ذنب یعنی گناہ و
عُفْرَانِ ذَنْبٍ یعنی بخشش گناہ کی نسبت کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب والا کی جانب
گمان ہوتا ہے)

کبھی موسیٰ (علیہ السلام) و قبطی (قوم فرعون) کا قصہ یاد آیا (کہ آپ نے قبطی کو آمادہ ظلم پا کر ایک
گھونسا مارا اور وہ قبطی قعر گور میں پہنچا)

کبھی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ اور اُن کے ایک اُمّتی) اور یابہ کا قصہ سُن پایا (حالانکہ یہ
الزام تھا یہود کا حضرت داؤد علیہ السلام پر جسے انھوں نے خوب اُچھالا اور زبان زد عوام الناس ہو گیا۔
حتیٰ کہ ربنا کے شہرت، بلا تحقیق و تفتیش احوال بعض مفسرین نے اس واقعہ کو من و عن بیان فرمادیا جبکہ
امام راڈی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میری تحقیق میں سراسر باطل و لغو ہے۔

غرض بے عقل بے دینوں اور بے دین بد عقلوں نے یہ افسانہ سُن پایا تو)

لگے چُون وچرا کرنے تسلیم و گردن نہادوں کے زینہ سے اُترنے پھر ناراضی خدا و رسول کے سوا اور بھی کچھ پھل
پایا؟ اور (الٹا) خُصِّمَ كَالَّذِي خَاضُوا (اور تم یہود کی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے اور اتباع باطل میں
ان کی راہ اختیار کی) نے و لکن حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ (مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک
اُترا) کا دن دکھایا اَلَا اَنْتَ يَشَاءُ رَبِّ اَنْتَ مَرْبُكُ فَعَالَ لِمَا يَوَدُّ۔

(مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کبرہ گناہوں سے
مطلقاً اور گناہِ صغیرہ کے عذاب ارتکاب اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعثِ نفرت ہو اور مخلوقِ خدا
ان کے باعث ان سے دُور بھاگے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت و مروت اور معززین کی شان و مرتبہ
کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں)

۱۵ القرآن الکریم ۲۸/۱۵	۲ القرآن الکریم ۲/۲
۳۵ منہاج الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیہ ۳۸/۲۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۶/۱۶۵	۳۵ القرآن الکریم ۲/۲
۶۹/۹	۶۹/۹
۷۱/۳۹	۷۱/۳۹
۸۰/۶	۸۰/۶
۱۰۴/۱۱	۱۰۴/۱۱

اللّٰهُمَّ اثْبَاتِ عَلَى الْمَهْدَى اَنَّكَ اَنْتَ الْعَلَى الْاَعْلَى۔

(اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثابت قدمی مانگتے ہیں بے شک تو ہی بلند و برتر ہے)

صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہئے کہ

(وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں،

- ۱۔ من اففق من قبل الفتح وقتل
- ۲۔ الذین انفقوا من بعد وقاتلوا

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انھوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات مجاہدین و انصاریں سے سابقین اولین ہیں، ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے، راہ مولانا میں حشر چ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان نے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، اجر ان کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقین و اولوں والوں کے درجہ کا نہیں۔

اسی لئے قرآن عظیم نے ان پہلوؤں کو ان پھلوں پر تفضیل دی۔

اور پھر فرمایا،

كُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ يَٰ

ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محسوس کوئی نہ رہے گا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے،

لَا الْفَتْحَ اَنْ اَكْرِمَ ۱۰/۵،

۲ " ۱۰/۵،

اولئك عنها مبعوثون^۱
 وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔
 لا يسمعون حسیسہا^۲
 وہ جہنم کی پھٹک تک نہ سنیں گے۔
 وهم فی ما اشتہت انفسہم خلدون^۳
 وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔
 لا یحزنہم الفزع الاکبر^۴
 قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔
 تتلقیہم الملائکۃ۔
 فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔
 هذا یوم مکہ الذی کنتم توعدون^۵
 یہ کہتے ہوئے کر رہے تھاروہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو
 جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو بھٹلاتا ہے۔
 اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذکر ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام
 کا کام نہیں۔
 رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے۔ ساتھ ہی ارشاد فرمادیا،
 واللہ بہا تعملون خبیث^۶
 اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔
 بایں ہمہ اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب و کرامت

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۲/۲۱

۲۔ " ۱۰۳/۲۱

۳۔ " ۱۰/۵۴

۴۔ القرآن الکریم ۱۰۱/۲۱

۵۔ " ۱۰۲/۲۱

۶۔ " ۱۰۳/۲۱

ثواب بے حساب کا وعدہ فرما چکا ہے۔

ثواب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے جسد اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفا سے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: ”جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔“ (احکام شریعت وغیرہ)

تنبیہ ضروری

اہل سنت کا یہ عقیدہ کہ و تکف عن ذکر الصحابة الا بخیر یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ انہیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان و سنت و اسلام حقیقی پر تادم مرگ ثابت قدم ہے اور صحابہ کرام جمہور کے خلاف، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات کے اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکالی اور وہ بد نصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان الگ جما بیٹھے اور اہل حق کے مقابل قتال پر آمادہ ہو گئے۔ وہ ہرگز اس کا مصداق نہیں اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل آئے ان کا حکم خطائے اجتہادی کا ہے۔ لیکن اہل نہروان جو مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تکفیر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فاسق، فجار، طاعن و باغی تھے اور ایک نئے فرقہ کے ساعی و ساتھی جو خوارج کے نام سے موسوم ہوئے اور امت میں نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔ (سراج العارف وغیرہ)

عقیدہ سادسہ ————— عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں۔ وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام،

۱۔ نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/۳۳۰
۲۔ شرح عقائد النسفی دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۱۱۶

حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔
 سہ وہ یار بہشتی اند قطعی بوکر و عمر، عثمان و عسل
 سعد ست سعید و ابو عبیدہ طلحہ ست و زبیر و عبد الرحمن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکانِ قصر ملت (ملتِ اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انہار باغِ شریعت (اور گلستانِ شریعت کی ان چار نہروں) کے فصائل و فصائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا

بہر گلی کہ ازیں چار باغ می نگرم بہار دامن دل می کشد کجا اینجاست
 (ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے)

علی الخصوص شمعِ شبستانِ ولایت، بہارِ چمنستانِ معرفت، امام الواصلین، سید العارفین (واصلانِ حق کے امام، اہل معرفت کے پیش رو) خاتمِ خلافتِ نبوت، فاتحِ سلاسلِ طریقت، مولیٰ المسلمین، امیر المؤمنین، ابوالائمۃ الطاہرین (پاک طینت، پاکیزہ خصلت، اماموں کے جد امجد طاہر طہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجائب و الغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ و وجہہ الکریم و حشرنا فی زمزمہ فی یوم عقیقہ کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے مناقبِ جلیلہ (اوصافِ حمیدہ) و محمد جلیلہ (فصائلِ حسنہ) جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و مشہور، زبانِ زد عام و خواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضراتِ شیخین، صاحبینِ صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں اور اہمات المؤمنین، مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں)
 وزیرین (جیسا کہ حدیثِ شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان ہیں جبرائیل و میکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المؤمنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلسِ شوریٰ کے رکنِ اعظم) جمیعین (ہم خواجہ اور دونوں اپنے آقا و مولیٰ کے پہلو پہلو آج بھی مصروفِ استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار و غمگسار) سیدنا و مولانا عبد اللہ العقیق

ابوبکر صدیق و جناب حق مآب ابو حفص عسکر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہِ عرشِ اشتباہ رسالت میں جو عزت و سر بلندی ان کا حصہ ہے اور ان کا نصیب نہیں اور منازلِ جنت و مواہب بے منت میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصیات بخششوں) و حسنات طہیات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم و پیشی (یہی سب پر مقدم، یہی پیش پیش) ہمارے علماء و ائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کو نین و شرافت دارین حاصل کی (ان کے خصائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا، ان کے اولیات و خصوصیات گنائے) ورنہ غیر متناہی (جو ہماری فہم و فراست کی رسائی سے ماورا ہو۔ اس) کا شمار کس کے اختیار واللہ العظیم اگر ہزاروں و فتران کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحسیر میں نہ آئیں۔

وَعَلَى تَعْنَنٍ وَاصْفِيهِ بِحُسْنِهِ يَغْنَى الزَّمانَ وَفِيهِ مَا لَمْ يَوْصَفْ

(اور اس کے حُسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور اس

میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)

مگر کثرتِ فضائل و شہرتِ فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا وجود اور پاکیزہ و برتر عزتوں کا مشہور ہونا) چیز ہے دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت و کرامت (سب سے افضل اور بارگاہِ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا) امر ہے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا و ممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے قل ان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام علیہم و علیہم السلام اعلان گواہی دے رہے ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں

عہ مطبوعہ رسالہ میں "وزاب بے منت" مطبوع ہے اور حاشیہ پر تحریر کہ اصل میں ایسا ہے، فقیر نے اسے مواہب لکھا جبکہ "منازل" کا ہم قافیہ ہے "مناہل" یعنی چشمے، اور انسب یہی ہے ۱۲ محمد غزالی

کہ وہ فرماتے ہیں:

كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل ابو بكر وعمر فقال يا علي هذان
سيدنا كهول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين
(رواه الترمذي وابن ماجه وعبد الله بن الامام احمد)

میں خدمت اقدس حضور افضل الانبياء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و
عمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں
اہل جنت کے سب پورھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء و مرسلین کے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا
ارشاد ہے،

ابو بكر وعمر خير الاولين والاخيرين وخير اهل السموات وخير اهل
الارضين الا النبيين والمرسلين
(سواءه المحاكم في الكنى وابت عدی وخطيب)

ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے، اور
بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔
خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تہا بار بار اپنی کرسی مملکت و سطوت (و دبیر) خلافت میں
افضلیت مطلقہ یحییٰ کی تصریح فرمائی (اور صفات صاف و اشکاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں
حضرات علی الاطلاق بلا قید جہت و حیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بڑا ثابت
ہوا کہ اشی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیخ کریمین)
کو جیسا کہ آج مرقی نے صاف صاف و اشکاف ہر کرات و مرآت (بار بار موقع بہ موقع اپنی)
جلوات و علوات (عمومی محظوظ، خصوصی شہستوں) و مشاہد عامہ و مساجد جامعہ (عامۃ الناس کی
لے مستند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۸۰/۱

جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی بکر الصدیق حدیث ۳۶۸۵ دار الفکر بیروت ۳۷/۵
سنن ابن ماجہ فضل ابی بکر الصدیق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰
کنز العمال بحوالہ المحکم فی الکفی حدیث ۳۲۶۲۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۵۶۰/۱۱
الصواعق المحرقة بحوالہ المحکم و ابن عدی و الخطیب الباب الثالث الفصل الثالث

دار المکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۱۹

مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا (ازاں جملہ وہ ارشاد و گرامی کہ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادہ جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال قلت لابی اعلم الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ قال ابوبکر۔ قال قلت ثم من؟ قال عمر یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا، ابوبکر۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا، عمر۔

ابو عمر بن عبد اللہ، حکم بن حجل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی، جناب امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

لا اجد احداً افضل منی علی ابی بکر وعمر الا جلداته حد المفتویٰ جے میں پاؤں لگا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مفتوی (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں لگا کہ استی کوڑے ہیں۔

ابو القاسم طلمی کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے راوی،

بلغ علی ان اقواماً یفضلونہ علی ابی بکر وعمر فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس! انہ بلغنی ان اقواماً یفضلون فی علی ابی بکر وعمر ولو کنت تقدست فیہ لعاقبت فیہ فمن سمعہ بعد هذا الیوم یقول هذا فهو مفتی، علیہ حد المفتویٰ ثم قال ان خیر هذه الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعدہ قال وفي المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لوستی الثالث لستی عثمانؓ یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ لوگ انھیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں، پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا، اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے

۱۔ صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی علیہ وسلم باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی علیہ وسلم قیدی کتب خانہ کراچی ۵۱۸/۱
۲۔ الصواعق المحرقة بحوالہ دارقطنی الباب الثالث دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۹۱
۳۔ ازالۃ التحفار عن خلافت الخلفاء بحوالہ ابی القاسم مسند علی بن ابی طالب سیل الکیبھی لاہور ۶۸/۱

سنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم (و تنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کتے
سُنوں گا تو وہ مفتری (بُہتان باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے۔ پھر فرمایا بیشک بہتر اس
اُمت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں، پھر عمر۔ پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد۔
اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انھوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم! اگر تیسرے
کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

بالجملہ احادیث مرفوعہ و اقوال حضرت مرتضوی و اہلبیت نبوت اس بارے میں لاتعداد و لا تحصى
(بے شمار و لا انتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام)
نے ان احادیث و آثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی حد یا تصریحیں (سیکڑوں مراحضیں)
علی الاطلاق پائیں کہیں جہت و حیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے
دوسروں کو افضلیت (حاصل ہے) لہذا انھوں نے عقیدہ کر لیا کہ گو فضائل خاصہ و خصائص فاضلہ (مخصوص فضیلتیں
اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل گشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل
(اور بے طائے الہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے جیسے کہ
اس کا عکس بھی صادق ہے (کریمین وزیرین کو وہ خصائص عالیہ اور فضائل عالیہ بارگاہ الہی سے مرحمت
ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کئی (کسی جہت و حیثیت کا لحاظ کے بغیر
فضیلت مطلقہ کلیہ) جو کثرت ثواب و زیادتِ قرب رب الارباب سے عبارت ہے وہ انھیں کو عطا ہوا
(اور ان کے نصیب میں آیا)

(یعنی اللہ عز و جل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت جسے کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں وہ صرف
حضرات شیخین نے پائی۔ اس سے مراد اجر و انعام کی کثرت و زیادت نہیں کہ بارہا مفضول کے لئے
ہوتی ہے۔

حدیث میں ہر ایمان سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے
پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان میں سے پچاس کا یا ہم میں سے؟ فرمایا: ”بلکہ تم میں سے“ تو اجر

لے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر نوٹس جُز کے قریب ایک کتاب مسمیٰ بہ
”فتی التفضیل لمبث التفضیل نکھی، پھر مطلع القمرین فی ابانۃ سبقتہ العرین“ میں اس کی تفسیر کی۔ غالباً اس
ارشاد و گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم محمد خلیل القادری عفی عنہ

ان کا زائد ہوا۔ انعام و معاوضہ محنت انہیں زیادہ ملا مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے، زیادت درکنار، کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت! اس کی نظیر بلا تشبیہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا، تو انعام انہیں افسروں کو زیادہ ملا اور اجر و معاوضہ انہوں نے زیادہ پایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر اعظم کا اعزاز۔ (بہار شریعت)

اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ) اس عقیدہ کا خلافت اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں، اور اگر بالفرض کہیں بڑے خلافت پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) در نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی) و اہلبیت کرام (صحاب اہلبیت اور اہل بیہ کے مصداق، اسرار خانہ سے مقابلہ واقف تر) کیوں بلا تقييد (کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر) انہیں افضل و خیر امت و سردار اولین و آخرین بنائے کیا آید کہ یہ فعل تعالیٰ و انداع ابناء نا و ابناء کھ و نساء نا و نساء کھ و انفسنا و انفسکم ثم نبذہم فلنعت اللہ علی الکذبین (تو ان سے فرما دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں) و حدیث صحیح من کنت مولاہ فعلی مولاہ (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے) اور خبر شدید الضعف و قوی الجرح (نہایت درجہ ضعیف و قابل شدید جرح و تعدیل) لحمک لحمی و دمک دمی (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)

۱۔ القرآن الکریم ۶۱/۳

۲۔ جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب علی رضی اللہ عنہ امین پسنی دہلی ۲/۱۲۳
مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۴ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۵۲
سنن ابن ماجہ فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲
المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة من کنت مولاہ فعلی مولاہ دار الفکر بیروت ۳/۱۱۰
المعجم الکبیر حدیث ۳۰۳۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/۱۸۹
کنز العمال حدیث ۳۲۹۰۴ و ۳۲۹۴۶ و ۳۲۹۵۰ و ۳۲۹۵۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۶۰۲ و ۶۰۹ و ۶۱۰
۳۔ کنز العمال حدیث ۳۲۹۳۶ " " " ۱۱/۶۰۴

بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت و صحیح مان لی جائے) وغیرہ لک (احادیث و اخبار) سے انھیں آگاہی نہ تھی (ہوش و حواس، علم و شعور اور فہم و فراست میں یگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرارِ درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمری گزار دیں) یا (انھیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلائل الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے) یا سمجھے (حقیقت حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھنا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تفسیہ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصدیحات بینہ و قاطع الدلالة (روشن صراحتوں قطعی دلائلوں) وغیرہ محملہ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد للہ سب العلمین کہ حق تبارک و تعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لئے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و ہدایت کے لئے کافی) اور متعصب کو (کہ آتش غلو میں سلگتا اور ضد و نفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غیظ بے نہایت (قل موتوا بغيظکم) انھیں آتش غضب میں جلا مبارک (ہم مسلمانانِ اہلسنت کے نزدیک، حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبت علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور انتہی کوڑوں کے استحقاق سے بچئے (والعیاذ باللہ)۔

اللہ! اللہ! وہ امام الصدیقین، اکمل الاولیاء العارفين سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا حالانکہ جان کا رکھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر بوجہ ظلم عدو مکابر وغیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو تو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی۔

یہی تعظیم و محبت و جاں نثاری و پروانہ واری شمع رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق بخشا اور ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق، تمام اولیاء، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔ وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ "ابوبکر کو کثرتِ صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی

بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متکین ہے۔
وہ صدیق جس کی نسبت ارشاد ہوا: اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام اُمت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے
تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے گا۔
وہ صدیق کہ خود ان کے مولا نے اکرم و آقائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی کا ہمارے ساتھ
کوئی ایسا سلوک نہیں ہے جس کا ہم نے عوض نہ کر دیا ہو سو ابوبکر کے، کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے
جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انھیں روز قیامت دے گا۔"
وہ صدیق جس کی افضلیت مطلقہ پر قرآن کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا: ان اکرمکم عند اللہ
اتقاکم تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقی ہے۔
اور دوسری آیت کریمہ میں صاف فرمادیا: وسیع جنبہا الاتقیؑ قریب ہے کہ ہم سے بچایا
جائے گا وہ اتقیؑ۔
بشہادت آیت اولیٰ ان آیات کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم اُمت مرحومہ ہے، اور وہ
نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔ اور تفضیلیہ و روافض کے نزدیک یہاں امیر المؤمنین مولیٰ علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
مگر اللہ عزوجل کے لئے حمد کہ اس نے کسی کی تلبیس و تدلیس اور حق و باطل میں آمیزش و آویزش
کو جب نہ چھوڑی، آیت کریمہ نے ایسے وصف خاص سے اتقیؑ کی تعین فرمادی جو حضرت صدیق اکبر کے
سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔
فرماتا ہے: وما لاحد عنده من نعمة تجزئ اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں
جس کا بدلہ دیا جائے۔

۱۷/۲	دارالکتب العلمیۃ بیروت	حدیث ۲۲۲۶	۱۷ کشف الخفا
۷۸	دارصادر بیروت	فصل فیما ورد من کلام الصحابۃ الخ	۱۷ تاریخ الخلفاء
۶۹/۱	دارالکتب العلمیۃ	حدیث ۳۶	۱۷ شعب الایمان
۲۰۷/۲	امین کمپنی دہلی	باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ	۱۷ جامع الترمذی
۱۷/۹۲	۱۷ القرآن الکریم	۱۳/۲۹	۱۷ القرآن الکریم
		۱۹/۹۲	۱۷

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیق اکبر ہی ہیں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے براہ بندہ نوازی قبول و پذیرائی کا برتاؤ دیا گیا کہ خود ارشاد فرمایا کہ : بیشک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا ابوبکر نے کیا۔

جب کہ مولیٰ علی نے مولائے کل، سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنارہ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، اور جو کچھ پایا بظاہر حالات یہیں سے پایا۔ توثیق کریمہ و مالا محدود من نعمۃ تجزیٰ (اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے) سے مولیٰ علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں، اور اسی پر اجماع مفسرین موجود۔

وہ صدیق جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرضیت حج کے بعد پہلے ہی سال میں امیر الحج مقرر فرمایا اور انہیں کو اپنے سامنے اپنے مرض الموت شریف میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لئے ہم نے امور خلافت کی انجام دہی کے لئے بھی اسی پر رضامندی ظاہر کر دی جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تھا، اور اسی لئے ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔“

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں مہض اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہ فاروق جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ،

اللہم اعز الاسلام بعمر بن خطاب خاصۃً

الہی! اسلام کی خاص عمر بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا۔

اس دُعا کے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین سے دفع ہوئیں مخالف موافق سب پر روشن و مبین، ولہذا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لے جامع الترمذی الباب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲۰۷/۲
لے القرآن الکریم ۱۹/۹۲

لے الصواعق المحرقة الباب الاول الفصل الرابع دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۳

لے سنن ابن ماجہ فضل عمر رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱
المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۸۳/۳

فرماتے ہیں کہ :

ما نزلنا عسرة منذ اسلم^۱ (بخاری)
 ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔
 وہ فاروق جن کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :
 ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عسہ ہوتا۔“ (رضی اللہ عنہ)
 یعنی آپ کی فطرت اتنی کاملہ تھی کہ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضل الہی سے وہ نبی ہو سکتے تھے
 کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں)
 وہ فاروق جن کے بارے میں ارشاد محبوب رب العالمین موجود کہ :
 ”عمر کہیں ہو حق اس کی رفاقت میں رہے گا۔“
 وہ فاروق جن کے لئے صحابہ کرام کا اجماع کہ ”عمر علم کے نوحہ تھے لے گئے۔“ جبکہ ابوبکر صدیق
 صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔
 وہ فاروق کہ جس راہ سے وہ گزر جائیں شیاطین کے دل دہل جائیں۔
 وہ فاروق کہ جب وہ اسلام لائے ملائکہ اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 بارگاہ میں تہنیت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں نذرانے میں پیش کیں۔
 وہ فاروق کہ ان کے روز اسلام سے اسلام ہمیشہ عزتیں اور سر بلندیاں ہی پاتا گیا ، ان کا اسلام
 فتح تھا ، اُن کی ہجرت نصرت ، اور ان کی خلافت رحمت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔
 اور جب ثابت ہو گیا کہ قُرب الہی (معرفت و کثرتِ ثواب میں) شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مرتبت

- ۱۔ صحیح البخاری کتاب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قیدی کتب خانہ کراچی ۵۲۰/۱
 ۲۔ جامع الترمذی ابواب المناقب ~ ~ ~ امین کمپنی دہلی ۲۰۹/۲
 المستدرک للحاکم معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۸۳/۳
 ۳۔ کنز العمال حدیث ۳۲۷۱۵ و ۳۲۷۳۵ مؤسستہ الرسالہ بیروت ۵۴۳/۱۱ و ۵۴۴
 ۴۔ تاریخ الخلفاء ذکر عمر بن الخطاب فصل فی اقوال الصحابة فیہ دار ابن حزم بیروت ص ۹۸
 ۵۔ صحیح البخاری مناقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ قیدی کتب خانہ کراچی ۵۲۰/۱
 ۶۔ کنز العمال حدیث ۳۲۷۳۸ مؤسستہ الرسالہ بیروت ۵۴۴/۱۱

تفوق (زیادت و فوقیت) ہے تو ولایت (خاصہ جو کہ ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے یہ) بھی انھیں کی اعلیٰ ہوتی (اور ولایت شیخین، جلد اکابر اولیاء کی ولایت سے بالا)

(ہاں) مگر ایک درجہ قرب الہی جل جلالہ و رزقنا اللہ کا (ضروری الحافظ اور خصوصاً حضرات علماء و فضلاء اُمت کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولا علی مشکل کشا کو، توجہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی، انھیں کے دست نگر تھے، انھیں کے دست نگر ہیں اور انھیں کے دست نگر رہیں گے۔

پر ظاہر ہے کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لا نفرق بین احد من سلسلہ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) کی طرح لا نفرق بین احد من اولیائہ (ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے)۔

کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریق ولایت یعنی سیر الی اللہ میں برابر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت و فضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب سالک عالم لاہوت پر پہنچا سیر و سلوک تمام ہوا، یعنی سیر الی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ ہوتی ہے اور اس کی نہایت وحد نہیں) جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لئے انتہا نہیں اور یہیں تفاوت قرب (بارگاہ الہی میں عزت و منزلت اور کثرت ثواب میں فرق) جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں (اور جذب الہی انھیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے ان کی یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی) اور بعض کو دعوت خلق (ورہنائی مخلوق الہی) کے لئے منزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں (جسے عالم شہادت و عالم خلق و عالم جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں، اور اس منزل میں تعلق مع اللہ کے ساتھ ان میں خلافت سے علاقہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور وہ خلق خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں) ان سے طریقت خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے، مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا) ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جاتے (اور یہ دعوت خلق و رہنائی مخلوق کے باعث

بارگاہِ الہی میں ان سے سوا عزت و منزلت اور ثواب میں کثرت پاجائیں)

ہاں یہ ایک فضلِ جداگانہ ہے کہ انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا؟ (اور اسی کی تخصیص کیسی؟) اس کے سوا صد باخصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے۔ مگر (بارگاہِ الہی میں) قرب و رفعت درجات میں انھیں کو افزونی رہی (انھیں کو عزت ملی اور انھیں کے قدم پیش پیش رہے) ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشاداتِ مذکورہ بالا میں انھیں ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے (اور وہ بھی علی الاطلاق کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر) اور ان (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی) کی افضلیت (اور ان کی ان حضرات پر تفضیل) کا یہ تاکید اکید (مؤکد و مؤکد) انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولیٰ اعلیٰ ولیٰ سے افضل نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر دیکھتے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کے خلفائے کوام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین) و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی ملا اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قرب و ولایت امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولایت و قرب خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ (برتر و بالا) اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگوں قبا (شہید کرب و بلا) پر بھی ان کا فضل ثابت مرخص اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عقیدہ سابعہ ————— مشاہرات صحابہ کرام

حضرت مرتضوی (امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہوں نے مشاہرات و منازعات کئے (اور اس حق مآب صاحب الرائے کی رائے سے مختلف ہوئے اور ان اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات رونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے مد مقابل آئے، مثلاً جنگِ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگِ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ علی (مانتے) اور ان سب کو (مورد لغزش) بر غلط و خطا اور حضرت اسد اللہ کو بدرجہا ان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں مگر بایں ہمہ بطاذا احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبانِ طعن و تشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انھیں ان کے مراتب پر جو ان کے لئے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائِ نفس سے فضیلت نہیں دیتے، اور ان کے مشاہرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات

کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چ جائیکہ اُمّ المؤمنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب رفیع (اور بارگاہِ وقیع) میں طعن کریں، عائشہ! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و بریت (پاکدہنی و عفت) اور منافقین کی بہتان تراشی سے برارت) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر نہمت دھرنے والوں کو وعیدیں عذاب الیم کی سنائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں اپنی سب ازواجِ مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پسین حضور اُسی جگہ اپنا لبِ اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پسین، یوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طہیات، طاہرات) دنیا و آخرت میں حضور ہی کی بیبیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں۔ حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ (چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا:

أُحِبُّ بَنِيَّ! السَّتِ تَحِبُّنَّ مَا أَحَبُّ؟ فَقَالَتْ بَلَىٰ. قَالَ فَاحْبَبِي هَذِهِ بَنِيَّ
 پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا، بالکل
 یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اُسے چاہوں گی)۔ فرمایا، تب تو بھی عائشہ
 سے محبت رکھا کر)

سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا، "عائشہؓ"

نوٹ، بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ یہاں اصل میں بہت بیاض ہے،
 درمیان میں کچھ ناتمام سطریں ہیں مناسبت مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بنادیا ۱۲۔ اس فقیر نے ان
 اضافوں کو اصل عبارت سے ملا کر قوسین میں محدود کر دیا ہے تاکہ اصل و اضافہ میں امتیاز رہے اور
 ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اس میں غلطی ہو تو فقیر کی جانب منسوب کیا جائے۔ محمد غنیل عفی عنہ

لہ القرآن الکریم ۱۹/۲۴

۲۸۵/۲ صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا قدیمی کتب خانہ کراچی
 ۵۱۷/۱ صحیح البخاری ابواب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " "
 ۲۷۳/۲ صحیح مسلم باب فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ " " "
 ۲۰۳/۴ مسند احمد بن حنبل عن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت

(وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، ام المومنین، جن کا محبوبہ رب العالمین ہونا آفتابِ نیم روز سے روشن تر۔ وہ صدیقہ جن کی تصویر بستی حریر میں روح القدس خدمتِ اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائیں۔ وہ ام المومنین کہ جبریل امین بآں فضل مبین انھیں سلام کریں اور ان کے کاشانہ عزت و طہارت میں بے اذن لئے حاضر نہ ہو سکیں۔ وہ صدیقہ کہ اللہ عزوجل وحی نہ بھیجے ان کے سوا کسی کے لحاف میں۔ وہ ام المومنین کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر سفر میں بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں "واسع وساء" فرمائیں۔ وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برارت و پاکدامنی کی شہادت اہل زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے۔ بتول مریم کی تطہیر و عفت بآبی روح اللہ کلمۃ اللہ فرمائیں، مگر ان کی برارت، پاک طینتی، پاک دامنی و طہارت کی گواہی میں قرآن کریم کی آیات کو یہ نزول فرمائیں۔ وہ ام المومنین کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ گوزے میں کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیا ہے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے لب ہائے مبارک و خدا پسند وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وعلیٰ ایہا وبارک وسلم۔

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بہتان اٹھائے یا اُسے بُرا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اُتر آئے گا، اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ کلمہ پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

اور زبیر و طلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھوپھی زاد بھائی اور حارثی (جاں باز، معاون و مددگار) اور یہ (یعنی طلحہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے لئے سپر۔ وقت جاں نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی سرفروش محافظ)۔

رہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کا درجہ ان سب کے بعد ہے۔ اور حضرت مولیٰ علی (مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی) کے مقام رفیع (مراتب بلند و بالا) و شان رفیع (عظمت و منزلتِ محکم و اعلا) تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوار برق کردار (یہ کسادہ و فراخ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا کوندا) صبار قنار (ہوا سے بات کر نیوالے، تیز رو،

تیز گام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضل صحبت (وشرف صحابیت و فضل و شرف سعادت خدائی دین ہے) جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین و تہقیر کیسے گوارا رکھیں اور کیسے سمجھ لیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انھوں نے جو کچھ کیا بر بنائے نفسانیت تھا۔ صاحب ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی۔

ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لگتی کہتے ہیں کہ ہم تو محمد اللہ سرکار اہلبیت (کرام) کے غلامان خانہ زاد ہیں (اور موروثی خدمت گار، خدمت گزار) ہمیں (امیر) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کیا رشتہ، خدا نخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری (اور امر حق میں ان کی حمایت و پاسداری) اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصاً) الزام بدگوئیوں (اور دریدہ دہنوں، بد زبانوں کی تہمتوں) سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط (اکبر، حسن) مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب بشارت اپنے جد امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اختتام مدت (خلافت راشدہ کہ منہاج نبوت پر تیس سال رہی اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ ماہ مدت خلافت پر ختم ہوئی) عین معرکہ جنگ میں (ایک فوج جرار کی ہمراہی کے باوجود) ہتھیار رکھ دیے (بالقصد والاختیار) اور ملک (اور امور مسلمانوں کا انتظام و انصرام) امیر معاویہ کو سپرد کر دیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعت اطاعت فرمائی) اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ العیاذ باللہ کافر یا فاسق تھے یا ظالم جا رہے تھے یا غاصب جا رہے تھے (ظلم و جور پر کمر بستہ) تو الزام امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبار مسلمانوں و انتظام شرع و دین با اختیار خود (بلا جبر و اکراہ بلا ضرورت شرعیہ) باوجود قدرت (ایسے شخص کو تغویض فرما دیا) اور اس کی تحویل میں دے دیا (اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا) اس سے ہاتھ اٹھالیا (اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ (خود) بادشاہت منظور نہیں فرماتے) (تھے) تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیت نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا جو انھیں کو اختیار کیا (اور انھیں کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کر لی) حاشیہ بلکہ یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضور نے اپنی پیش گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ بٹھرایا کما فی صحیح البخاری (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا،

ان ابني هذا سيد لعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين

صحیح البخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن من ائمة الحسن الحسن قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۷۳ و ۳۷۴

”میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا علمبردار“ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عز و جل اس کے باعث دوڑے
گروہ اسلام میں صلح کرادے۔“
آیہ کریمہ کا ارشاد ہے :

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے۔

”جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کمورت و کشیدگی تھی اسے رفتی و الفت سے بدل دیا
اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر مودت و محبت۔“

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ ”ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان اور
طلحہ و زبیر ان میں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نَزَعْنَا الْاَيَةَ“

حضرت مولیٰ علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پر الزام دینا عقل و غرور سے جنگ ہے، مولیٰ علی سے
جنگ ہے، اور خدا و رسول سے جنگ ہے۔ والعیاذ باللہ۔

جب کہ تاریخ کے اوراق شاہ عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو جو نہی اپنی غلطی کا احساس ہوا انہوں نے
فوراً جنگ سے کنارہ کشی کر لی۔

اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ
علی سے بیعت اطاعت کر لی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھیل سکتا ہے کہ جنگ جمل ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ
نے حضرت عائشہ کے برادر معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدا نخواستہ
کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔ بلکہ بجماعت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا: ”آپ کا مزاج کیسا ہے؟“
انہوں نے جواب دیا: ”الحمد للہ اچھی ہوں۔“

مولیٰ علی نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔“

حضرت صدیقہ نے جواب دیا: ”اور تمھاری بھی۔“

پھر مقتولین کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت مولیٰ نے حضرت صدیقہ کی واپسی کا انتظام کیا
اور پورے اعزاء و اکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی نگرانی میں چالیس معزز عورتوں کے جُھرمٹ میں ان کو

جانب حجاز رخصت کیا۔ خود حضرت علی نے دُور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے۔ امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرت صدیقہ نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ: ”مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی اور نہ اب ہے، ہاں ساس، داماد (یا دیور بھاوچ) میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔“

حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ”لوگو! حضرت عائشہ صبح کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خواہ کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور ام المؤمنین)۔“

اللہ اللہ! ان یارانِ پیکرِ صدق و صفایں باہمی یہ رفیق و مودت اور عزت و اکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ تعظیم و احترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایت علی کا یہ عالم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور ان سے کدورت و دشمنی کو مولیٰ علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں، دلاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانانِ اہلسنت اپنا ایمان تازہ کر لیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتور اور معاملات میں فتنہ و فساد ہو تو مرضی اللہ عنہم کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کے عند اللہ مرضی و پسندیدہ ہوتے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولائے کریم ان کے ظاہر و باطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے، اور ان کے اخلاق و اعمال بارگاہِ عزت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْآيَةَ۔

”یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکمِ عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ہے۔“
اب جو کوئی اس کے خلاف کے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔

عقیدہٴ ثامنہ ————— امامتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ کو امامتِ کبریٰ اور اس منصبِ عظیم پر فائز

ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر مندرجہ ہوتی ہے۔

اس امام کے لئے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ ان کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق ائمہ کو منین خلفائے ثلاثہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت رسول سے جُدا کر دیں۔ حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔ مولا علی کیسے علوی ہو سکتے ہیں۔ رہی عصمت تو یہ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ (بہارِ شریعت)

ہم مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (خلافت و) امامت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بالقطع التحقیق (قطعاً، یقیناً، تحقیقاً) حقدار شدہ ہے (ثابت و درست، رشد و ہدایت پر مبنی) نہ غاصبہ جارہ (کہ غصب یا جور و جبر سے حاصل کی گئی) رحمتِ رافت (مہربانی و شفقت) حسنِ سیادت (بہتر ولایت و امارت) و لحاظِ مصلحت (تمام مصلحتوں سے ملحوظ) و حمایتِ ملت (شریعت کی حمایتوں سے معمور) و پناہِ امت سے مزین (آراستہ و پیراستہ) اور عدل و داد (انصاف و برابری) و صدق و سداد (راستی و درستی) و رشد و ارشاد (راست روی و حق نمائی) و قطعِ فساد و قطعِ اہل ارتداد (مرتدین کی بیخ کنی) سے محلی (سنواری ہوئی) اول توہیات و نصریات (روشن و صریح ارشادات) سید الکائنات علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوات و التحیات اس بارے میں بہ کثرت دارد۔

دوسرے خلافت اس جناب تقویٰ مآب کی یا جماع صحابہ واقع ہوئی۔ (اور آپ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تختِ خلافت پر جلو س فرمانا، فرامین و احکام جاری کرنا، مہمات اسلام کا نظم و نسق سنبھالنا، اور تمام امور مملکت و رزم و بزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور و متواتر اظہر من الشمس ہے، جس سے دنیا میں موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں۔ اور ان مجتہد خدائے اہلِ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابداً ابدائے شیعیان علیٰ

کو زیادہ عداوت کا مبنی یہی ہے کہ ان کے زعمِ باطل میں استحقاقِ خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الالہی میں منحصر تھا۔

جب حکم الہی خلافتِ راشدہ، اول ان تین سردارانِ مومنین کو پہنچی روافض نے انہیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت و امامت کو غاصبہ جائزہ ٹھہرایا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ تقیہ شقیہ کی تہمت کی بدولت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذ باللہ سخت نامرد و بزدل و تارکِ حق و مطیعِ باطل ٹھہرایا۔

دوستی بے خرداں دشمنی ست

(بے عقلوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے)

(الغرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماع امت (خصوصاً اصحابِ حضرت رسالت علیہ علیہم الصلوٰۃ والتیمہ) ممکن نہیں (اور مان لیا جائے تو غصب و ظلم پر اتفاق سے عیاذ باللہ سب فساق ہوئے، اور یہی لوگ حاملانِ قرآنِ مبین و راویانِ دینِ متین ہیں، جو انہیں فاسق بتانے اپنے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی طرح ان کے بعد خلافتِ فاروق، پھر امامتِ ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابراہیم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

عقیدہ تاسعہ — ضروریاتِ دین

نصوصِ قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرقانیہ) و احادیثِ مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے مؤید) و اجماعِ امت مرحومہ مبارکہ (کہ یہ قصرِ شریعت کے ایسا سی ستون ہیں اور شبہات و تاویلات سے پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی، یقینی، واجب الاذعان و الثبوت، ان) سے جو کچھ دربارہ الوہیت (ذات و صفاتِ باری تعالیٰ) و رسالت (و نبوتِ انبیاء و مرسلین، وحی رب العالمین) (و کتب سماوی، و ملائکہ و جن و بعث و حشر و نشر و قیامِ قیامت، قصار و قدر) و ماکان و مایکون (جملہ ضروریاتِ دین) ثابت (اور ان دلائلِ قطعیہ سے مدلل، ان پر ایمان واضح سے مبرہن) سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان لازم (جنت اور اس کے جانفزا احوال) (کہ لا عینِ سرائت ولا اذن سمعت ولا خطر یبال احدًا وہ عظیم نعمتیں

صحیح البخاری	کتاب التفسیر تحت آیت ۱۴/۳۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۴۰۴/۲
جامع الترمذی	ابواب التفسیر	امین کمپنی دہلی	۱۵۱/۲
سنن ابن ماجہ	ابواب الزہد	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۳۳۱

وہ نعیم عظیمیں اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وہ لذتیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا (دوزخ اور اس کے جاں گزرا حالات) (کہ وہ ہر تکلیف و اذیت جو ادراک کی جائے اور تصور میں لائی جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، والعیاذ باللہ) قبر کے نعیم و عذاب (کہ وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) منکر نگیر سے سوال و جواب روز قیامت حساب و کتاب و وزن اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول) و کوثر (کہ میدان حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ) و صراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پشت جہنم پر ایک پُل) و شفاعت عصاة اہل کبار (یعنی گناہگار اہل امت مرحومہ کہ کبرہ گناہوں میں ملوث رہے ان کے لئے سوال بخشش) اور اس کے سبب اہل کبار کی نجات الی غیر ذلک من الواردات سب حق (ہے) اور سب ضروری القبول (جبر و قدر باطل) (اپنے آپ کو مجبور محض یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی) و لکن اصرار بیت اصریت (اختیار مطلق اور جبر محض کے بین بین راہ سلامتی اور اس میں زیادہ غور و فکر سبب ہلاکت، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے، ماوشما کس گنتی میں) جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی (اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اور اندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ) اس کو موکول بخدا کرتے (اللہ عز و جل کو سونپتے کہ واللہ اعلم بالصواب) اور اپنا نصیبہ امتابہ کل من عند ربنا بتا بتا رہے ہیں (کہ سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان ہے)

مصطفیٰ اندریاں آنکھ کہ می گوید بعقل آفتاب اندر جہاں آنکھ کہ می جوید سہا
(مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں تو اپنی عقل سے کون بات کرتا ہے
سورج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کون ڈھونڈتا ہے۔ ت)

قال الرضا

عرش پر جا کے مرغ عقل تھک کے گرا، غش آگیا اور ابھی منزلوں پے، پہلا ہی آستان ہے
یاد رکھنا چاہئے کہ وحی الہی کا نزول، کتب آسمانی کی تنزیل، جن و ملائکہ، قیامت و بعث، حشر و نشر،

۱۵ القرآن الکریم ۴/۳

۱۶

۱۷ حدائق بخشش

مکتبہ رضویہ کراچی

حصہ اول

ص ۹۹

حساب و کتاب، ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر صمد اسلام سے اب تک چودہ سو سال کے کافر مسلمین و مومنین دوسرے ضروریات دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آئے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان لفظوں کا تو اقرار کرے مگر ان کے نئے معنی گھڑے مثلاً یوں کہے کہ جنت و دوزخ وحشر و نشر و ثواب و عذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے یعنی ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا۔ اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کے سامنے جو کلام، کلام الہی بت کر پیش کیا وہ ہرگز کلام الہی نہ تھا بلکہ وہ سب انہیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انہیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انہیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔ یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے۔ نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے۔ یہ سب کفر قطعی ہے۔

یونہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ حُوریں ہیں، نہ غلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عز و جل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فرونی، بس انہیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع و یقیناً کفر ہے۔

یونہی جن و شیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے، اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔

مانی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں،

(۱) ضروریاتِ دین ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی قطعیات الدلالات واضعہ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہ کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔ اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

(۲) ضروریاتِ مذہب اہل سنت و جماعت ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شبہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ مذہب بدین کہلاتا ہے۔

(۳) ثنابتِ محکمہ ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جبکہ اس کا مفاد اکبرائے ہو کہ جانبِ خلاف ان کو مطروح و مضحک اور التفاتِ خاص کے ناقابلِ بنا دے۔ اس کے ثبوت کے لئے حدیثِ احاد، صحیح یا حسن کافی، اور قولِ سوادِ اعظم و جمہورِ علماء کا سند وافی، فان ید الله علی الجماعۃ (اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ ت) ان کا منکر وضوحِ امر کے بعد غلطی و آثمِ خطا کار و گناہگار قرار پاتا ہے، نہ بدین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام۔

(۴) ظنیاتِ محکمہ ان کے ثبوت کے لئے ایسی دلیل ظنی بھی کافی، جس نے جانبِ خلاف کیلئے بھی گنجائش رکھی ہو۔ ان کے منکر کو صرف محضی و قصور وار کہا جائے گا نہ گناہگار، نہ بایک گمراہ، نہ چاہیکہ کافر۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرقِ مراتب نہ کرے، اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے وہ جاہلِ بیوقوف ہے یا متکارِ فیلسوف صر
ہر سخن وقتِ ہر نکتہ مقامِ دارد
(ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ ت)

اور صر

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی
(اگر تو مراتب کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو زندیقی ہے۔ ت)

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصل ضرورت نہیں حتیٰ کہ مرتبہ اعلیٰ اعلیٰ ضروریات دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر منکر بالتصریح ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں، مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا۔

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کے علم و احاطہ کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امتناع و امکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب و الشہادۃ ہے، کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس کے امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ حاشا للہ! ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑاپن کر ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے نری جہالت ہے یا صریح غفلت۔ مگر جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش رکھو کہ جسے کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہئے "جان لو کہ یہ گمراہ ہے۔ اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے" سمجھ لو کہ یہ بد دین، دین خدا کا بد خواہ ہے۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو، اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں این و اُن نکالیں تم اکثر دین کا دامن پکڑو۔ اس درجے پر آ کر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا اخبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دُھل جائے گا اور اس وقت یہ فضائل مضلّ طائفے بھاگتے نظر آئیں گے کا تھم حمزہ مستنصرۃ فوت من قسورۃ ط (گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں)۔ (الصارم الربانی ملغصاً)

عقیدہ عاشرہ ————— شریعت و طریقت

شریعت و طریقت، دو راہیں متباہن نہیں دکراہے ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اتباع شریعت خدا تک وصول محال۔ شریعت تمام احکام جسم و جان و روح و قلب

وجہ علوم الہیہ و معارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے و لہذا
 باجماع قطعی جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعتِ مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہوں
 حق و قبول ہیں ورنہ مردود و مخذول (مطروود و نامقبول)۔

(تولیقاً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط و مدار ہے شریعت ہی محک و معیار ہے
 اور حق و باطل کے پرکھنے کی کسوٹی۔

شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتہیۃ کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جسمانی سے خاص۔

یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت، ہر نماز ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر صبر و استقامت کی
 دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ ”اهدنا الصراط المستقیم“ (ہم کو سیدھا راستہ چلا) ہم کو محمد
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

یونہی طریقی، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تولیقاً طریقت بھی راہ ہی کا نام
 ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادتِ قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک جنت
 تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا۔

لَا جُزْمَ فَرُورَ ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا
 محال و ناممکن ہے۔ جو اسے شریعت سے جدا مانتا ہے اسے راہِ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے
 مگر حاشا، طریقت حقہ راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے (نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات و مجاہدات
 بجالائے) کیسی ہی ریاضتوں، مجاہدوں اور چلہ کشیوں میں وقت گزارا جائے اس رتبہ تک پہنچے کہ
 تکالیفِ شرع (شریعت و مطہرہ کے فرامین و احکام امر و نہی) اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے
 اس پر بے لگام و شتر بے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے۔

(قرآن عظیم میں فرمایا،

اِنَّ سَبْحَیَّ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ۔

بیشک اسی سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے۔

لہ القرآن الکریم ۵/۱

۵۶/۱۱

اور فرمایا:

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ الْاِثْمَ.

شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے، اور اے محبوب! تم فرماؤ کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ لگ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے جُدا کر دیں گے۔

دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرما دیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا منہا اللہ ہے، اور جس سے وصولی الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دُور پڑے گا۔
طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑے کشف راہیوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو دیے جاتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نازعیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔ (مقال العرفان)

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں) کو تابع شرع کرے (بے اتباع شرع کسی خواہش پر نہ لگے) نہ وہ کہ ہوا (دہوس اور نفسانی خواہشوں) کی خاطر شرع سے دست بردار ہو (اور اتباع شریعت سے آزاد) شریعت غذا ہے اور طریقت قوت، جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ ذوال پائے گی، شریعت آنکھ ہے اور طریقت نظر (اور) آنکھ چھوٹ کر نظر (کا باقی رہنا) غیب منقور (عقل سلیم قبول نہیں کرتی تو شریعت مظہرہ میں کب مقبول و مقبر) بعد از وصول (منزل) اگر اتباع شریعت سے بے پروائی ہوتی (اور احکام شرع کا اتباع لازم و ضرور نہ رہتا یا بندہ اس میں مختار ہوتا) تو ستیہ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور امام الواصلین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس کے ساتھ احق ہوتے (اور ترک بندگی و اتباع شرع کے باب میں سب سے مقدم و پیش رفت) نہیں (یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں) بلکہ جس قدر قرب (حق) زیادہ ہوتا ہے شرع کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں (کہ) حسنات الابراہیمات المعقبات (ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے لئے عیب ہوتی ہیں)

نزدیکان را ہمیش بود حیرانی
(قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے)

۱۵ القرآن الکریم ۱۵۲/۶

دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۱۸/۱

حدیث ۱۱۳۵

۲۵ کشف الخفاء

جن کے رتبے ہیں سو ۱۰ ان کو سوا مشکل ہے

آخر نہ دیکھا کہ سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات، رات بھر عبادات و نوافل میں مشغول اور کاد امت کے لئے گریاں و ملول رہتے۔ نماز پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی نماز تہجد کا ادا کرنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جب کہ امت کے لئے وہی سنت کی سنت ہے۔
حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ احکام شریعت تو وصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔ فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔

چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑے چیز ہیں، جو نوافل و مستحبات مقرر کر دیے ہیں بے عذر شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں۔
تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم کی پیروی کرے وہ
خلاف پیغمبر کے راہ گزید کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید
(جس کسی نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف راستہ اختیار کیا ہرگز منزل مقصود پر نہ پہنچے گا)

توہین شریعت کفر (اور علمائے دین کو سب و شتم، آفرت میں فضیحت و رسوائی کا موجب)
اور اس کے دائرہ سے خروج فسق (و نافرمانی) صوفی (تقویٰ شعار) صادق (عمل) عالم سنی صحیح العقیدہ
پر خدا و رسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق) ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل
میں بیاض ہے) (علمائے شرع مبین و ارشاد خاتم النبیین ہیں اور علوم شریعت کے نگہبان و علمبردار،
توان کی تعظیم و تکریم صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار)
اور عالم متدین خدا طلب (خدا پرست، خدا ترس، خدا آگاہ) ہمیشہ صوفی سے (یہاں اصل میں
بیاض ہے) (بتواضع و انکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے) اور اسے اپنے سے
افضل و اعلیٰ جانے گا (کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے) جو اعمال اس (صوفی صافی حق پرست و
حق آگاہ) کے اس کی نظر میں قانون تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے (ان سے صرف نظر کر کے معاملہ عالم الغیب

والشہادۃ پر چھوڑے گا بمصدق : ۵

ایک جمالِ عیبِ خوشیتید طعنہ بر عیبِ دیگران مکنید

(اے اپنے عیبوں کو اٹھانے والو! دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی مت کرو)

اے اللہ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات و استقامت (ثابت قدمی) اور اپنے محبوبوں اور سچے
چمکے عقیدوں پر جہانِ گزران سے اٹھا۔ آمین یا ارحم الراحمین!

اللهم لك الحمد واليك المنة وانت المستعان ط ولا حول ولا قوة الا بالله العلي
العظيم وصلى الله تعالى على الجبيب المصطفى وعلى آله الطيبين وصحبه الطاهرين اجمعين -
رسالہ اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفی والاول والا صحابہ ختم ہوا

مسئلہ ۱۳۷ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی خواہش
کیوں کی حالانکہ مرتبہ نبوت سے کوئی اور مرتبہ بلند
نہیں ہے، اور امت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے
نیچے ہے، پھر اس طرح کی حدیث عقائد میں کیسے
کار آمد ہو سکتی ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام بلندی کے اس مقام پر فائز ہیں کہ تمام جہان
ان کا محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں۔ بیان مراد اجرو دے جاؤ گے۔ (ت)

الجواب

افضل غنی از فضل نیست سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم را مرتبہ از محبوبیت کمبری و
وجہ فضائل عالیہ چنان بخشیدند کہ مرکب کسی
بغبار او نرسد تیرہ در و نان بر فضل دیگران حسد
برند و اہل کمال چون بیفتند کہ ما را با آن دسترس
نیست انتساب با آن محبوب خواہند
افضل فضیلت سے مستغنی نہیں ہوتا۔ سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محبوبیت کبریٰ کا بلند مرتبہ
اور تمام فضائل عالیہ اس طور پر حاصل ہوئے کہ
کسی کا مرکب ان کے عبادت تک نہیں پہنچ سکتا۔
تاریک دل والے دوسروں کی فضیلت پر حسد کرتے
ہیں اور اہل کمال جب دیکھتے ہیں کہ ہمیں اس عظیم

کہ در زیر عنایتش بروجہ خاص باشند انبیاء
را دیگران احتیاج نبودن مسلم فاما یہ سید انبیاء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارا نیاز ست چنانکہ
کریمہ اخذ یشاق از انبیاء و حدیث صحیح مسلم
یرغب المت الخلق کلہم حتی
خلیل اللہ ابراہیمؑ براں شاہ عدل
ست ایں چنین احادیث را بایچ عقیدہ خلاف
نہست۔ واللہ تعالیٰ اعلم
میری نظر راغب ہے حتی کہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔ اس قسم کی حدیثیں کسی عقیدہ کے
مخالف نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۳۸ از گونڈل مسئلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں؟
عوام مومنین کی تشریح فرمائیں۔

الجواب

حدیث میں ہے رب العزۃ جل و علا فرماتا ہے:

عبدی المؤمن احب الی من بعض میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ
میں شکتی ہے

پیارا ہے۔

ہمارے رسول ملائکہ کے رسولوں سے افضل ہیں، اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیاء سے افضل ہیں،
اور ہمارے اولیاء عوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں، اور یہاں عوام مومنین سے یہی مراد ہیں، نہ فساق و
فجّار کہ ملائکہ سے کسی طرح افضل نہیں ہو سکتے۔ انسان صفت ملکوتی و بہیمی و سبعی و شیطانی سب کا جامع ہے
جو صفت اس پر غلبہ کرے گی اس کے منسوب الیہ سے زائد ہو جائے گا کہ اگر ملکوتی صفت غالب ہوئی
کہ وہ ملائکہ سے افضل ہو گا اور بہیمی غالب ہوئی تو بہائم سے بدتر اولہک کا لانعام بیل ھھ

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان القرآن انزل علی سبعۃ اعراف قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴
۲۔ اتحاف السادة المتقين کتاب اسرار الصوم دار الفکر بیروت ۴/۱۹۳

اضل^۱ (وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ہیں۔ ت) یونہی سبھی و شیطانی وہا سب کو دیکھو شیطان کن سے سبق لیتا ہے، ابلیس کو ہزاروں برس کی عمر میں نہ سُوجھی تھیں جو انھیں سُوجھتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳۹۱ھ از دارالطلبہ مدرسہ سبحانیہ الدہ آباد مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب ۷/رمضان ۱۳۳۸ھ
(۱) زید کہتا ہے کہ تعلیقہ شخصی واجب نہیں کہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اگر واجب ہوتی تو احادیث میں کہیں نہ کہیں ذکر ہوتا۔ عمر و کہتا ہے واجب ہے بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔

زید کا قول صحیح ہے یا عمر و کا؟
(۲) زید کہتا ہے قرأت خلف الامام کرنی چاہئے نہ کی جائے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اس کے ثبوت میں احادیث پیش کرتا ہے۔ عمر و کہتا ہے نہ کرنا چاہئے۔ زید احادیث و تفاسیر کے علاوہ اور کسی دلیل کو نہیں مانتا، کہتا ہے کہ فقہ قیاسی ہے احادیث و تفاسیر کے مقابل قابل عمل نہیں۔
(۳) زید کہتا ہے آمین بالجہر کرنا چاہئے کہ احادیث سے ثابت ہے۔ عمر و مانع ہے، کس کا قول ٹھیک ہے؟

الجواب

(۱) تعلیقہ فرض قطعی ہے، قال اللہ تعالیٰ :
فاسئلوا اهل الذکرات کلمہ
لا تعلمون^۱
تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ہے (ت)

وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
الاسئلوا ان لہ یعلموا فانما شفاء العی
السؤال^۲
اگر وہ نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں کیونکہ جہالت کی شفاء سوال کرنا ہے۔ (ت)

اگر ایک مذہب کی پابندی نہ کی جائے تو یا وقت واحد میں شئی واحد کو حرام بھی جانے کا اور حلال بھی جیسے قرأت مقتدی شافعیہ کے یہاں واجب اور حنفیہ کے یہاں حرام اور وقت واحد میں شئی کا

۱۔ القرآن الکریم ۷/۱۴۹

۲۔ ۱۶/۴۳

۳۔ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدۃ تیمم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۴۹

حرام و حلال دونوں ہونا محال، یا یہ کرے گا کہ ایک وقت حلال سمجھے گا دوسرے وقت حرام، تو یہ اس آیت میں داخل ہونا ہوگا کہ یہ حلونہ عاماً و یحرمونہ عاماً (ایک سال اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور ایک سال اسے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ت) لاجرم پابندی مذہب لازم، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) فقہ کا نہ ماننے والا شیطان ہے، ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا جسے دعویٰ ہو سامنے آئے، اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کہ کتنا کھانا حلال ہے یا حرام، کون سی حدیث میں آیا ہے کہ کتنا کھانا حرام ہے؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصہ فرمایا ہے، مردار، اور رگوں کا خون، اور خنزیر کا گوشت، اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے تو کتنا درکنار سوئر کی چربی اور گردے اور او جھڑی کہاں سے حرام ہوگی کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں۔ اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شل نہیں، غرض یہ لوگ شیاطین ہیں، ان کی بات سننا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) عمر و کا قول ٹھیک ہے۔ آمین دُعا ہے اور دُعا کے اخفا کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوع بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ،

واذ قال ولا الضالین قولہ الامین فان جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو کہ امام الامام یقولہا۔ بھی کہے گا۔

معلوم ہوا کہ آہستہ کہے گا، اصل یہ ہے کہ امام کے قتل کے ساتھ اس کا فعل ہو اگر وہ آمین بالجہر کہتا مقتدیوں کو معلوم ہوتا تو یہ فرمایا جاتا کہ جب وہ آمین کہے تم بھی کہو، یہاں یہ نہ فرمایا بلکہ اس کا فعل بتایا کہ جب وہ ولا الضالین کہے تم آمین کہو، اور اس کی موافقت کہ خفی تھی ظاہر فرمادی کہ وہ بھی کہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۴۲ از شہر محلہ سوداگران مسئلہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر کی

لہ القرآن الکریم ۳۰/۹

لہ سنن النسائی کتاب الافتتاح باب جہر الامام بآمین نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۴۴
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۴۰

وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اول سے ذکر خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوئیں تو کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے تو ابتداء مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں تو کیا فظہر فولد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے فظہر فولد کہنے پر موقوف ہے، کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے؟ بیتنوا تو جردا (بیان فرماؤ اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

زید کی یہ سب حماقتیں سفاہتیں ہیں مہمل و لایعنی شقوق اپنی طرف سے ایجاد کئے اور جو وجہ حقیقی ہے اس کی طرف اسے ہدایت نہ ہوتی، تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے، معظم کے قدم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت بادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے، ذکر تشریف میں بھی ذکر قدم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم بادب قعود سے۔ ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون (لیکن وہابی بے عقل قوم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ مولانا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب پریسی جی برہمچاری از شہر محلہ باسنندی ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اب کی دس جنوری کی اشاعت میں راماسنگم نے قرآن عظیم کی تین آیات کا حوالہ دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار قرار دیا ہے ان میں سے پہلی دو میں رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو یوں مخاطب کیا ہے "تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ" تیسری آیت کا مطلب یہ ہے "فی الواقعی ہم نے تیرے واسطے بلاشبہ کامیابی حاصل کی ہے کہ خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کرتا ہے" مسٹر حسن ہم کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان آیات میں "تو" سے مراد تو ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیروؤں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے یہ بات مشکل ہے کہ اس مباحثہ کو قابل یقین سمجھا جائے کیونکہ اگر عربی زبان ایسی ہی پیچیدہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں تاہم مسٹر حسن کا یہ بیان ہے کہ وہ آیات زیر مباحثہ کے ان معنوں پر اعتقاد

رکھتے اور قرآن عظیم کے مفسرین کی صنعت کو مانتے ہیں مجھ کو خوف ہے کہ مسٹر حسن نے تفسیروں کو غور سے نہیں پڑھا ہے کیونکہ میں ذیل میں یہ دکھاؤں گا کہ قرآن عظیم کے مسلم مفسرین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کو (معاذ اللہ) صاف طور سے مانتے ہیں اور بعض موقعوں پر ان خاص گناہوں کو بتاتے ہیں جن کی بابت رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے معافی مانگنے کو کہا گیا ہم وہ تین آیات لیتے ہیں جو راما سنگھم نے نقل کی ہیں، اول سورہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی انتیسویں آیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ”تو معافی مانگ اپنے گناہوں اور اپنے معتقدین کی خواہ مرد ہوں خواہ عورت“ یہاں پر کسی حالت میں بھی ”تو“ کے معنی پیروؤں کے نہیں ہو سکتے چونکہ ان لوگوں کا ذکر خود بھی آچکا ہے ”اور“ حرف عطف سب پیچیدگیوں کو صاف کر دیتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اپنی اور بعد کو اپنے پیروؤں کی معافی مانگنے کو کہا گیا ہے۔

دوسری سورہ مومن کی پچیسویں آیت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے ”تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ“ اس بات کو یقین کرنا دشوار ہے کہ آپ کے مسٹر حسن نے درحقیقت مفسرین سے دریافت کیا ہوگا اگر وہ دریافت کر لیتے تو کبھی نہ کہتے کہ دے لوگ اس بات کو راما سنگھم پر صاف عیاں کر دیں گے کہ مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر گناہ سے معصوم ہیں اس سے کہیں دور وہ صاف طور سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گنہگاری کو مانتے ہیں ابن عباس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اس طرح سے کہتے ہیں: **وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنْبِكَ لَتَقْصِيروا الشُّكُوكَ عَلَى مَا لَمْ يَلَمْ اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى أَصْحَابِكَ**۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گزار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے پیروؤں پر کی۔

ترجمہ شری ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر الکشاف میں یوں لکھتے ہیں: **لَكِنْ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ مَا تَقْدِرُ مِنْ ذَنْبِكَ قَبْلَ الْوَجْهِ وَمَا تَأْخُرُ وَمَا يَكُونُ بَعْدَ الْوَجْهِ إِلَى الْمَوْتِ**۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ جو کہ وحی آنے کے قبل ہوئے ہیں اور اس کے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کر دے۔ **مِنْهُنَّ أَوْ جَرَدَا**۔

الجواب

اس سوال میں آریہ نے افتراء و جہالت و نافرمانی و بے ایمانی سے کام لیا۔

- (۱) عبارت کہ کُشاف کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے، کُشاف میں اُس کا پتہ نہیں۔
 (۲) بالفرض اگر کُشاف میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بد مذہب بے ادب کی تصنیف ہے اس کا کیا اعتبار۔

(۳) یہ تفسیر کہ منسوب بسیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے نہ اُن کی کتاب ہے نہ اُن سے ثابت، یہ بسند محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح مروی ہے اور ائمہ دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ کذب ہے۔
 تفسیر اتقان شریف میں ہے :

واوہی طرقہ طریق الکلبی عن ابی صالح
 عن ابن عباس فان انضم الی ذلک دواۃ
 محمد بن مروان اسدع الصغیر
 فہی سلسلۃ الکذب لہ
 اس کے طرق میں سے کمزور ترین طریق کلبی کا ابو صالح
 سے اور اس کا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 سے روایت کرنا اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان
 اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ
 ہے۔ (ت)

(۴) اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی ہے، عبارت یہ ہے :
 لتقصیر الشکر علی ما النعم اللہ علیک
 یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر
 جو نعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کمی واقع ہوئی
 اس کے لئے استغفار فرمائیے۔

کہاں کمی اور کہاں غفلت، نعمائے الہیہ ہر فرد پر بے شمار حقیقت غیر متناہی بالفعل ہیں کما حقیقہ
 المفتی ابو السعود فی ارشاد العقل السلیم (جیسا کہ مفتی ابو السعود نے ارشاد العقل السلیم میں
 اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) قال اللہ عزوجل، وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوها اگر اللہ کی نعمتیں
 گننا چاہو تو نہ گن سکو گے۔ جب اس کی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا
 کر سکتا ہے :۔

از دست و زباں کہ برآید کز عہدہ شکرش بدرآید
 (کس کے ہاتھ اور زباں سے ممکن ہے کہ اس کے شکر سے عہدہ برآ ہو سکے۔ ت)

لہ الاتقان فی علوم القرآن النوع التاسع والسبعون فی غرائب التفسیر مصطفیٰ ابابنی مصر ۱۸۹/۲
 لہ القرآن الکریم ۳۴/۱۴

شکر میں ایسی کی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمۃ بشریت ہے نعمائے الہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں مترادف ہیں خصوصاً خاصوں پر خصوصاً اُن پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا۔

(۵) بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہرگز حقیقتہً ذنب بمعنی گناہ نہیں۔ مآتقدّم سے کیا مراد لیا، وحی اترنے سے پیشہ کے۔ اور گناہ کسے کہتے ہیں مخالفتِ فرمان کو۔ اور فرمان کا ہے سے معلوم ہوگا، وحی سے۔ توجہ تک وحی نہ اُتری تھی فرمان کہاں تھا، جب فرمان نہ تھا مخالفتِ فرمان کے کیا معنی، اور جب مخالفتِ فرمان نہیں تو گناہ کیا۔

(۶) جس طرح مآتقدّم میں ثابت ہو گیا کہ حقیقتہً ذنب نہیں۔ یوں ہی مآتاخّر میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان اُن کے منع پر اُترا اور انھیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقتہً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا۔ یوں ہی بعد نزول وحی و ظہور رسالت بھی جو افعال جائزہ فرمائے اور بعد کو اُن کی مخالفت اُتری اُسی طریقے سے ان کو مآتاخّر فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوتی نہ کہ دفعہً۔

(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب۔ مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا۔ ایسا ہی ہے تو وہ لغویات و ہزلیات و فحشیات کہ ایک مہذب آدمی کو انھیں بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہل گہلی پھر رہی ہیں اور خود ہندو گان وید نے اس کے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے لکھناؤں نے فحش لکھے اُن سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹے گی مثلاً بحر وید میں ایشور کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ ”او سیکڑوں کی طرح کی عقل و علم رکھنے والو! تمھاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی بوٹیاں ہیں ان میں سے میرے شریک کو نروگ کرو، اے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کر“ نیز یہ بھی فرما رہے ہیں کہ ”اے بوٹیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماما! میں فرزند تجھ کو بہت نصیحت کرتا ہوں“ ماما جی کہتی ہیں ”اے لائق بیٹے! میں والدہ تیرے گھوڑے گاؤں زمین پکڑے، جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر“ اسی بحر وید کے ادھیائے ۲۱ منتر اول میں ایشور کے متعلق ہے ”اس کے ہزار سر ہیں ہزار آنکھیں ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین پر وہ سب جگہ ہے التاسید صائب بھی دس انگلی کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے“ نیز ویدوں میں اس کا نام ”سرو بیا پک“ ہے یعنی وہ ہر جگہ سمایا ہوا ہر چیز میں رہا ہوا، ہر خلا میں گھسا ہوا ہے، ہر جانور کی مقعد ہر مادہ کی فرج ہر پانچ خانہ کی ڈھیری میں ایشور

ہی ایسور ہے۔ دیا نند نے محض زبردستی اُن کی کاپیا پلٹ کی اور انھیں فحش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو وہ ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام محض فحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی چھپہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے فحش سے ترجمہ کر دو خواہ حکمت سے تو وہ کلام کیا ہوا بھان متی کا گورکھ دھندا ہوا اور اس کے کس حرف پر اعتماد ہو سکتا ہے، نہیں معلوم کہ مالاجی ہے یا گالی بچی ہے۔

(۸) استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے آریہ جیپارہ کیا کھا کر اس سے عمدہ برا ہو سکتا ہے نہ
نہا شد بہ آئین تحقیق دال پکوری و پوری و بھجیا و دال

شرط تمامی استدلال قطع ہر استدلال ہے علم کا قاعدہ مسئلہ ہے؛
لذا اجباء الاحتمال بطل الاستدلال ہے جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے (ت)
سورۃ مومن و سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات کریمہ میں کوئی دلیل قطعی ہے کہ خطاب
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے، مومن میں تو اتنا ہے، واستغفر لذنوبک اے شخص
اپنی خطا کی معافی چاہ، کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل تخصیص کلام نہیں، قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کیلئے
اترا نہ صرف اس وقت کے موجودین بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے؛ اقیموا
الصلوٰۃ نماز پڑھا رکھو۔ یہ خطاب جیسا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور
تا قیام قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی۔ اسی قرآن عظیم میں ہے؛
لانذرکم بہ ومن بلغکم تاکر میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو

پہنچے۔ (ت)

کتب کا عام قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے بذاں اسعدک اللہ تعالیٰ (تو جان لے اللہ تعالیٰ

۵۵/۴	۵۵	۵۵
۲۳/۲	۲۳	۲۳
۱۹/۶	۱۹	۱۹

تجھے سعادت مند بنائے۔ ت) میں کوئی خاص شخص مراد نہیں۔ خود قرآن عظیم میں فرمایا:
 اِٰرَاٰیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۚ عِبْدَیْٓاَ اِذَا صَلُّوۡا ۙ
 اِٰرَاٰیْتَ اِنْ كَانَ عَلٰی الرَّهْدٰی ۙ اَوْ اَمَرَ
 بِالْقَوٰی ۙ^۱
 (ابو جہل لعین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز سے روکنا چاہا اس پر یہ آیات کریمہ اتریں)
 کہ کیا تو نے دیکھا اُسے جو روکتا ہے بندے کو جب
 وہ نماز پڑھے، بھلا دیکھ تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا پر ہیزگاری کا حکم فرمائے۔

یہاں بندے سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور غائب کی ضمیر حضور کی طرف
 ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف، بلکہ فرماتا ہے:
 فَمَا یَكْذِبُکَ بَعْدَ بِالْاٰیٰتِ ۙ^۲
 (ان روشن دلیلوں کے بعد) کیا چیز تجھے روز قیامت
 کے بھٹلانے پر باعث ہو رہی ہے۔

یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص منکران قیامت مثل مشرکین آریہ و ہنود سے، یہ وہی دونوں سورۃ
 کریمہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لئے ہے کہ اے سُنے والے! اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ
 کی معافی مانگ۔

(۹) بلکہ آیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں،
 اس کی ابتداء یہی ہے،
 فَاَعْلَمَ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفَرَ لِّذَنْبِکَ
 وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۙ^۳
 جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی
 اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی معافی چاہ۔

تو یہ خطاب اُس سے ہے جو ابھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں جانتا اور نہ جاننے والے کو جاننے کا حکم دینا تحصیل
 حاصل ہے، تو معنی یہ ہوئے کہ اے سُنے والے جسے ابھی توحید پر یقین نہیں کئے باشند توحید پر یقین لا
 اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگ، تمہارے آیت میں اس عموم کو واضح فرما دیا کہ:
 وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مُتَقَلِّبَکُمْ وَمُثَوِّلَکُمْ ۙ^۴
 اللہ جانتا ہے جہاں تم سب گزرتے رہے ہو،
 اور جہاں تم سب کا ٹھکانا ہے۔

اگر فاعلوں میں تاویل کرے تو ذَنْبِکَ میں تاویل سے کون مانے ہے، اور اگر ذَنْبِکَ میں تاویل نہیں

کرتا تو فاعلِ عمل میں تاویل کیے کر سکتا ہے، دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔
(۱۰) دونوں آیہ کریمہ میں صیغہ امر ہے اور امر انشاء وقوع پر وال نہیں تو حاصل اس قدر کہ بفرض وقوع استغفار واجب، نہ یہ کہ ماضی واقع ہوا، جیسے کسی سے کہنا اگر ماضی فک۔ اپنے مہمان کی عزت کرنا، اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی نخواہی کوئی مہمان آئے گا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۱۱) ذنبِ معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن عظیم کے عرف میں اطلاق معصیت عمدہ سے خاص نہیں، قال اللہ تعالیٰ: وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ، وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ آدَمُ نے اپنے رب کی معصیت کی حالانکہ خود فرماتا ہے: فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا، عَزْمًا آدَمُ بھولا، گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔ لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ۔ خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دُعا علم فرمائی: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيتَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا اخطا کرنا۔

(۱۲) جتنا قرب زائد اُسی قدر احکام کی شدت زیادہ ہے جن کے رتبے ہیں سوائے کو سوا مشکل ہے بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لے گا جو برتاؤ گوارا کرے گا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لئے وارد ہوا: حَسَنَاتُ الْاَبْوَابِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ، نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ترکِ اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترکِ اولیٰ ہرگز گناہ نہیں۔
(۱۳) آریہ بیچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سنا، اگر نہ جانے تو ہر ادنیٰ

۱۲۱/۲۰ لہ القرآن الکریم

۱۱۵/۲۰ ۲۰

۲۸۶/۲ ۲۸۶

۳۵ باب التاویل (تفسیر الخازن)

ارشاد العقل السید

مصطفیٰ ابی جعفر مصر ۱۸۶/۶

تحت آیہ ۱۹/۴

دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۴/۸

طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے ادنیٰ ملاہست پس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے مکان کو جس طرح اس کے مالک کی طرف نسبت کریں گے یونہی کرایہ دار کی طرف۔ یونہی جو عاریت لے کر بس رہا ہے اس کے پاس جوتلنے آئے گا یہی کھے گا کہ ہم فلاں کے گھر گئے تھے بلکہ پیالیش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جریب ہوا، یہاں نہ ملک نہ اجارہ نہ عاریت اور اضافت موجود، یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا، تو ذنبک سے مراد اہلبیت کرام کی لغزشیں ہیں، اور اُس کے بعد وللمؤمنین وللمؤمنات تعیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اہلبیت کرام اور سب مردوں عورتوں کے لئے۔ اب آریہ کے اُس جنون کا بھی علاج ہو گیا کہ پیروں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے تعیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں ہے:

سب اغفر لی ولوالدی وللمن دخل
بیتنا مومننا وللمؤمنین والمؤمنات
اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے باپ
کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور
سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

(۱۴) اسی وجہ پر آئہ کریمہ سورہ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے اور ما تقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے گناہ اغنی سیدنا عبد اللہ وسیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منہائے نسکیم ہم تمام آبائے کرام واقہات طہیات باستثناء انبیاء کرام مثل آدم وشیث ونوح وخیل و اسمعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور ماتا آخر تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہلبیت وامت مرحومہ، تو حاصل آئہ کریمہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(۱۵) ما تقدم و ماتا آخر سے قبل و بعد نزول وحی کا ارادہ جس طرح عبارت تفسیر میں مصرع تھا آیت میں قطعاً محتمل، اور ہم ثابت کر چکے کہ اب حقیقت ذنب خود مندفع، واللہ الحمد وصلى الله تعالى على شفيع المذنبين وبارك وسلم الى يوم الدين وعلى اله وصحبه اجمعين، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر مسئلہ مولوی غلام قطب الدین صاحب ۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ
 رام سنگھ اب آریہ نہیں نصرانی ہے، روئے جواب جانب نصاریٰ ہونا چاہئے۔

الجواب

بھلا اللہ وہ جواب کافی دوانی ہے صدر کلام اور عے و عے میں آریہ کی جگہ نصرانی لکھ لیجئے اور
 ۵ کا شعر کاٹ دیجئے اور عے میں آریہ کی جگہ کرپن۔ ہاں عے بالکل تبدیل ہوگا اُسے یوں لکھئے؛
 (۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب، نصرانی کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے
 نامعتبر تفسیرات کا۔ عربی زبان تو لسان مبین ہے، نہ ہر محل قابل تاویل، نہ ہر تاویل لائق تحویل کہ شخص جہاں
 چاہے اپنی خواہش کے مطابق مطلب بنالے، اور محل محتمل میں تاویل صحیح کا باب بیشک واسع اور ہر زبان اور
 ہر قوم میں شائع و ذائع، اس کا انکار نہ کرے گا مگر مکار مفتون، اور اس کا اقرار نہ کرے گا مگر دیوانہ
 مجنون۔ ہاں بائبل کی زبان ایسی سچیہ ہے کہ اور تو اور خود مصنف محرف کی سمجھ میں نہیں آتی۔ تواریخ کی
 دوسری کتاب باب ۲۱ درس ۲۰ اور باب ۲۲ درس ۲۱ میں لکھا: وہ بتیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا
 ۸ برس بادشاہت کی اور جاتا رہا داؤد کے شہر میں گاڑا گیا یروشلم کے باشندوں نے اس کے چھوٹے
 بیٹے اخزیاب کو اس کی جگہ بادشاہ کیا اخزیاب ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ یعنی باپ ۱۰ برس کی
 عمر میں مرا اس وقت بیٹا ۴۲ برس کا تھا۔ باپ سے دو برس پہلے پیدا ہو لیا تھا۔ متی کی انجیل میں
 مسیح و داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بیچ میں صرف ۲۶ پشتیں ہیں اور اس میں عدد بھی گنا دیا ہے
 کہ مسیح تا داؤد ۲۸ شخص ہیں۔ لیکن لوقا کی انجیل میں مسیح سے داؤد تک ۴۳ آدمی ہیں، ۱۵ پشتیں زائد
 اور اسماء بھی بالکل نامطابق۔ ایضاً انجیل متی باب ۵ درس ۱: یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں
 کی کتابیں نسخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرتے آیا ہوں۔ دریں: کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین
 ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا۔ یہاں تو نسخ کا اس شدت سے انکار
 ہے اور جابجا انجیل ہی میں نسخ احکام توریت کا اظہار ہے۔ اسی انجیل کے اسی باب درس ۳۱ و ۳۲
 میں ہے: یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ لکھ دے پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ
 جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کو اتنا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی
 ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے۔ ایضاً درس ۳۳ و ۳۴: تم سن چکے ہو کہ انگوں سے کہا گیا کہ اپنی قسمیں
 خداوند کے لئے پوری کر، پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ہرگز قسم نہ کھانا۔ ایضاً درس ۳۸ و ۳۹: تم سن چکے ہو کہ
 کہا گیا اٹکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت، پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو ترے

دہنے کال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ ایضاً باب ۱۹ درس ۸ و ۹، کوئی نے جو روٹوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی پر میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی اپنی جو رو کو سوا زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۲ تا ۱۲ میں ہے ان کے سوا بہت قطار تناقض ونافہمی کے ہیں تو ثابت ہوا کہ عبری زبان ہی ایسی پیچیدہ ہے کہ اس میں کتاب تصنیف کرنے والا خود اپنی نہیں سمجھتا۔ اور (۱۵) کے بعد یہ نمبر اور اضافہ کیجئے:

(۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور تو سب سے خلافت اولیٰ کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں لیکن نیک ہونا تو نبی کے لئے لازم ہے نہ وہ کہ جو خدا کا بیٹا ٹھہرے، مگر یہ انجیلیں کہتی ہیں کہ مسیح ہرگز نیک نہیں دیکھو متی باب ۱۹ درس ۱۶ و ۱۷: ایک نے اس سے کہا اے نیک استاد اس نے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے، نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۷ و ۱۸ و انجیل لوقا باب ۱۸ درس ۱۸ و ۱۹ میں ہے۔ وہاں اگر بعض مفسرین نے معاذ اللہ گناہگار ہونا مانا تھا تو یہاں تو خود انجیلیں مسیح کو معاذ اللہ صاف طور سے بدبتا رہی ہیں۔ (۱۷) گناہ نہیں مگر شریعت کی مخالفت لیکن بائیسیل تو شریعت کو راست باطل کر رہی ہے، گلیتوں کو پولس کا خط باب ۳ درس ۱۰: اوسے سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں۔ درس ۱۱، کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راست باز نہیں ٹھہرتا۔ درس ۱۲: شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں۔ اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راست باز و کامل الایمان ہیں تو ضرور شریعت سے جدا ہیں تو گناہگار ہیں کتاب یرمیاہ باب ۹ درس ۱۲ و ۱۳ میں ہے: ہر زمین کس لئے ویران ہوئی اور بیابان کے مانند جل گئی خداوند کہتا ہے اسی لئے کہ انھوں نے میری شریعت کو ترک کر دیا اور اُس کے موافق نہ چلے۔

(۱۸) بلکہ ترک اولیٰ یا کسی صغیرہ کا صدور یا بد ہونا بھی درکنار بائیسیل تو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ صاف ملعون بتاتی ہے، خط مذکور باب ۳ درس ۱۳: مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا ہو سو لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، ایسے پوچ و لچر مذہب کے پابند کیوں دین حق اسلام کے خدام سے الجھتے ہیں اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنی پگڑی کہیں نہ سنہلے گی سنبھالیں۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم (اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۵ از موضع پارہ پرگنہ مورانواں ضلع اناؤ مسئلہ محمد عبدالرؤف صاحب ۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ چونکہ
عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لفظ عالم الغیب
بالواسطہ یا بالعطایا کہنا بھی جائز نہیں اور نہ حضور پر نور کو کل علم غیب یعنی از روز ازل تا ابد شب معراج میں
عطا فرمایا گیا تھا البتہ بعض بعض علوم غیبیہ کا قائل ہے اور اپنے عقیدہ کی دلیل میں چند واقعات بطور ثبات
نوشہ علمائے دیوبند پیش کرتا ہے، مثلاً سورہ کہف کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب اس
سوال کے کہ اصحاب کہف کس مدت تک سوئے تھے فرمایا کل بتلاؤں گا، اور لفظ انشاء اللہ تعالیٰ
نہ کہنے کی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی کا نزول نہ ہوا، اگر علم غیب ہوتا تو توقف نہ فرماتے۔

دوم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حادثہ کہ کفار مکہ نے آپ کو مستہم کیا اور آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے، اگر آپ کو علم ہوتا تو تذبذب کیوں ہوتا، وحی کے نزول
پر آپ مطمئن ہوئے۔ اور کہتا ہے کہ اگر کل علم غیب عطا فرمایا جاتا تو پھر وحی آنے کی کیا ضرورت تھی؟

(عقیدہ عمرو) برعکس اس کے عمرو کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پر نور سید یوم النشور حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شب معراج میں اللہ رب العزت نے جملہ اولین و آخرین
مانند آفتاب درخشاں روشن کر دیئے تھے اور تمام علم ماکان و مایکون سے صدر مبارک حضور پر نور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلوہ افروز کر دیا تھا اور جن باتوں سے آپ نے جواب نہیں دیا بلکہ
سکوت اختیار فرمایا ان کو خدا اور حبیب خدا کے درمیان فی اسرار مخفی کی جانب مبذول کرتا ہے، اور روز اول
سے لے کر یوم الحشر کے تمامی علوم کو حضور سرور کائنات و منقذ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے سمندر
کی ایک لہر کی برابر تصور کرتا ہے۔

الجواب

اس مسئلہ میں بفضلہ تعالیٰ یہاں سے متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ
پر اکابر علمائے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و غیرہ بلاد اسلامید نے فہرستیں کیں کہ ان قدر تقریریں لکھیں خالص الاعتقاد
دس سال سے شائع ہے انباء المصطفیٰ میں سال سے ہزار کی تعداد میں مجبئی و بریلی و مراد آباد میں چھپ کر
تمام ملک میں شائع ہوا اور مجاہد تعالیٰ نے سب کتابیں آج تک لا جواب ہیں مگر وہابیہ اپنی بے حیائی سے باز
نہیں آتے۔ علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ زندہ مومن
کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کما فی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح

للملا علی القاری (جیسا کہ ملا علی قاری کی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ہے۔ ت) بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے،

کان سر جلا یعلم علم الغیب ^۱ وہ مرد کامل ہیں جو علم غیب جانتے ہیں (ت) مگر ہماری تحقیق میں لفظ "عالم الغیب" کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفا علم بالذات قیادہ ہے۔ کشف میں ہے،

المراء بہ الخفی الذی لا ینفذ فیہ ^۲ اس سے مراد پوشیدہ شے ہے جس تک ابتداء ابتداء الاعلم اللطیف الخبیر و لهذا لا یجوز ان یطلق فیقال فلان ^۳ یعلم الغیب ^۴ سوائے باری کی جاننے والے یا خیر (اللہ تعالیٰ) کے کسی کے علم کی رسائی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علی الاطلاق یوں کہنا کہ فلان غیب جانتا ہے جائز نہیں (ت)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیب و ما کان وما یکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عز وجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل ہے نہ ہو سکتا ہے۔ مگر محمد عز وجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عز وجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔ امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں، کم من معتقد لا یطلق القول بہ ^۵ بہت سے معتقدات ہیں کہ جن کے ساتھ قول کا خشية ایہام غیرہ مما لا یجوز اعتقاده فلا سبط بہین الاعتقاد ^۶ اطلاق اس ڈر سے نہیں کیا جاتا کہ ان میں ایسے غیر کا ایہام ہوتا ہے جس کا اعتقاد جائز نہیں لہذا اعتقاد اور اطلاق کے درمیان کوئی لازم نہیں (ت) والاطلاق ^۷

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق، اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطار کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشف میں فرماتے ہیں، وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ ^۸ علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر اس لئے ناجائز ہے

۱ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیت و علمنہ من لدنا علما دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/۳۲۳

۲ الکشاف تحت آیت ۳/۲ انتشارات آفتاب تہران ۱۲۱/۱

۳ الانتصاف

تعالیٰ لانه یتبادر منه تعلق علمہ
 بہ ابتداء فیکون تناقضاً و اما اذا
 قید و قيل اعلمہ اللہ تعالیٰ
 الغیب او اطلعہ علیہ فلا
 محذور فیہ لہ

کہ اس سے غیر اللہ کے علم کا غیب کے ساتھ ابتداء
 (بالذات) متعلق ہونا متبادر ہوتا ہے تو اس طرح
 تناقض لازم آتا ہے۔ لیکن اگر علم غیب کے ساتھ
 کوئی قید لگا دی جائے اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ
 نے اس کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے یا اس کو غیب
 پر مطلع فرمایا ہے تو اس صورت میں کوئی ممانعت
 نہیں (ت)

نزد کا قول کذب صریح و جہل قبیح ہے، کذب تو ظاہر کہ بے ممانعت شرعی اپنی طرف سے علم بجاز
 کا حکم لگا کر شریعت و شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رب العزۃ جل و علا پر اقرار کر رہا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ : ولا تقولوا لما تصف
 السنتکم الکذب هذا حلال و هذا حرام
 لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین
 یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۵
 متاع قليل ولهم عذاب الیم ۶

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اور نہ کہو اسے جو تمہاری
 زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ
 حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، بیشک
 جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا
 نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے، اور ان کے لئے دردناک
 عذاب ہے۔ (ت)

اور جہل فاضح یہ کہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے عدم بجاز کو متفرع
 کر رہا ہے شاید اُس کے نزدیک علم غیب بالواسطہ و بالعطا خاصہ باری تعالیٰ ہے یعنی دوسرے کے
 دئے سے علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے اس کے غیر کو علم غیب بالذات بلا واسطہ ہے ایسا ہے تو
 اس سے بڑھ کر اور کفر اشد کیا ہے۔ گنگوہی صاحب نے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالذات
 بے عطائے الہی ملنے کے اعتقاد کو کفر نہ مانا تھا صرف اندیشہ کفر کہا تھا ان کے فتاویٰ حصہ اول صفحہ ۸۳
 میں ہے :

”جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے

لہذا امام نہ بنانا چاہئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے۔
 حالانکہ گفتگو ہی صاحب کا یہ قول خود ہی صریح کفر ہے بلاشبہ جو غیر خدا کو بے عطائے الہی خود بخود علم مانے قطعاً
 کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر۔ اسمعیل دہلوی صاحب نے دوسری شق لی تھی کہ
 اللہ عزوجل کے علم غیب کو حادث و اختیاری مانا۔ تقویت الایمان میں ہے،
 ”غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی
 شان ہے۔“

یہ بھی صریح کلمہ کفر ہے مگر دونوں شقیں جمع کرنا کہ اللہ کا علم عطائی اور دوسرے کا ذاتی، یہ اسی نتیجہ
 قول زید کا خاصہ ہے۔ دو واقعات کے زید نے پیش
 کئے اگرچہ ان پر اباحت اور بھی ہیں مگر کیا ”انبار المصطفیٰ“ میں صاف نہ کہہ دیا گیا تھا کہ ”بعد اللہ تعالیٰ
 نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ
 ماکان و مایکون (جو ہو چکا اور جو ہو گا۔ ت) کا علم دیا، اور جب یہ علم قرآن عظیم کے بیانات لکھ لکھ شئی ہونے
 نے دیا اور پھر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت یا سورت کا، تو نزول جمیع قرآن عظیم سے پہلے
 اگر بعض کی نسبت ارشاد ہو لم نقص علیک (ہم نے آپؐ کو بیان نہیں کیا۔ ت) ہرگز احاطہ علم مصطفوی
 کا کافی نہیں، مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کے ہیں، ہاں ہاں تمام تجدیہ دہلوی گشتگو ہی
 جنگلی کو ہی سب کچھ دعوت عام ہے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ لائیں
 جس سے صریح ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن کے بعد بھی ماکان و مایکون سے فلاں امر حضور پر مخفی رہا
 اگر ایسا نص نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا
 دغا بازوں کے مکر کو اٹھ لخص۔

اس کے بعد بھی ایسے وقائع پیش کرنا کیسی شدید بچپائی ہے، بلاشبہ عمر و کا قول صحیح ہے
 جمیع ماکان و مایکون جملہ مندرجات لوح محفوظ کا علم محیط حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے علم کریم کے سمندروں سے ایک لہر ہے جیسا کہ علامہ قاری کی زبدہ شرح بردہ میں مصرح ہے،
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ

۲۔ تقویت الایمان

۳۔ انبار المصطفیٰ

الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴
 رضا اکیڈمی ممبئی ص ۱۰ تا ۱۱

مسئلہ ۱۴۶ از سینا پور محلہ زرائع پور مکان مولوی الہی بخش صاحب مسئلہ علی حسین خاں

۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کے کہ غیب کا حال سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا بہ ثبوت اس روایت کے کہ ایک بار ابو جہل نے کنواں راستے میں کھود کر خن پویش کر دیا تھا اور خود بیماری کا حیلہ کر کے پڑ رہا تھا جس وقت حضور عیادت کو گئے تو چاہ مذکور عین رہز میں تھا اس وقت جبریل علیہ السلام نے بذریعہ وحی معلوم کیا لہذا اولیاء اللہ بھی نہیں جان سکتے بجز کشف والہام کے۔ بیتنا تو جبروا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

یہ حتیٰ ہے کہ غیب کا حال سوارب عز وجل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بے اس کے بتائے، اور یہ باطل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ ماکان وما یكون الیٰ اخر الایامہ (جو ہو چکا اور قیامت تک ہوگا۔ ت) کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر منکشف فرما دئے گئے اور حضور کے بتائے سے حضور کے غلام اولیائے کرام جانتے ہیں کشف والہام و دونوں ان کے جاننے کے ذریعہ ہیں اور ان پر کوئی حد بندی نہیں۔ ان تمام مضامین کی تفصیل ہماری کتاب انباء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد وغیرہا میں ہے اور وہ ابو جہل کے کنویں والی حکایت محض ساختہ و بے اصل ہے۔ وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۷ از ڈاکخانہ مولوی گنج ضلع گیا مسئلہ عبد المجید ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی باتیں معلوم تھیں یا نہیں، ماتہ مسائل کے چوبیسویں سوال کے جواب میں روایت فقہی ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر ہے "جانتا چاہئے کہ کوئی بات غیب کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نہیں جانتے تھے مگر جس قدر کہ اللہ تعالیٰ اُن کو کسی وقت کوئی چیز معلوم کرا دیتا تھا تو جانتے تھے جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی باتیں معلوم کر لیتے تھے حنفیہ نے اس شخص پر صریح تکفیر کا حکم دیا ہے لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایاں یبعثون (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معارضہ کی وجہ سے، تم مفسر و

لہ القرآن الکریم ۶۵/۲۷

غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ اور انھیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ ت)
 بیٹو! توجرو! (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

زید عمر و کچھ کہیں مگر قرآن مجید و احادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو روز ازل سے روز آخر تک کے تمام غیب کا علم عطا فرمایا گیا یہ بیشک حق ہے کہ انبیاء غیب اُسی قدر جانتے ہیں جتنا ان کو ان کے رب نے بتایا بلاشبہ بے اس کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق ہے کہ اچانک بتایا گیا کہ وحی حیناً بعد حین ہی اُترتی نہ کہ وقت بعثت سے وقت وفات تک ہر آن علی الاتصال مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوئیں اور ان کے علم کو قلیل و ذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں، اسی اچانک تعلیم میں شرق و غرب و عرش و فرش کے ذرہ ذرہ کا حال روز ازل سے روز آخر تک تمام منکشف کر دیا، آیہ کریمہ میں علم ذاتی کی نفی ہے کہ کوئی شخص بے خدا کے بتائے غیب نہیں جانتا، یہ بیشک حق ہے اور اسی کے معارضہ کو حنفیہ نے کفر کہا ہے ورنہ یہ کہ خدا کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا اس کا انکار صریح کفر اور بکثرت آیات کی تکذیب ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل انباء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد میں دیکھا چاہئے کہ ایمان درست ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

ريماح القهار علي كفر الكفار

(قہار کا نیزہ مارنا کافروں کے کفر پر)

(تمہید خالص الاعتقاد)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله هادي القلوب و افضل الصلوة
والسلام على النبي المصلح
على الغيوب المنزه من جميع
النقائص والعيوب وعلى اله و
صحيه المطهرين من الذنوب القاهرين على
كل شقي مفتركون بصلوة وسلاما يتجددا
بكل طلوع وغروب۔
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو دلوں کو ہدایت
دینے والا ہے۔ اور افضل درود و سلام اس
نبی کریم پر جو تمام غیبوں پر آگاہ اور تمام عیوب و
نقصات سے پاک ہے اور آپ کی آل پر اور صحابہ
پر جو گناہوں سے محفوظ اور ہر بد بخت افسر اور پرہیزگار
(محبوئے) پر غالب ہیں ایسا درود و سلام جو ہر طلوع
غروب کے ساتھ متجدد ہوتا رہتا ہے۔ (ت)

اللہ عز وجل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے ان کا قدم ثبات جادہ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر
ذریعہ شیطان اپنے وسوسے شوئے کچھ ڈالتی بھی ہے تو ہرگز اس پر اعتماد نہیں کرتے کہ ان کے

رب نے فرما دیا ہے :

ان جاء فاسق نبأ فتبينوا
اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو فوراً تحقیق
کر لو بے تحقیق اعتبار نہ کر بیٹھو۔

پھر جب امر حق اپنی جھلک انہیں دکھاتا ہے فوراً ان کا وہ حال ہوتا ہے جو ان کے رب نے فرمایا،
ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف من
بیشک وہ جو ڈروا لے ہیں جب انہیں کسی شیطانی
الشیطن تذکروا فاذا هم مبصرون
خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی
وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (ت)

معاً ہوشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ابلیس لعین کی ذریت نے جو پردہ ڈالنا چاہا
تھا دھواں بن کر اڑ جاتا اور آفتاب حق اپنی نورانی کرنوں سے شعاعیں ڈالتا چمک اُٹتا ہے۔ وہابیہ
خذلہم اللہ تعالیٰ نے جب اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب سید ابراہیم علیہ وسلم کی توہین
تکذیب اُس حد تک پہنچائی کہ ابلیس لعین کی ہزار ہا سال کی کمائی پر فوق لے گئی ادھر اللہ تبارک
تعالیٰ نے اپنے بندہ عالم اہلسنت مجدد دین و ملت دام ظلہم الاقدس کو اُن جہنم کی سرکوبی پر مقرر فرمایا، الحمد
سرکوبی بھی وہ فرمائی جس سے عرب و عجم گونج اُٹھے، اکابر علمائے کرام حرمین شریفین نے ان شیاطین
کے اقوال تکذیب و توہین پر اُن کو کافر مرتد زندیق ملحد لکھا اور صاف فرما دیا کہ من شک فی کفر و عذابہ
فقد کفر باللہ جو ایسوں کے ان اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی انہیں
طرح کافر ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کی عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت
کو ہلکا جانا اُن کے بدگویوں کا فرہ مانا، الحمد للہ یہ مبارک فتویٰ مستفی بہ حسام الحرمین علیٰ منہر الکفر
والہین (۱۳۲۴ھ) ایسا بے نظیر مرتب ہوا جس نے وہابیت کے دلوں میں رعب، قلعوں میں
زلزلے ڈال دئے۔ پھر نفیس و بے مثال تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ) اس
محمدی خنجر پر اور الہی صیقل ہوئی جس نے خدا اور رسول کے دشنام دہندوں کے سب جیلے مٹا دئے
اور صاف صاف صرف قرآن عظیم کی آیتوں نے اُن پر حکم کفر لگا دیئے۔ کافروں کے پاس اس کے

۱۔ القرآن الکریم ۶/۴۹

۲۔ ۲۰/۴

۳۔ حسام الحرمین علیٰ منہر الکفر والہین مطبع اہلسنت و جماعت بریلی ص ۹۴

جواب کیا ہوتے اور بے توفیق الہی توبہ کیونکر کرتے ناچار مکر و فریب، جھوٹ، کذب، تہمت، افتراء، بہتان، گالیوں ہدیانوں پر اترے جو عاجزوں کی پھلی تدبیر ہے خادمانِ سنت نے گالیوں سے اعراض اور اپنی ذات سے متعلق تہمتوں افتراءوں سے بھی اغماض ہی کیا باقی دھوکے بازیوں کے جواب طفر الدین الجید و کین کش پنج پیچ و بارش سنگی و پیکان جانگداز و ضروری ٹوٹس و نیاز مانہ و کشف راز وغیرہ رسائل و اعلانات سے دیتے رہے ان رسالوں اشتہاروں کے جواب سے کفر پارٹی نے پھر ایک کان گونگا ایک بہار کھا اصلاً کسی بات کا جواب نہ دیا اور اپنی ٹائیں ٹائیں سے باز بھی نہ آئی۔ جب دیکھا کہ یوں کام نہیں چلتا بالآخر مرتا کیا نہ کرتا پارٹی نے دو تدبیریں وہ بے مثال سوچیں کہ ابلیس لعین بھی عیش عیش کر گیا کان ٹیک دیے ان کے حسن پر غش کر گیا۔

تدبیر اول معارضہ بالمثل یعنی علمائے اسلام نے کفر پارٹی کے کفر پر جریمین طیبین کا فتویٰ شائع فرمایا تمام اسلامی دنیا میں کفر پارٹی ملعونہ پر مٹو مٹو ہو رہی ہے، پارٹی کے رنگ فنی ہوئے، جگر شق ہوئے، دم الٹ گئے، کلیجے پھٹ گئے مگر قہر تھار کا کیا جواب۔ اچھا اس کا جواب نہیں ہو سکتا تو لاؤ جاہلوں کے پھسلانے احمقوں کے بہکانے کو انوکھے افتراء کے پارٹیکلس، معارضہ بالمثل کا جُل کھیلیں یعنی پارٹی نے تو ضروریاتِ دین کا انکار کیا ہے اللہ عزوجل کو جھوٹا کہا ہے، ختم نبوت کا بکھڑا اکھڑا ہے، نئی نبوتوں کا راگ چھیڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے کہیں آگے بزرگ ابلیس لعین کے علم کو بڑھایا ہے، کہیں پاگلوں چوپایوں کے علم کو علم اقدس کے مثل بنایا ہے، شیطان لعین کو خدا کی صفت میں شریک ٹھہرایا ہے، ان باتوں پر علمائے اسلام سے کفر و ارتداد کا حکم پایا ہے، دیکھو کسی نزعی اختلافی مسئلے میں عرب کے کسی مفتی کو ان علمائے کرام سے خلاف ہو تو اس کے متعلق کچھ لکھوائیں اور اس میں گھناؤنی تہمتیں گندے افتراء اپنی طرف سے ملائیں، اور بایں ہر حکم من مانانہ ملے تو حکم بھی جی سے نکال لیں افتراء کی مشین تو گھر میں چل رہی ہے خانگی سانچے میں ڈھال لیں۔ بس نام کو کہیں بوائے خلاف ملنی چاہئے، پھر کیا ہے ابلیس دے اور ذریت لے، سوچتے سوچتے ایک مسئلہ علم خمس کا بلا جس میں مدینہ طیبہ کے شافعی المذہب مفتی برزنجی صاحب کو شبہ تھا اور ایک انھیں کو کیا یہ مسئلہ پہلے سے علمائے امت میں مختلف رہا ہے اکثر ظاہرین جانب انکار رہے اور ادیانے عظام اور ان کے غلام علمائے کرام جانب اثبات و اقرار رہے۔ ایسے مسئلے میں کسی طرف تکفیر چمے، تضلیل کیسی، تفسیق بھی نہیں ہو سکتی۔ مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں:

ایک ضروریاتِ دین ان کا منکر بلکہ ان میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ

جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

دوم ضروریات عقائد اہلسنت، ان کا منکر یہ مذہب گمراہ ہوتا ہے۔

سوم وہ مسائل کہ علمائے اہلسنت میں مختلف فیہ ہوں ان میں کسی طرف تکفیر و تضلیل ممکن نہیں۔

یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے خیال میں کسی قول کو رائج جانے خواہ تحقیقاً یعنی دلیل سے اُسے وہی مرجع نظر آیا خواہ تقلیداً کہ اُسے اپنے نزدیک اکثر علماء یا اپنے معتمد علیہم کا قول پایا۔ کبھی ایک ہی مسئلہ کی صورتوں میں یہ تینوں قسمیں موجود ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اللہ عزوجل کے لئے ید و عین کا مسئلہ۔ قال اللہ تعالیٰ ید اللہ فوق اید یہم (اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ت) وقال تعالیٰ ولتصنع علی عینی (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو۔ ت) ید ہاتھ کو کہتے ہیں، عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لئے ہیں وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایسے ید و عین سے پاک ہونا ضروریات دین سے ہے۔ اور جو کہے کہ اس کے ید و عین بھی ہیں جس میں جسم ہی مگر نہ مثل اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں وہ گمراہ بد دین کہ اللہ عزوجل کا جسم و جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد اہلسنت و جماعت سے ہے، اور جو کہے کہ اللہ عزوجل کے لئے ید و عین ہیں کہ مطلقاً جسمیت سے بری و مبترا ہیں وہ اس کی صفات قدیمہ ہیں جن کی حقیقت ہم نہیں جانتے نہ ان میں تاویل کریں وہ قطعاً مسلم سنی صحیح العقیدہ ہے اگرچہ یہ عدم تاویل کا مسئلہ اہلسنت کا خلافیہ ہے متاخرین نے تاویل اختیار کی پھر اس سے نہ یہ گمراہ ہوتے نہ وہ کہ ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل عندہ بنا۔ (ہم اس پر ایمان لاتے، سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ت) بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہے، اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں۔

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے بے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ

علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔
(۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لئے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۂ ابلیس ہے۔

(۵) زید و عمرو ہر نیچے پاگل، چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور اُن کا منکران میں اونٹے شک لانے والا قطعاً کافر۔
یہ قسم اول ہوئی۔

(۶) اولیائے کرام نقضاً اللہ تعالیٰ بربکاتہم فی الدارین کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں مگر بواسطت رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کیلئے اطلاع غیب مانتے اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ و بدعت ہیں۔

(۷) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید الموحین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواترۃ المعنیٰ کا منکر اور بد مذہب خاسر ہے۔ یہ قسم دوم ہوئی۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعیین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔

(۹) حضور کو بلا استثنا جمیع جزئیات خمس کا علم ہے۔

(۱۰) جملہ کمونات قلم و مکتوبات لوح یا جملہ روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بہت زائد کا علم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افراد خمس داخل اور دوبارہ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(۱۱) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقت روح کا بھی علم ہے۔

(۱۲) جملہ مشاہدات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔ یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود علماء و ائمہ اہل سنت مختلف رہے ہیں جس کا بیان ابوہریرہؓ نے عنقریب واضح ہو گا ان میں مثبت و ثنائی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہو سکتا جبکہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان

رکھتا ہو اور ان پانچ کا انکار اُس مرض قلب کی بنا پر نہ ہو جو وہابیہ قائلہم اللہ تعالیٰ کے نجس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سے جلتے اور جہاں تک بنے تنقیص و کمی کی راہ چلتے ہیں فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً ولاہل السنۃ من اللہ احمد رضا امین! (ان کے دلوں میں بیماری ہے ان کی بیماری اور بڑھ گئی اور اہل سنت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین رضا ہو، آمین! - ت)

وہابیہ کی مکاریاں

اب وہابیہ کی مکاریاں دیکھتے،

اولاً جب انہیں معلوم ہوا کہ سرکار اعظم مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ کو با اتباع اہل ظاہر بعض مسائل قسم سوم میں خلاف ہے، خبثت کا اپنا خلاف تو مسائل قسم اول میں تھا انکار ضروری است دین تو بین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خود انہیں مفتی شافعیہ و جملہ مفتیان کرام ہر دو حرم محترم کے روشن فتوؤں سے کافر متدستی لعنت بد ٹھہر چکے تھے جھٹ سب سے ہکی قسم سوم میں خلاف لاڈالا۔ دو فائدے سوچ کر ایک یہ کہ جب مسئلہ خود اہلسنت کا خلافیہ ہے تو ادھر بھی عبارات علماء مل جائیں گی ناواقفوں کے سامنے غل مچانے کی گنجائش تو ہوگی دوسرے سب سے بڑا اہل یہ کہ مفتی صاحب سے کوئی تحریر ہاتھ آ سکے گی جسے بزور زبان و زور بہتان حسام الحرمین کا معاوضہ ٹھہرا سکیں اور گلے پھاڑ کر چنیا شروع کیا کہ علم غیب میں مناظرہ کر لو۔ بیسے کی پھوٹوں سے کہتے کہ مسائل قسم اول تو اصل الاصول مسائل علم غیب ہیں، خبیثو! تم اُن کے منکر ہو کر باجماع علمائے عربین شریفین کافر ٹھہر چکے ہو، انہیں چھوڑ کر سب سے ہکے مسائل قسم سوم کی طرف کہاں رہے جاتے ہو جو خود ہم اہلسنت کے خلافیہ ہیں، پہلے مسلمان تو ہو لو پھر کسی فرعی مسئلہ کو چھیڑو، اسکی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون معاذ اللہ اللہ عز وجل کے لئے ہمارے ہی سے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، گوشت پوست، استخوان سے مرکب مانے۔ اور جب اہل اسلام اس کی تکفیر کریں تو بید و عین میں مسئلہ خلافیہ تاویل و تفویض میں بحث کی اڑ لے، اس سے یہی کہا جائے گا کہ ابلیس کے مسخرے تو تو صراحتاً اُس قدوس متعالیٰ عز جلالہ کو اپنا سا جسم مان کر کافر ہو چکا ہے تجھ سے اور اس مسئلہ خلافیہ اہلسنت سے کیا علاقہ۔ دجال کے گدھے پہلے آدمی تو بن مسلمان تو ہو۔ پھر تفویض و تاویل پوچھیو۔ مسلمانو! ان خبثت کے علم غیب رٹنے کا یہ حاصل ہے قعسا لہم و افضل

اعمالہم (ان پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال برباد کر دیے۔ ت)۔

ثانیاً پیش خویش یہ منصوبے گانٹھ کر ایک مقہور محضوم آثم ماثوم زنگی کافور موسوم کو (کہ مکہ معظمہ میں بعون اللہ تعالیٰ خائب و خاسر و ذلیل و محضوم ہو چکا تھا یہاں تک کہ علمائے کرام حرم شریف نے اس کا نام ہی بدل کر محضوم رکھ دیا تھا) متعین کیا کہ مکہ معظمہ میں تو چھل بیچ نہ چلا مجتہد دین و ملت کے انوار مسلم نے حرم شریف کے کوچے کو جگہ لگا دیا ہے یہاں کے علمائے کرام بعون الملک العلام فریب میں نہ آئیں گے سرکارِ عظمیٰ مدینہ طیبہ میں ہنوز الدولۃ المکیۃ یا المادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ) کا آفتاب طالع نہیں ہوا اور مفتی شافعیہ کو خمس میں اشتباہ ہے ہی وہاں جیل کھیلیں۔ محضوم ماثوم ہے ذی ہوش سمجھا کہ اس قدر سے اپنے جگر می چھیتوں کفر و ارتداد کی مصیبت بیتوں کے اندرونی گھرے زخم جانکاہ کا کیا مرہم ہو گا کہ مسئلہ خود اہلسنت کا خلا فیہ ہے بڑھ سے بڑھ اتنا ہو گا کہ مفتی صاحب اپنا قول مختار لکھ دیں اور دوسرے قول کو خلاف تحقیق بتائیں، یہ تو ائمہ و علماء میں صحابہ کرام کے وقت سے آج تک برابر ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا اس سے کیا کام چلے گا، لہذا اس میں یہ نمک مرچ ملائے گئے کہ اعلمحضرت مجدد دین و ملت نے اپنے رسالہ میں علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سوا علوم ذات و صفات الہی کے جملہ معلومات الہیہ غیر متناہیہ بالفعل کو تفصیل تام محیط ٹھہرایا اور اس احاطہ میں علم الہی و علم نبوی میں صرف قدم و حدوث کا فرق بتایا ہے مفتر لویں پر کمال قہر الہی کا ثمرہ یہ کہ یہ من گھڑت باتیں رسالہ اعلمحضرت کی طرف نسبت کیں جس میں صراحتاً ان ابا طیل کا روشن رد ہے جس کا ذکر بعونہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے رسالے میں اگر ان باتوں کی نسبت ہاں نہ، کچھ نہ ہوتا تو ان کا اس کی طرف منسوب کرنا سخت خبیث افتراء تھا نہ کہ رسالے میں بتصریح نام روشن و واضح طور پر جن باتوں کا رد ہوا انہیں کو اس کی طرف نسبت کر دیا جائے اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون کچھ قرآن عظیم میں عیسے مسیح کو خدا لکھا ہے ان اللہ هو المسیح ابن مریہ۔ (بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ ت) اس سے یہی کہا جائے گا کہ او ملعون مجنون ابلیس کے مفسون سوچو کہ قرآن عظیم میں ایسا فرمایا ہے یا اس کا رد ارشاد ہوا ہے کہ:

عہ ماثوم مجرم سزا یافتہ کہ خدائے کیفر کدارش بنارش نہاد ۱۲۔

لہ القرآن الکریم ۵/۱۷

27

27

لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح
ابن مريم قل فمن يملك من الله شيئا
ان امراد ان يهلك المسيح ابن مريم و
امه ومن في الارض جميعا
بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں
تم فرمادو کہ کسی کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح
ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو فناء
کر دینا چاہے۔

اعلم حضرت نے یہ مبارک رسالہ متکرمہ معظمت میں تصنیف فرمایا اکابر علمائے مکتبہ نے خواہشیں کر کے اسکی
نقلیں لیں اس رسالہ کی قسم اول جناب مفتی برزنجی صاحب نے پڑھا کر سنی عاشق اللہ ہزار ہزار بار عاشق
اللہ زہار معقول و مقبول نہیں کہ معاذ اللہ خود حضرت ممدوح ایسے اجنبی انجس افراتے ملعون تراشیں یا
ان کا تراشنا روا رکھیں بلکہ ضرور ضرور ان دل کے اندھوں نے اس مقدس مفتی کی ظاہری نابینائی سے فائدہ
اٹھایا اور کوئی نہ کوئی کارروائی دھوکے فریب یا تحریف تصحیف کی عمل میں لائی گئی۔ انما یفتروا الکذب
الذین لا یؤمنون (افترار وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ ت) اپنے پرانوں المر جفون
فی المدینة (مدینہ میں جھوٹ اڑانے والوں۔ ت) کا ترکہ پایا وسیعلم الذین ظلموا اے
منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)۔

ثالثاً جنہا نے کھایا بھی اور کال بھی نہ کٹا۔ مفتی صاحب نے ان اقرائی اقوال پر بھی اتنا ہی
حکم دیا کہ غلط اور تفسیر قرآن پر بے دلیل جرات ہے اشتیاق کے طائفہ بھر کی چھاتیاں پھٹ گئیں کہ ٹٹے ہائے
رسول کے شہر میں خدا کا تہر سر پر اوڑھا اور کچھ کام نہ چلا۔ اب رامپور، بریلی، دیوبند، تھانہ بھون، انبٹھ،
گنگوہ، دہلی، پنجاب وغیرہا کے سب پنج عیب جو ہر اکر کیٹیاں ہوئیں اور رائے پاس ہولی کراہیسی مسخرو!
تم اور عنہم کرو۔ ارے افترار کی مشین تو تمہارے گھر چل رہی ہے، مجدہ ملت پر افترار جوڑے تھے
حضرت مفتی صاحب پر جوڑتے ہوئے کیوں مرے جاتے ہو بنابرآں پہلے افترار میں وہ جو علوم ذات و
صفات الہی کا استثناء رکھا تھا اب اپنے ہی چھپے ہوئے رسالے غایۃ المامول سے اُسے بھی اڑا دیا
جناب منور علی رامپوری اینڈ کو جو اس رسالہ غایۃ المامول کے لانے والے چھاپنے والے ہیں مسلمان
سب سے پہلے انھیں کی دن دہاڑے چوری اور سرزوری ملاحظہ فرمائیں۔ رسالے کے صفحہ ۲ پر مفتی صاحب

۱۴/۵ القرآن الکریم

۱۰۵/۱۶ " ۵

۶۰/۳۳ " ۵

۲۲۴/۲۶ " ۵

کی طرف منسوب عبارت تو یہ چھاپی،

ذهب فیہا ای صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علمہ محیط بكل شیء حتی المغیبات
الجنس وانہ لا یستثنیٰ من ذلک الا العلم
المتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاته۔

اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا علم ہر شے کو محیط ہے حتیٰ کہ مغیباتِ غیب
کو بھی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات
سے متعلق علم کے سوا کسی علم کو اس سے مستثنیٰ
نہیں کرتا۔ (ت)

جس میں علم متعلق بذات الہی و صفات الہی کا صریح استثناء موجود ہے اور اس عبارت کے منکر
خلاصہ کا ترجمہ آخر کتاب میں یوں چھاپا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بھی ایسا ہی محیط ہے جیسے
اللہ تعالیٰ کا اور آپ کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی فرق نہیں سوائے حدوث و قدم کے۔“
ملاحظہ ہو کہ وہ علم ذات و صفات کا استثناء ایک لخت ارٹ گیا۔ اور بلا استثناء جمیع معلومات الہیہ کو
علم نبوی محیط ماننے کا بہتان جرد کیا۔ یہی بد دین لوگ اکثر افسرانِ گانٹھا کرتے ہیں اس کا کچھ گلہ نہیں مگر
☆ چرولا اور است دزدے کہ کف چراغ دارد

(چور کتنا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ رکھتا ہے۔ ت)

کاساں اور ہی مزہ رکھتا ہے۔ جس کتاب میں تحریف کریں اسی کے ساتھ اسی کی پشت پر چھاپ
ویں اور پھر سب بازار مسلمانوں کو آنکھیں دکھائیں۔ تفت تفت تفت سے کیا ہوتا ہے جب
خدا کی لعنت ہی کا خوف نہیں پھرا۔ پھر اس چالبازی کی کیا شکایت کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت
تو یہ منسوب کی العلنی علی مرسالہ ذہب فیہا، جس کا صاف مفاد یہ کہ یہ مضمون اس
رسالہ کا ہے حالانکہ رسالہ میں اس کا صاف رد لکھا ہے، اور باطنی طائفہ نجدیت کے امام
معصوم سفلی آسمان کذب و افتراء کے بدرمنور اس کا ترجمہ یوں گانٹھتے ہیں، اپنے دوسرے رسالہ
علم غیب کی مجھ کو خبر دی اور اس کا یہ مدعا بیان کیا یعنی یہ مدعا زبانی بیان میں تھا نہ کہ رسالہ میں

”تاکہ کوئی رسالہ کا تپا نہ دے کو جھوٹ بکنے والا لوٹ دے کہ مفتر یو رسالہ میں یہ قول لکھا ہے یا
اس کا رد کیا ہے۔ پھر اس ننھی سی کتر بیونت کا کیا گلہ کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی
فلما ال جہدافی بیان ان الایۃ المذکورۃ لا تدل علی مدعاہ دلالة قطعیت

عہ اسماعیل دہلوی کی صراطِ مستقیم میں

جس کا صاف ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اپنی چلتی اس بیان میں کمی نہ کی کہ آیت اُن کے دعویٰ پر ایسی دلالت نہیں کرتی جو یقینی قطعی ہو۔ اب قصروہایت کے منور محل کا چمکتا ترجمہ سنئے۔ آیت مذکورہ تمھارے دعویٰ کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کہاں نفی یقین کہ یقینی طور پر اثبات نہیں اور کہاں استحار کی دلیل ہو ہی نہیں سکتی۔ دوسط کے ترجمہ میں یہ ڈھٹائیاں اور واں گھائیاں یہ دلربائیاں اور پھر دین و دیانت کا دعویٰ برقرار اصرار چوں وضوئے محکم بی بی تمیز (بی بی تمیز کے محکم مضبوط وضو کی طرح - ت)

پھر یہ شرمیلی جھانولی تو خاص انعام دینے کے قابل کہ اسی صفحہ ۲ عبارت مفتی صاحب میں قادیانی، پھر طائفہ امیر یہ امیر حسن سہسوانی، پھر طائفہ ندیر یہ ندیر حسین دہلوی، پھر طائفہ قاسمیر قاسم نافوتوی، پھر رشید احمد گنگوہی، پھر اشرف علی تھانوی، یہ سارے کے سارے نام بنام مذکور تھے اور ان سب پر جبکہ وہ اقوال ان کے ہوں احکام کفر و ضلال مسطور تھے، تن وہابیت کی منور جان جو سرمائی نظروں سے اس کے ترجمہ پر آئیں تولیوں جھلک دے کر الوپ ہو جائیں کہ ہندوستان میں کچھ لوگ گمراہ اور اہل کفر ہیں جو ایسا ایسا کہتے ہیں منجملہ ان کے غلام احمد قادیانی وغیرہ وغیرہ۔ ملاحظہ ہو اپنے پانچوں کو کیا وغیرہ وغیرہ کے پر دے میں بٹھایا، وغیرہ کی خاک ڈال کر بتی کی طرح چھپایا ہے غرض یہ

عیار ہو مکار ہو جو آج ہو تم ہو

بندے ہو مگر خوف خدا نہیں رکھتے

ارے بیباک! کیا کہنا ہے تیری اسس وغیرہ کا

یہی پردہ ہے سارے ایرغیر انٹھو خیرا کا

بریلی کے وہابیہ بھی انھیں حضرت کی چال پر پھول کو اپنی بتیاں والی تحریر سر بازار تشہیر کرا بیٹھے۔ مسلمانوں نے پانسو روپے انعام کا اشتہار دیا اگر ایک ہفتہ میں اپنے افتراؤں کا ثبوت دے دیں۔ میعاد گزری اور اس سے دو چند زمانہ گزارا اور پھر سہ چند تک ثبوت پہنچی مگر کسی مغتری کذاب کے لب نہ کھلے فہمت الذی کفر، واللہ لایہدی القوم الظالمین تو ہوش اڑ گئے کافر کے، اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو۔ (ت)۔ سب سے روز بعد بعض بے حیا پردہ نشینوں نے کسی اپنے سعید کی فرضی آرٹ سے دیوبندی کمیشنوں کا نتیجہ چھاپا۔ پہلے دو اندھیر تھے تو اس میں افترا بر افترا، افترا بر افترا کے ڈھیر تھے اور واقعی کوئی

ملعون طائفہ اپنے لعنتی اقراؤں کا ثبوت کہاں سے لائے سوا اس کے کہ لعنتوں پر لعنت، غضبوں پر غضب اور ٹرے۔ اس پر مسلمانوں نے العذاب البلیس علی انجس حلائل ابلیس ان پر نازل کیا اور تین ہزار روپے کا اعلان دیا اور ان کی مہلت تین ہفتے کر دی اور برسم شہادت ان کے الفاظ کی ٹوکری درجہنگی وغیرہ سب کے ظاہر پر تھانوی صاحب کے سر و ہر دی، اگرچہ برسوں کا تجربہ شاہد ہے کہ وہ نین توڑے دیکھ کر بھی لب نہ کھولیں گے، ان کی فہرہ دہن جب ٹوٹے کہ کچھ گنجائش سوچے خیر ایک تدبیر تو کفر پارٹی کی یہ تھی۔ دوسری تدبیر لعنت تحیر اشد ملعون کی بولتی تصویر فلک شیطن کی بد مزہ ابلیس لعین کی بڑی ہمشیر اللہ و رسول پر حملہ کے لئے کفر پارٹی کی شنگی شمشیر یعنی رسالہ ملعون و شقی ظلماً مسخے سیف النقی۔ اس خبیثہ ملعونہ رسالہ نے وہ طرز اختیار کی کہ وہاں یہ خذلہم اللہ تعالیٰ پر سے ۳۵ برس کا قرضہ ایک دم میں اُتر وادے۔ آستانہ علویہ رضویہ سے پینتیس سال کامل ہوئے کہ وہاں کا رد اشاعت پارہا ہے اور آج تک بفضل وہاب جل و علا جواب رہا ہے کسی گنگوہی، نانوتوی، انبھی، تھانوی، دیوبندی، دہلوی، امرتسری کو تاب نہ ہوئی کہ ایک حرف کا جواب لکھیں اور جب مطالبہ جواب کتب کا نام آیا ہے، مشکلمین طائفہ نے جو مناظرہ رٹ رہے ہیں وہ وہ چک پھیریاں لیں وہ وہ اڑان گھاٹیاں دکھائیں جن کا بیان رسالہ الاستمتاع بذوات القناع سے ظاہر شریفہ ظریفہ رشیدہ رسیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادبار پر وضیق کو ایسی فراخی حوصلہ کی لئے سکھائی ہے کہ چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے خصموں کی ایک ایک کتاب کا جواب لکھ دیں، اور وہ بھی بے مثل و لا جواب لکھ دیں یعنی خصم کا جو قول چاہیں نقل کریں اور اس کے مخالف جتنی عبارات چاہیں خصم کے آباء و اجداد و مشائخ کی طرف سے گھڑ لیں اور ان کی تصانیف کے نام بھی تراش لیں، ان کے مطبع بھی اپنے اقراؤں کے سانچے میں ڈھال لیں اور سر بازار بکمال حیا آنکھیں دکھانے کو ہو جائیں کہ تم تو کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں، تمہارے جد امجد کا فلاں کتاب میں یہ ارشاد ہے، فلاں مشائخ کو ام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرما گئے ہیں، ان کتابوں کے یہ یہ نام ہیں، فلاں فلاں مطبع میں چھپی، ان کے فلاں فلاں صفحہ پر یہ عبارات ہیں، کہتے اس سے بڑھ کر پکا اور کامل ثبوت اور کیا ہوگا، اور بعنایت الہی حقیقت دیکھتے تو ان کتابوں کا اصلاً کہیں روئے زمین پر نام و نشان نہیں، نری من گھڑت خیالی تراشیدہ خواہاں پریشان جن کی تعبیر فقط اتنی کہ لعنة الله علی

عہ یہی واقع ہوا دسٹل برس سے زیادہ گزرے تھانوی صاحب خاموش باختر ہوش۔

الکذیبین (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت - ت) مثلاً،

(۱) صفحہ ۳ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین علیحضرت کے والد ماجد اقدس حضرت مولانا مولوی محمد تقی علی خاں قدس سرہ العزیز کے نام سے گھڑی اور بکمال بیچائی کہہ دیا کہ مطبوعہ صبح صادق سیٹاپور صفحہ ۱۵۔

(۲) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام ہدایۃ الاسلام علیحضرت کے جد امجد حضور پر نور سیدنا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے تراشی اور بکمال ملعونی کہہ دیا کہ مطبوعہ صبح صادق سیٹاپور صفحہ ۳۰۔

(۳) صفحہ ۱ اور صفحہ ۲۰ پر ہدایۃ البریہ مطبوعہ صبح صادق کے علاوہ ایک ہدایۃ البریہ مطبوعہ لاہور علیحضرت کے والد روح اللہ روحہ کے نام سے گھڑی اور اپنی تراشیدہ عبارتیں اس کی طرف منسوب کر دیں کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں، صفحہ ۴۱ میں فرماتے ہیں اور سب محض بناوٹ۔

(۴) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام خزینۃ الاولیاء حضور اقدس اور حضرت سیدنا شاہ حمزہ ماریہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام اقدس سے گھڑی اور بکمال شقاوت کہہ دیا کہ مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵۔

(۵) صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین علیحضرت کے جد امجد نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے نام سے گھڑی اور بکمال شیطنت کہہ دیا مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۲۔

(۶) صفحہ ۲۱ پر حضرت اقدس حضور سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات دل سے گھڑے اور بکمال ابلیت کہہ دیا کہ مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۱ اور خبیثہ شقیہ نے جو عبارت جی سے گھڑی وہ ہوتی تو مکتوب ہوتی نہ کہ ملفوظ اور اس کے اخیر میں دستخط بھی گھڑ لئے کتبہ شاہ حمزہ ماریہروی عفی عنہ اللہ کی مہر کا اثر کہ اندھی خبیثہ کو ملفوظ و مکتوب کا فرق تک معلوم نہیں اور دل سے گھڑنت کو آندھی۔ ص

عیب بھی کرنے کو ہنس چاہئے

ص قدم فسق پیشتر بہتر

(۷) خبیثہ ملعونہ نے صفحہ ۴ پر ایک کتاب بنام مرآۃ الحقیقۃ حضور انور و اکرم غوث دو عالم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مہرہ نور سے گھڑی اور بکمال بے ایمانی کہہ دیا کہ
مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۔

(۸) صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد عطر اللہ مرقدہ کی مہر مبارک بھی دل سے گھڑ لی، اور اس کی یہ
صورت بنائی،

نقی علی حنفی سنی ۱۳۰۱

حالانکہ حضرت والا کی مہر اقدس یہ تھی جو بکثرت کتب پر طبع ہوئی ہے،

۱۲۶۹
مولوی رضا علی
محمد نقی علی خاں ولد

(۹) حضرت اعلیٰ قدس سرہ کی وفات شریف، ۱۲۹ھ میں واقع ہوئی جبکہ نے مہر کائنات ۱۳۰۱ھ
یعنی وصال شریف کے چار برس بعد مہر کندہ ہوئی۔ سچ ہے جب لعنت الہی کا استحقاق آتا
ہے۔ آنکھ، کان، دل سب پٹ ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) تقویت الایمان بر سے اعتراضات بزور زبان اٹھانے کو صفحہ ۲۸ پر ایک تقویت الایمان
مطبوعہ مصطفائی گڑھی، اور اس سے وہ عبارتیں نقل کر دیں جس کا دنیا بھر کی کسی تقویت الایمان
میں نشان نہیں۔

جب حالت یہ ہے تو اپنی طرف کی فرضی خیالی تصانیف گھڑ دینے کی کیا شکایت۔ محمد نقی حمیری جو
کوئی شخص اس کا مصنف ٹھہرایا ہے، غالباً یہ بھی خیالی گھڑایا کم از کم اسم فرضی ہے۔ ایک بزرگوار نے
پہلے ایک اسی رنگ کا رسالہ حمایت اعلیٰ حضرت میں لکھ کر یہاں چھاپنے کو بھیجا تھا جس میں مخالفان
حضرت والا کے کلام ایسے ہی فرضی نقل کئے تھے۔ الحمد للہ اہل سنت ایسی ملعون باتیں کب
پسند کریں، یہاں سے دھتکار دیا تو مخالف ہو کر دامن دہائیوں کا پکڑا اور ان کو یہ رسالہ سیف النقی
بھیجا۔ جھوٹے معبود کے پجاری تو ایسوں کے مجھو کے ہی تھے باسم المعبود الکذاب اللہیم
کہہ کر قبول کر لیا اور اعلان چھاپا کہ بندہ کی معرفت یہ رسالہ اشرف علی وغیرہ بزرگان کی جملہ
تصانیف مل سکتی ہیں۔ راقم اصغر حسین مدرسہ دیوبند۔

مسلمان اپنی ہی عادت پر قیاس کرتا ہے، گمان تھا کہ وہ حضرات یحیٰ سے بے حیا ہوں،

پھر بھی ایسی ہی سخت سے سخت ناپاک تر خبیث گندی گھاؤ فی ابلیسی ملعون تحریر کا نام لیتے کچھ تو شرمائیں گے جس کی کمال بیجا تیوں ڈھائیوں کی نظیر جہان بھر میں کہیں نہ پائیں گے۔ مگر واضح ہوا کہ وہاں بغضب الہی ایک حمام میں سب ننگے ہیں، مدرسہ دیوبند سے اس کی اشاعت تو دیکھ ہی چکے، اب درہنگی صاحب کی حیا ملاحظہ ہو۔ ۱۴ ربیع الآخر شریف کو جناب تھانوی صاحب سے رجسٹری شدہ نوٹس میں استفسار فرمایا تھا کہ کیا آپ مناظرہ کو آمادہ ہوئے ہیں۔ کیا آپ نے درہنگی صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا ہے۔ آج سوا مہینہ گزرا تھانوی صاحب کو تو حسب عادت جو سونگہ جاتا تھا سونگہ گیا یا دماغ شریف سونگہ کی ناس سے اُونگتا ہی رہتا ہے اور بھی اُونگہ گیا، مگر ۲۰ ربیع الآخر شریف کو درہنگی جی اُچھلے اور اپنی ہی خصلت نسبت کے موافق بہت کچھ کلمات ناپاک اور غلیظ اپنے دہن شریف سے اُگلے۔ اور ایک دو ورق اپنے نصیبوں کی طرح سیاہ فرمایا جس کا حاصل صرف اس قدر کہ ہاں ہم تھانوی صاحب کے وکیل ہیں۔ کیا ہم نہیں کہتے کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہم نے معززوں کے سامنے کہہ دیا ہے کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہاں ہاں لے لو، خدا کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں تھانوی جی سے کیوں پوچھو کہ تم نے وکیل کیا یا نہیں، ہم جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اچھا تھانوی جی نہیں بولتے کہ ہم ان کے وکیل ہیں، تو ان کے نہ بولنے سے کیا یہ مٹ جائے گا کہ ہم تھانوی کے بول ہیں، ہم خود تو بول رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں تو لگنگوی کی آنکھوں کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ مسلمانو! خدا را انصاف یہ صورتیں مناظرہ کرنے کی ہیں۔ اللہ و رسول (جل و علا، وصلى الله تعالى عليه وسلم) کی جیسی عزت ان کی نگاہوں میں ہے طشت ازبام ہے اسی پر تو عرب و عجم میں حل و حرم میں ان پر لعنتوں کا لام ہے۔ ہاں بعض دنیاوی عزتوں کا بھاری بوجھ پڑا کہ دفع الوقعی کو درہنگی صاحب مغالطہ دہی کے لئے اپنے منہ آپ جناب تھانوی صاحب کے وکیل بن بیٹھے۔ اول روز سے تھانوی صاحب پر تمام رسائل و اعلانات میں یہی تقاضا سوار تھا کہ خود مناظرہ میں آتے ہول کھاتے ہو، کھاؤ، اپنے مہر و دستخط سے کسی کو وکیل بناؤ، بارے اب خدا خدا کر کے وکالت کی پھنک سنی تو اس کی تحقیقات حرام ہے۔ خود ساختہ وکیل صاحب کا جبروتی حکم ہے کہ جناب تھانوی صاحب کی مہر کیسی دستخط کہاں کے۔ ان سے پوچھنا ہی بے ضابطہ ہے۔ ہم خود ہی جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے۔ تھانوی کو رجسٹری شدہ نوٹس پہنچا جس میں وکیل کرنے نہ کرنے کو ان سے پوچھا وہ نہ بولے، لاکھ نہ بولیں، ان کے نہ بولنے سے کیا ہوا، بس اتنا ہی نہ کہ یہ سمجھا گیا کہ انھوں نے ہم درہنگی صاحب کو وکیل ہرگز نہ کیا۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہے ہم خود جو فرما رہے ہیں کہ ہاں ہم کو تھانوی جی نے وکیل کیا ہے۔ اس ہماری

ہاں کے آگے تھانوی جی کے نائے فوئے یا ہائے ہوئے یا ٹال مٹول یا اول قول یا قول فعل کسی حرکت کا
اصلاً اعتبار ہی کیا ہے، آپ نے نہیں سنا کہ عذر
گھر سے آیا ہے معتبر نائی

مسلمانوں! نہ فقط مسلمانوں، جہان بھر کے ذرا سی بھی عقل و تمیز رکھنے والو! کبھی اس مزہ کی
وکالت کہیں سنی ہے، گویا اس پر انہ سالی میں دیوبندیوں نے گھر گھر کر دو گز اٹیا کیا سر پر لپیٹ دی۔
گورنمنٹ گنگوہیت نے درجہنگی صاحب کے بیسٹری کا بلا لگا دیا کہ موکل کے انکار اقرار کی کچھ حاجت
نہیں فقط ان کا فرمانا کافی ہے، یا وہ تمام دیوبندیوں خواہ خواص تھانوی صاحب کے گھر کی عام مختاری کا
ڈپلومہ اُن کے پرو دینا تھا جس کے بعد توکیل کی نسبت دریافت کرنا ہی بے ضابطگی ہے۔

مسلمانو! کیا وکالت یونہی ثابت ہوتی ہے، کیا اس سے درجہنگی صاحب کی محض جھوٹی وکالت
کا ہوائی بولا نہ چھوٹ گیا۔ جناب تھانوی صاحب نے دبی زبان بھی اتنی ہانک نہ دی کہ میں نے توکیل
تو کیا ہے کیا ایسے ہی منہ مناظرہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ اللہ اللہ جناب تھانوی صاحب کی یہ گریز فرار،
یہ ہول، یہ خوف، یہ صموت اور اس پر اذتاب کی یہ حالتیں، اور پھر مناظرہ کا نام بدنام، ارے نامزدی
تو خدا نے دی ہے۔ مار مار تو کئے جاؤ اذلی ذلت نصیبو انھیں حالتوں پر عظمائے اسلام کو لکھتے ہو
کہ خدا نے جو ذلت اور رسوائی آخری عمر میں آپ کی گردن کا طوق بنا دیا ہے کیا ان ناپاک چالوں اور
بے شرمی کے حیلوں سے ٹال سکتے ہیں۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنة (ان پر مقرر کر دی گئی
خواری اور ناداری۔ ت) کے مصداق ہو کر عزت کی طلب فضول اور عبث ہے۔

ارے منافقو! تمہارے اگلے تو اس سے بھی بڑھ کر کہہ گئے تھے کہ،
لئن راجعنا فی المدینۃ لیخرجن
وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت
ذلۃ والا ہے (ت)
اگر ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے
الاعتراف منها الاذل۔

اس پر قرآن عظیم نے کیا جواب دیا:
وللہ العزۃ ولرسولہ وللؤمنین و
لکن المنافقین لا یعلمون۔
عزت تو اللہ ورسول اور مسلمانوں کے لئے ہے
مگر منافقین کو خبر نہیں۔

وہ ملائم ہمیشہ الہی عزت کو ذلت ہی تعبیر کرتے یا اندھے ابلیس کی اندھی نسلوں کو عزت کی ذلت نہیں سمجھتی، اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا،

قَاتِلْهُمْ اللَّهُ أَفَى يَوْفَكُونُ ۝۱۵ خدا انھیں مارے کہاں اونڈھے جاتے ہیں۔

یہی ترکہ اگر آپ نے پایا کیا جائے شکایت ہے۔ واقعی جن کو اللہ عز وجل اونڈھا کے انکی اونڈھی اونڈھی ممت میں اس سے بڑھ کر ناپاک چال اور بے شرمی کا حیلہ کیا ہے کہ زبرد سے پوچھا جائے عرو جو اپنے آپ کو تیراکیل بتاتا ہے کیا تو نے اسے وکیل کیا ہے اور کمال پاک چال اور بڑی شرمیلی حیلہ گری کیا ہے یہ کہ ۳۵ سال ضربیں کھا کر بعض دنیاوی رئیسوں کے دباؤ سے جب دم پر بنے تو ایک بے معنی خود وکیل بنے۔ جب فرضی موکل صاحب سے تصدیق طلب ہو کر کیا آپ نے اسے وکیل کیا تو پھر یا منظر العجائب جواب مع عجیب غائب بس اور تو کیا کہوں اور اس سے بہتر کہہ بھی کیا سکوں جو قرآن عظیم فسر ماچکا کہ،

قَاتِلْهُمْ اللَّهُ أَفَى يَوْفَكُونُ ۝۱۵ خدا انھیں مارے کہاں اونڈھے جاتے ہیں (دستا خیر، یہ تو مناظرہ دہلی کا خاتمہ تھا جو تھانوی صاحب کی کمال دہشت خواری بے تکان فراری یا در بھنگی بولوں میں اُن کی آخری عسر کی سخت ذلت و خواری پر ہوا۔ اور ہونا ہی چاہئے تھا کہ مستدان پاک فرما چکا تھا،

اِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝۱۶ بیشک اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا (اور صاف ارشاد کر دیا تھا،

قَاتِلْهُمْ اللَّهُ أَفَى يَوْفَكُونُ ۝۱۵ خدا انھیں مارے کہاں اونڈھے جاتے ہیں (ت) یہاں کہنا یہ ہے کہ رسالہ ملعونہ خبیثہ مذکورہ کے کو تک آپ ملاحظہ فرما چکے اور عا شاہ اس کے چہارم کو تک بھی نہیں۔ خیال تھا کہ دیوبندی مدرسہ سے اگرچہ اس کی اشاعت کا اعلان ہے، مگر کوئی دیوبندی ملانا ایسی ناپاک ملعونہ کو اپنی کتے کچھ تولے جائے گا۔ لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ اب یہی در بھنگی صاحب، نہیں نہیں بلکہ کچھ دنوں کے لئے ان کے منہ میں تھا تو ی صاحب، ہاں ہاں یہی سارے کے سارے دیوبندیوں کے مشککش، مناظر، بیرسٹر، پلیڈر، حاوی جملہ اصول و نظائر اپنے اُسی خواری نامہ ۳۰ ربیع الآخر میں فرماتے ہیں، تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھنی ہے۔ سیف النقی اور

۱۵ القرآن الکریم ۳۰/۹
۱۶ ۳۰/۹

۱۵ القرآن الکریم ۳۰/۹
۱۶ ۶/۶۳

دین کا دھنکا تو طبع ہو چکا ہے ملاحظہ سے گزرا ہوگا الشہاب الثاقب اور رجوم بھی طبع ہونے والا ہے وہ دیکھئے کس فخر کے ساتھ اس ملعونہ کا نام لیا ہے۔ اللہ اللہ مسلمانوں نہ صرف مسلمانوں، دنیا بھر کے عاقلوں سے پوچھ دیکھو کہ کبھی کبھی سبھی یا پاک گھناؤنی سے گھناؤنی، بیباک سے بیباک، پاچی، کمینی، گندی قوم نے اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں۔ آنکھیں میچ کر گندامند پھاڑ کر ان پر فخر کئے۔ انھیں سر بازار شائع کیا اور ان پر افتخار ہی نہیں بلکہ سُستے ہیں کہ ان میں کوئی نئی ٹوٹی، چادار، شرمیلی، بانگی، نکیل، میٹھی، رسیلی، اچیل، ابیلی، چنچل، ائیلی، اجدھیا باشی آنکھ یہ تان لیتی اُچی ہے طر ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہساں کی گھونٹ گھٹ

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا غمزہ تراشا اور اس کا نام شہاب ثاقب رکھا ہے کہ خود اسی کے شیطان بھائی پر شہاب ثاقب ہے اس میں وہ جیا پریدہ گیسو پریدہ افتخار سے استناد، استناد سے اعتماد تک بڑھی ہے کہیں تو اسی ملعونہ بظلم مسلمات سیف النقی کا آنچل پکڑ کے سند لاتی اور اس کا بھی سہارا چھوڑ خود اپنی طرف سے وہی بے سُری گائی وہ تازہ غمزہ پاروں تک پہنچا تو ان شاء اللہ العزیز اس کی جُدا خبر لی جائیگی۔ مسلمانو! بلکہ ہر مذہب کے عاقلو! کیا ایسوں سے کسی مخاطبہ کا محل رہ گیا کیا ان کا عجز لاکھ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا۔ بد نصیبوں میں کچھ بھی سکت ہوتی تو ایسی ناپاک حرکت جس کی نظیر آریوں، پارویوں، ہندوؤں، بُت پرستوں کسی میں نہ ملے ہرگز اختیار نہ کی جاتی۔

ارے دم ہے کسی تھانوی، درہنگی، سرہنگی، سرہنگی، انہمی، دیوبندی، نانوتوی، لنگوہی، امرتسری، دہلوی، جنگلی کوہی میں کہ اُن من گھڑت کتابوں، اُن کے صفحوں، اُن کی عبارتوں کا ثبوت دے اور نہ دے سکے تو کسی علمی بحث یا انسانی بات میں کسی عاقل کے لگنے کے قابل اپنا منہ بنا سکے نہ اسی کو بکت یہ لپکا کہ کوئی منہ لگے تیرے

جو تجھ سے بڑھ کے گندا ہو وہ پاچی منہ لگے تیرے

بھلا یہ تو اصغر حسین جی دیوبندی و مرتضیٰ حسن جی درہنگی و حسین احمد جی اجدھیا باشی کے تانگے تھے خود پرانے جہان دیدہ گرم و سرد چشیدہ عالیجناب تھانوی صاحب کا چرخہ ملاحظہ ہو۔

ارے بے دم ہے کسی دیوبانی بے دم میں

اسی ذی القعدہ ۱۳۸۷ کی ۲۰ تاریخ کو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نے تھانوی صاحب کا چرخہ "کے نام ایک مفاوضہ عالیہ مستثنیٰ بنام تاریخی ابحاث اخیرہ (۱۳۲۸ھ) امضا فرمایا جس کے تذکارات نمبر ۹ میں ارشاد ہوا: یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کچھ کس گھر سے دیکھے مگر والا جناب! ایسی ایسی صورتوں

میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انہیں لجاتے شرماتے۔ اگر جناب کی طرف سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انہیں شہ دی یہاں تک کہ انہوں نے سیف التقی جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی آدمیہ یا پادری سے بھی بن نہ پڑی۔
پھر استفسارات میں فرمایا:

(۷) آخر آپ بھی اللہ واحد قہار جل و علا کا نام تو لیتے ہیں اُسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائیے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علمائے مناظرین کر رہے ہیں صاف صریح اُن کے عجزِ کامل اور نہایت گندے حملہ بزدل کی دلیل روشن ہیں یا نہیں۔

(۸) جو حضرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلفی اختیار کریں، چھوڑیں، بیچیں، بانٹیں، شائع و آشکار کریں، پیش کریں، حوالہ دیں، افتخار کریں، امر مذکورہ کو ردوار کریں، ترکِ انسداد و انکار کریں کسی غافل کے نزدیک لائقِ خطاب ٹھہر سکتے ہیں یا صاف ظاہر ہو گیا کہ منظرہ آخر ہو گیا۔

(۹) اُسی واحد قہار جل جلالہ کی شہادت سے یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہو رہا ہے اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں آپ کے مشورے آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا و رغبت ہے یا نہیں، نہیں تو آپ کو سکوت اور اس سکوت کا محصل اجازت ہے یا نہیں؟

تھا نوی صاحب حسبِ عادت خاموش و خود فراموش غرض بات وہی ہے کہ ایک حمام میں سب تنگے صر

بیجا باش آنچہ خواہی کن

(بے حیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔ ت)

خیر الیوں کے منہ کہاں تک لگیں اصل بات جس پر اس تمہید کا آغاز تھا عرض کریں کہ اللہ عز و جل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے اُن کا قدم ثباتِ جادہ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریتِ شیطان و سو سے ڈالے تو اس پر اعتماد نہیں کرتے پھر جب امر حق جھٹک دکھاتا ہے معاً ہوشیار ہو جاتے اور اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اس کی تصدیق والا حضرت بالا ورجت معلیٰ برکت حضرت سید حسین حیدریاں صاحب قبلہ حسینی زیدی واسطی مارہری دامت برکاتہم کا واقعہ نفیسہ ہے حضرت والا اجلہ سادات عظام و صاحبزادگان سرکار مارہرہ مطہرہ و تلامذہ اعلیٰ حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا مولوی حافظ حاجی شاہ محمد عبدالقادر صاحب قادری عثمانی یدایونی قدس سرہ الشریف سے ہیں لکھنؤ اپنے بعض اعزہ کے

معالجہ کو تشریف لائے تھے۔ شیاطین غراب خوار دیوبندی کی غزائیں تو ہندوستان میں برساتی حشرات الارض کی طرح پھیلی ہیں حضرت جھوٹی ٹولہ میں فروکش تھے دروازہ کے قریب ایک شب کچھ دیوبندی غزالیوں کا آپس میں یہ ذکر کرتے سنا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے قائل ہو گئے ہیں اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، اور حسبِ عادت افراتفرات ہمت تک رہے تھے حضرت کو بہت ناگوار گزرا، مگر اللہ اکبر اُدھر رب عزوجل کا ارشاد کہ :

اِنَّ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوْا ۝۱۱ جب کوئی فاسق تمہارے پاس کچھ خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لو۔

ادھر حضرت میں دینِ متین کی حرارت، صبح ہی اعلیٰ حضرت مجدد المائۃ المحاضرہ کے نام والا نامہ تحریر فرمایا جس کے ہاشمی تیور یہاں تک تھے کہ بہر نوع مجھ کو اپنی تسکین کی ضرورت ہے اگر آپ سے ممکن ہو تو فرما دیجئے۔ حتیٰ کہ ارشاد فرمایا تھا، اگر اس میرے سرِ لفظ کا جواب شافی آپ نہ دینگے تو یہ عقیدہ علم غیب کا مجھ کو اپنا تبدیل کرنا پڑے گا۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نے فوراً یہ خط جو اس وقت بنام خالص الاعتقاد آپ کے پیش نظر ہے حضرت والا کو رجسٹری بھیجا اور اس کے ساتھ اتباع المصطفیٰ و حسام الحرمین و تمہید ایمان و بطش غیب و ظفر الدین الطیب و غیر با بھی ارسال کئے۔ الحمد للہ کہ اُسی آیتِ کریمہ کا ظہور ہوا کہ تذکرہ و افاذہ مبصوون تقویٰ والوں پر شیطان کچھ وسوسہ ڈالے تو وہ معاً موشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اس خط و رسال کو تمام و کمال تین ہفتہ میں ملاحظہ فرما کر حضرت والا نے یہ دو گرامی نامے اعلیٰ حضرت کو ارسال فرمائے :

نامہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین و نصلى و نسلم علی نبیہ الکریم
حضرت مولانا و بالفضل اولنا و ام ظلمہ و برکاتہم و عمرہم۔

از احقر سید حسین حیدر بعد تسلیم نیاز عرض خدمت عالی اینکه نوازش نامہ عالی عرضدار لایا
عہ اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ لی وہ تو سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے ۱۲۔

معزز فرمایا اور تعالیٰ ذات والا کو بایں تجدید و تاسیس دین متین سلامت رکھے اس صدی کے مجدد اللہ تعالیٰ نے ہمارے سب کے واسطے ذات عالی کو بھیجا ہے رسائل غایت فرمودہ جناب میں نے حرف بحرف پڑھے اور تمام دن انھیں کے مطالعہ میں گزارتا ہے اگرچہ اس مسئلہ میں جو کچھ میں نے وقتاً فوقتاً آپ کی زبان سے سنا تھا اسی حل متین کو مضبوط پکڑے ہوئے تھا اب اس تقریر والا نے تو میرے اس عقیدہ کو ایسا فلا کر دیا ہے کہ جس کا بیان نہیں فتویٰ انباء المصطفیٰ نے بوجہ اپنی طبع کے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ اس تحریر کے بعد مجھ کو حاجت رہی، نسخہ ”تمہید ایمان“ کو دیکھ کر میں اپنی مسرت کا حال کیا عرض کروں علمائے حرمین شریفین نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ مشتے نمونہ خروار ہے اور میرا یہی عقیدہ ہے اخوت اسلامی و رشتہ خاندانی سے قطع نظر کر کے ابتداء سے میرا یہی عقیدہ ہے کہ اب ہندوستان و عرب میں آپ کا مثل نہیں ہے اور یہ امر بلا مبالغہ میرے دل میں راسخ ہو گیا ہے وہ لوگ جن سے اس بات میں مجھ سے گفتگو ہوئی تھی ابھی تک مجھ کو نہیں ملے ہیں اب وہ ملیں تو رسالہ حرمین طبعین دکھاؤں اور جواب لوں میں نے دیوان نعت برادرِ حسن رضا خان صاحب مرحوم کو لکھا مرحوم مجھ سے وعدہ فرما گئے تھے کہ بعد طبع تجھ کو ضرور بھیجوں گا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی آغوش رحمت میں رکھے۔ مورخہ، ربیع الثانی یوم دو شنبہ رسائل مطبوعہ جدید مجھ کو ضرور مع دیوان بھیج دیں آج کل انھیں سے دل بہلتا ہے مگر وہی مطالعہ میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے، زیادہ نیاز فقط، احقر سید حسین حیدر از لکھنؤ جھوٹی ٹولہ، مکان حکیم حسن رضا مرحوم۔

اس مدت میں رسائل کہیں کش پنج پیچ و بارش سنگی و پیکان جاگداز بھی بفضلہ تعالیٰ تیار ہو گئے کہ حسب الحکم مع دیوان نعت شریف مصنف حضرت مولانا مولوی حاجی حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روانہ خدمت حضرت والا کئے گئے ادھر اس مدت میں حضرت والا کو وہ مخالفین بھی مل گئے جن کو یہ الہی تلواریں دکھا کر حضرت نے پسپا کیا، اور یہ دوسرا نامہ نامی احضا فرمایا،

نامہ دوم

حضرت مولانا و بالفضل والمجد اولستامہ ظلم و برکاتہم علی سائر المسلمین۔ بعد تسلیم نیاز آنکہ پولندہ دیوان نعت شریف مع رسائل عطیہ حضور پہنچے اللہ آپ کو زندہ رکھے جن لوگوں سے میری گفتگو ہوئی تھی وہ انھیں مرتضیٰ حسن در بھنگی کے اتباع میں ہیں، بارش سنگی و اشتہارات میں نے سب سنائے

عہ مراد آباد کی طبع دوم کا بہت ناقص چھپا تھا کہ پڑھنے میں دقت تھی ۱۲

اس پر بڑا تعجب ظاہر کیا، میں نے کہا کہ مولانا صاحب نے مناظرہ سے انکار نہ فرمایا، بلکہ ان شرائط پر مباحثہ و مناظرہ تمام طائفہ سے فرمایا، اشتہارات وغیرہ دیکھ کر کہا کہ یہ ان تک پہنچے نہیں ورنہ وہ ایسے نہ تھے کہ رسالہ کا جواب فوری نہ دیتے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو پرانا منہجا ہوا سچ ہے کہ ڈاک ٹٹ گئی۔ اُس پر کہا کہ اب ہم تحریر کرتے ہیں رسالہ کا نام وغیرہ جو جواب آئے گا آپ کو مطلع کریں گے، پھر کہا کہ مولوی صاحب کو لازم نہ تھا کہ علمائے دین کی تکفیر کرتے قلم ان کا بہت تیز ہے۔ میں نے کہا کہ یہ قوم اعداء اللہ پر جہاد کے لئے پیدا ہوئی ہے، اب تلوار نہیں رہی تو خدا نے تعالیٰ نے وہی کاٹ چھانٹ ان کے قلم کو عطا فرمادی ہے

اشنائے ذکر میں یہ بھی کہا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے ایک شاگرد کے مقابلہ میں مولوی صاحب کا سارا عرب دشمن ہو گیا اگر وہاں سے چلے نہ آتے تو بڑی مشکل پڑتی۔ میں نے کہا یہ ہی ایک فقرہ آپ نے سچ فرمایا ہے آپ کے مضمون کی شہادت جو علماء حرمین نے دی ہے وہ میرے پاس ہے اسے دیکھ لیجئے کیسا کیسا بڑا کھا مگر اس طرح کا کوئی فقرہ آپ نکال لائیں تو میں مانوں، عبارات میں نے پڑھنا شروع کیس اور ان حیا داروں کا رنگ متغیر ہونا شروع ہوا میں لا حول پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا فقط ۲۹-۴-۱۔

مسلمانو! حضرات کی عیاریاں مکاریاں حیا داریاں ملاحظہ کیں حضرت والا سید صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی طرح جس بندہ کو خدا تعالیٰ عاقل و ایمان و انصاف دے گا وہ ان مکاروں ابلیس شعاروں پر لا حول ہی پڑھ کر اٹھے گا۔ اب بعونہ تعالیٰ خالص الاعتقاد مطالعہ کیجئے اور اپنے ایمان و یقین و محبت و غلامی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تازگی دیجئے والحمد للہ رب العالمین و افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام علی سیدنا و مولانا و آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین آمین۔

سید عبد الرحمن غفرلہ

عہ اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ لی تو وہ سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے ۱۲۔

رسالہ

خالصُ الاعتقاد

(اعتقادِ خالص)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت والدہ درجیت، بالامنزالت، عظیم البرکۃ حضرت مولانا مولوی سید حسین حیدر
 میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العلیہ، بعد تسلیم و آداب خادمانہ عارض،
 (۱) حضرت والا کو معلوم ہو گا کہ وہابیہ کنگوہ و دیوبند و نانوتہ و تھانہ بھون و دہلی و سہسوان قدس سرہ
 تعالیٰ نے اللہ عزہ و علہ و حضور پر نور سید الانبیاء و علیہم افضل الصلوٰۃ و الشناہ کی شان میں کیا کیا کلمات ملعونہ

نوٹ: یہ کتاب حضرت گرامی مرتبت سید حسین حیدر میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ کے ان خطوط کے
 جواب میں بطور مراسلہ لکھی گئی جو موصوف نے بعض دیابندہ کی الزام تراشیوں سے پیدا شدہ صورت حال
 پر پریشان ہو کر تحقیق کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کو تحریر فرمائے تھے اور وہ خطوط چند صفحات قبل رسالہ کی تمہید میں
 مذکور ہیں۔

کئے، لکھے اور چھاپے، جن پر عامہ علماء عرب و ہند نے ان کی تکفیر کی۔ کتاب حسام الحرمین مع تمہید ایمان و خلاصہ فوائد فتاویٰ حاضر خدمت ہیں۔ زیادہ نہ ہو تو صرف دو رسالے اولین تمہید ایمان و خلاصہ فوائد کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمائیں کہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہے۔

(۲) اس کتاب مستطاب کی اشاعت پر خدا اور رسول (جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بدگویوں کی جو حالت اضطراب و یق و تاب ہے، بیان سے باہر ہے۔ دو سال سے اسی کتاب کی طبع کے بعد چھینے چلاتے اور طرح طرح کے غل مچاتے۔ پرچوں، اخباروں میں گالیوں کے انبار لگاتے، سو سو پہلو بدلتے، ادھر ادھر طے کھاتے ہیں، مگر اصل مبحث کا جواب دینا درکنار اس کا نام لئے ہول کھاتے ہیں۔ بدگویوں میں مرتضیٰ حسن چاند پوری دیوبندی اور ان کے یار غار شناء اللہ امر قسری غیر مقلد صرف اسی لئے غل مچانے، بخش بدلتے، گالیاں چھاپنے کے لئے منتخب کئے گئے ہیں جن کے غل پر پانچ پانچ رسالے میرے اجاب کے ان کو پہنچے ہوئے ہیں ان سب کا بھی جواب غائب اور چینی بدستور۔ یہ تمام حال حضرت والا کو ملاحظہ رسالہ ظفر الدین الجید و ظفر الدین الطیب و اشتہار ضروری تونس و اشتہار نیاز زمانہ کے ملاحظہ سے واضح ہو گا۔ سب مرسل خدمت ہیں، اور زیادہ تفصیل اجاب فقیر کے رسالہ لکھنؤ پتھر و رسالہ بارش سنگی و رسالہ سپکان جاگداز کے ملاحظہ سے ظاہر ہو گی۔ یہ سب زیر طبع ہیں، بعد طبع بعونہ تعالیٰ ان سے کہہ دوں گا کہ ارسال خدمت اقدس کریں۔

(۳) اب چند امور ضروری مختصر عرض کروں کہ بعونہ تعالیٰ اظہار حق و الباطل باطل کو بس ہوں۔

امراول

وہابیہ کی افرا پر ازیاں

ان چالوں کے علاوہ خدا و رسول جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگویوں نے ادھر یہ مکر گانٹھا کہ کسی طرح معارضہ بالقلب کیجئے یعنی ادھر بھی کوئی بات ایسی نسبت کریں جس پر معاذ اللہ حکم کعبہ یا ضلال لگا سکیں۔

اس کے لئے مسئلہ غیب میں افرا چھانٹنے شروع کئے۔

(۱) کبھی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم، ذاتی، بے عطائے الہی ماننا ہے۔

(۲) کبھی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم، علم الہی سے مساوی جانتا ہے، صرف قدم و

حدوث کا فرق کرتا ہے۔

(۳) کبھی یہ کہ باستثنا ذات وصفات الہی باقی تمام معلومات الہیہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم محیط بتاتا ہے۔

(۴) کبھی یہ کہ امور غیر متناہیہ بالفعل کو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بتفصیل تمام حسابی ٹھہراتا ہے۔

حالانکہ واحد قہاریہ دیکھ رہا ہے کہ یہ سب ان اشقیاء کا اقرار ہے۔

پتے ہیں تو بتائیں کہ ان میں سے کون سا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتوے، کس تحریر

میں ہے ؟

قل ھا تو ابرھانکوا ان کنتم صدقین ۱
فاذلم یا تو بالشہداء فاؤلئک عند اللہ
ہم الکذبون ۲

انما یفتی الذین لا
یؤمنون بآیت اللہ اولئک ہم الکذبون ۳

یہی بیانات لوگوں کے سامنے بیان کر کے ان کو پریشان کرتے ہیں۔ ان کا پریشان ہونا حتیٰ بجانب ہے۔ اس پر اگر کوئی عالم مخالفت کرے تو ضرور اسے لائق و مناسب ہے۔ مفریان کذاب اگر ان کلمات کا خود مجھ سے استفسار کرتے تو سب سے پہلے ان باطل باتوں کا رد و ابطال میں کرتا۔

فقیر نے مکہ معظمہ میں جو رسالہ ”الدولة المکیة بالمادة الغیبیة“ اس باب میں تصنیف کیا جس کی متعدد نقول علماء کرام مکہ نے لیں اس میں ان تمام خرافات کا رد و صریح موجود ہے۔ ان اباطیل کل یا بعض پر جو عالم مخالفت کرے یا رد لکھے وہ رد و خلاف حقیقۃً انھیں طعون افراؤں پر عائد ہوگا، نہ اس پر جو ان اکاذیب سے بچد اللہ ایسا بری ہے جیسے وہ مفریان کذاب دین و دین و حیا سے۔

وسیعلم الذین ظلموا اعت منقلب
ینقلبون ۴

۱ القرآن الکریم ۱۳/۲۴
۲ ۲۲۴/۲۴

۳ القرآن الکریم ۱۱۱/۲
۴ ۱۰۵/۱۴

حضرت والا کو حق سبحانہ و تعالیٰ شفا کے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اگر براہ کرم قدیم لطیف عظیم
یہاں تشریف فرما ہو کر خادم نوازی کریں تو اصل رسالہ جس پر مولانا تاج الدین ایباس و مولانا عثمان
بن عبدالسلام مفتیان مدینہ منورہ کی اصل تقریظات اُن کی مہری دستخطی موجود ہیں، نظر انور سے
گزاروں گا۔

فی الحال اُس کی دو چار عبارات عرض کرتا ہوں جن سے روشن ہو جائے گا کہ مفتریوں کے اقرا کس
درجہ باطل و پادر ہوا ہیں، جس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی بد باطن کہے "اہلسنت کا مذہب صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبراً اور صدیقہ طاہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر بہتان اٹھانا ہے۔" والعیاذ
باللہ رب العالمین۔ میرے رسالہ کی نظر اول میں ہے:

(۱) العلم ذاتی مختص بالمولیٰ سبحانه
وتعالیٰ لا یمکن لغيره ومن اثبت شئاً منه
ولو ادنی من ادنی، من ادنی من ذرۃ لاحد
من العالمین فقد کفر واشترک بـ
(۲) اُسی میں ہے:

اللاتناہی الکی مخصوص بعلم
اللہ تعالیٰ
(۳) اُسی میں ہے:

احاطۃ احد من الخلق بمعلومات اللہ
تعالیٰ علیٰ جہۃ التفصیل التام محال شرعاً
وعقلاً بل لوجع علوم جمیع العلمین
اولاً و آخراً لما کانت لہ نسبت ما اصلا الی
علوم اللہ سبحانه وتعالیٰ حتیٰ کنسبۃ حصۃ
من الف الف حصص قطرة الی الف الف بحجۃ
کسی مخلوق کا معلومات الہیہ کو تفصیل تام محیط
ہو جانا شرع سے بھی محال ہے اور عقل سے بھی۔
بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے کچھلوں سب کے جملہ
علوم جمع کئے جائیں تو اُن کو علوم الہیہ سے وہ نسبت
نہ ہوگی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں سے
ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔

۶ ص	مطبوعہ اہلسنت بریل	النظر الاول	لہ الدولۃ المکیۃ
۱۰ "	" "	"	" "
۱۰ "	" "	"	" "

(۴) اُسی کی نظر ثانی میں ہے :

نہا ہر وبہر متا تقران شبہة مساواة
علوم المخلوقین طرا اجمعین بعلم ربنا
الہ العلمین ما کانت لتخطر ببال
المسلمین لہ

ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہو گیا کہ تمام مخلوق کے
جملہ علوم مل کر بھی علم الہی سے مساوی ہونے کا شبہ
اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ
گزرے۔

(۵) اسی میں ہے :

قد اقمنا الدلائل القاهرة علی ان احاطة
علم المخلوق بجمیع المعلومات الالہیة
محال قطعاً، عقلاً و سمعاً لہ

ہم قاہر و یسیر قائم کر چکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات
الہیہ کو محیط ہونا عقل و شرع دونوں کی رو سے یقیناً
محال ہے۔

(۶) اسی کی نظر ثالث میں ہے :

العلم الذاتی والمطلق والمحیط التفصیلی
مختص باللہ تعالیٰ وما للعباد الا مطلق
العلم العطائی لہ

علم ذاتی اور بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عز و جل
کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لئے صرف ایک گونہ
علم بعبائے الہی ہے۔

(۷) اسی کی نظر خامس میں ہے :

لا نقول بمساواة علم اللہ تعالیٰ ولا بحصولہ
بالاستقلال ولا ثبت بعطاء اللہ تعالیٰ
ایضاً الا البعض لہ

ہم نہ علم الہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم
بالذات جانیں، اور عطاء الہی سے بھی بعض علم
ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

میرا مختصر فتویٰ انباء المصطفیٰ مجبئی مراد آباد میں تین بار ۱۳۱۵ھ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع
ہو کر شائع ہوا، ایک نسخہ اسی کا کہ رسالہ الکلمۃ العلیا کے ساتھ مطبوع ہوا مرسل خدمت ہے۔ اس سے
بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے مفسر کی کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

۱۵ ص	مطبعہ اہل سنت بریلی	النظر الثانی	لہ الدولة المکیہ
۱۶ "	"	"	۲ " "
۱۹ "	"	النظر الثالث	۳ " "
۲۸ "	"	النظر الخامس	۴ " "
ف : الکلمۃ العلیا مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ			

امر دوم

بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیات نفی کی مراد

انہیں عبارات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے، اور کیوں ہو کہ رب عز وجل فرماتا ہے،

قل لا یعلم من فی السموات والارض
الغیب الا اللہ یلہ
تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا
کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عز وجل کے لئے ثابت اور اس سے مخصوص ہیں۔
علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، اللہ عز وجل
کے لئے ہو ہی نہیں سکتا اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ اور اللہ عز وجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط
کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عز وجل فرماتا ہے،

(۱) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب
ولکن اللہ یجتبیٰ من یرسلہ من
یشاء یلہ
اللہ اس لئے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے
ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے
چن لیتا ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے،

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا
الا من ارضیٰ من رسول یلہ
اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلا نہیں
کہتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے،

وما ہو علی الغیب بضئین یلہ
یہ بھی غیب کے بتانے میں نخیل نہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے،

ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک یلہ
اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

۱۵۲ القرآن الکریم ۳/۱۷۹

۱۵۳ " ۸۱/۲۲

۱۵۱ القرآن الکریم ۲۷/۶۵

۱۵۴ " ۴۳/۲۷

۱۵۵ " ۱۲/۱۰۲

(۵) حتی کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے :

یؤمنون بالغیب یہ
غیب پر ایمان لاتے ہیں۔
ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شے کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن، لاجرم تفسیر کبیر

میں ہے :

(۶) لا یتنتعن ان تقول نعلم من الغیب
ما لنا علیہ دلیل یہ
یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں
ہمارے لئے دلیل ہے۔

(۷) نسیم الریاض میں ہے :
لم یكلفنا الله الايمان بالغیب الا وقد فتح لنا
باب غیبه ی
ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جہی حکم دیا ہے
کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے۔
فقیر نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہا تھا یہ ائمہ، علماء جو اپنے لئے مان رہے ہیں معلوم نہیں کہ
مخالفین ان پر کون سا حکم چڑیں۔

(۸ و ۹) امام شعرانی کتاب البواقیت والجواہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں :
للمجتہدین القدم الراسخ فی علوم الغیب یہ
علم غیب میں مجتہدین کے لئے مضبوط قدم ہے۔
(۱۰ و ۱۱) مولانا علی قاری (کر مخالفین براہِ نافہمی اس مسئلہ میں ان سے سند لاتے ہیں) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
شریف میں کتاب عقائد تألیف حضرت شیخ ابو عبد اللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں :
نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر
الی نعت الروحانیۃ فیعلم الغیب
ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفت
روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علم غیب
حاصل ہوتا ہے۔

(۱۲) یہی علی قاری مرقاۃ میں اُسی کتاب سے ناقل :

- ۱۔ القرآن الکریم ۳/۲
۲۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۳/۲ المطبعة البیہ المصریہ مصر ۲۸/۲
۳۔ نسیم الریاض فصل ومن ذلک ما اطلع علیہ من الغیب مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱۵۱/۳
۴۔ البواقیت والجواہر البحث التاسع والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۰/۲
۵۔ مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ المعبیہ کوسٹ ۱۲۸/۱

نورِ ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائقِ اشیا پر مطلع ہوتا ہے اور اس پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہو جاتا ہے۔

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ زیرک کہ غیب کو مشاہد کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں، دوسرے وہ جن پر صرف حس و ہم کی پیروی غالب ہے اگر مخلوق اسی قسم کی ہے۔ تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبیوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا نہیں مگر نبی کہ خود اس کام کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

فراستِ مومن (جس کا ذکر حدیث میں ارشاد ہوا ہے) وہ رُوح کا کشف اور غیب کا معائنہ ہے اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

الخواص يجوز ان يعلموا الغيب في قضية
او قضایا کما وقع لکثیر منهم اشتہار

۱۱۹/۱

في حروف الازهر شرح الفقه الاكبر خوارق العادات الخ مصطفى الباني مصر ص ٨٠

في الاعلام بمواقع الاسلام مكتبة الحقيقة بشارع دار الشفقة استقبل تركي
سل الحام رسالته من قبل السيد محمد باقر الصدر

۲۳/۸۱ القرآن الکریم

یا تہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل
 یعتمکم ۱۰

علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں
 بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

(۲۰) تفسیر بیضاوی زیر قول تعالیٰ "وعلّمته من لدنا علما" ہے :

(۲۰) تفسیر بیاؤی پروردگاری و کائنات
ای مما پختص بنا ولا یعلم الا بتوقیفنا
و هو علم الغیوب علیہ
یعنی اللہ عز و جل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ
خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم

نہیں ہوتا وہ علم غیب ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(۲۱) تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے خضر علم غیب جانتے تھے انھیں علم غیب دیا گیا تھا۔

(۲۲) اُسی میں ہے عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا: خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا،
لَا تَحْطُ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ بِمَا أَعْلَمُ بِهِ جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اُسے محیط نہیں۔

(۳۳) امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں،
النّبوة التي هي الاطلاع على الغيب النبوة کے معنی یہ ہیں کہ علم غیب جاننا۔

(۴۴) اُسی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا:
 النبوة ما خذت من النبأ وهو الخبر
 ای ان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی غیبہ بحکم
 حضور کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

له معالم التنزيل تحت آية ٢٣/٨١ دار الكتب العلمية بيروت ٣٢٢/٣
باب التأويل في معاني التنزيل (تفسير الخازن) " " " " ٣٩٩/٣

۵۲ القرآن الکریم ۶۵/۱۸
۵۳ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیه ۶۵/۱۸ دار الفکر بیروت ۵۱۰/۳

٤٣ جامع البيان (تفسير الطبري) " ٦٨/١٨ دار احیاء التراث العربی بیروت ٢٣/١٥
 " " " " " ٦٨/١٨ " " " "

٥٦ المواهب اللدنية المقصد الثاني الفصل الاول المكتبة الاسلامي بيروت ٢/ ٢٤
٢/ ٢٥ ٢٤

قد اشتهروا وانتشرا مرہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم بین اصحابہ بالاطلاع
 علی الغیوب یہ ہے۔

اصحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جازمون
 باطلاہ علی الغیب

علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاو
لقنون العلم (الی ان قال) ومنها علمہ
بالامور الغیبیۃ ۳

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقسام
علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم ہی علم حضور کی شانوں
سے ایک شاخ ہے۔

انہ قال فی قوله تعالى ولئن سألتهم ليقولن
انما كنا نخوض ونلعب قال رجل من
المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة
فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ
بالغیب

یعنی کسی کا ناقہ گم ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”وہ فلاں جنگل میں ہے۔“ ایک منافق

له المواهب اللدنية المقصود الثامن الفصل الثالث المكتب الاسلامي بيروت ٥٥٣/٣

٢٠٠/٤ شرح الزرقاني على المواهب اللدنية " " " دار المعرفة بيروت

كله الزبدة العمة شرح البردة تحت شعر واقفون لديه عند حدهم الى جميعه علماء سكندرية خير لورسند ص ٥٤

۴۷ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیت ۹/۶۵ داراجار التراث العربی بیروت ۱۹۶۱

الدر المنثور بحوال ابن أبي شيبة وغيره

٢١٠ / م	" "	" "	" "	" "
---------	-----	-----	-----	-----

بولاً، ”تم غیب کیا جانیں۔“ اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ ”اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، یہاں نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔“
حضرت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ آیت منافقین پر کیسی آفت ہے !

وہابیہ پر غصبوں کی ترقیاں

ان پر پہلا غصب ائمہ کے اقوال تھے کہ دریا سے قطرہ عرض کئے ان پر توہین تک تھا کہ یہ سب ائمہ دین ان منافقین دین کے مذہب پر معاذ اللہ کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں۔
دوسرا غصب اُس سے زیادہ آفت اُس حدیث ابن عباس میں تھی کہ معاذ اللہ عبد اللہ ابن عباس خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب بتا کر کافر قرار پاتے ہیں۔
تیسرا غصب اُس سے عظیم تر اشد آفت مواہب شریف اور زرقانی کی عبارات میں تھی کہ نہ صرف عبد اللہ ابن عباس بلکہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لا کر وہابیہ کے دھرم میں کافر ہوئے جاتے ہیں۔
چوتھا غصب اُس سے سخت تر ہولناک آفت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری حدیث میں تھی کہ سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی میں خود اپنے لئے علم غیب بتا کر معاذ اللہ (ظالم بدین وہابیہ) کافر ٹھہرتے ہیں۔

پانچواں غصب اُس سے بھی انتہا درجہ کی حد سے گزری ہوئی آفت کہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اجماعاً، قطعاً، یقیناً، ایماناً اللہ کے رسول و نبی اور اولو العزم من الرسل سے ہیں وہابیہ کی تکفیر سے کہاں بچتے ہیں۔

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان سے کہا کہ مجھے علم غیب ہے جو آپ کو نہیں، اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر کچھ انکار نہ فرمایا۔ کیا اس پر ایک وہابی نہ کہے گا کہ افسوس ایک ناؤ کا تختہ توڑ دینے یا اگر قی دیوار بے اجرت سیدھی کر دینے پر وہ اعتراض کہ باوصف و بعدہ صبر نہ ہو سکا اور وہابی شریعت کی رو سے منہ بھر کلمہ کفر سُنا اور شربت کا گھونٹ پی کر چُپ رہے۔

خیر، ان سب آفتوں کا وہابیہ کے پاس تین کماؤ توں سے علاج تھا:

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر کے لئے علم غیب تسلیم کیا تو وہابیہ کہہ سکتے تھے کہ موسیٰ بدین خود مایاں بدین خود، حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے علم غیب بتایا تو وہ اس شیطانی مثل کی آڑ لے سکتے

کہناؤ کس نے ڈبوئی، خواجہ خضر نے۔

ابن عباس و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب جیسا تو کسی دہن دریدہ و بانی کو کہتے کیا لگتا کہ :

پیران نمی پرند مریداں سے پرانند
(پیر نہیں اڑتے بلکہ مرید انھیں اڑاتے ہیں۔ ت)

لعنة الله على الظالمين (ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ ت)

مگر چھٹا غضب دھڑکے کی قیامت تو خود اللہ واحد قہار نے ڈھا دی پورا قہر اس آیت کریمہ اور اس کی شان نزول نے توڑا، یہاں اللہ عز و جل یہ حکم لگا رہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی سے منکر ہو وہ کافر ہے، وہ اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتا ہے، وہ کلمہ گوئی کر کے مرتد ہوتا ہے۔ افسوس کہ یہاں اس چوتھی مثل کے سوا کچھ گنجائش نہیں کہہ

ما زیاں چشم یاری داشتیم خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم
(ہم دوستوں سے دوستی کی امید رکھی تھی جو کچھ ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔ ت)

بھلا جس خدا کی توحید بنی رکھنے کے لئے نبی سے بگاڑی، رسولوں سے بگاڑی، سب کے علم پر دولتی جھاڑی، غضب ہے وہی خدا و بائبرہ کو چھوڑ کر رسول کا ہو جائے، انا و بائبرہ پر حکم کفر لگائے، سچ ہے اب کسی سے دوستی کا دھرم نہ رہا، معلوم نہیں کہ اب مخالفین اپنے سرگروہوں کا فتویٰ مانتے ہیں یا اللہ واحد قہار کا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (ننگہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)۔

امر سوم

ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علماء کی تصریحات

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کو یہ کہ دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا، انھیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔

علم یقیناً ان صفات میں سے ہے کہ غیر خدا کو بے علمائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی۔ ان میں اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہونے کے

قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی۔

تو آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں دوسرے کے لئے اثبات علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہاء کہ حکم تکفیر کرتے ہیں انہیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر بنا سے تکفیر ہی تو ہے کہ خدا کی صفت خاصہ دوسرے کے لئے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لئے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی۔ حاشا اللہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکنار خدا کے لئے محال قطعاً ہے کہ دوسرے کے دئے سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لئے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشا اللہ علم محیط خدا کے لئے محال قطعاً ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علم عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لئے ثابت کرنا خدا کی صفت خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف ناظر ہو تو معنی یہ ٹھہری گئے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لئے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو زہار خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لئے ثابت کرنی چاہئے تھی جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق سا احمق ایسا اجنبی جنون گوارا کر سکتا ہے ولکن التجدیة قوم لا یعقلون (لیکن تجدی بے عقل قوم ہے۔ ت)

(۲۹ و ۳۰) امام ابن حجر کی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں،
وما ذکرناہ فی الایۃ صرح بہ النووی
رحمہ اللہ تعالیٰ فی فتاواہ فقال معناہا
لا یعلم ذلک استقلالاً و علم احاطۃ
بکل المعلومات الا اللہ تعالیٰ ۛ

یعنی ہم نے جو آیات کی تفسیر کی امام نووی رحمہ اللہ
تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی،
فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا
علم صرف خدا کو ہے جو بذات خود ہوا اور جمیع معلومات
کو محیط ہو۔

(۳۱) نیز شرح ہمزہ میں فرماتے ہیں،
انہ تعالیٰ اختص بہ لکن من حیث الاحاطۃ
فلان فی ذلک اطلع اللہ تعالیٰ لبعض خواصہ
علیٰ کثیر من المغیبات حق من الخمس
التی قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہن
خمس لا یعلمہن الا اللہ ۛ

غیب اللہ کے لئے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو
اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں
کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان
پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

ۛ فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم ما اذا قال فلان یعلم الغیب
ۛ افضل القراء لقراء ام القری تحت شریکات العلوم الخ مصطفیٰ البانی مصر ص ۲۲۸
مجمع الشفائی ابو ظبی ۴۴-۴۳

(۳۲) تفسیر کبیر میں ہے :

قوله ولا اعلم الغيب يدل على اعترافه بانہ
غير عالم بكل المعلومات

یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد
ہوا تم فرما دو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی
ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الہیہ کو حاوی نہیں۔

(۳۳ و ۳۴) امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض
میں فرماتے ہیں :

(هذه المعجزة) في اطلاعه صلى الله تعالى
عليه وسلم على الغيب (المعلومة على
القطع) بحيث لا يمكن انكارها او التردد
فيها لاحد من العقلاء (كثرة روايتها و
اتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب)
وهذا الاينافى الايات الدالة على
انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله ولو كنت
اعلم الغيب لاستكثرت من الخير فان المنفى
عليه من غير واسطة واما اطلاعه صلى
الله تعالى عليه وسلم عليه يا علام الله تعالى
له فامر متحقق بقوله تعالى فلا يظهر على
غيبه احدا الا من ارتضى من رسول به

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ
علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار
یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت
آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب
ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی
ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کھنے کا حکم ہوا کہ میں
غیب جانتا تو اپنے لئے بہت خیر جمع کر لیتا۔ اس لئے
کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے
ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو علم غیب ملتا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے
کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے
پسندیدہ رسول کے۔

(۳۵) تفسیر نیشاپوری میں ہے :

لا اعلم الغيب فيه دلالة على ان الغيب
بالاستقلال لا يعلمه الا الله

آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہو وہ
خدا کے ساتھ خاص ہے۔

لہ مفاتیح الغیب

۱۵۰ نسیم الریاض شرح الشفا لقاضی عیاض ومن ذلک ما اطلع علیہ من الغیب مرکز اہلسنت برکات رضا ۱۵۰/۳
۱۱۰ غرائب القرآن (تفسیر النیشاپوری) تحت آیت ۵۰/۶ مصطفیٰ البانی مصر ۱۱۰/۶

(۳۶) تفسیر نمودن جلیل میں ہے،
معناه لا یعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او
بلا تعلیم الا اللہ او جمیع الغیب الا اللہ۔

آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم
جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ خاص ہے۔

(۳۷) جامع الفصولین میں ہے،
یجاب بانہ یکن التوفیق بان المنفی هو
العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام
او المنفی هو المجزوم بہ لا المظنون
ویؤیدہ قولہ تعالیٰ اتجعل
فیہا من یفسد فیہا
الایۃ لانہ غیب اخیر
بہ الملئکۃ ظنا منهم
او باعلام الحق فینبغی
ان یکفر لو ادعاه
مستقلاً لا لو اخبہ بہ باعلام
فی نومہ او یقظتہ بنوع
من الکشف اذ لا منافاة بینہ
وبین الایۃ لما مرمی
التوفیق۔

(یعنی فقہانے دعویٰ علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں
اور ائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں
موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا) اس کا جواب
یہ ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ فقہانے
اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لئے بذات خود علم غیب
مانا جائے، خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی
شرکی، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اور اس کی
تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے: فرشتوں نے عرض
کی کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس
میں فساد و خونریزی کریں گے۔ ملائکہ غیب کی خبر
بولے مگر ظن یا خدا کے بتائے سے، تو تکفیر اس
پر چاہئے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب طے کا
دعویٰ کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگئے یا سوتے
میں خدا کے بتائے سے، ایسا علم غیب آیت کے
کچھ منافی نہیں۔

(۳۸ و ۳۹) رد المحتار میں امام صاحب ہدایہ کی مختارات النوازل سے ہے،
لو ادعی علم الغیب بنفسہ اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ

یکفریہ

کہے تو کافر ہے۔

(۴۴ تا ۴۴) اسی میں ہے:

قال في التفسير خانية وفي الحجة ذكر في
الملتقط انه لا يكفر لان الاشياء تعرض
على روح النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم وات الرسل يعرفون بعض الغيب
قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر
على غيبه احدا الا من اراد من
رسول الله، قلت بل ذكروا في كتب العقائد
ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع
على بعض المغيبات وردوا على
المعتزلة المستدلين بهذه الآية
على نفها ۛ

ساتا رخانیہ میں ہے کہ فتاویٰ جو میں نے ملتقط میں فرمایا
کہ ”جس نے اللہ و رسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر
نہ ہوگا اس لئے کہ اشیاء نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی روح مبارک پر عرض کی جاتی ہیں بیشک رسولوں
کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: غیب
کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا
مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو“ علامہ شامی نے
فرمایا کہ بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتب عقائد میں فرمایا
کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے
ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے
اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا
رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی
مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۵) تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں ہے:

لم ينف الا الدراية من قبل نفسه
وما نفى الدراية من جهة الوحي ۛ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات
سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے
جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔

(۴۶ و ۴۷) تفسیر جمل شرح جلالین و تفسیر خازن میں ہے:

المعنى لا اعلم الغيب الا ان
آیت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا

- ۱۔ رد المحتار کتاب الجہاد باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۷/۳
۲۔ کتاب النکاح قبیل فصل فی المہرات ” ” ” ” ۲۷۶/۲
۳۔ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آیت ۴۶/۹ مصطفیٰ البابی مصر ۸/۲۶

يطلعني الله تعالى عليه

اس کے معنی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے نہیں جانتا۔

(۴۸) تفسیر البیضاوی میں ہے،

لا اعلم الغیب ما لم یوح الی ولم ینصب علیہ دلیل

آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذاتِ خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(۴۹) تفسیر غنایہ القاضی میں ہے،

وعندہ مفاتیح الغیب وجہ اختصاصہا بہ تعالیٰ انہ لا یعلمہا کما ہی ابتداء الّا ہویہ

یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر ابتداءً ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(۵۰) تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے،

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وحی العلم بحقائق الاشیاء وما ہیاتہا عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باستجابہ دعاءہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ امرنا الاشیاء کما ہی ولكنہ یکلم الناس علی قدر عقولہم (ولا اعلم الغیب) اعم لا اقول لکم ہذا مع انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے ان کی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقتِ ماہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عز وجل نے قبول فرمائی۔ پھر فرمایا

۱۔ باب التاویل (تفسیر الخازن) تحت الآیۃ ۱۸۸/۲ و الفتوحات الالہیہ (تفسیر المجل) ۱۵۸/۳
۲۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیت ۵۰/۶ دار الفکر بیروت ۴۱۰/۲
۳۔ غنایہ القاضی علی تفسیر البیضاوی ۵۸/۶ دار صادر بیروت ۴۳/۴

جلد ہفتم

وسلم علمت ما کانت وما سیکون^{لہ} میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

الحمد للہ اس آیت کریمہ کی کہ ”فرما دو میں غیب نہیں جانتا“ ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جانے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ سب سے لطیف ترین تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لئے کہ اے کافر و اتم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

امرہ ہمارم علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ معروض ہوا جمہور ائمہ دین کا متفق علیہ ہے۔

- (۱) بلاشبہ غیر خدا کے لئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔
- (۲) بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقربین سب کے علوم مل کر علوم الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑوں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علوم الہیہ کہ غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش، شرق و غرب و جملہ کائنات از روز اول تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں

جلد انتہی

۱۱۲/۷ (تفسیر النیسابوری) تحت الآیۃ ۶/۵۰ مصطفیٰ ابابا مصر ۱۱۲/۷

ہیں۔ روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔
بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الہی سے اصلاً
نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ تو ہم مساوات۔
(۳) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کثیر وافر
غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی
کا منکر ہے۔

(۴) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء و
تمام جہان سے اتم و اعظم ہے اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا مگر
وہابیہ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کس دل سے گوارا ہو۔ انہوں نے صاف
کہہ دیا کہ:

- (۱) حضور کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں تھی۔
- (۲) وہ اور تو اور اپنے خاتمے کا بھی حال نہ جانتے تھے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ:
- (۳) خدا کے بتائے سے بھی اگر بعض مغیبات کا علم ان کے لئے مانے جب بھی شرک ہے۔
- (۴) اس پر قہر یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور
ابلیس لعین کے لئے تمام زمین کا علم محیط حاصل جانیں۔
- (۵) اس پر غدر کہ ابلیس کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کوئی نص
قطعی ہے۔
- (۶) پھر ستم، قہر یہ کہ جو کچھ ابلیس کے لئے خود ثابت مانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۵۱ ص	مطبوع بلا ساق واقع دھور	بحث علم غیب	الہ البراہین القاطعہ
"	"	"	"
"	"	"	"
"	"	"	"
"	"	"	"

کے لئے اس کے ماننے پر جھٹ حکم شرک جڑ دیا یعنی خاص صفت ابلیس کے لئے تو ثابت ہے وہ تو خدا کا شریک ہے، مگر حضور کے لئے ثابت کرو تو شرک ہو۔

(۷) اس پر بعض غالی اور بڑے اور صاف کہہ دیا کہ جیسا علم غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل، ہر چوپائے کو ہوتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون (بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)

اصل بحث ان کلمات ملعونہ کی ہے، خبثت کا واکاٹ کر (پلینٹر ابدل کر) اس سے بچتے اور علم کے خاص و غیر خاص ہونے کی بحث بے علاقہ لے دوڑتے ہیں کہ علم غیب کو آیات و احادیث نے خاص بخدا بتایا ہے۔ فقہانے دوسرے کے لئے اس کے اثبات کو کفر کہا ہے۔ اس کا جواب تو اوپر معروض ہو چکا کہ خدا کے ساتھ خاص وہی علم ذاتی و محیط حقیقی ہے غیر کے لئے اسی کے اثبات کو فقہاء کفر کہتے ہیں۔

علم عطائی غیر محیط حقیقی خدا کے لئے ہو ہی نہیں سکتا نہ کہ معاذ اللہ اس کی صفت خاصہ ہو یہ علم ہم نے نہ غیر خدا کے لئے مانا نہ وہ نصوص و اقوال ہم پر وارد۔ مگر ان حضرات سے پوچھئے کہ آیات و احادیث حصراً و اقوال فقہاء، علم عطائی غیر محیط حقیقی کو بھی شامل ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو تمہارا کتنا جنون ہے کہ انہیں ہم پر پیش کرتے ہو ان کو ہمارے دعوے سے کیا منافات ہوئی اور اگر اسے بھی شامل ہیں تو اب بتائیے کہ گنگوہی صاحب آپ ابلیس کے لئے جو علم محیط زمین اور تھانوی صاحب آپ ہر پاگل ہر چوپائے کے لئے جو علم غیب کے قائل ہیں آیا ان کے لئے علم ذاتی حقیقی مانتے ہیں یا اس کا غیر، بر تقدیر اول قطعاً کافر ہو، بر تقدیر ثانی بھی خود تمہارے ہی منہ سے وہ آیات وہ احادیث و اقوال فقہاء تم پر وارد۔ اور تم اپنے ہی پیش کردہ دلائل سے خود کافر و مرتد۔

اب کہتے، مفرکہ ہر؟

ہاں مفروضہ ہی ہے کہ ابلیس اور پاگل اور چوپائے سب تو علم غیب رکھتے ہیں، آیات و احادیث و اقوال فقہاء ان کے لئے نہیں وہ تو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفی علم کے لئے ہیں۔

الا لعنة اللہ علی الظالمین (خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ت)

امریخیم

علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء

فضل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکروں کو جہنم جانے دیجئے۔ تتمہ کلام استماع فرمائیے، ان تمام اجتماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے آیا وہ روزِ اول سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات و احادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔

بہت اہل ظاہر جانبِ خصوص گئے ہیں، کسی نے کہا متشابہات کا، کسی نے کہا خمس کا، کسی نے کہا ساعت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات و احادیث کو ان کے عموم پر رکھا ماکان و مایکون مجھے مذکور میں از انجا کہ غایت میں دخول و خروج دونوں محتمل ہیں ساعت داخل ہو یا نہیں بہر حال یہ مجموعہ بھی علومِ الہیہ سے ایک بعض خفیف بلکہ انباء المصطفیٰ حاضر ہے۔

میں نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح طاعلی قاری سے ثابت کیا ہے کہ علمِ الہی تو علمِ الہی جو غیر متناہی در غیر متناہی ہے، یہ مجموعہ ماکان و مایکون کا علم علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مندر سے ایک لہر ہے، پھر علمِ الہی غیر متناہی کے آگے اس کی کیا گنتی۔ اللہ کی قدر نہ جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علمِ الہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں و ما قد دوا اللہ حق قد ساء (اللہ کی ویسی قدر نہ کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔ ت)

اور واقعی جب ان کے امام الطائفہ کے نزدیک ایک پیر کے پتے گن دینے پر خدائی آگئی تو ماکان و مایکون تو بڑی چیز ہے۔ خیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائل خلافیہ اشاعرہ و ماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلاً محل لوم نہیں۔

ہاں ہمارا مختار قول اخیر ہے جو عام عرفائے کرام و بکثرت اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات و احادیث و اقوال ائمہ حضرات کو فقیر کے رسالے انباء المصطفیٰ میں ملیں گے، اور اللہ لئو المکنون فی علم البشیر و ماکان و مایکون وغیرہ رسائل فقیر میں بحمد اللہ تعالیٰ کثیر و دافر ہیں

علمت ما فی السموات وما فی الارض یہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین

”میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا“ اس حدیث میں تمام علوم تجزی و کلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کا بیان ہے۔

(۵۳) علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں،
 کون علہما من علومہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ان علومہ متنوع الی
 الکلیات والجزئیات وحقائق و
 فوج وقلم کا علم علوم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سے ایک ٹکڑا اس لئے ہے کہ حضور کے علم
 متعدد انواع ہیں کلیات، جزئیات، حقائق،

١٦٠/٥	لجامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورة ص حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت
١٥٩/٥	" " " " " " " " " " " "
٣٣٣/١	اشعة اللغات کتاب الصلوٰة باب المساجد مکتبة نوریہ رضویہ کھم
ص ١٠	مجموع المتون متن قصيدة البردة الشئون الدیفية دولة قطر

دقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما يكوّن سطر امن سطور علمه ونهر امن بحور علمه ثم مع هذا هو من بركة وجوده صلى الله تعالى عليه وسلم

دقائق، عوارف اور معارف کہ ذات و صفات الہی سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کا علم تو حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت سے تو ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۵۴) ام القری شریف میں ہے :
وسم العظیم علماً وحلماً

حضور کا علم و حلم تمام جہان کو محیط ہے۔

(۵۵) امام ابن حجر مکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں :
لا ان الله تعالى اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والاخرین ما کانت وما یكون

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام عالم پر اطلاع دی تو سب اولین و آخرین کا سلم حضور کو ملا جو ہو گزرا اور جو ہونے والا ہے سب جان لیا۔

(۵۶ و ۵۷) نسیم الریاض میں ہے :
ذكر العراقی فی شرح المہذب انہ صلی الله تعالى علیہ وسلم عرضت علیہ الخلاق من لدن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی قیام الساعة فعرفہم کلہم کما علم آدم الاسماء

امام عراقی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کی تمام مخلوقات الہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عرض کی گئیں تو حضور علی الصلوٰۃ والسلام ان سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

(۵۸) اسی لئے امام بو صیری مدنیہ ہمزہ میں عرض کرتے ہیں : ۵

۱۔ الزبدۃ العمدۃ فی شرح البردۃ ناشر جمعیۃ علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۱۱۷
۲۔ مجموع المتون متن قصیدۃ الہمزہ فی مدح خیر البریۃ المشون الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۸
۳۔ افضل القراء ام القری
۴۔ نسیم الریاض الباب الثالث فصل فیما ورد من ذکر مکانتہ مرکز اہلسنت بکات رضا گجرات الہند ۲/۲۰۸

لك ذات العلوم من عالم الغیب ب و منها الأدم الاسماء
عالم غیب سے حضور کے لئے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے لئے نام۔

(۵۹ و ۶۰) امام ابن حجاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں،
قد قال علماءنا رحمهم الله تعالى ان الزائر يشعر نفسه بانه واقف
بیت یدیه صلی الله تعالى علیه و سلم كما هو في حياته اذ لا فرق بين
موتہ و حياته صلی الله تعالى علیه وسلم اعني في مشاهدته لامته ومعرفة باحوالهم
ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلي لا خفاء فيه
بیشک ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ زائر اپنے نفس کو آگاہ کر دے کہ وہ حضور قدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے جیسا
کہ حضور کی حیات ظاہر میں اس لئے کہ حضور قدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس
بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے
ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل
کے خطروں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر
روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

(۶۱) نیز مواہب شریف میں ہے،
لا شك ان الله تعالى قد اطلعہ على انريد
من ذلك والحق عليه علوم الاولين
والاخرين
کچھ شک نہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے
بھی زائد حضور کو علم دیا اور تمام اگلے پھیلوں کا
علم حضور پر القافریا۔

(۶۲ تا ۶۴) امام قاضی پھر علامہ قاری پھر علامہ منادی تیسرے شرح جامع صغیر امام سیوطی میں
لکھتے ہیں:

النفوس القدسية اذا تجردت پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا

۱۔ مجموع المتون من قصيدة الحمزية الشئون الدينية دولة قطر ص ۱۱
۲۔ المدخل لابن الحاج فصل في الكلام على زيارة سيد المرسلين دار الكتاب العربي بيروت ۲۵۲/۱
المواہب اللدنیة المقصد العاشر الفصل الثاني المكتبة الاسلامی ۵۸۰/۴
۳۔ المقصد الثامن الفصل الثالث " " " ۵۶۰/۳

ہوتی ہیں ملا علی سے مل جاتی ہیں اور ان کیلئے
کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی
ہیں جیسے یہاں موجود ہیں۔

عن العلائق البدنیۃ اتصلت بالملاء
الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فترى و
تسمع کلکال المشاہد

(۶۵) ملا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:
ان سر وحم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حاضراً فی بیوت اہل الاسلام

(۶۶) مدارج النبوة شریف میں ہے:
ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا اوان نفخہ اولی
بروے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختہ
تا ہمہ احوال اور از اول تا آخر معلوم کرد
ویاران خود را نیز از بعضی ازاں احوال خبر
داد

(۶۷) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ:
وہو بکل شیء علیم وروے صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم داناست برہمہ چیز از شیونات ذات
الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال
و آثار بجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر
احاطہ نمودہ و مصداق "فوق کل ذی علم
علیم" شدہ۔ علیہ من الصلوٰات افضلہا و
من التحیات اتعہا و اکملہا۔

۱۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث حیثما کنتم فصلوا علی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱
۲۔ شرح الشفا ملا علی قاری فصل فی المراتب التي تستحب فیہا الصلوۃ والسلام دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۱۸/۲
۳۔ مدارج النبوة باب پنجم، وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۱۳۲/۱
۴۔ مقدمۃ الکتاب ۳۹۲/۱

افاض علی من جانیہ المقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کیفیۃ ترقی العبد من
حیثزہ الی حیثز القدس فیستجلیٰ لہ حینئذ
کل شیء کما اخبرو عن ہذا المشهد فی
قصة المعراج المناہی

محبہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
بارگاہ سے فائز ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے
مقام مقدس تک ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر
روشن ہو جاتی ہے جیسا کہ قصہ معراج کے واقعہ میں
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مقام
سے خبر دی۔

(۶۹) نیز اسی میں ہے،

العاسف یتجذب الی حیۃ الحق فی صیر
عبد اللہ فتجلی لہ کل شیء ۛ

عارف مقام حق تک پہنچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا
ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

(۷۰) اُسی میں ولی فرد کے خصائص سے لکھا کہ وہ تمام نشاۃِ عنصری جسمانی پرستولی ہوتا ہے۔ پھر لکھا کہ یہ استیلاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔

و اما فی غیرہم فمناصب وراثۃ الانبیاء
کالمجدیۃ و القطبیۃ و ظہور اشارہا
واحکامہا و البلوغ الی حقیقۃ کل علم و حال یہ
(۱) اس پر توجہ نہ کی تفصیل تین

(۷۱) اسی میں تقریر مذکور و تفصیل و قاتی فرد کے بعد ہے،

بعد ذلك كله جبلت نفسه نفساً
قدسية لا يشغلها شائ من
شائ ولا ياتى عليه حال
من الاحوال الى التجرد الى
النقطة الكلية الا وهو خبير

۱۷ فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے وقت کہا کرتا ہے محمد سعید اندلسی کراچی ۱۷۹

۵۲ " " " قدمِ صدق عند ربہم کی تفسیر
۵۳ " " " مشہد آخر یعنی دقائق ادراک کے اثرات

بہا الاث و انما الاثی تفصیل اور اب سے لے کر اُس وقت تک کہ وہ سب سے
لاجمال ہے جدا ہو کر مگر عالم سے جا ملے یعنی وقت و فوات تک
جو کچھ حال اس پر آنے والا ہے اُس سب کی اس وقت اسے خبر ہے، وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی
ہوگا۔

(۷۲) امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں :

هذا مع انه صلى الله تعالى عليه وسلم كانت لا يكتب ولكنه اوقف
علم كل شئ حتى قد وردت اشار
بمعرفته حروف الخط وحسن تصويرها
كقوله لا تمدوا باسم الله الرحمن
الرحيم رواه ابن شعبة من
طريق ابن عباس وقوله الحديث
الاخر الذي سروي عن معوية رضي الله
تعالى عنه انه كانت يكتب بين
يديه صلى الله تعالى عليه وسلم فقال
له الق الدواة وحرف القلم واقم الباء
وفرّق السين ولا تعور الميم وحسن الله
ومدّ الرحمن وجود الرحيم
وندانے جدا رکھو اور ميم اندھا نہ کر دو (اس کے چشمہ کی سفیدی کھلی رہے) اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو
اور لفظ الرحمن میں کشش ہو (رحمن یا رحمن یا رحمن) اور لفظ الرحيم
اچھا لکھو۔

(۷۳ و ۷۴) امام شعرائی قدس سرہ کتاب الجواهر والدرر نیز کتاب درة النواص میں سید علی خواص

۱۔ فیوض الحرمین مشہد آخر یعنی دقائے اُردان کے اثرات محمد سعیدائید سنہ ۱۲۸۵-۸۶
۲۔ الشفاء بحقوق المصطفیٰ فصل من معجزات الباہرة المطبعة الشریکة الصحافیة ۱/ ۲۹۸ و ۲۹۹

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل :

تحمید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور تعلقات جان لے پھر آسمان سے عرش اور عرش سے آسمان تک اور حضور کے برزخ میں تمام عالم علوی و سفلی کی صورتیں منکشف ہو گئیں۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قہسو الاول والاخر والظاہر والباطن قد ولج حین اسری بہ عالم الاسماء الذی اولہا مرکز الارض واخرہا السماء الدنیا بخمیس احکامہا وتعلقا تہائم ولج البرزخ الح انتہائہ وهو السماء السابعة ثم ولج عالم العرش الح ما لانہایۃ الیہ و انفتح فی برزخیتہ تصور العوالم الالہیۃ والکونیۃ اللہ ملقطاً۔

(۷۵) تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ ”و کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض“ (اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ ت) فرمایا،

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صنفوں اور شخصوں اور تجربوں ہر ہر مخلوق میں حکمت الہیہ کے آثار پر انھیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام، اسی لئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی! ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھا دے۔

الاطلاع علی آثار حکمت اللہ تعالیٰ فی کل واحد من مخلوقات هذا العالم بحسب اجناسہا وانواعہا واصنافہا واشتغاصہا واحوالہا مما لا یحصل الا لاکابر من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ولہذا المعنی کان رسولنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول فی دعائہ اللہم ارنا الاشیاء کما ہی ۛ

اقول یہاں مقصود اس قدر ہے کہ ان امام المہنت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس عالم کی تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس، نوع، صنف، شخص، جسم اور ان سب میں اللہ کی حکمتیں بالتفصیل

۱۔ الجواہر والدرر علی ہامش البریز
۲۔ القرآن الکریم ۷/۶
۳۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیہ ۷/۶ المطبوعۃ البیتۃ المصریۃ مصر ۱۳/۲۵
مصطفیٰ البانی مصر ص ۲۱۱ تا ۲۱۲

جانتے ہیں، وہابیہ کے نزدیک کافر و مشرک ہونے کو یہی بہت ہے، بلکہ ان کے نزدیک امام ممدوح کو کافر و مشرک سے بہت بڑھ کر کہنا چاہئے۔

گنگوہی صاحب نے صرف اتنی بات کو کہ دنیا میں جہاں کہیں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے زمین کا علم محیط مانا اور صاف حکم شرک جرڈیا کہ شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے۔^۱

تو امام کہ صرف زمین در کنار زمین و آسمان و فرش و عرش و تمام عالم کے جملہ اجناس و انواع و اصناف و اشخاص و اجرام کو نہ صرف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی علم محیط مانتے ہیں۔ گنگوہی دھرم میں ان کو تو کسی لاکھ درجے ڈبل کافر ہونا چاہئے، والیاء اللہ تعالیٰ، ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اصناف علوم غیب اور ان کے عطا و نیابت سے ان کے خدام اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی ایک ایک ذرہ عالم کا تفصیلی علم عطا ہونا ہرگز ممنوع نہیں نہیں بلکہ تصریح اولیاء واقع ہے، جیسا کہ عنقریب آتا ہے، ولہ الحمد۔

(۷۶) یہی مضمون شریف تفسیر نیشاپوری میں بایں عبارت ہے:

الاطلاع علی تفصیل آثار حکمة اللہ تعالیٰ
فی کل احد من مخلوقات هذه العوالم
بحسب اجناسها و انواعها و اصنافها
و اشخاصها و عوارضها و لواحقها
کہا ہی لا تحصل الا لاکابر الانبیاء و
لهذا قال اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائه
اس فی الاشیاء گماہی^۲

ان عالموں کی مخلوقات میں سے ہر ایک کے تمام
آثار حکمت الہیہ پر ان کی جنسوں، نوعوں، قسموں
اور فردوں نیز عوارض و لواحق تحقیق پر مطلع ہونا
اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی
وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائیں
عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں دکھا۔ (ت)

اس میں آثار حکمة اللہ کے ساتھ تفصیل زائد ہے اور ہذا العالم کی جگہ هذه العوالم ہے کہ نظر تفصیل پر زیادہ دلالت کرتا ہے، اور اجناس و انواع و اصناف و اشخاص کے ساتھ عوارض و لواحق بھی مذکور ہے کہ احاطہ جملہ جواہر و اعراض میں تصریح تر ہو، اگرچہ اجناس عالم

۱۔ البراہین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاسا واقع دھور
۲۔ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) آیہ ۶/۵، مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۱/۴ ص ۵۱

میں عوارض بھی داخل تھے پھر ان کے ساتھ کما ہی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم غیر مشوب بالخطا والوہم (غلطی اور وہم کی آلائش سے پاک - ت) کی تاکید ہو۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیر جزا آمین۔ (۷۷) نیشاپوری میں زیر آیہ کریمہ "وَجَنَابِكَ عَلٰی هَوْلِهِ شَهِيدًا" (اور اسے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔ ت) فرمایا:

لا تروحه صلى الله تعالى عليه وسلم
شاهد على جميع الاسواح والقلوب و
النفوس لقوله صلى الله تعالى
عليه وسلم اول ما خلق الله
روحى ۛ

یہ جو رب عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے

دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے (کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس ان کی نظر کریم سے اوجھل نہیں، جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے) اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کریم کو پیدا کیا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا)۔

(۷۸) حافظ الحدیث سیدی احمد سلجاسی قدس سرہ اپنے شیخ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز بن مسعود دباع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب مستطاب ایریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے آیہ کریمہ "وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا" (اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ ت) کے متعلق فرمایا:

المراد بالاسماء الاسماء العالیة لا الاسماء
الناسلة فان كل مخلوق له اسم عال
واسم نازل، فالاسم النازل هو الذى يشعر
بالمستقى فى الجملة والاسم العالی هو الذى
اس کلام نورانی و اعلام ربانی ایمان افروز، کفران سؤ
کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کے دو نام ہیں علوی و
سفلی۔ سفلی نام تو صرف مستقی سے ایک گونہ آگاہی
دیتا ہے۔ اور علوی نام سنتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے

۱۔ القرآن الکریم ۴۱/۴

۲۔ غرائب القرآن

۳۔ القرآن الکریم ۴۱/۲

يشعر يا صل المستقى ومن اى شئ هو و
بفائدة المستقى ولاى شئ يصلح الفاس
من سائر ما يستعمل فيه وكيفية صنعة
الحداد له فيعلم من مجرد سماع لفظه
هذه العلوم والمعارف المتعلقة باللفظ
وهكذا اكل مخلوق والمراد بقوله
تعالى "الاسماء كلها" الاسماء التى يطبقها
ادم ويحتاج اليها سائر البشر اولهم بها
تعلق وهى من كل مخلوق تحت العرش
الى ما تحت الارض فيدخل فى ذلك
الجنة والناس والسموات السبع وما فيهن
وما بينهن وما بين السماء والارض وما
ما فى الارض من البرارى والقفار والادوية
والبحار والاشجار نكل مخلوق فى ذلك
ناطق اوجامد الا ادم يعرف من اسمه
تلك الامور الثلاثة اصله وفائدته وكيفية
ترتيبه ووضع شكله فيعلم من اسم الجنة
من اين خلقت ولاى شئ خلقت وترتيب
مراتبها وجميع ما فيها من الحور وعد من
يسكنها بعد البعث ويعلم من لفظ النار
مثل ذلك ويعلم من لفظ السماء مثل ذلك
ولاى شئ كانت الاولى فى محلها والثانية
وهكذا فى كل سماء ويعلم من لفظ الملائكة
من اى شئ خلقوا ولاى شئ خلقوا وكيفية
خلقهم وترتيب مراتبهم وبابى شئ استحق

کہ مستحق کی حقیقت و ماہیت کیا ہے اور کیونکر پیدا ہوا
اور کاسے سے بنا اور کس لئے بنا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو تمام اشیاء کے یہ علوی نام تعلیم فرمائے گئے
جس سے انھوں نے حسب طاقت و حاجت بشری
تمام اشیاء جان لیں، اور یہ زیر عرش سے زیر فرش
تک کی تمام چیزیں ہیں جس میں جنت و دوزخ و بہشت
آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان
ہے اور جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور
جنگل اور صحرا اور نالے اور دریا اور درخت وغیرہ
جو کچھ زمین میں ہے غرض یہ تمام مخلوقات ناطق و
غیر ناطق ان کے صرف نام سننے سے آدم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو معلوم ہو گیا کہ عرش سے فرش تک ہر
شے کی حقیقت یہ ہے اور فائدہ یہ ہے اور اس
ترتیب سے اس شکل پر ہے۔ جنت کا نام سننے
ہی انھوں نے جان لیا کہ کہاں سے بنی اور کس
لئے بنی اور اس کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور
جس قدر اس میں خوریں ہیں اور قیامت کے بعد
اتنے لوگ اس میں آجائیں گے، اسی طرح
نار (دوزخ)، یوں ہی آسمان، اور یہ کہ پہلا
آسمان وہاں کیوں ہوا اور دوسرا دوسری جگہ کیوں
ہوا، اسی طرح ملائکہ کا لفظ سننے سے انھوں نے
جان لیا کہ کاسے سے بنے اور کیونکر بنے اور انکی
مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور کس لئے یہ فرشتے اس
مقام کا مستحق ہو اور دوسرا دوسرے کا۔ اسی طرح
عرش سے زیر زمین تک ہر فرشتے کا حال۔ اور یہ

تمام علوم صرف آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ آدم کا نام خاص اس لئے لیا کہ ان کو یہ علوم پہلے ملے، پھر فرمایا کہ ہم نے بقدر طاقت و حاجت کی قید لگا کر صرف عرش تا فرش کی تمام اشیاء کا احاطہ اس لئے رکھا کہ جملہ معلومات الہیہ کا احاطہ نہ لازم آئے اور ان علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان علوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کو مشاہدہ حضرت عزت جلالت سے ایک گونہ غفلت سی ہو جاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف توجہ فرماتے تو ان علوم کی طرف سے ایک نیند سی آجاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی کمال قوت کے سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں کرتا، وہ عین مشاہدہ حق کے وقت ان تمام علوم اور ان کے سوا اور علموں کو جانتے ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اور ان علوم کی طرف عین توجہ میں مشاہدہ حق فرماتے ہیں اور ان کو نہ مشاہدہ حق، مشاہدہ خلق سے پردہ ہو نہ مشاہدہ خلق مشاہدہ حق سے، پاک و بلند ہی اُسے جس نے ان کو یہ علوم اور یہ قوتیں بخشیں، صلی اللہ

هذا الملك هذا المقام واستحق غيره مقاماً آخر وهكذا في كل ملك في العرش الى ما تحت العرض فهذه علوم آدم واولاده من الانبياء عليهم الصلوٰۃ والسلام والاولياء الكمل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو انما خص آدم بالذكر لانه اول من علم هذه العلوم ومن علمها من اولاده فانها علمها بعده وليس المراد انه لا يعلمها الا آدم و انما خصنا بها بما يحتاج اليه و ذريته و بما يطيقونه لئلا يلزم من عدم التخصيص الاحاطة بمعلومات الله تعالى وانما قال تنزلت اشارة الى الفرق بين علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بهذه العلوم وبين علم آدم وغيره من الانبياء عليهم الصلوٰۃ بها فانهم اذا توجهوا اليها يحصل لهم شبه مقام عن مشاهدة الحق سبحانه وتعالى واذا توجهوا نحو مشاهدة الحق سبحانه وتعالى حصل لهم شبه النوم عن هذه العلوم ونبينا صلى الله تعالى عليه وسلم لقوته لا يشغله هذا عن هذا فهو اذا توجه نحو الحق سبحانه وتعالى حصلت له المشاهدة التامة وحصل له مع ذلك مشاهدة هذه العلوم وغيرها مما لا يطلق واذا توجه نحو هذه العلوم حصلت له مع حصول هذه المشاهدة في الحق

سبحنه وتعالى فلا تحجبه مشاهدة الحق
عن مشاهدة الخلق ولا مشاهدة الخلق
عن مشاهدة الحق سبحنه وتعالى -

کیوں وہاں ہو! ہے کچھ دم؟ ہاں ہاں تقویۃ الایمان وبراہین قاطعہ کی شرک انی لے کر دوڑیو،
مشرک مشرک کی تسبیح بھائیو، کل قیامت کو کھل جائے گا کہ مشرک، کافر، مرتد، خاسر کون تھا نیل علموت
غدا من الکذاب الاشر (بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا تر ونا - ت)۔

اشر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں،

(۱) اشر قوی کہ زبان سے بک بک کرے۔

(۲) اشر فعلی کہ زبان سے چپ اور خباثت سے باز نہ آئے۔

وہاں اشر قوی و اشر فعلی دونوں ہیں، قاتلہم اللہ اتی یؤفکون (اللہ انہیں مارے کیا اونہے

جاتے ہیں۔

حضرت سیدی شاہ عبدالعزیز قدسنا اللہ لبسہ العزیز، اجلۃ اکابر اولیاء عظام و اعظم سادات کرام
سے ہیں، بدلتکام وہاں سے کچھ تعجب نہیں کہ ان کی شان کریم میں حسب عادت لتیم گستاخی و زبان درازی
کریں، لہذا مناسب کہ اس پاک، مبارک، لاڈلے بیٹے کی تائید میں اس کے مہربان باپ، مسلمانوں
کے مولیٰ، اللہ واحد قہار کے غالب شیر، سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی مشککشا حاجت روا، کافر کش، مومن
پناہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بعض ارشادات ذکر کروں کہ سگان زرد کے برادر شغال اس سید الجلال
کی بوسونگہ کر بھاگیں اور شرک شرک بگنے والے منہ میں قہر کے پتھر ہوں اور پتھروں سے آگیں۔

(۷۹) ابن النجار ابو المعتمر مسلم بن اوس وجاریہ بن قدامر سعدی سے راوی کہ امیر المؤمنین ابوالامتہ

الطاہر بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی فاتی
لا أسأل عن شیء دون العرش الا
مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش
کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں

اخبوت عنه ^۱

بتادوں گا۔

30
30

عرش کے نیچے کرسی، ہفت آسمان، ہفت زمین اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے
تحت الثانی تک سب داخل ہے۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شے
مجھ سے پوچھو میں بتا دوں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸۰) امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابو عسمر بن عبد البر کتاب العلم میں ابوالطفیل
عامر بن واٹلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قال شهدت علی بن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فواللہ لا تسألونی
عن شیء الی یوم القیمة الا حدتکم به ^۲
میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خطبہ میں حاضر تھا
امیر المؤمنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا، مجھ سے
دریافت کرو خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے
والی ہے مجھ سے پوچھو میں بتا دوں گا۔

امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں
امام جلیل جلال الملتہ والدین سیوطی نے جامع کبیر میں ذکر فرمائیں۔

(۸۱ تا ۸۴) ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام دمیری پھر علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں
میں فرماتے ہیں:

الجفر جلد کتبہ جعفر الصادق کتب فیہ
لاهل البيت کل ما یحتاجون الی
علمہ وکل ما یكون الی یوم القیمة ^۳
جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لئے
جس چیز کے علم کی انھیں حاجت پڑے اور جو کچھ
قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرمادیا۔

(۸۵) علامہ سید شریف رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مواقف میں فرماتے ہیں:
الجفر والجامعة کتابان لعلی رضی اللہ تعالیٰ
یعنی جفر و جامعہ امام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

۱

۲ جامع بیان العلم وفضلہ باب فی ابتداء العالم جلسا بالفائدة وقول سلونی دار الفکر بیروت ۱۳۸/۱

۳ حیوة الحیوان الکبریٰ تحت لفظ الجفرة مصطفیٰ البابی مصر ۲۴۹/۱
وفیات الایمان ترجمہ عبد المؤمن صاحب المغرب ۴۰۸ دار الثقافة بیروت ۲۴۰/۳

عنه قد ذكر فيهما على طريقة علم
المحروف الحوادث التي تحدث الحـ
انقراض العالم وكانت الائمة المعروفة
من اولاده يعرفونهما ويحكمون بهما
وفي كتاب قبول العهد الذي كتبه على
بن موسى رضي الله تعالى عنهما الحـ
المامون انك قد عرفت من حقوقنا ما
لم يعرفه اباؤك فقبلت منك عهدك
الا ان الجعفر والجامعة يدان على انه
لا يتم ولمشاخ المعاربة نصيب من
علم المحروف ينتسبون فيه الى اهل
البيت وسأيت انا بالشام نظما اشير فيه
بالرؤس الحـ احوال ملوك مصر و
سمعت انه مستخرج من دينك
الكتابين الحمد

پائی) اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنے انتساب کا
سلسلہ رکھتے ہیں، اور میں نے ملک شام میں ایک نظم دیکھی جس میں شاہان مصر کے احوال کی طرف رموز
میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انہی دونوں کتابوں سے نکالے ہیں انتہی۔
اس علم علوی شریف مبارک کی بحث اور اس کے حکم شرعی کی جلیل تحقیق بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے رسالہ
مجتلی العروس و مراد النفوس میں ہے جو اس کے غیر میں نہ ملے گی۔

(۸۶) حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،
وعزة سربى ان السعداء والاشقياء
ليعرضون على عيني في اللوح
عزت الہی کی قسم بیشک سب سعید و شقی میرے
سامنے پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ

میں ہے۔

(۸۷) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

لولا لجام الشريعة على لسانى لخبوتكم بما
تاكلون وما تذخرون فى بيوتكم انتم بين
يديدى كالتقواريز يري ما فى بواطنكم وظواهركم

اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں
تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں
اندوختہ کر کے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی
مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(۸۸) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

قلبي مطلع على اسرار الخليفة ناظر الى
وجوه القلوب قد صفاه الحق عن دنس
سروية سواه حتى صار لوحاً ينقل
اليه ما فى اللوح المحفوظ و سلم
عليه انما امور اهل زمانه وصرفه
فى عطايتهم ومنعهم

میرا دل اسرارِ مخلوقات پر مطلع ہے سب دلوں کو
دیکھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے رویتِ ماسوا کے
میل سے صاف کر دیا کہ ایک لوح ہو گیا جس کی طرف
وہ منتقل ہوتا ہے، جو لوح محفوظ میں لکھا ہے (اللہ
تعالیٰ نے) تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اسے
سپرد فرمائیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا
کریں جسے چاہیں منع فرمادیں۔

(۸۹ و ۹۰ و ۹۱) والحمد لله رب العالمين یہ اور ان کے مثل اور کلمات قدسیہ اجلہ اکابر
ائمہ مثل امام احمد سیدی نور الحق والدین ابو الحسن علی شطنوفی صاحب کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار،
و امام اجل سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحب خلاصۃ المفادیر وغیرہا نے حضور سے
بر اساس نبیہ صحیحہ روایت فرمائے، اور علی قاری وغیرہ علمائے نزہۃ الخاطر وغیرہ کتب مناقب شریفینہ
میں ذکر کئے۔

(۹۲) عارف کبیر احمد الاقطاب الاربعہ سیدنا حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترقیات کامل
کے بارے میں فرماتے ہیں :

۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

(۹۳) عارف باللہ حضرت سیدی رسلان دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

(۴۹) (مذکورہ بالا) یہ دونوں کلام کریم سیدی امام عبدالوہاب شعرائی قدس سرہ الربانی نے طبقات کبریٰ میں نقل کئے۔

(۹۶) حضرت خواجہ بہار الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام پاک نقل کر کے فرماتے،

وامی گوئیم چو لور وئے ناخنہ ست پہ چہیز
از نظر ایشان غائب نیست بیکہ

ہم کہتے ہیں کہ ناخن کی سطح کی طرح ہے، کوئی چیز
ان کی نظر سے غائب نہیں۔

۱۵ قول سید احمد رفاعی

٥ الطبقات الكبرى ترجمہ ۲۴ سلمان الدمشقی دار الفکر بیروت ص ۲۱۴

۳۰ نفقات الانس ترجمہ خواجہ بہار الحق والدین النقشبندی انتشارات کتاب فروشی ص ۳۸۷

١٢ " " " " " " " " " " " " " " " " " "

۲۲۳ // " " "

كان اقوى قلباً ولهذا قال على كرم الله تعالى
وجبه والله ما قلعت باب خبير بقوة
جسدانية ولكن بقوة ربانية وكذلك
العبد اذا اطلب على الطاعات بلغ الى
المقام الذي يقول الله تعالى
كنت له سمعاً وبصراً فاذا صار نور
اجلال الله تعالى سمعاً له سمع القريب و
البعيد واذا صار ذلك النور بصراً له رأى
القريب والبعيد واذا صار ذلك النور يدا
له قدر على التصرف في الصعب و
السهل والبعيد والقريب

دل زیادہ زبردست ہوتا ہے۔ ولہذا مولیٰ علی نے
فرمایا، خدا کی قسم میں نے خیر کا دروازہ جسم کی قوت
سے نہ اکھڑا بلکہ ربانی طاقت سے۔ اسی طرح بندہ
جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام
تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے
کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہو جاتا ہوں تو
جب اجلال الہی کا نور اُس کا کان ہو جاتا ہے۔
بندہ نزدیک، دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور
اس کی آنکھ ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور سب
دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے
بندہ سہل و دشوار و نزدیک و دور میں تصرفات
کرتا ہے۔

(۱۰۳) حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی و فتر ثالث ثنوی شریف میں موزہ و عقاب کی حدیث
مستطاب میں فرماتے ہیں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
گرچہ ہر غیبی خدا مارا نمود دل دران لحظہ بخود مشغول بود
(اگرچہ ہر غیبی خدا نے ہم کو دکھایا ہے لیکن دل اس وقت اپنی ذات میں مشغول تھا۔)
(۱۰۴) مولانا بکر العلوم ملک العلماء قدس سرہ شرح میں فرماتے ہیں،

محمد رضا گفتم اے فکر تن نہ داشت و از جہت
استغراق بعض مغنیات بر انبیاء مستور شوند
انتهی، معنی بیت ای چنیست کہ دل بخود مشغول
بود کہ دل نفس دل را مشاہدہ می کرد و ذات
باعدیت جمیع اسماء در دل ست پس بسبب
یعنی محمد رضا کہتا ہے دل کو بدن کی فکر نہ تھی اور
استغراق کی وجہ سے بعض غیبی انبیاء سے
چھپ جاتے ہیں انتہی، شعر کے معنی یہ ہیں کہ دل
ذات دل کا مشاہدہ کر رہا تھا اور ذات احدیت
تمام اسماء کے ساتھ دل میں ہے، پس اس

۱۔ مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۱۸/۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/۷۷
۲۔ ثنوی معنوی ربودن عقاب موزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور دفتر سوم ۸۷

(۵۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸) امام قرطبی شارح صحیح مسلم، پھر امام عینی بدرمجموعہ، پھر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری، پھر علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث و خمس لا یعلمہن الا اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں :

صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پانچوں غیبیوں کو جانتے ہیں، اور اس میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بتا سکتے ہیں اور جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعویٰ کرے اس کی تکذیب نہ ہوگی۔

١
٢ عمدة القاري شرح البخاري كتاب الايمان باب سوال جبريل النبي صلى الله عليه وسلم ادارة الطباعة المنيرية بيروت ١٣٩١
ارشاد الساري شرح البخاري " " " " دار الكتاب العربي بيروت ١٣٩١

علموا متی یوتون وعلموا ما فی الاسرار
حال حمل المرأة وقبله

ان کے جانتے والے پائے ایک جماعت کو ہم نے
دیکھا کہ ان کو معلوم تھا کب مریں گے اور انہوں نے

عورت کے حمل کے زمانے میں بلکہ حمل سے بھی پہلے جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے۔
(۱۱۰) شیخ محقق قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں،
المراد لا تعلم بدون تعلیم اللہ
تعالیٰ منہ

(۱۱۱) علامہ بخاری شرح برہہ شریف میں فرماتے ہیں،
لم یخرج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
من الدنيا الا بعد ان اعلمه اللہ تعالیٰ
بہذا الامور ای الخمسة

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف
لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے
حضور کو ان پانچ غیبوں کا علم دے دیا۔
(۱۱۲) علامہ شرنوائی نے جمع النہایۃ میں اسے بطور حدیث بیان کیا کہ،
قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی
اطلعه علی کل شیء

(۱۱۳) حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزمان سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے راوی،

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یخفی
علیہ شیء من الخمس المذكورة فی
الایۃ الشریفۃ وکیف یخفی علیہ ذلک
والا قطاب السبعة من امتہ

یعنی قیامت کب آئے گی، یقیناً کب اور کہاں
اور کتنا برسے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا
ہوگا، فلاں کہاں مرے گا۔ یہ پانچوں غیب جو آیہ کریمہ
میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ

۱۔ روض النضر شرح الجامع الصغیر
۲۔ لمعات التفتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تحت الحدیث ۳ مکتبۃ المعارف العلمیہ لاہور ۳/۴
۳۔ حاشیۃ الباجوری علی البردۃ تحت البیت فان من جودک الدنیا فی مصطفیٰ البابی مصر ص ۹۲
۴۔

الشریفۃ یعلمونہا وہم دون الغوث
فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین و
والآخرین الذی ہو سبب کل شیء
ومنہ کل شیء ۱۱۴
جو سب انگلوں پھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انھیں سے ہے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۱۴) نیز ابریز عزیز میں فرمایا:

قلت للشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فان
علماء الظاہر من المحدثین وغیرہم
اختلفوا فی النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم هل کان یعلم الخمس
فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کیف یخفی امر الخمس علیہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والواحد من
اہل التصرف من امتہ
الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفة
ہذا الخمس ۱۱۵
یعنی میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین مسئلہ خمس میں
باہم اختلاف رکھتے ہیں، علماء کا ایک گروہ کہتا ہے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا، دوسرا
انکار کرتا ہے۔ اس میں حق کیا ہے؟ فرمایا (جو
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم
مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر
پچھے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفہ میں جو
اولیائے کرام اہل تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف
فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو
جان نہ لیں تصرف نہیں کر سکتے۔

(۱۱۵) تفسیر کبیر میں زیر آیر کریم "عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من امر تفضی
من رسول" فرمایا:

ای وقت وقوع القیمة من غیب یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب

۱۱

۱۱۵۴۱۱۵۴
الباب الثانی
۱۰۲/۲

مصطفیٰ البابی مصر

ص ۱۶۷ و ۱۶۸

الذی لا یظهرہ اللہ لاحد فان قیل
فاذا حملتم ذلك على القيمة فكيف قال الا
من ارتضى من رسول مع انه لا یظهر هذا
الغیب لاحد قلنا بل یظهره عند قرب
القیمة (ملخصاً)

اس نفیس تفسیر نے صاف معنی آیت پر ٹھہرائے کہ اللہ عالم الغیب ہے۔ وہ وقت قیامت کا
علم کسی کو نہیں دیتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۱۱۶) علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرقہ باطلہ معتزلہ خدا لہم اللہ تعالیٰ کے کرامات اولیاء
سے انکار اور ان کے شہادتِ فاسدہ کے ذکر و ابطال میں فرماتے ہیں،

الخامس وهو في الاخبار عن المغيبات
قوله تعالى عالم الغيب فلا یظهر علی غیبه
احداً الا من ارتضى من رسول
خص الرسل من بين المرتضين
بالاطلاع علی الغیب فلا یطلع
غيرهم وان كانوا اولیاء مرتضين،
الجواب ان الغیب ههنا ليس
للعوم بل مطلق او معین
هو وقت وقوع القیمة بقرینة
السياق ولا یبعد ان یطلع
یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے
میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم
نہیں ہو سکتا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے غیب کا
جاننے والا تو اپنے غیب پر مستط نہیں کرتا مگر
اپنے پسندیدہ رسولوں کو، جب غیب پر اطلاع
رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر
غیب جان سکتے ہیں۔ ائمہ اہلسنت نے جواب دیا
کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنی ہوں
کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا
جس سے مطلقاً اولیاء کے علوم غیب کی نفی

عہ فائدہ: اس نفیس عبارت کتاب عقائد اہلسنت سے ثابت ہوا کہ وہاں معتزلہ سے بھی بہت خبیث تر
ہیں معتزلہ کو صرف اولیائے کرام کے علوم غیب میں کلام تھا انبیاء کے لئے مانتے تھے، یہ خبیث خود انبیاء
سے منکر ہو گئے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ائمہ اہلسنت انبیاء و اولیاء سب کے لئے مانتے ہیں واللہ الحمد

لہ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۲۶/۷۲ المطبعة البهية المصرية مصر ۱۶۸/۳۰

علیہ بعض الرسل من الملائكة او البشر فیصح الاستثناء^۱ ہو سکے بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہیں کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوع قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کی تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے، اس پر اگر شبہ کیجئے کہ اللہ تو رسولوں کا استثناء فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے، اب اگر اس سے تعیین وقت قیامت لیجئے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو ان کو بھی نہیں بتایا جاتا۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملنا کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عز و جل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

(۱۱۷) امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورہ رعد میں فرماتے ہیں :

لا یعلم متى تقوم الساعة الا الله الا من ارتفع من رسول فانه يطلعہ من يشاء من غيبه و الولي التابع له ياخذ عنه^۲ کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سو اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انھیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لئے راہ رکھی، مگر یوں کہ اصالتاً انبیاء کو ہے اور ان کو ان سے ملتا ہے، اور حق یہی ہے کہ آیہ کو یہ غیر رسل سے علم غیب میں اصالت کی نفی فرماتی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔

(۱۱۸ و ۱۱۹) علامہ حسن بن علی مد الغنی حاشیہ فتح المبین امام ابن حجر مکی اور فاضل ابن عطیہ فتوحات و مہیبہ شرح اربعین امام نووی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں، الحق كما قال جمع انت الله سبحانه یعنی حق مذہب وہ ہے جو ایک جماعت علمائے

^۱ لہ شرح المقاصد المبحث الثامن الولی هو العارف بالله تعالیٰ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۵۴
^۲ لہ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورہ الرعد دار الکتاب العربی بیروت ۱۸۶/۷

و تعالیٰ لم یقبض نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق اطلعه علی کل ما ابہمہ عنہ الا انہ امر بکتہم بعض والاعلام ببعض لہ
فرمایا کہ اللہ عز و جل ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کو عطا فرما دیا ، ہاں بعض علوم کی نسبت حضور کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتائیں اور بعض کے بتانے کا حکم کیا۔

(۱۲۰) علامہ عثمانوی کتاب مستطاب عجب العجاہ شرح صلاۃ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں ،

قل انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوقی علمہا (ای الخمس) فی آخر الامر لکنہ امر فیہا بالکتہان و ہذا القیل هو الصحیح
یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر میں ان پانچوں غیبوں کا بھی علم عطا ہو گیا مگر ان کے چھپانے کا حکم تھا، اور یہی قول صحیح ہے۔

تنبیہ حلیل

الحمد للہ یہ بطور نمونہ ایک سو بیس عبارات قاہرہ ہیں جن سے وہابیت کی پورچ ذلیل عمارت نہ صرف منہدم ہوتی بلکہ قارون اور اس کے گھر کی طرح بفضلہ تعالیٰ تحت اثری پہنچتی ہے ، اور بحمدہ تعالیٰ یہ کل سے جز ہیں ، ایسے ہی صد ہا نصوص حلیلہ و عظیمہ دیکھنا ہوں تو فقیہ کی کتاب صالٰۃ الجیب بعلوم الغیب^۱ و رسالہ اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان و ما یكون^۲ ملاحظہ فرمائی کہ نصوص کے دریا ہیں چمکتے ، اور حُب مصطفیٰ کے چاند چمکتے ، اور تعظیم حضور کے سورج دکتے ، اور نور ایمان کے تارے چمکتے ، اور حق کے باغ لپکتے ، اور تحقیق کے پھول مہکتے ، اور ہدایت کے پھول چمکتے ، اور نجدیت کے کوئے رسکتے ، اور وہابیت کے بوم بلکتے ، اور مذہب بوح گستاخ پھڑکتے ، والحمد للہ رب العالمین ۔

وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ ان نصوص قاہرہ کے مقابل ادھر ادھر سے کچھ عبارات دربارہ تخصیص

عہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱

۲ عجب العجاہ شرح صلاۃ سید احمد کبیر بدوی

غیوب نقل کر لیتے اور بغلیں بجاتے ہیں حالانکہ یہ محض جہالت، کج فہمی بلکہ صریح متکاری اور بہت دھرمی ہے۔ انصافاً وہ ہمارے ہی بیان کا دوسرا پہلو دکھاتے ہیں۔

فقیر گزارش کر چکا کہ مسئلہ عموم و خصوص اُن اجماعات بعد کہ امر چہارم میں معروض ہوئے علمائے اہلسنت کا خلائیہ (اختلافی) حکامہ اولیاء کرام و بکثرت علمائے عظام جانب تقیم ہیں اور یہی ظاہر نصوص قرآن عظیم و مفاد احادیث حضور پر نور علیہ فضل الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔

اور بہت اہل رسوم جانب خصوص گئے، اُن میں بھی شاید نرے متعسفوں کا یہ خیال ہو ورنہ ان کے لئے اس پر ایک باعث ہے جس کا بیان مع چند نظائر نفیسہ فقیر کے رسالے "انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شئ" (۱۳۲۰ھ) میں مشرح ہے تو ایسی عبارات سے ہمیں کیا ضرر، ہم نے کیا دعویٰ اجماع کیا تھا کہ خلاف دکھاؤ۔

وہاں تم اپنی جہالت سے مدعی اجماع تھے یہاں تک کہ مخالف کی تکفیر کر بیٹھے۔ تو ہر طرح تم پر قہر کی مار ہے ایجاب جزئی سے موجب کلیہ کا ثبوت چاہنا مجنون کا شعار ہے۔

تم دسٹ عبارتیں خصوص میں لاؤ ہم تنو نصوص عموم میں دکھائیں گے، پھر ظواہر قرآن و حدیث و عامہ اولیائے قدیم و حدیث ہمارے ساتھ ہیں، اور اسی میں ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کی ترقی اور خود اسی بارے میں ان کا رب فرما چکا کہ علمک مالک تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیماً سکھا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔

جسے اللہ بڑا کرے اسے گھٹائے کیونکر بنے، معہذا اگر بغرض باطل خدا کا فضل عظیم چھوٹا اور مختصر ہی ہو، مگر ہم نے ظواہر قرآن و حدیث و تصریحات صد ہائے ظاہر و باطن کے اتباع سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیادہ رفعت شان چاہ کر اُسے بڑا مانا تو بجز اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حبیب کی تعظیم ہی کی۔

اور اگر واقع میں وہ فضل الہی ویسا ہی بڑا ہے اور تم نے برخلاف ظواہر نصوص قرآن و حدیث اسے ملکا اور چھوٹا جانا تو تمہارا معاملہ معکوس ہوا، فاقی الفرقیقین احق بالامن خیال کرو کو کونسا فرق زیادہ مستحق امن ہے۔

غرض یہاں چند پریشان عبارات خصوص کا سنانا محض جہل ہے یا سخت مکر۔ کلام تو اس میں ہے

کہ تم اقوالِ عموم بمعنی مرقوم بلکہ اس سے بھی لاکھوں درجے نیچے پر حکمِ شرک و کفر جڑ ہے ہو۔ گنگوہی جی کی قاطعہ براہین دیکھو صرف اتنی بات کہ جہاں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے، علم محیط زمین ٹھہرا دیا۔ پھر اسے خدا کا خاصہ اور ساتھ ہی اپنے معبود ابلیس کی صفت بتا کر صاف حکمِ شرک پھٹا دیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں۔ پھر عرش تا فرش کا علم تو زمین کے علم محیط سے کروڑ ہا کروڑ درجے بڑا ہے پھر ماکان و مایکون کا تو کیا ہی کہنا ہے۔ اسی طرح اور تعلیمات کہ کلامِ ائمہ دین و علمائے معتدین میں گزریں، اس کا ماننے والا اگر معاذ اللہ ایک حصہ کافر تھا تو ان کا ماننے والا تو یہودیوں سنسکریوں کافروں کے برابر ایک کافر ہو گا۔

یونہی تمہارا امام علیہ ما علیہ تقویۃ الایمان میں بے طائے الہی بھی غیب کی بات کا علم ماننے کو شرک کہہ چکا۔ پھر گنگوہی جی کا شرک تو میلاد مبارک کی اطلاع پر اچھلا تھا، ان امام جی نے ایک پیر کے پتے ہی جاننے پر شرک اُگل دیا۔

تمام علماء، اولیاء، صحابہ، انبیاء و ہابیوں کی تکفیر کا نشانہ

اب دیکھئے کہ گنگوہی و اسماعیل و وہابیہ نے معاذ اللہ کن کن ائمہ، علماء و محدثین و فقہاء و مفسرین و متکلمین و اولیاء و صحابہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التثانیہ کو کافر بنا دیا۔ انہیں کو گنگوہی جی کے اقوال و ارشادات اس مختصر میں گزرے،

- | | |
|--|--|
| (۱) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی | (۱۱) امام ابن حجر مکی |
| (۲) مولانا ملک العلماء بحر العلوم | (۱۲) علامہ محمد زرقانی |
| (۳) علامہ شامی صاحب رد المحتار | (۱۳) علامہ عبد الرؤف مناوی |
| (۴) ائمہ اہلسنت و مصنفان عقائد | (۱۴) علامہ احمد قسطلانی |
| (۵) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی | (۱۵) امام قرطبی |
| (۶) علامہ شہاب الدین خفاجی | (۱۶) امام بدر الدین عینی |
| (۷) امام فخر الدین رازی | (۱۷) امام بغوی (صاحب تفسیر معالم) |
| (۸) علامہ سید شریف جرجانی | (۱۸) شیخ علاؤ الدین علی بغدادی (صاحب تفسیر خازن) |
| (۹) علامہ سعد الدین تفتازانی | (۱۹) علامہ بیضاوی |
| (۱۰) علی قاری مکی | (۲۰) علامہ نظام الدین نیشاپوری (صاحب تفسیر غرائب القرآن) |

- (۲۱) علامہ جبل (شارح جلالین)
- (۲۲) امام ابو بکر رازی (صاحب تفسیر انوار جلیل)
- (۲۳) امام قاضی عیاض
- (۲۴) امام زین الدین عراقی
- (۱) استاد امام ابن حجر عسقلانی
- (۲۵) حافظ الحدیث احمد سلجاسی
- (۲۶) ابن قتیبہ
- (۲۷) ابن خلکان
- (۲۸) امام کمال الدین دیمیری
- (۲۹) علامہ ابراہیم بجوری
- (۳۰) علامہ شرنوائی
- (۳۱) علامہ مدنی
- (۳۲) علامہ ابن عطیہ
- (۳۳) علامہ عثمادی
- (۳۴) امام ناصر الدین سمرقندی (صاحب ملقط)
- ۳۵ علامہ بدر الدین محمود بن اسرائیل
- (صاحب جامع الفصولین)
- (۳۶) شیخ عالم بن صاحب تاتارخانیہ
- (۳۷) امام فقیہ صاحب فتاویٰ حجبہ
- (۳۸) امام عبد الوہاب شمرانی
- (۳۹) امام یافعی
- (۴۰) امام اوحید ابوالحسن شطنوفی
- (۴۱) امام ابن حجر مکی
- (۴۲) امام محمد صاحب مدحیرہ شریف
- (۴۳) حضرت مولانا جامی
- (۴۴) حضرت مولوی معنوی
- (۴۵) حضرت سید عبدالعزیز دہلوی
- (۴۶) حضرت سیدی علی خواص
- (۴۷) حضرت خواجہ بہاء الحق والدین
- (۴۸) حضرت خواجہ عزیزان رامینی
- (۴۹) حضرت شیخ اکبر
- (۵۰) حضرت سیدی علی وفا
- (۵۱) حضرت سیدی رسلان دمشقی
- (۵۲) حضرت سیدی ابو عبد اللہ شیرازی
- (۵۳) حضرت سیدی ابوسلیمان دارانی
- (۵۴) حضرت قطب کبیر سید احمد رفاعی
- (۵۵) حضور قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم
- (۵۶) حضرت امام علی رضا
- (۵۷) حضرت امام جعفر صادق
- (۵۸) حضرات عالیہ دیگر ائمہ اطہار
- (۵۹) امام مجاہد
- (۶۰) حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس
- (۶۱) حضور سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ
- (۶۲) عامہ صحابہ کرام
- (۶۳) حضرت خضر بلکہ
- (۶۴) حضرت موسیٰ بلکہ
- (۶۵) (خاک پر دہن دشمنان) خود حضور سید الانبیاء
- (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بلکہ
- (۶۶) (لعنة الله على الظالمين) خود اللہ
- رب العالمین۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔
وسیعلم الذین ظلموا انهم منقلب
ینقلبون۔

نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے
کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔
عنقریب ظالم جانیں گے کس لوٹنے کی جگہ لوٹتے

ہیں۔ (ت)

یہ گنتی میں تو چھیانوے^{۶۶} سٹھ ہیں اور ان میں ائمہ اہلسنت، مصنفان عقائد جن کا حوالہ علامہ شامی نے دیا،
اور ائمہ اطہار جن کا حوالہ علامہ سید شریف نے اور تمام صحابہ کرام جن کا حوالہ امام قسطلانی و علامہ زرقانی نے
دیا سب خود جماعتیں ہیں۔

اور ہے یہ کہ جب اللہ و رسول تک نوبت ہے تو اگلے پچھلے جن و انس و ملک تمام مومنین سب ہی
وہابیہ کی تکفیر میں آ گئے۔

ان بے دینوں کا تماشا دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگوئیوں کی جو تکفیر ہوئی اس
پر کیا کیا روئے ہیں کہ ہائے سارے جہان کو کافر کہہ دیا (گویا جہان انھیں ڈھائی نفروں سے عبادت ہے)
ہائے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا (گویا اسلام ان بے دینوں کے قافیہ کا نام ہے اُن کا قافیہ تنگ ہوا
تو اسلام ہی کا دائرہ تنگ ہو گیا)۔

اور خود یہ حالت کہ اشقیاء نہ علماء کو چھوڑیں نہ اولیاء کو نہ صحابہ کو نہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) کو نہ جناب کبریا (عز وجلالہ) کو۔ سب پر حکم کفر لگائیں اور خود ہٹے کئے مسلمانوں کے بچے
بنے رہیں، الا لعنة اللہ علی الظالمین (خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت)

ہاں ہاں وہابیو! گنگو ہیو! دیوبندیو! تمھاریو! دہلویو! امرتسریو! بات کے بچے اور قول کے سچے
ہو تو آنکھیں بند کر کے منہ کھول کر صاف کہہ ڈالو کہ ہاں ہاں شاہ ولی اللہ سے لے کر فقہار، محدثین،
مفسرین، متکلمین، اکابر علماء، اکابر علماء سے لے کر اولیاء، اولیاء سے لے کر ائمہ اطہار، ائمہ اطہار
سے لے کر انبیاء عظام، انبیاء عظام سے لے کر سید الانبیاء، سید الانبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے
لے کر واحد قہار تک تمھارے دھرم میں سب کافر ہیں۔ اس کی بحث ہے اس میں کلام ہے۔ دوچار
دس بیس عبادات تخصیص دکھانے، کروٹیں بدلنے، کہنے، مکر نے، اڑے اڑے پھرنے سے کام نہیں چلا۔

۱۵ القرآن الکریم ۲۶/۲۲۴

۱۸/۱۱

علامہ شامی

یہ کہنا آسان تھا کہ احمد رضا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم فیہ کا قائل ہو گیا اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، مگر نہ دیکھا کہ احمد رضا کی جان کن کن پاک و امنوں سے وابستہ ہے، احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء، اولیاء، ائمہ، صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے والحمد للہ رب العالمین صر
گرچہ خوریم نسبت سست بزرگ
(اگرچہ ہم چھوٹے ہیں مگر نسبت بلند ہے۔ ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ پر اللہ عز وجل کی بے شمار رحمتیں، کیا خوب فرمایا ہے: یہ
رومی سخن کفر نگفتست و نگویہ منکر مشویش کافر شود آنکس کہ با انکار برآمد مرد و جہاں شد
(رومی نے کفر کی بات نہیں کہی ہے اور نہ کہے گا، اس کے منکر مت ہو۔ کافر وہ شخص ہوتا ہے جس نے انکار ظاہر کیا مرد و جہاں ہو گیا۔ ت)

اب اپنا ہی حال سوچو کہ تمہاری آگ کا ٹوکا کہاں تک پہنچا جس نے علماء، اولیاء و ائمہ و صحابہ و انبیاء و مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و حضرت کبریا (جل و علا) سب پر معاذ اللہ وہی ملعون حکم لگا دیا اور کافر شود مرد و جہاں شد کا تمغہ لیا۔
پھر کیا تمہاری یہ آگ اللہ و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ضرر پہنچائے گی؟
حاشا للہ، بلکہ تمہیں کو جلانے کی، اور بے توبہ مرے تو ان شاء اللہ القہار ابد الابد تک "ذوق
انک انت الاشرف الرشید" (اس کا مزہ چکھ بے شک تو اشرف رشید ہے۔ ت) کا مزہ چکھائے گی۔

پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی۔ تمام ائمہ و اولیاء و محبوبان خدا کو تم کافر کہو تو جائے شکایت نہیں، انہوں نے قصور ہی ایسا کیا ہے، ابلیس کی وسعت علم مانتی تھائے کلیجے کا شکہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوئی، براہین قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے، انہوں نے یہ تو کہا نہیں، لے کر چلے وسعت علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کہ کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

یہاں تک تو تم پر آسانی تھی مگر ذرا خدا کی تکفیر ٹیڑھی کھیر ہوگی، کاذب تو کہہ دیا کافر کہتے کچھ تو آنکھ جھپکے گی، اور سب سے بڑھ کر پتھر کے تلے دامن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ہے جسے وہابیہ کے لئے سانپ کے منہ کی چھو نہ رکھتے تو بجا ہے، نہ اگلے بنتی ہے نہ نکلے۔ وہ کہہ کر چل بسے کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان کے غلاموں عارفوں پر ہر چیز روشن ہوتی ہے، وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوتے ہیں، وفات تک جو کچھ آنے والا ہے ہر حال کی اس وقت خبر رکھتے ہیں۔ کہاں تو وہ مجالس میلاد پر اطلاع ماننے سے گنگوہی بہادر کا نکمہ شکر بلکہ اونہی سمجھ میں ایک ہی نکاح کی خبر ماننے سے وہ فتاویٰ حنفیہ کی تکفیری اور کہاں یہ ولی اللہی بڑے بول جو کھال لگی رکھیں نہ ڈھول۔ اب انہیں کافر نہیں کہتے تو غریب سنیوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور وہاں بیت کی مٹی پلید ہو وہ انگ۔ اور اگر دل کڑا کر کے ان پر بھی کفر کی جڑ دی تو وہاں بیت بیچاری کا کٹھن ناٹھ ہو گیا۔ ان کے کافر ہوتے ہی اسمعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، انہیں کو امام و مقتدا و پیر و پیشوا و حکیم امت و صاحب وحی و عصمت مانیں۔ کافر و کافر، کافروں کے بچے، کافروں کے چیلے ہوئے اور تم سب کہ اسمعیل جی کے، شاہ صاحب کے معتقد و مداح بنتے تھے۔ تو ساتھ لگے گچھوں کے گھن تم سب کے سب کافران کہن۔ اللہ اللہ کفر کو بھی تم سے کیا محبت ہے کہ کسی پہلو چلو، کوئی روپ بدلو وہ ہر پھر کر تمہارے ہی گلے کا بار ہوتا ہے۔

گر براند زود و ر برود باز آید
(اگر بھگائے تو نہیں جاتی اور اگر جائے تو لوٹ آتی ہے کفر کی مکھی وہابی کے چہرے کا تیل ہے۔ ت)

کذلک العذاب ولعذاب الآخرة اکبر
لو کانوا یعلمون ﷺ و صلی اللہ
تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ
وصحبہ اجمعین، و الحمد للہ
رب العالمین۔

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی نار
سب سے بڑی ہے، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔
اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا
و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے
تمام صحابہ پر۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے
ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا۔ (ت)

فقیر احمد رضا خاں قادری عفی عنہ از بریلی ۱۴ ربیع الاول شریف روز شنبہ ۱۳۲۸ھ

رسالہ خالص الاعتقاد ختم ہوا

Page 2

رسالہ

انباء المصطفى بحال سر و اخفی

۱۳

۱۸

(مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دنیا پوشیدہ کی اور پوشیدہ ترین کی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از دہلی چاندنی چوک موتی بازار مرسلہ بعض علمائے اہلسنت ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۸ھ
حضرات علمائے کرام اہلسنت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہو گا حتیٰ کہ بد الخلق سے لے کر
دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک تمام حال اور اپنی امت کا خیر و شر تفصیل سے جانتے ہیں، اور جمیع
اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح اپنے کعبہ دست مبارک کو، اور اس دعوے کے
ثبوت میں آیات و احادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔

بجز اس عقیدے کو کفر و شرک کہتا ہے اور بکمال درشتی دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا، اور اپنے اس دعوے کے

عہ زید سے مراد جناب مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی مرحوم ہیں۔

اثبات میں کتاب تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمادیا تھا، دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں سے کون برسرِ حق موافق عقیدہ سلف صالح ہے اور کون بد مذہب جہنمی ہے، نیز عمر و کاوغوی ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۴ پر یوں لکھتا ہے کہ ”شیطان کو وسعتِ علم نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے۔“

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم لك الحمد سرمدًا وصل وسلم
وبارك على من علمته
الغيب ونزهته من كل عيب
وعلى آله وصحبه أبدأ سرب
أفي أعوذ بك من هفوات الشياطين
واعوذ بك سرب ان يحضرون۔

اے اللہ تمام تعریفیں ہمیشہ ہمیشہ تیرے لئے ہیں،
درود و سلام اور برکت نازل فرما اس پر جس کو
قرآنِ غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور اُس کو ہر عیب سے
پاک بنایا ہے اور اس کی آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے۔ اے میرے پروردگار! تیری پناہ شاطین
کے وسوسوں سے، اور اے میرے پروردگار! تیری
پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (ت)

زید کا قول حق و صحیح اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بیشک حضرت عزت عزت عظمیٰ نے اپنے
حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا مغرب، عرش تا فرش
سب انھیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا، مد و زاول سے روزِ آخر تک سب
ماکان و مایکون انھیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم
حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر، ہر
رطب و یابس، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ نہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، اللہ
الحمد کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین و
کرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و کنار سمندر

لہا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا الحمد للہ العلیٰ الاعلیٰ۔

کُتبِ حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسطِ ثانی اور بیانِ وافی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآنِ عظیم خود شاہِ عدل و حکمِ فصل ہے۔

آیاتِ قرآنی

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
ونزلنا علیک الکتب تبیاناً لکل شیء وهدی
وسرحمة ولبشری للمسلمین
اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے
اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت و بشارت۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
ما کان حدیثاً یفتری ولكن تصدیق الذی
بین یدیه وتفصیل کل شیء
قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی
تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
ما فرطنا فی الکتب من شیء
ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہیں رکھی۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ت) جب فرقان مجید
میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا، روشن، اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہلسنت کے مذہب میں
شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرضِ تافرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے
اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے تا بالضرورت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوب بھی بالتفصیل
شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآنِ عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
وکل صغیر وکبیر مستطرب
ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
 وكل شیء احصینہ فی امامہ مبین ۱؎ ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔
 وقال اللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
 ولا حبة فی ظلمت الارض ولا ساطب ۲؎ کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر
 ولا یابس الا فی کتب مبین ۳؎ اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب
 میں لکھا ہے۔

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ چیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کلی تو ایسا عام ہے کہ کبھی
 خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادۂ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول
 رہیں گی۔ بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں، ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث
 احاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں، عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے حضور مضحمل ہو جائیں گی بلکہ
 تخصیص مترسخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے
 اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے تو بھلا اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب
 قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام موجودات جملہ مہاکان
 وما یکون الی یوم القیمة جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و سما و ارض و عرش
 فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا واللہ الحجة الساطعة اور جبکہ یہ علم قرآن عظیم کے
 تدیاناً لکل شیء (ہر چیز کا روشن بیان۔ ت) ہونے نے دیا، اور پھر ظاہر کر یہ وصف تمام کلام مجید
 کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا۔ تو نزول جمیع قرآن شریف ۴؎ پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
 کی نسبت ارشاد ہوا لم نقص علیک (ان کا قصہ ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ ت)
 یا منافقین کے باب میں فرمایا جائے لا تعلمہم (آپ ان کو نہیں جانتے۔ ت) ہرگز ان آیات کے
 منافی اور علم مصطفویٰ کا نافی نہیں۔

الحمد للہ جس قدر قصص و روایات و اخبار و حکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱؎ القرآن الکریم ۵۹/۶

۲؎ " ۵۴ ۷۸/۴۰

۳؎ القرآن الکریم ۱۲/۲۶

۴؎ " ۸۹/۱۶

۵؎ " ۱۰۱/۹

کے گھٹائے کو آیاتِ قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں ان سب کا جواب انھیں دو فرقوں میں ہو گیا ہے دو حال ہے خالی نہیں، یا تو ان قصص سے تاریخ معلوم ہوگی یا نہیں، اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخ مجہول تو ان کا تمامی نزول قرآن سے پہلے ہونا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں، یا وہ تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی، پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں، برتھیر ثانی اگر مدعائے مخالفت میں نص صریح نہ ہو تو استناد محض خطر القتا و مخالفین جو پیش کرتے ہیں سب انھیں اقسام کی ہیں۔ ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکے، اور اگر بغرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع و نافع و نافی و قاطع سب کے لئے کافی و کافی کہ عموم آیاتِ قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار احاد سے استناد محض غلط ہے۔ اس مطلب پر تصریحات ائمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں جو مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعیہ قرآنِ عظیم کے خلاف پر احادیث احاد کا سنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں، نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے۔ اسی براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریروں لکھتے ہیں:

”عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد یہاں بھی مفید نہیں، لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔“

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا:

”اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے، نہ ظنیات صحاح کا۔“

صفحہ ۸۲ پر ہے:

”احاد صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فی اصول میں مبرہن ہے۔“

الحمد للہ تمام مخالفین کو دعوتِ عام ہے فاجمعوا لشركاءکم (اپنے شرکار کو جمع کر لو)

۵۱ ص	مطبوعہ بلاسا واقع ڈھور	بحث علم غیب	ابراہیم القاطعہ
۸۹ ص	”	شب جمعہ میں ارواح کے اپنے گھر آنے کے اثبات میں روایا مستند و مشہور ہیں	”
۹۶ ص	”	مسئلہ فاتحہ اعتقاد یہ ہے اس میں ضعات کیا احاد صحاح بھی قابل اعتقاد نہیں	”

چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالتہ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزولِ قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ماکان و مایکون سے فلاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا،
 فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا ان الله
 لا یمہدی کید الخائنین لہ
 اگر ایسی نص نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز
 ذکر نہ کر سکو گے، تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا
 دغا بازوں کے مکر کو۔

والحمد لله رب العالمین (اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)
 یہی مولوی رشید احمد صاحب پھر لکھتے ہیں،
 ”خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم (الحديث)
 (اور بندگان میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ ت)
 اور شیخ عبدالحی روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔“

قطع نظر اس کے کہ حدیث اول خود احاد ہے، سلیم الخواس کو سند لانی تھی تو وہ مضمون خود آیت میں تھا اور
 قطع نظر اس سے کہ اس آیت و حدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ یہ کس وقت کے ارشاد ہیں
 اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم و احادیث صحیحہ بخاری اور صحیح مسلم میں اس کا نسخہ موجود کہ جب
 آیہ کریمہ،

لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك
 وما تاخره
 تاکہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب
 اگلے پچھلے گناہ۔

نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی،
 هنيئاً لك يا رسول الله لقد بين
 الله لك ماذا يفعل بك
 یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو، خدا کی قسم! اللہ
 عزوجل نے یہ تو صاف بیان فرما دیا کہ حضور کے

۱۵ القرآن الکریم ۲/۲۴

۱۶ ” ۱۲/۵۲

۱۷ البراہین القاطعہ بحث علم غیب

۱۸ القرآن الکریم ۲/۴۸

ص ۵۱

مطبع بڑا سا واقع دھور

فما ذایفعل بنائیے

ساتھ کیا کرے گا، اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ
کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری،

لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری
من تحتها الانهار خلدیت فیہا
ویکفر عنہم سیئاتہم وکانت ذلک
عند اللہ فوزاً عظیماً

تاکہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان
والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی
ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دے ان سے
ان کے گناہ، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد
پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل و شہیر۔

ربا شیخ عبدالحق کا حوالہ، قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فرق ہے، اس بے اصل
حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرات و وقاحت ہے۔ شیخ رحمہ اللہ
تعالیٰ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے،

اینجا اشکال می آند کہ در بعض روایات آمدہ
است کہ گفت آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
من بندہ ام نمی دانم آن چہ در پس این دیوار است
جو البش آنست کہ این سخن اصلہ نہ دارد، و روایت
بدان صحیح نشدہ است بکہ

اس موقع پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات
میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں مجھے معلوم نہیں کہ
اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

ایسا ہی لا تقربوا الصلوٰۃ (نماز کے قریب مت جاؤ۔ ت) پر عمل کرو گے تو خوب چین سے

رہو گے

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

امام ابن حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں لَا أَصْلَ لَکَ یہ حکایت محض

۱۵ صحیح البخاری کتاب المنازی ۶۰۰/۲ و سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۴ ۱۴۶/۵

۱۶ القرآن الکریم ۵/۴۸

۱۷ مدارج النبوت "لا علم ما وراءی جداری این سنخے اصل ندارد" مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۶/۱

۱۸ المواہب اللدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۸/۲

بے اصل ہے۔

امام ابن حجر مکی نے فضل القرنی میں فرمایا: لَمْ يُعْرَفْ سَنَدُ اس کے لئے کوئی سند نہ پہچانی گئی۔ افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادات بتانا، احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا، اسی منہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹا کر ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور ملتے کاری کے لئے شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحتاً فرما رہے کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد۔ آپ اس کے سوا کیا کہتے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد۔ اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور باب فضائل سے نکلوا کہ اس تنگناے میں داخل کرائیں تاکہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل بے سند مقولے سب سما جائیں۔

حال ایمان کا معلوم ہے بس جلنے دو

بالجملہ بھگد اللہ تعالیٰ زید سستی حفظہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل و جمیل طور سے ثابت جس میں اصلاً مجال دم زد نہ ہو۔ اگر یہاں کوئی دلیل ظنی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی قرآن عظیم کے حضور مضمحل ہو جاتی، نہ کہ صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہما سنن و صحاح و مسانید و معاجم کی احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ اس عموم و اطلاق کی اور تاکید و تائید فرما رہی ہیں۔

احادیث مبارکہ

صحیحین بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ہم
یکون فی مقامہ ذلک الی قیام	میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے قیامت
الساعة الاحدث بہ حفظہ من حفظہ	تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا، کوئی
ولسبہ من نسیہ	چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یا دریا جو بھول گیا

۱۰ افضل القراء ام القری

۱۱ مشکوٰۃ المصابیح برز متفق علیہ کتاب الفتن الفصل الاول مطبع مجتہائی دہلی ص ۲۶۱

صحیح مسلم کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹۰/۲

مسند احمد بن حنبل عن حذیفہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۵/۵ و ۳۸۹

۱۲ مؤلفہ رشید

یہی مضمون احمد نے مسند بخاری نے تاریخ، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،
 قام فینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسیه من نسیه۔
 ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتوں کے جنت اور دوزخوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن الخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا فاخبرنا بما ہو کائن الی یوم القیمة فاعلمنا احفظہ اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرمادیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ و طرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
 فرأیتہ عز وجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت بودانا ملہ بین شدای فتجلی لی کل شئ وعرفت ما
 میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں،
 هذا حدیث حسنٌ سألت محمد بن اسمعيل
 یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے

۱۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاز فی قول اللہ وحوالہ الذی یبدأ الخلق فی قیدی کتب خانہ کراچی ۴۵۲/۱
 ۲۔ صحیح مسلم کتاب الفتن قیدی کتب خانہ کراچی ۳۹۰/۲
 ۳۔ سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۲۶ دار الفکر بیروت ۱۶۰/۵

عن هذا الحديث فقال صحيح له
اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراج منامی کے بیان میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
فعلمت ما فی السموات وما فی الارض لکے
جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب میرے
علم میں آگیا۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:
پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین یا
بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی
و کلی و احاطہ آں لکے
چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم
کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ
علوم جزوی ہوں یا کلی۔ (ت)

امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابویعلیٰ و ابن مینع و طبرانی حضرت ابوذر را رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:
لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وما یحترک طائر
جناحہ فی السماء الا ذکر لنا
منہ علمایکے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر
چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا
نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان
نہ فرما دیا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و شرح زر قافی اللواہب میں ہے:
هذا تشیل لبيان كل شئ تفصیلاً
یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی صلی اللہ

-
- | | | | |
|-------|---|---|-----------------------|
| ۱۶۱/۵ | سنن الترمذی کتاب التفسیر | حدیث ۳۲۴۶ | دار الفکر بیروت |
| ۱۵۹/۵ | " " " " | ۳۲۴۴ | " " " " |
| ۳۲۳/۱ | کتاب الصلوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ | مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر | |
| ۱۵۳/۵ | مسند احمد بن حنبل | عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ | المکتب الاسلامی بیروت |
| ۲۶۴/۸ | مجمع الزوائد عن ابی الدرداء | کتاب علامات النبوة باب فیما اوتی من العلم | دار الکتب |

تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً۔

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام
اگلے کچھلوں کا علم حضور پر القار کیا، صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها
والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة
كانما انظر الى كفى هذه جليان من
الله جلالة نبيته كما جلالة لنبيته
من قبله

بیشک میرے سامنے اللہ عزوجل نے دنیا
اُٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت
تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں
جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اس روشنی کے
سبب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی
جیسے محمد سے پہلے انبیاء کے لئے روشن کی تھی۔ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث سے روشن ہے کہ جو کچھ سموات و ارض میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا، اس سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور حضرت عزت عز جلالہ اس تمام ماکان مایکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا، مثلاً مشرق سے مغرب تک سما کی سے سمک تک، ارض سے فلک

١- نسيم الرياض في شرح شفاء القاضى عياض فصل من ذلك الملع الا مركز الهندت بركات ضاكر آهند ١٥٣
شرح الزرقاني على المواهب اللدنية المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثاني دار المعرفه بيروت ٢٠٩
٢- المواهب اللدنية " " " ما خبر به صلى الله عليه وسلم من الغيوب المكتبة الاسلاميه بيروت ٥٦
٣- حلية الاولياء ترجمه ٣٣٨ حديد بن كريب دار الكتاب العربي بيروت ١٠١
كنز العمال حديث ٣١٨١٠ و ٣١٩٤١ مؤسسه الرساله " ١١ / ٢٤٨ و ٢٢٠ م

ابن اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے سیدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہزار ہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الہی پر دشوار اور نہ عورت و جاہت انبیاء کے مقابل بسیار، مگر معترض پیچا رہے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے پتے گن دیئے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہنا چاہیں اور جو انہ کرام و علمائے اعلام ان سے سند لائے، انہیں مقبول مسلم رکھتے آئے، جیسے امام غلام الحافظ جلال اللہ والدین سیوطی مصنف خصائص کبریٰ و امام شہاب احمد محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و امام ابو الفضل شہاب ابن حجر مکی بیہقی شارح ہمزیر و علامہ شہاب احمد مصری خفاجی صاحب نسیم الریاض شرح شفا ر قاضی عیاض و علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح مواہب وغیرہم اللہ تعالیٰ انہیں مشرک کہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عرضت علی امتی باعمالہا حسنہا میری ساری اُمت اپنے سب اعمال نیک و بد و قبیحہا لے کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

طبرانی اور ضیاء مخارہ میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عرضت علی امتی الباسرحة لصدی گزشتہ رات مجھ پر میری اُمت اس حجرے کے پاس ہرے سامنے پیش کی گئی بیشک میں ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

بصاحبہ لے

والحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن البصاق فی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۷/۱

مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۸۰/۵

۲۔ المعجم الکبیر حدیث ۳۰۵۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۸۱/۲

کنز العمال حدیث ۳۱۹۱۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳۰۸/۱۱

اقوال ائمہ کرام

امام اجل سیدی بزمیری قدس سرہ ام القرئی میں فرماتے ہیں،
وسع العالمین علماً و حکماً۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم و حکمت
تمام جہان کو محیط ہوا۔

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القرئی میں فرماتے ہیں،
لا تالله تعالیٰ اطلعه علی العالم فعلہ علم الاولین و الآخرین و ماکان و مایکون علیہ
یہ اس لئے کہ بیشک عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب
اگلے پچھلوں اور ماکان و مایکون کا علم
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہو گیا۔

امام جلیل قدوة المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی
شرح مہذب میں پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں،

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرضت
علیہ الخلائق من لدن
ادم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی
قیام الساعۃ فعرّفہم کلہم کما علم
ادم الاسماء علیہ
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت
تک کی تمام مخلوقات الہی حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کی گئی حضور نے جمیع مخلوقات
گزشتہ اور آئندہ سب کو پہچان لیا جس طرح آدم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے۔

علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں،
النفوس القدسیۃ اذا تجردت
عن العلائق البدنیۃ اتصلت
بالعلاء الاعلیٰ ولم یبق لہا حجاب
پاکیزہ جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا
ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں ان کے لئے کوئی
پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور

۱۔ مجموع المتن من قصیدۃ الہمزیۃ فی مدح خیر البریۃ الشہون الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۸
۲۔ افضل القراء ام القرئی

۳۔ نسیم الریاض الباب الثالث الفصل الاول فیما ورد من ذکر مکانتہ مرکز المہنت برکات رضا گجراتی ۲/۸۰

فتویٰ و تسمیع الكل كالشاهدیہ سنتی میں جیسے پاس حاضر ہیں۔

امام ابن الحاج مکی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں،

قد قال علماءنا رحمهم الله تعالى لا فرق بين موتہ و حیاته صلى الله تعالى عليه وسلم في مشاهدته لاقتہ و معرفته باحوالهم و نیاتهم و عزائمهم و خواطرهم و ذلك جلث عندہ لا خفاء به ۛ

بیشک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت و نبوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اس بات میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال ان کی ہر نیت ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے میں علمائے ربانیین کے محمد رسول اللہ کی جناب ارفع میں، جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ محقق نور اللہ تعالیٰ مرقدہ المکرم مدارج شریف میں فرماتے ہیں،

ذکر کن او را و درود بفرست بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و باش در حال ذکر گویا حاضر ست پیش او در حالت حیات و می بینی تو او را متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و امید بدان کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی یاد کر اور ان پر درود بھیج۔ اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں انکے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، ہیبت بھی ہو اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں کیونکہ وہ صفات الہیہ سے متصف ہیں اور

۱۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث حیثا کنتم فصلوا علی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱
۲۔ المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین دار الکتب العربی بیروت ۲۵۲/۱
المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی المکتب الاسلامی ۵۸۰/۴

متصف است بصفات اللہ ویکے از صفات الہی اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے
آنست کہ انا جلیس من ذکر فی لہ میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ محقق پر، جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہمیں بیان کیا ہوا کہ
بڑھایا تاکہ اسے کوئی گویا کے نیچے داخل نہ سمجھے۔ غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر
کھینچ دی کہ،

اعبد اللہ کانتک تراه فان لم تکن تراه
فانک یراک اللہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، گویا تو اسے دیکھ رہا ہے
اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے
جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ وآلہ وبارک وسلم۔

نیز فرماتے ہیں،

ہرچہ در دنیا است زمان آدم تا فسخہ اولی
بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختہ
تاہم احوال را از اول تا آخر معلوم کرد و
یاران خود را نیز بعضی از احوال خبر
دادیہ

جو کچھ دنیا میں زمانہ آدم سے پہلے کھپوئے جانے تک ان
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر منکشف کر دیا یہاں تک
کہ انہیں اول سے آخر تک احوال معلوم ہو گئے،
انہوں نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے بعض
کی اطلاع دی۔

نیز فرماتے ہیں،

وہو بکل شیء علیم و وے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم دانا است ہمہ چیز
از شیونات ذات الہی و احکام صفات
حق و اسماء و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و
باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق
کل ذی علم علیم علیہ من الصلوات افضلہا

وہو بکل شیء علیم، اور وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں۔ احوال
احکام الہی، احکام صفات حق، اسماء، افعال
آثار، تمام علوم ظاہر و باطن، اول و آخر کا احاطہ
کئے ہوئے ہیں اور فوق کل ذی علم علیہ
کے مصداق ہیں۔ آپ پر افضل درود اور اتم

۱۔ مدارج النبوة باب یازدہم وصل نوع ثانی کہ تعلق معنوی است الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶۲۱/۲

۲۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱

۳۔ مدارج النبوة باب پنجم وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۳۲/۱

قدیمی کتب خانہ کراچی

ومن التحيات اتهاواكملها لے
واكمل سلام ہو۔ (ت)

شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

فاض علی من جنابہ المقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
کیفیت ترقی العبد من حیثہ الی
حیث القدس فیستجلی لہ حیثہ
کل شیء کما أخبر عن ہذا المشہد فی
قصۃ المعراج المناوی لے
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
بارگاہ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فاقض ہوا
کہ بندہ اپنے مقام سے مقام قدس تک کیونکر ترقی
کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس
طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے
اس مقام سے معراج خواب کے قصے میں خبر دی۔

قرآن وحدیث واقوال ائمہ حدیث سے اس مطلب پر دلائل بے شمار ہیں اور خدا انصاف دے تو
یہی اقل قلیل کہ مذکور ہوئے بسیار ہوئے بغرض شمس و امس کی طرح روشن ہوا کہ عقیدہ مذکورہ زید
کو معاذ اللہ کفر و شرک کہنا خود قرآن عظیم پر تہمت رکھنا اور احادیث صحیحہ صریحہ شہیرہ کثیرہ کو رد کرنا اور
بہ کثرت ائمہ دین و اکابر علمائے عالمین و اعظم علمائے کالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہاں تک
کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی عیاذ اللہ کافر و مشرک بنانا اور بحکم ظواہر احادیث
صحیحہ و روایات معتبرہ فقہیہ خود کافر و مشرک بننا ہے اس کے متعلق احادیث و روایات واقوال ائمہ و
ترجیمات وتصریحات فقیر کے رسالہ النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقليد
و رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ وغیرہما میں
ملاحظہ کیجئے۔

افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔
وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقا
یہ حیائز الفنا، وہ معنی التغیر یہ ممکن التبدل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا
مگر کسی مجنون کو بصیرت کے اندھے اس علم ماکان و مایکون بمعنی مذکور ثابت جاننے کو معاذ اللہ
علم الہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالانکہ العظمت اللہ علم الہی تو علم الہی جس میں غیر متناہی علوم

لے مدارج النبوة مقدمۃ الکتاب مکتبہ فوریرہ رضویہ سکھر ۱/۲ و ۳
۲ فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے وقت کیا کرتا ہے محمد سعید ندوی رازکراچی ۱۹۹

تفصیل فراوانی بالفعل کے غیر متناہی سلسلے غیر متناہی یا وہ جسے گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناہی کا مکعب کہتے بالفعل و بالذوام ازلاً ابداً موجود ہیں۔ یہ شرق تا غرب و سموات و ارض و عرش تا فرش و ماکان و مایکون من اول یوم الی آخر الایام سب کے ذرے ذرے کا حال تفصیل سے جاننا و بالجملہ جملہ مکتوبات لوح و مکتوبات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، یہ تو ان کے طفیل سے ان کے بھائیوں حضرات مرسلین کرام علیہم وعلیہم افضل الصلوٰۃ واکمل السلام بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں، بعض اعظم اولیائے عظام قدست اسرارہم کو ملا، اور ملتا ہے۔ جنوز علوم محمدیہ میں وہ بحار ذخائرنا پیدا کنار ہیں جن پر ان کی افضلیت کلید اور افضلیت مطلقہ کی بنا ہے۔ اللہ عز و جل کی بے شمار رحمتیں امام اجل محمد بو صیری شرف الجنی والدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں،

فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم
یعنی یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و حکم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ماکان و مایکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلک وصحبک وبارک وسلم۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ اباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں،

توضیحه ان المراد بعلم اللوح ما اثبت	یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ علم لوح سے مراد نقوش
فیه من النقوش القدسیۃ و	قدس و صور غیبیہ ہیں جو اس میں منقوش ہوئے
الصور الغیبیۃ و بعلم القلم ما اثبت	اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عز و جل نے
فیه کما شاء و الاضافة لادنی ملابسة	جس طرح چاہا اس میں و دیعت رکھے، ان
و کون علمہما من علومہ	دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنیٰ علاقے یعنی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	محلیت نقش و اثبات کے باعث ہے اور ان

ف، تمام ماکان و مایکون کا علم علوم حضور سے ایک علم ہے، یہ تو ان کی عطا سے ان کے غلاموں اکابر اولیاء کو بھی ملتا ہے ۱۲ من

ان علومہ تنوع الح کلیات والجزیات
وحقائق و معارف و عوارف
تعلق بالذات والصفات و علمہما انما
یکون سطرًا مستسطور علمہ و
نہرًا من بحور علمہ ثم مع هذا
هو من بركة وجوده صلى الله تعالى
عليه وسلم

دو نوں میں جس قدر علوم ثبت ہیں ان کا علم علوم محمدی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک پارہ ہونا، اس لئے
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بہت
اقسام کے ہیں، علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق
اشیاء و علوم اسرار خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کہ
ذات و صفات حضرت عزت جل جلالہ سے متعلق
ہیں اور لوح و قلم کے جملہ علوم علوم محمدیہ کی سطروں
سے ایک سطر، اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں، پھر یہاں ہم وہ حضور ہی کی برکت و جود سے قویں
کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ ان کے علوم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ و بارک وسلم۔
منکرین کو صدمہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے روز اول سے قیامت
تک کے تمام ماکان و مایکون کا علم تفصیلی مانا جاتا ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ماکان و مایکون
علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک
لہر قرار پاتا ہے۔

والحمد لله رب العالمين ۵ و خسرو
هنا لك البطلون ۵ في قلوبهم مرض
فزا دهم الله مرضا ، وقيل بعدا
للقوم الظالمين ۵

اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے
تمام جہانوں کا۔ اور باطل والوں کا وہاں خسارہ ہے۔
ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی
بیماری اور بڑھائی۔ اور فرمایا گیا کہ دور ہوں
بے انصاف لوگ۔ (ت)

نصوص حصر

یعنی جن آیات و احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے، مولیٰ عز وجل
کے سوا کوئی نہیں جانتا، قطعاً حق اور بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان ہیں مگر منکر مستکبر کا اپنے دعوئے
باطل پر ان سے استدلال اور اس کی بنا پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ماکان و مایکون بمعنی

مذکور مانتے والے پر حکم کفر و ضلال، نص جنوں و خام خیال بلکہ خود مستلزم کفر و ضلال ہے۔
 علم بہ اعتبار منشأ و قسم کا ہے، ذاتی، کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو۔ اور عطائی، کہ اللہ عزوجل کا عطیہ ہو۔ اور بہ اعتبار متعلق بھی دو قسم ہے، علم مطلق یعنی محیط حقیقی، تفصیلی فعلی فراوانی کہ جمیع معلومات الہیہ عزوجل کو جن میں غیر متناہی معلومات کے سلاسل وہ بھی غیر متناہیہ وہ بھی غیر متناہی بار و دخل اور خود کنہ ذات الہی و احاطہ تمام صفات الہیہ متناہی سب کو شامل فرداً فرداً تفصیلاً مستغرق ہو اور مطلق علم یعنی جاننا، اگر محیط باحاطہ حقیقیہ نہ ہو۔ ان تقسیمات میں علم ذاتی و علم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے کہ علم ماکان و مایکون بمعنی مسطور اگرچہ کیسا ہی تفصیلی بروجر اتم و اکمل ہو علوم محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا، پھر علوم محمدیہ تو علوم الہیہ میں، جل و علا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور مطلق علم ہرگز حضرت حق عزوجل سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے۔
 مولیٰ عزوجل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے، تو نصوص حصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اول مراد ہو سکتی ہے نہ کہ قسم اخیر، اور بدایتہ ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ماکان و مایکون بمعنی مزبور بلکہ اس سے ہزار در ہزار ازید و افزوں علم بھی کہ بہ عطائے الہی مانا جائے، اسی قسم اخیر سے ہوگا، تو نصوص حصر کو مدعائے مخالف سے اصلاً منس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جہالت پر نص ہیں واللہ الحمد، یہ معنی بالکلہ خود بدیدی و واضح ہے، ائمہ دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی۔

امام اجل ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ پھر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں،

لا یعلم ذلك استقلالاً و علم
 احاطة بكل المعلومات الا
 الله تعالى اما المعجزات
 والكرامات فباعلام الله
 تعالى لهم علمت و
 كذا ما علم باجراء العادة
 یعنی آیت میں غیر خدا سے نفی علم غیب کے یہ
 معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے
 بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الہیہ کو
 محیط ہو جائے یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں
 رہے انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں
 یہ تو اللہ عزوجل کے بتانے سے انھیں علم ہوا ہے
 دوسری وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جہاں علم ہوتا ہے۔

۱۰ فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم ما اذا قال قائل فلان لعلم الغیب مصطفیٰ البابی مصر ص ۲۲۸

مخالفین کا استدلال محض باطل و خیال محال ہونا تو ہمیں سے ظاہر ہو گیا، مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلال کے خود اقراری کفر و ضلال کا تمغہ ہے، نیز انھیں میں روشن کیا کہ خلق کے لئے اوعائے علم غیب پر فقہاء کا حکم کفر بھی درجہ اولائے حقیقت حق میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ اخرائے طرز فقہاء میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے، جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے۔

بکر پر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ”کچھ نہیں جانتے“ کا لفظ ناپاک ہے وہ بھی کلمہ کفر و ضلال بیباک ہے۔ بکر نے جس عقیدے کو کفر و شرک کہا اور اس کے رد میں یہ کلام بدر فرجام بکا، خود اسی میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے، لاجرم بکر کی یہ نفی مطلق شامل علم عطائی بھی ہے اور خود بعض شیاطین الانس کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ یوں اور خواہ یوں دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے۔ اب اس لفظ قبیح کے کلمہ کفر صریح ہونے میں کیا تاقل ہو سکتا ہے۔ قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب رسالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص مکان بلکہ رب العزۃ جلالت کی توہین شان۔ ایک دو کفر ہوں تو گئے جائیں۔ والعیاذ باللہ سب العالمین۔

یوں ہی اس کا قول کہ ”اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا“ صریح کلمہ کفر و خسار اور بیشمار آیات قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔ آیہ کریمہ لیغفر لک اللہ مع حدیث صحیحین بخاری و مسلم، بعض اور سننے، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)،

وَلَا أُخِرَةُ خَيْرُكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۚ اے نبی! بیشک آخرت تمھارے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت):

وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ سَبَّحَكَ فَتَرْضَىٰ ۚ بیشک نزدیک ہے کہ تمھارا رب تمھیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

ف: اپنے خاتمے کا حال حضور کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا - ت) :
 یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ
 نور ہم یسعی بین ید یمہم وبایمانہم ۱۰
 وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا - ت) :
 عسی ان یمشک ربک مقاما
 محمودا ۱۱
 جس دن اللہ رسوا نہ کرے گاہی اور انکے صحابہ کو
 ان کا نور ان کے آگے اور داہنے جولاں کریگا۔
 قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں تعریف کے مکان
 میں بھیجے گا جہاں اولین و آخرین سب تمہاری
 حمد کریں گے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا - ت) :
 تبرک الذی اشاء جعل لك خیرا من ذلک
 جنات تجرعی من تحتها الانہار
 ویجعل لك قصورا ۱۲
 بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے
 تمہارے لئے اس خواہ وہ باغ سے (جس کی
 طلب یہ کافر کر رہے ہیں) بہتر چیزیں کر دیں جتنیں
 جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ تمہیں بہشت بریں
 کے اونچے اونچے محل بخشے گا۔

علی قراءة الرفع قراءة بن کثیر
 وابن عامر وبراویة الجی بکوعن
 عاصم - الی غیر ذلک من الایات -
 یجعل کو مرفوع پڑھنے کی تقدیر پر جو کہ ابن کثیر
 اور ابن عامر کی قراءۃ ہے اور ابوبکر کی عاصم
 سے یہ روایت ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی
 متعدد آیات ہیں - (ت)

اور احادیثِ کریمہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و
 خصائص وقتِ وفاتِ مبارک وبرزخِ مطہر و حشرِ منور و شفاعت و کوثر و خلافتِ عظمیٰ و سیادتِ کبریٰ
 و دخولِ جنت و رویت وغیرہ وارد ہیں، انہیں جمع کیجئے تو ایک دفترِ طویل ہوتا ہے۔ یہاں صرف

عہ دوڑے گا ۱۲

۱۰/۹ القرآن الکریم

۱۰/۶ القرآن الکریم

۱۰/۲۵

ایک حدیث تبرکاً سن لیجئے۔

جامع ترمذی وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا
خطیبہم اذا وفدوا، وانا خطیبہم اذا
انصتوا، وانا مستشفعہم اذا حبسوا،
وانا مبشرہم اذا یسوا بکرامۃ، و
المفاتیح یومئذ بیدی، وانا اکرم ولد
ادم علی ربی یطوف علی الف
خادم کا تھم بیض مکنون اولولہ
منشور الہ

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے پہلے میں مزارا طہر
سے باہر تشریف لاؤں گا، اور جب وہ سب
دم بخور رہیں گے تو ان کا خطبہ خواں میں ہوں گا،
اور جب وہ روکے جائیں گے تو ان کا شفاعت خواہ
میں ہوں گا، اور جب وہ ناامید ہو جائیں گے
تو ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا عورت
کیلئے اور تمام کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی،
لوار الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، بارگاہ

عزت میں میری عزت تمام اولاد آدم سے زائد ہے، ہزار خدمتگار میرے ارد گرد گھومیں گے گویا وہ گردوغبار سے
پاکیزہ انڈے ہیں محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی ہیں بکھیرے ہوئے۔

بالجملہ بجز پر مکر کے گم راہ و بد دین ہونے میں اصلاً شبہ نہیں، اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صرف اتنا
ہی کہ تقویۃ الایمان پر جو حقیقتاً تقویۃ الایمان ہے اس کا ایمان ہے، یہی اس کا ایمان سلامت
نہ رکھنے کو بس تھا، جیسا کہ فقیر کے رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ وغیرہ کے مطالعے سے ظاہر ہے۔

اذکان الغراب دلیل قوم سیہدیہم طریقت الہا لکیسنا
(جب کو کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ اس کو ہلاکت کی راہ پر ڈالی دے گا۔ ت)
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

جامع الترمذی ابواب المناقب باب منہ امین مکنی دہلی ۲/۲۰۱
دلائل النبوة ذکر الفضیلة الرابعة باقسام اللہ بجاہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الکتب بیروت ص ۱۳
سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۴۹ دار المحاسن للطباعة ۱/۳۰
الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ عن انس رضی اللہ عنہ مکتبۃ آیۃ العظمیٰ قم ایران ۴/۳۰۱

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد کہے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے ان شاء اللہ القہاس (اگر بہت قہر فرمایا خدا نے چاہا۔ ت) روز جزا وہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گفار کو پہنچے گا وسیع علم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کوئی کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم
ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ ط واعد لہم عذاباً مہیناً
اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دُکھ کی مار ہے۔
جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو، اللہ نے اُن پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں، اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے قسرت والی مار۔

شفائے امام اجل قاضی عیاض اور شرح علامہ شہاب خفاجی مسمیٰ بنسیم الریاض میں ہے،
یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے علم تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی توہین کی، اگرچہ گالی نہ دی، یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہے۔ ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ اس میں شک و تردد کو
جميع من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشتمۃ او عابہ ہو اعم من السب فان من قال فلان اعلم منه صلی اللہ علیہ وسلم فقد عابہ و نقصہ وان لم یسبہ (فہو سائب و المحکم فیہ حکم الساب) من غیر فرق بینہما (لانستثنیٰ منہ) (فضلاً) اے صورتہ (و لا نمتری) فیہ تصریحاً کان

او تلوياً وهذا كله اجماع من العلماء
 واثمة الفتوى من لدن الصحابة
 رضي الله تعالى عنهم الى هلم
 جراً مختصراً .
 فسئل الله العفو والعافية في الدنيا
 والاخرة ونعوذ به من المحور بعد الكور
 ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
 و صلى الله تعالى على سيد المرسلين
 والله سبحانه تعالى اعلم .

راہ دیں ، صاف صاف کہا ہو یا کنایہ سے ، ان
 سب احکام پر تمام علماء اور ائمہ فتویٰ کا اجماع
 ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج
 تک برابر چلا آیا ہے ۔ اہ مختصراً
 ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں معافی اور نصرت
 چاہتے ہیں ، اور کثرت کے بعد قلت سے اسکی پناہ
 چاہتے ہیں ۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی
 نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی
 توفیق سے ۔ اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ
 رسولوں کے سردار پر ۔ اور اللہ سبحنہ و تعالیٰ خوب
 جانتا ہے ۔ (ت)

فقیر غفرلہ المولیٰ القدر نے اس سوال کے ورود پر ایک مبسوط کتاب ”بحر عباب“ منقسم بہ چار باب
 مستثنی بہ نام تاریخی مائی الحبيب بعلم الغیب کی طرح ڈالی ۔
 باب اول فصوص یعنی فوائد جلیلہ و نفائس جزیلہ کہ ترصیف دلائل اہلسنت کے مقدمات ہوں ۔
 باب دوم نصوص یعنی اپنے مدعا پر دلائل جلال قرآن و حدیث و اقوال ائمہ قدیم و حدیث ۔
 باب سوم عموم و خصوص کہ احاطہ علوم محمدیہ میں تحریر محل نزاع کرے ۔
 باب چہارم قطع النصوص یعنی اس مسئلے میں تمام مہملات تجدید نو و کہن کی سرنگنی و کبر شکنی
 مگر فصوص و نصوص کے ہجوم و وفور نے ظاہر کر دیا کہ اطالنت تاحد ملالت متوقع ، لہذا باذن اللہ تعالیٰ
 نفع عامہ کے لئے اس بحر ذخار سے ایک گہر شہوار لامع الانوار گویا خزائن الاسرار سے درمختار
 مستثنی بہ نام تاریخی اللؤلؤ المكنون فی علم البشیر ما کان وما یكون (پوشیدہ موتی بشیر
 صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ما کان وما یكون کے بارے میں ۔ ت) چُن لیا ، جس نے جمع تلفیس کے عوض
 نفع و تحقیق کی طرف بجد اللہ زیادہ رُخ کیا ، اس کے ایک ایک نور نے فور السموات والارض جل جلالہ کے
 عون سے وہ تابشیں دکھائیں کہ ظلمات باطلہ کا فور ہوتی نظر آئیں ۔

لے نسیم الریاض القسم الرابع ، الباب الاول مرکز احل سنت برکات رضا گجرات ہند ۴/۳۳۵

یہ چند حرفی فتویٰ کہ اس کے لغات سے ایک مختصر شے اور بلحاظ تاریخ بنام انباء المصطفیٰ بحال ستر و اخفی (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوشیدہ اور پوشیدہ ترین کے حال کی خبر دینا۔ ت) مستثنیٰ ہے۔ اس کے تمام اشارات خفیہ کا بیان مفصل اسی پر محمول ذی علم ماہر تو ان ہی چند حروف سے ان شاء اللہ تعالیٰ سب خرافات و جزافات مخفیین کو کیفر چٹانی کر سکتا ہے مگر جو صاحب تفصیل کے ساتھ دست نگر ہوں بعونہ تعالیٰ رسائل مذکورہ کے لالی متدالی سے بہرہ ور ہوں۔ حضرات مخفیین سے بھی گزارش ہے کہ اگر توفیق الہی مسامت کرے یہی حرف مختصر ہدایت کرے تو انہیں چہ بہتر، ورنہ اگر بوجہ کوتاہی فہم و غلبہ وہم و قلت تدرب و شدت تعصب اپنی تمام جہالات فاحشہ کی پردہ دری ان مختصر سطور میں نہ دیکھ سکیں، تو اسی مہر جہاں تاب کا انتظار کریں جو بہ عنایت الہی و اعانت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی تمام ظلمتوں کی صبح کر دے گا۔ ان کا ہر کاسہ سوال آب زلال رد و ابطال سے بھر دے گا۔

الات موعدهم الصبح الیس الصبح خبردار! بے شک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے
بقریب ط و ما توفیقی الا باللہ علیہ کیا صبح قریب نہیں۔ اور میری توفیق اللہ ہی
توکلت والیہ انیب ط کی طرف سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا
اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (ت)

کیا فائدہ کہ اس وقت آپ کا خواب غفلت کچھ ہذیات کا رنگ دکھائے، اور جب صبح ہدایت
افتی سعادت سے طالع ہو تو کھل جائے کہ صبح
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کہا افسانہ تھا
معہذا المانع ارا نب و ثعالب کو یہی مناسب کہ جب شیرِ ثریاں کو چل قدمی کرتا دیکھ لیں سننے
سے ٹل جائیں، اپنے اپنے سوراخوں میں جان چھپائیں، نہ یہ کہ اس وقت اس کے خرام زم پر غرہ
ہو کر آئیں اس کی آتش غضب کو بھڑکائیں اپنی موت اپنے منہ بلائیں
نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دور تر خواہند شغالان ہزیمت مند خشم شیر ہیمبارا
(اے دوست! نصیحت سن کہ اپنی جان سے دور چاہتے ہیں شکست پسند گیدڑ
بپھرے ہوئے شیر کے غصے کو۔ ت)

اَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي
وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ
الْمُصَلِّاتِ الزَّكَايَاتِ وَالتَّحِيَّاتِ
الْناَمِيَّاتِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ
الْمَغِيبَاتِ مَظْهَرِ الْخَفِيَّاتِ وَعَلَى آلِهِ
وَصَحْبِهِ الْأَكَاوِمِ السَّادَاتِ وَاللَّهُ بِحُجَّتِهِ
تَعَالَى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ جَلٌّ مَجْدُهُ
أَتَمُّ وَأَحْكَمُ۔

میں کہتا ہوں یہ میرا قول ہے اور میں اللہ تعالیٰ
سے اپنے لئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں
کے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ پاکیزہ درود
اور پڑھنے والے سلام ہوں ہمارے سزاوار محمد پر
جو غیب کی خبریں دینے والے اور پوشیدہ باتوں
کو ظاہر فرمانے والے ہیں اور آپ کی آل و
اصحاب پر جو بزرگی والے سزاوار ہیں، اور اللہ
سبحانہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے، اور اللہ
جل مجدہ کا کلام اتم اور مستحکم ہے۔ (ت)



عبد المذنب احمد رضا البریلوی
کتبہ
عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ
انباء المصطفیٰ بحال سر و اخف
نہم ہوا

رسالہ

ازاحة العيب بسيف الغيب

(عیب کو دُور کرنا غیب کی تلوار سے)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علیٰ سلسلہ الکریم

مسئلہ ۱۴۹ از مدرسہ دیوبند، ضلع سہارن پور۔ مسئلہ یکے از اہلسنت نصریم اللہ تعالیٰ
بوساطت جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی سلمہ اللہ تعالیٰ
تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے بندہ اس وقت وہاب گڑھ مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے،
جناب عالی! (یعنی جناب مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی) جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق
میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں سرِ موفرق نہیں۔ عید کے دن بعد نمازِ جمیع اکابر علماء و طلباء و رؤسائے
مل کر عید گاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دُعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جارج پنجم بادشاہِ لندن کو ہمیشہ ہمارے سروں
پر قائم رکھے اور اس کے والد کا خدا مغفرت کرے۔ اور جس وقت جارج پنجم ولایت سے ممبئی کو آیا
اور مبلغ چوبیس روپیہ کا نابرائے خیر مقدم یعنی سلامی روانہ کر دیا اور بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ
کر دیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہِ انگریز کی تعریف اور دُعا بیان کیا اور خوشی کے واسطے مٹھائی
تقسیم کیا اور عین خطبہ میں بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل نے خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو، امام احمد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری کتنی عمر باقی ہے؟ آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں۔ پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے انہوں نے فرمایا: خمس لا یعلمہا الا ھو (پانچ اشیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ ت) تو معلوم ہوا کہ آپ مطلع علی الغیب نہیں۔ دوسرا ذوالیدین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سو ہو گیا جب ذوالیدین نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز کو پورا کیا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے انتہی۔ یہاں کے لوگ اس قدر بد معاش ہیں کہ مولوی محمود حسن مدرس اول درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبقت میں باب شفاعت اس حدیث میں کہ آپ نے جب تمام مسلمین کی شفاعت کی اور سب کو نجات دے دیا مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ، تو آپ نے ان کے واسطے شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کر دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ نکالا بعد آپ کے، تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر جمعہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں یہ غلط ہے، محض افرا ہے، علم غیب کا کیا ذکر، اللہ اکبر۔ ترمذی شریف کے سبق ۱۷۲، صفحہ آخر میں ہے: ایک عورت کے ساتھ زنا ہو گیا اگر اہل کراہ کے ساتھ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا، آپ نے اس شخص کو رجم کا حکم فرمایا، پس دوسرا شخص اٹھا اس نے اقرار زنا کا کر لیا، پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا مروج ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تاب توبۃ الخ (اس نے پکی توبہ کی) ت اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اڑا دیتے، یہ اچھی غیب انی ہے۔ ہذا کلمہ قولہ (یہ سب اس کا قول ہے۔ ت) اور بھی وقتاً فوقتاً احادیث میں کچھ نہ کچھ کے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اللہ اکبر، معاذ اللہ صفت شرک (اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے، اللہ کی پناہ اس کے شر سے۔ ت)۔

الجواب

اللہ عز وجل گمراہی و بے حیائی سے پناہ دے، فقیر نے انبار المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختصر جلوں میں ان شبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی دے دیا مگر وہابیہ اپنی غرافات سے باز نہیں آتے اور الدولۃ المکیہ اور اس کی تعلیق الغیوض المملکیہ میں بیان امین ہے، میں پھر تذکیر کر دوں کہ ان شار اللہ بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم سنی ایسے لاکھ شبہ ہوں تو سب کا جواب خود دے، فقیر نے قرآن عظیم کی آیات قطعہ سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول اجلال فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون

لے مسند احمد بن حنبل حدیث ابی عامر الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۶۳ و ۱۶۹

یعنی روزِ اول سے روزِ آخر تک کی ہر شے، ہر بات کا علم عطا فرمایا، اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ آیات قطعہ کے خلاف کوئی حدیث احاد بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سنداً صحیح ہو تو مخالف قرآنِ عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اس پر چار باتوں کا لحاظ لازم:

اول وہ آیت قطعی الدلالت یا ایسی ہی حدیث متواتر ہو۔

دوم واقعہ تمامی نزولِ قرآن کے بعد کا ہو۔

سوم اس دلیل سے راساً عدم حصولِ علم ثابت ہو کہ مخالف مستدل ہے اور محلِ ذہول میں اس پر جرم محال، اور وہ منافی حصولِ علم نہیں بلکہ اس کا مثبت و مقضی ہے۔

چہارم صراحۃً نفی علم کرے ورنہ بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طمع جواب کے لئے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقت ذاتیہ، نفی عطائے کو مستلزم نہیں۔ اللہ عز وجل روزِ قیامت رسولوں کو جمع کر کے فرمایا گا ما ذا اجبتم تم جو کفار کے پاس ہدایت لے کر گئے انھوں نے کیا جواب دیا عرض کریں گے لا علم لنا ہمیں کچھ علم نہیں۔

ان شبہات اور ان کے امثال کے رد کو بھی چار جملے بس ہیں، اور یہاں امرِ تنجیم اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اول سے قیامِ قیامت تک یعنی ان حوادث سے ہو جو لوہِ محفوظ میں ثبت ہیں کہ انھیں کے احاطہ کا دعویٰ ہے، امور متعلقہ ذات و صفات وابد وغیرہ نامتناہیات سے ہو تو بحث سے خروج اور دائرہ جنونِ سفاہت میں صریح و لوج ہے۔ ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہابیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں کَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ السَّمَاءِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (جیسے ایک گندہ پٹر کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ہے اب اُسے قیام نہیں۔ ت) اب یہیں ملاحظہ کیجئے:

اولاً چاروں شبہ امرِ اول سے مردود ہیں ان میں کون سی آیت یا حدیث قطعی الدلالت ہے۔
ثانیاً دوسرا اور چوتھا شبہ امرِ دوم سے دوبارہ مردود ہیں کہ یہ ایامِ نزول کے وقائع ہیں یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں۔

ثالثاً دوسرا شبہ امرِ سوم سے سہ بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے، شبہ دوم میں تو صریح بدیہی یقینی ذہول تھا، نماز فعلِ اختیاری ہے اور فعلِ اختیاریہ بے علم و شعور ناممکن مگر وہابیہ

بدیہیات میں بھی انکار رکھتے ہیں ذلک بانہم قوم یکا بیرون (یہ اس لئے ہے کہ وہ حق کا انکار کر نیوالی قوم ہے۔ ت) اور شبہ سوم کا حال بھی ظاہر، روز قیامت کا عظیم ہجوم، تمام اولین و آخرین و انس و جن کا ازدحام، لاکھوں منزل کے دور میں مقام اور حوض و صراط و میزان پر گنتی شمار کی حد سے باہر مختلف کام اور ہر جگہ خبر گیری ان صرف ایک محمد رسول اللہ سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام، اس سے کروڑوں حصے کا کروڑوں حصہ ہجوم، کارہائے عظیمہ محمد اگر ایسے دس ہزار پر ہوجن کی عقل نہایت کامل اور جو اس کمال مجتمع اور قلب اعلیٰ درجہ کا ثابت توان کے ہوش پران ہو جائیں، آئے تو اس گم ہوں یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرش اعظم مع جملہ عالم صحرائے نق وودق میں بھٹکے کے مانند ہیں جسے ان کا رب فرماتا ہے، الم نشرح لك صدرک (کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ ت) پھر ان عظیم و خارج از حد کاموں کے علاوہ وقت وہ ہمنما کہ اکابر انبیاء و مرسلین نفسی نفسی پکاریں، رب عز وجل اس غضب شدید کے ساتھ تجلی فرمائے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اس کے بعد کبھی ہو۔ پھر ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے مہربان ماں کو اکلوتا بچہ، وہ جوشِ حبیب، وہ کام کی کثرت، وہ وفورِ رحمت، وہ لاکھوں منزل کا دورہ، وہ کروڑوں طرف نظر، سنکھوں طرف خیال۔ ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہن اقدس سے اتر جائیں تو عین اعجاز ہے، جس سے بالا صرف علم الہی ہے ولس، و لکن الوہابیۃ قوم لای عقلون (لیکن وہابی وہ قوم ہیں جنہیں عقل نہیں۔ ت) اور اس پر صریح دلیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام امت کا دکھایا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام امت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہنا تو ہے ہی، جس پر احادیث کثیرہ ناطق۔ اگرچہ وہابیہ اپنی دھڑائی سے انکار کریں مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر روز قیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آنے کی حدیث بیان کون فرمائیگا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تو ارشاد فرما رہے ہیں اگر اس ہجوم عظیم کا رہائے خطیر میں ذہول نہ ہوتا تو یہ واقعہ ہی نہ ہوتا تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں لیقضی اللہ امر کان مفعولاً (تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔ ت) و لکن الوہابیۃ قوم یفرضون (لیکن وہابی تفریق پیدا کرنے والی قوم ہے۔ ت) سابعاً پہلا شبہ امر چارم سے دوبارہ مردود ہے کسی کی مقدار عمر و وقت موت اسے بتا دینا

لے القرآن الکریم ۱/ ۱۹۴

۵ " " ۸/ ۲۴

غالب اوقات اکثر ناس کے لئے مصلحتِ دینیہ کے خلاف ہے تو ایسے مہمل سوال کے جواب سے اگر اعراض فرمایا اور حوالہ بخدا فرمادیا، کیا مستبعد ہے۔

فائدہ : یہ انھیں جملوں سے ان چاروں شبہوں کے متعدد رد ہو گئے اب بتوفیقہ تعالیٰ بعض افاداً ذکر کریں کہ وہابیہ کی کمال جہالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبہوں میں ہی ایک پر چار چار رد ہو جائیں۔

فاقول و باللہ التوفیق (چنانچہ میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت) **شبہ اولی** کے دو رد گزرے امر اول و چہارم سے، ثالثاً حضرات علمائے وہابیہ کی جہالت تماشا کر دنی۔ امام احمد بن حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی۔ اے سبحان اللہ! جھوٹ گھڑے تو ایسا گھڑے، امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تریپن (۵۳ ۱/۲) برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے، ابن سیرین کی وفات نہم شوال ایک سو دس (۱۰۰ سالہ) کو ہے اور امام احمد کی ولادت ربیع الاول ایک سو چونسٹھ (۱۶۳ سالہ) میں۔ تقریب میں ہے :

محمد بن سیرین ثقہ ثبت، عبادت گزار اور بڑی قدر و منزلت والے ہیں، ان کا وصال ۱۰۰ سالہ میں ہوا۔ (ت)

وفیات الاعیان میں ہے :

محمد بن سیرین جو کہ خوابوں کی تعبیر میں کامل مہارت رکھتے تھے، نے ۹ شوال ۱۰۰ سالہ بروز جمعہ بصرہ میں وفات پائی۔ (ت)

محمد بن سیرین له اليد الطولى في تعبیر الرؤيا توفي تاسع شوال يوم الجمعة سنة عشر ومائة بالبصرة۔ تقریب میں ہے :

امام احمد بن محمد بن حنبل تے ۲۴ سالہ میں وصال فرمایا جبکہ آپ کی عمر مبارک ۷۷ برس تھی۔ (ت)

احمد بن محمد بن حنبل مات احدى واربعين وله سبع وسبعون سنة۔

۸۵/۲	دار الکتب العلمیہ بیروت	۵۹۶۶ محمد بن سیرین	۱۰ تقریب التہذیب
۱۸۲/۲	دار الشفاء بیروت	۵۶۵ " " "	۱۱ وفیات الاعیان
۴۴/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	۹۶ احمد بن محمد بن حنبل	۱۲ تقریب التہذیب

وفیات الاعیان میں ہے :

الامام احمد بن حنبل خرجت أمه من
مرو وهي حامل به فولدت له في
بغداد في شهر ربيع الاول سنة اربع
وستين ومائة له

امام احمد بن حنبل کی والدہ ماجدہ مرو سے نکلیں
جبکہ امام احمد ان کے شکم میں تھے، چنانچہ آپ کی
والدہ نے آپ کو شہر بغداد میں ربیع الاول شریف
۱۶۴ھ میں جنم (ت)

مگر یہ کہ امام احمد علیہ الرحمہ نے جبکہ اپنے جد امجد کی پشت میں نطفہ پڑے یہ خواب دیکھا اور امام
ابن سیرین نے مافی الاصل (جو جموں میں ہے - ت) سے بھی خفی تر غیب مافی الاصل
(جو پشتوں میں ہے - ت) کو جاننا اور تعبیر بیان کی۔ یوں آپ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی غیب دانی نہ ہوئی تو ابن سیرین کو علم غیب ہوا۔ یہ شاید حضرات و بابیہ پر آسان ہو کہ ان کو اور ول
کے فضائل سے اتنی عداوت نہیں جتنی اصل اصول جملہ فضائل یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سے ہے۔
لطیفہ جلیلہ : دیوبندی علماء کی یہ جہالت اپنے قابل ہے، ان کے اکابر کی ان سے بھی بڑھ کر ان کے
قابل تھی۔ عالیجناب امام ابو بایہ مولوی گنگوہی صاحب انجمنی اپنے ایک فتوے میں اپنی داؤد قابلیت
دیتے ہوئے فرماتے ہیں : حسین بن منصور کے قتل پر امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو کہ سید العلماء تھے
اور سید الطائفة جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو تمام سلاسل کے مرجع ہیں دونوں نے فتویٰ قتل کا
دیا، بجا ہے۔ (حاشیہ : قتل پر قتل کا فتویٰ بھی قابل تماشہ ہے۔ یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو) (۱۲)
در فن تاریخ ہم کمالے دارند (فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت) سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی وفات پنجم ربیع الاول یا ربیع الآخر ایک سو بیاسی ہجری (۱۸۲ھ) کو ہے اور حضرت حسین بن منصور
حلاج قدس سرہ کا یہ واقعہ ۲۳ ذی القعدہ ۳۹۹ھ (تین سو نو ہجری) میں، دونوں میں قریب ایک سو
اٹھائیس (۱۲۸) برس کے فاصلہ ہے مگر امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیب دان کہتے کہ اپنی وفات سے
سوا سو برس بعد کے واقعہ کو جان کر حلاج کے قتل کا پیشگی فتویٰ دے گئے۔ تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی میں ہے :
القاضي ابو يوسف، الامام العلامة الفقيه
الراقي صاحب ابی حنیفة اجتماع

قاضی ابو یوسف امام، علامہ، اہل کوفہ و بصرہ کے
فقیہ اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں تمام مسلمان

عليه المسلمون مات في ربيع الآخر سنة
ثنتين وثمانين ومائة عن سبعين سنة
الاسنة وله اخبار في العلم والسيادة عليه

وفيات الايمان میں ہے :

كانت ولادة القاضي ابني يوسف سنة ثلث
عشرة ومائة وتوفي يوم الخميس اول
وقت الظهر لخمس خلون من شهر
ربيع الاول سنة اثنتين وثمانين و
مائة ببغداد عليه

اسی میں تاریخ شہادت حضرت علاج میں لکھا،

يوم الثلاثاء لسبع بقين وقيل لست بقين
من ذي القعدة سنة تسع وثلثمائة (ت)

سلطان اور نگزیب محی الدین عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برہانہ کی حکایت مشہور ہے کہ کئی عی و لایہ
کا شہرہ سن کر اس کے پاس تشریف لے گئے، اس کی عمر طویل بتائی جاتی تھی، سلطان نے پوچھا،
جناب کی عمر تشریف کس قدر ہے؟ کہا، مجھے تحقیق تو یاد نہیں مگر جس زمانے میں سکندر ذوالقرنین امیر مومنین
سے لڑ رہا تھا میں جوان تھا۔ سلطان نے فرمایا، علاوہ کشف و کرامات در فن تاریخ ہم کمالے دارند
(کشف و کرامات کے علاوہ فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت۔)

دیوبندی صاحبوں نے تو ترپن چوٹن ہی برس کا بل رکھا تھا جناب گنگوہی صاحب سوا سو برس
سے بھی اونچے اڑ گئے یعنی شملہ بمقدار علم۔ اس سنت پر قائم ہو کر اگر کوئی دیوبندی یا تھانوی حضرت گنگوہی صاحب
کے تذکرہ میں لکھ دیا کہ عالیجناب گنگوہیت مآب کو ابن طحتم نے غسل دیا اور یزید نے نماز پڑھائی اور شمر نے
قبر میں اتارا، تو کیا مستبعد تھا بلکہ وہ اس سے قریب تر ہوتا دو وجہ سے :

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ۲۷۳ ۲۲ ابویوسف یعقوب بن ابراہیم دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۱۴/۱
۲۔ وفیات الايمان ترجمہ ۸۲۴ قاضی " " " " دارالثقافة بیروت ۳۸۸/۶
۳۔ " " " " ۱۸۹ الحلایح حسین بن منصور " " " ۱۳۵/۲

اولاً ممکن کہ اشتراکِ اسماء ہو، وفاتِ گنگوہی صاحب کے وقت جو لوگ ان کاموں میں ہوں انکے

یہ نام ہوں۔

ثانیاً بابِ تشبیہِ واسع ہے جیسے لکل فرعون موصی (ہر فرعون کے مقابلے میں موصی ہوتا ہے) مگر جنابِ گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابو یوسف شاگردِ امام ابو حنیفہ جو سید العلماء تھے کوئی تاویل بنتی نظر نہیں آتی سوا اس کے کہ اتنا عظیم جبلِ شہید یا حضرت امام پر اتنا بیباکانہ افرائے بعید۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز المجید۔

س ابعاً بغرض صحتِ حکایت یہ معبر کی اپنی مقدار علم ہے ممکن کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمر ہی بتائی ہو خواہ مجموع خواہ باقی۔ پانچ انگلیوں سے اشارے میں پانچ یا چھ دن یا ہفتے یا مہینے یا برس یا ساٹھ بہتر برس یا تیس سال دس مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن، بارہ احتمال ہیں۔ کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بغرض غلط امام احمد ہی ہوں روزِ خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوئی، امام احمد کی عمر شریف ستر (۷۷) سال ہوئی، اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال بہتر سال ممکن ہے اور باقی زیادہ واضح ہیں یا اصل دیکھتے تو امام احمد و امام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں نے بنایا، کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی ساری عمر چار احتمالِ اخیر سے کسی شمار پر نہ ہوئی خواب دیکھنے والے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت و تاریخ وفات یہ سب صحیح طور پر معلوم ہوتیں اور ثابت ہو کہ اس کی مجموع عمر و باقی عمر کوئی ان میں سے کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی، اس وقت اس کھنے کی گنجائش ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے مقدارِ عمر کی طرف اشارہ نہ فرمایا، اور جبکہ ان میں سے کچھ ثابت نہیں تو ممکن کہ حضور نے عمر ہی بتائی ہو معبر کو اس کے جاننے کی طرف راہ نہ تھی لہذا اپنی سمجھ کے قابل اسے غیبِ خمسہ کی طرف پھیر دیا، دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے میں یہ بارہ احتمال سمجھنے بھی دشوار ہوں حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے سوا اور دقیق احتمال بھی تھے کہ ہم نے ترک کر دئے۔

شبہہ ثانیہ کے تین رد گزرے امرِ اول و دوم و سوم سے۔ س ابعاً دیوبندیوں کی عبارت کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے جس ناپاک و بیباک طرز پر واضح ہوئی اس کا جواب تو ان شاء اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ملے گا مگر ان سفیہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں، امراہم و اعظم و اجل و اعلیٰ میں اشتغال بار بار مرسل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا انتفا ہونا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اس کی نفی پر استدلال کیا جائے، ولكن الوهابية قوم یجہلون (لیکن وہابی جاہل قوم ہے۔ ت)۔

شبہ ثالثہ کے دُور دُور سے امر اول و سوم سے۔
 ثالثاً یہ حدیث جس طرح دیوبندی نے بتائی صریحاً ہے، نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتا ہے،
 سابعاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت پیش کئے جانے کو غلط و محض
 افتراء کہنا غلط و محض افتراء ہے۔ ہزار اپنی مسند میں بسند صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حیاتی خیرکم تحدثون و نحدثکم، میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں
 و وفاقی خیرکم تعرض علوت کرتے ہو اور ہم تم سے باتیں کرتے ہیں۔ اور میری
 اعمالکم فہما ایت من خیر وفات بھی تمہارے لئے بہتر، تمہارے اعمال
 حمدات اللہ علیہ و ما س ایت من مجھ پر پیش کئے جائینگے جب بھلائی دیکھوں گا حمد الہی
 شراستغفرت اللہ لکم یہ بجا لاؤں گا اور جب برائی دیکھوں گا تمہاری بخشش
 چاہوں گا۔ (ت)

اللہم صل وسلم و بارک علیہ صلوة آپ پر ایسا درود جو تیری اور ان کا رضا کا
 تکون لك وله رضا و لحقه ذریعہ ہو اور اس سے ان کے عظیم حق کی
 العظیم اداء آمین۔ ادا ہو، آمین۔ (ت)

مسند حارث میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 حیاتی خیرکم تحدثون و نحدثکم میری دنیا تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے
 فاذا انا مت کانت وفاق خیرکم ہو اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے
 تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا ہیں، جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات
 حمدت اللہ ان رأیت شرا ذلک تمہارے لئے خیر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر
 استغفرت اللہ لکم یہ پیش کئے جائیں گے اگر نیکی دیکھوں گا حمد الہی
 کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری
 مغفرت طلب کروں گا۔

۱۔ البحر الزخار المعروف بمسند الزوار حدیث ۱۹۲۵ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۵/۳۹
 ۲۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر ما قرب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اجلہ دار صادر بیروت ۱۹۲/۲
 ۳۔ حدیث کے مذکورہ بالا الفاظ طبقات ابن سعد میں بکربن عبداللہ مزینی سے منقول ہیں۔

اللہم صل وسلم وبارک علیہ قدر رافۃ
وہر حمتہ بامتہ ابد الامین !
اے اللہ! آپ پر ہمیشہ اس قدر درود و سلام
اور برکت نازل فرما جس قدر آپ اپنی امت
پر مہربان ہیں، آمین ! (ت)

ابن سعد طبقات اور حارث مسند میں اور قاضی اسماعیل بر سند ثقات بکر بن عبد البر مزنی
سے مرسل راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
حیاتی خیرکم تحدثونی و نحدثکم
فاذا انامت کانت وفاق خیرکم
تعرض علی اعمالکم فان رأیت
خیرا حمدتہ اللہ وان رأیت شرا
استغفرت لکم یلہ

اللہم صل وسلم وبارک علی ہذا
الجیب الذی امرسلتہ سرحمۃ وبعثتہ
نعمۃ وعلی آلہ وصحبہ عدد کل عمل
وکلۃ آمین !
اے اللہ! تمام اعمال اور تمام کلمات کی تعداد
کے مطابق درود و سلام اور برکت نازل
فرما اس جیب پر جسے تو نے رحمت اور نعمت
بنا کر بھیجا ہے، آمین ! (ت)

امام ترمذی محمد بن علی والد عبد العزیز سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم فرماتے ہیں،

تعرض الاعمال یوم الاثنين و
یوم الخميس علی اللہ تعالیٰ و
تعرض علی الانبیاء وعلی الابرار والامہات
یوم الجمعة فیفرحون بحسنا تمہم و
تزداد وجوہہم بیضا ونزہۃ فائقوا
ہر دو شنبہ و پنج شنبہ کو اعمال اللہ کے حضور پیش
ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ
کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور
ان کے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے
تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بد اعمالیوں

لے کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن بکر بن عبد اللہ مرسل حدیث ۳۱۹۰۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴۰۴/۱۱
الجامع الصغیر ص ۳۷۷ حدیث ۳۷۷۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۲۹/۱

اللہ تعالیٰ ولا تُوذوا موتاكم اليه

سے ایذا نہ دو۔

اللهم وفقنا لما ترضاه وارضاه نبينا
صلى الله تعالى عليه وسلم وتزاد وجوه
أبائنا وامهاتنا بياضا واشراقا آمين۔

اے اللہ! ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما جن پر
تو اور ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوں
اور ان سے ہمارے ماں باپ کے پیروں کی نورانیت
اور چمک میں اضافہ ہو۔ آمین! اے اللہ!

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ عنہ سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
ان اعمال امتی تعرض علی فی کل
یوم جمعة واشتد غضب اللہ علی الزناة۔
بے شک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر
ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے۔
والیعاذ باللہ تعالیٰ۔

امام اجل عبد اللہ بن مبارک سعید بن مسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

لیس من یرم الا تعرض فیہ علی
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اعمال امتہ غدوة وعشبة فیعرض فرہم
بسماہم واعمالہم۔
کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم پر ان کی امت کے اعمال صبح و شام
دو دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انھیں ان کی نشانی صورت سے بھی
پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی۔ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

تیسرے شرح جامع صغیر میں ہے:

وذلك كل يوم كما ذكره المؤلف
وعده من خصوصياته صلى
الله تعالى عليه وسلم و
تعرض عليه ايضا مع الانبياء
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں
پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی
نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے
گنا اور ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ

۱۔ نوادر الاصول الاصل السابغ والستون والمائة الخ دار صادر بیروت ص ۲۱۳

۲۔ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۵۸ عمران القصیر دار الکتب العربی بیروت ۱۴۹/۶

۳۔ کتاب الزہد باب فی عرض علی الاحیاء علی الاولات حدیث ۱۶۶ دار الکتب العلمیہ بیروت الجزء الرابع ص ۲۱

والاباء يوم الاثنين والخميس۔
 قاله تحت حدیث ابن سعد
 المذکور۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 علیہ وسلم پر اعمال امت انبیاء اور آباء کے ساتھ
 پیش ہوتے ہیں (یہ بات امام مناوی نے حدیث
 ابن سعد مذکور کے تحت فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
 خوب جانتا ہے۔ ت)

اس طرح بارگاہ حضور میں اعمال امت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو الگ ہوتی ہے پھر
 ہر دو شنبہ اور پینچشنبہ کو جدا، پھر ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی جدا۔ بالجملة دیوبندیوں کا اسے غلط و
 افتراء محض کہنا محض اسی بنا پر ہے کہ فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلتے ہیں، صحیح
 حدیثوں کو کیا مانیں جب قرآن عظیم ہی سے پنج کر نکلتے ہیں، اوندھے چلتے ہیں، قبای حدیث بعد اللہ والیہ
 یوٹھنوں (پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔ ت)
شہرہ رابعہ کے دو درگزرے امر اول و دوم سے۔

ثالثاً حدیث ترمذی، جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شدید اعتراض جانا چاہا
 وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کر وٹ پر پلٹا کھائینگے)
 اصول محدثین پر محل کلام اور اصول دین پر قطعاً حجیت سے ساقط ہے، ترمذی کے یہاں اس کے لفظ
 یہ ہیں:

حد ثنا محمد بن یحییٰ ثنا محمد بن یوسف
 عن اسرائیل ثنا سمالک بن حرب عن علقمہ
 بن وائل الکندی عن ابیہ ان امرأۃ
 خرجت علی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ترید الصلوۃ فلتقاہا رجل
 فتجللہا ففقد فی حاجتہ منها فصاحت
 فانطلق و مر علیہا رجل فقال ان ذلک
 الرجل فعل بی کذا و کذا و مرت بعصا بہ
 لہ التیسیر شرح الجمل مع الصغیر تحت الحدیث جاتی خیرکم
 مکتبه الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱

۱۰ القرآن الکریم ۶/۴۵
 ۲۲۶/۲۶

من المهاجرين فقالت انت ذاك الرجل
فعل بي كذا كذا فانطلقوا فاخذوا الرجل
الذي ظنت انه وقع عليها واتوها فقالت
نعم هو هذا فأتوا به رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فلما امر به لرجم
قام صاحبها الذي وقع عليها
فقال يا رسول الله انا صاحبها
فقال لها اذهب فقد غفر
الله لك وقال للرجل قولا
حسنا وقال للرجل الذي
وقع عليها ارجموه وقال
لقد تاب توبة لو تابها اهل
المدينة لقبول منهم هذا
حديث حسن غريب صحيح
وعلقمة بن وائل بن حجر
سمع من ابيه وهو اكبر
من عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار
بن وائل لم يسمع من ابيه

ایک جماعت کے پاس سے گزری اور کہا اس مرد نے
میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ لوگ گئے اور
اس مرد کو پکڑ لائے جس کے بارے میں اس خاتون نے
گمان کیا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے،
جب وہ اُسے خاتون کے پاس لائے تو اس نے کہا
ہاں یہ وہی ہے۔ چنانچہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، پھر جب آپ
نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص کچھ کھڑا
ہو گیا جس نے فی الواقع اس عورت سے زنا کیا تھا
اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کے ساتھ
زنا کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس عورت سے
فرمایا: جا اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت کر دی، اور پہلے
مرد سے اچھا کلام فرمایا اور دوسرے مرد جس نے
حقیقتہً زنا کیا تھا کے بارے میں فرمایا کہ اس کو
سنگسار کر دو۔ پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر
تمام اہل مدینہ یہ توبہ کرتے تو ان سے قبول کر لی جاتی۔
یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے علقمہ بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے اور وہ
عبد الجبار بن وائل سے بڑے ہیں عبد الجبار نے اپنے
باپ سے کچھ نہیں سنا۔ (ت)

(۱) وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علقمہ کے سماعت میں کلام ہے امام بخاری بن معین ان کی روایت کو منقطع بتاتے
ہیں اور اسی پر حافظ نے تقریب میں جرم کیا، میزان میں ہے،
علقمہ بن وائل بن حجر صدوق الا ان حجر صدوق ہے مگر بخاری بن معین

لہ جامع الترمذی ابواب الحدود باب ما جاز فی المرأة اذا استكرهت علی الزنا امین کینی دہلی ۱/۵۱

کہتے ہیں کہ اس کی روایت اپنے باپ سے
مرسل ہے۔ (ت)

یحییٰ بن معین یقول فیہ سواۃ عن
ابیہ مرسلۃ
تقریب میں ہے:

علقمہ بن وائل صدوق ہے مگر اپنے باپ کے اس
نے کچھ نہ سنا۔ (ت)

علقمہ بن وائل صدوق الا انه لم یسمع
من ابیہ

(۲) پھر سماک بن حرب میں کلام ہے، تقریب میں ہے:

آخر عمر میں وہ متغیر ہو گئے تھے چنانچہ بسا اوقات
انھیں یقین کی جاتی تھی۔ (ت)

قد تغیر باخرہ فکان ربما یلقن

امام نسائی نے اس کے باب میں یہ فیصلہ کیا کہ جس حدیث کے تہا وہی راوی ہوں حجت نہیں۔

میزان میں ہے:

نسائی نے کہا جس حدیث میں علقمہ منفرد ہو وہ حجت
نہیں کیونکہ انھیں بات سمجھائی جاتی تب وہ سمجھتے تھے
حافظ نے ترمذی پر اس کی تصحیحات بلکہ اس کی
تحسینات پر تنقید کی۔ جیسا کہ ہم نے اپنی تصانیف
مدارج طبقات الحدیث وغیرہ میں اس کو بیان
کیا ہے۔ (ت)

قال النسائی اذا انفرد باصل لم یکن
بحجة لانه کان یلقن فیستلقن آھ وقد
انقد الحافظ علی الترمذی تصحیحاتہ
بل تحسیناتہ کما بیناہ فی مدارج طبقات
الحدیث وغیرھا من تصانیفنا۔

اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک پر ہے۔

(۳) ابوداؤد نے یہ حدیث بعینہ اسی سند سے روایت کی اور اسی میں یہ لفظ لیبرجم (کرانے)

رجم کیا جائے۔ (ت) جو منشاء اعتراض و بائی ہے اصلاً نہیں۔ اس کی سند یہ ہے:

حدیثنا محمد بن یحییٰ بن فارس

۱۰۸/۳	دار المعرفۃ بیروت	علقمہ بن وائل	ترجمہ ۵۷۶۱	لہ میزان الاعتدال
۶۸۴/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	" " "	ترجمہ ۴۷۰۰	لہ تقریب التہذیب
۳۹۴/۱	" " "	سماک بن حرب	۲۶۳۲	لہ " " "
۲۳۳/۲	دار المعرفۃ بیروت	" " "	۳۵۴۸	لہ میزان الاعتدال

کسی تہمت میں مجبوس فرمایا پھر چھوڑ دیا۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔ بہز کی حدیث بواسطہ اپنے باپ اپنے دادا سے حسن ہے تحقیق اسمعیل بن ابراہیم نے بہز بن حکیم سے اس حدیث کو اتم و اطول روایت کیا ہے اح۔ میں کہتا ہوں ترمذی کی سند حسن ہے علی، بہز اور حکیم تمام صدوق ہیں۔ اسمعیل بن ابراہیم کی روایت سے جس حدیث کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے کتاب العفو میں روایت کیا، کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن علیہ نے انہوں نے بہز سے انہوں نے بواسطہ اپنے باپ کے اپنے دادا سے روایت کی کہ ان کے بھائی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے پڑوسی کس بنیاد پر پکڑے گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا، انہوں نے بات دہرائی، آپ نے پھر اعراض فرمایا، اور پورا قصہ بیان کیا۔ اس کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا اس کی خاطر اس کھڑکیوں کو چھوڑ دو۔ (ت)

رجلا فی تہمة ثم خلی عنه" قال الترمذی "وفی الباب عن ابی ہریرة حدیث بہز عن ابیہ عن جدہ حدیث حسن وقد روی اسمعیل بن ابراہیم عن بہز بن حکیم هذا الحدیث اتم مت هذا واطول ثم قلت سند الترمذی حسن علی و بہز و حکیم کلہم صدوق ما اشار الیہ من روایۃ اسمعیل بن ابراہیم فقد رواہا ابن ابی عاصم فی کتاب العفو قال حدثنا ابو بکر بن ابی شیبہ ثنا ابن علیہ عن بہز عن ابیہ عن جدہ ان اخاہ اقی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال جیرانی عنی ما اخذوا فاعرض عنه فاعاد قوله فاعرض عنه وساق القصة قال فی اخرها خلوا لہ عن جیرانہ

(۴) امام بغوی نے مصابیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اس میں سرے سے دوسرے شخص کا جس پر غلطی سے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ رکھا، مصابیح کے لفظ یہ ہیں:

عن علقمة بن وائل عن ابیہ علقمة بن وائل اپنے باپ وائل سے راوی ہیں کہ

۱ جامع الترمذی ابواب الدیات باب ما جاز فی الحبس فی التہمة امین کمپنی دہلی ۱/۱۷۰
۲ حدیث بالمفہوم سنن ابی داؤد کتاب القضاء ۲/۱۵۵ و مسند احمد بن حنبل ۵/۴

ان امرأۃ خرجت علی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توید الصلوۃ فتلقاها رجل فتجللها فقضى حاجته منها فصاحت صیحة وانطلق وممرت عصابة من المهاجرین فقالت انت ذلک فعلت کذا وکذا فاخذوا الرجل فاتوا به رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لها اذهبی فقد غفر اللہ لك و قال للرجل الذی وقع علیها ارجموا و قال لقد تاب توبۃ لو تابها اهل المدينة لقبيل منهم لہ

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نماز کے ارادہ سے نکلی تو ایک مرد اسے ملا جو اس پر چھا گیا، اس نے عورت سے اپنی حاجت پوری کر لی، وہ چنچنی تو وہ مرد چلا گیا، مهاجرین کی ایک جماعت وہاں سے گزری تو وہ عورت بولی کہ اس شخص نے مجھ سے ایسا ایسا کیا ہے۔ لوگوں نے اُس شخص کو پکڑ لیا پھر اُسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اُس عورت سے فرمایا توبہ تجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ اُس شخص کے بارے میں فرمایا جو اُس پر چھا گیا تھا کہ اُسے رجم کر دو، اور فرمایا یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ سارے مدینہ والے کرتے تو ان کی توبہ قبول ہو جاتی۔

یہ بالکل صاف و بے دغدغہ ہے، مشکوٰۃ میں اسے ذکر کر کے کہا: رواہ الترمذی و ابو داؤد (اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔ ت۔)

(۵) اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد پر زنا کی تہمت رکھ دے اور حاکم کے حضور نہ وہ مرد اقرار کرے نہ اصلاً کوئی شہادت معائنہ گزرے تو چار درکنار ایک گواہ بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں حاکم کو روایا ہے کہ صرف عورت کے نام لے دینے سے اس کے رجم و قتل کا حکم دے دے، عا شاہر گز نہیں، ایسا حکم قطعاً، یقیناً، اجماعاً قرآن عظیم شریعت مطہرہ کے بالکل خلاف اور صریح باطل و ظلم و خونِ انصاف ہے۔ اس سے کوئی شخص انکار

۱۔ مصباح السنۃ کتاب الحدود حدیث ۶۵۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۱۲/۲
۲۔ مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۳۱۲

نہیں کر سکتا، اور یہاں اسی قدر واقعہ تھا، ہمارے ائمہ کے یہاں مقبول ہے مگر انقطاع باطن باجماع علماء
مردود و باطل و مخذول ہے اگرچہ کسی ہی سند لطیف و صحیح سے آئے نہ کہ یہ سند کہ بوجہ محل نظر ہے۔ سماک کے
سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ راجح توثیق ہے۔ امام علی مدینی نے فرمایا: اسرائیل ضعیف
(اسرائیل ضعیف ہے۔ ت)، ابن سعد نے کہا: منهم من يستضعفه (ان میں سے بعض اُسے ضعیف
قرار دیتے ہیں۔ ت)، یعقوب بن شیبہ نے کہا: صالح الحديث وفي حديثه لين (صالح الحديث ہے
اس کی حدیث میں کمزوری ہے۔ ت)، میزان میں ہے: كان يحيى القطان لا يرضاه (یکمی قطان
اُسے پسند نہ کرتے تھے۔ ت)، ابن حزم نے کہا: ضعیف، اور ان کی متابعت کہ اسباط بن نصر نے کی، ان کا
حال تو بہت گرا ہوا ہے۔ تقریب میں کہا:

صدوق كثير الخطا يغرب الله. صدوق ہے بہت خطا کرتا ہے نوادر ت بیان
کرتا ہے اھ۔ (ت)

اما ما حاول به التقصى عنه في حاشي
نسخة الطبع اذ قال "لعل السواد
فلما قارب ان يامربه و ذلك قاله
الراوى نظرا الى ظاهر الامر حيث انهم
احضروه في المحكم عند الاما و الامام
اشتغل بالتفتيش عن حاله اھ۔
مطبوعہ نسخے کے حاشیے میں مٹشی نے یوں کہہ کر اشکال
سے بچنے کا ارادہ کیا ہے کہ شاید مراد اس سے یہ ہو
کہ جب آپ رحم کا حکم دینے کے قریب ہوئے اور
راوی نے ظاہر امر کو دیکھتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ آپ
نے رحم کا حکم دیا۔ اس لئے کہ لوگوں نے اُس شخص
کو امام کے پاس کچھری میں پیش کیا اور امام اُس کے
حال کی تفتیش میں مشغول ہوئے اھ۔ (ت)

فاقول لا يجدي نفعاً فاقول (تو میں کہتا ہوں) یہ کچھ نفع نہیں

۲۰۹/۱	دار المعرفۃ بیروت	ترجمہ ۸۲۰ اسرائیل بن یونس	۱۵ میزان الاعتدال
"	"	"	۱۶
"	"	"	۱۷
"	"	"	۱۸
"	"	"	۱۹
۴۹/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	ترجمہ ۳۲۱ اسباط بن نصر	۲۰ تقریب التہذیب
۱۴۵/۱	ایم کیو پی دہلی	باب ما جاز فی المرأة اذا اشكرت علی الزنا (حاشیہ)	۲۱ جامع الترمذی باب الحدود

فان الاشتغال بالتفتيش لا يفهم قرب الامر بالرجم ما لم يكن هناك شئ يشته و ما كان هناك شهود ولا اقرار، وما كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ليا صر بقتل مسلم من دون ثبت فكيف يظهر لناظر قرب الامر بالرجم رجما بالغيب بل نسبة مثل هذا الفهم الركيك الباطل الذي يترفع عنه احاد الناس الى الصحابة رضي الله تعالى عنهم ثم ادعاء انهم اعتمدوا عليه كل الاعتماد حتى نسبوا الامر بالرجم الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذراء بالصحابة وهو يرفع الامان عن رواياتهم ، و لاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

دیتا کیونکہ تفتیش میں مشغول ہونے سے رحم کا حکم دینے کے قریب ہونا نہیں سمجھا جاتا جب تک وہاں اسکو ثابت کرنے والی کوئی شے نہ پائی جاتے، جبکہ وہاں نہ گواہ ہیں نہ اقرار اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر ثبوت کے کسی مسلمان کے قتل کا حکم نہیں دیتے تو ناظر پر محض تخمینے سے امرِ رجم کیسے ظاہر ہو گیا، بلکہ ایسے باطل ور کی ایک فہم جس سے عام لوگ بھی منزہ ہوں کی نسبت صحابہ کرام کی طرف کرنا پھر یہ دعویٰ کرنا کہ انھوں نے اس پر مکمل اعتماد کر لیا اور امرِ رجم کو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا صحابہ کرام پر جسارت ہے اور یہ ان کی روایات سے امان کو اٹھا دے گا۔ بلند فی عظمت والے معبود کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت ہے۔ (ت)

س ابغایہ سب علم ظاہر کے طور پر تھا اور علم حقیقت لیجے تو وہاں یہ کاجب اور نہ حاین قابل تماشا ہے وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب پر روشن دلیل ہے اس کو الہی دلیل نفی ٹھہراتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریعت و حقیقت دونوں کا حاکم بنایا حضور کے احکام شریعت ظاہرہ پر ہوتے اور کبھی حقیقت باطنہ پر حکم فرماتے مگر اس پر زور نہ دیا جاتا۔ ابن ابی شیبہ و ابویعلیٰ و بزار و بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، قال ذکرنا سر جلا عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فذكروا قوته في الجهاد واجتهاده في العبادة فاذا هم بالرجل مقبل فقال النبي صلى الله تعالى عليه و اله وسلم اني لاجد في وجهه سفعة من الشيطان فلما دني فمسلم فقال له

کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور عبادت میں ایسی کوشش کرتا ہے، اتنے میں وہ سامنے سے گزرا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں اس کے چہرے پر شیطان کا داغ پاتا ہوں۔ اس نے پاس آکر سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے دل میں کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ کہا ہاں۔ پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اُسے قتل کر دے؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، دیکھا وہ نماز پڑھتا ہے، واپس آئے اور عرض کیا کہ میں نے اُسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا۔ حضور نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اُسے قتل کر دے؟ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر کیا۔ حضور نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ مولیٰ علی کو تم اللہ وجہ نے عرض کی، میں۔ حضور نے فرمایا، ہاں تم اگر اسے پاؤ۔ یہ گئے وہ جا چکا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ میری امت سے پہلا سینک نکلا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا تو آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 هل حدثت نفسك بانك ليس في القوم احد
 خير منك؟ قال نعم. ثم ذهب فاختط
 مسجدا ووقف يصلي، فقال رسول الله
 ايكم يقوم فيقتله؟ فقام ابو بكر فانطلق،
 فوجداه يصلي، فرجع، فقال وجدته قائما
 يصلي، نهبت ان اقتله. فقال رسول الله
 صلي الله تعالى عليه وسلم ايكم يقوم
 فيقتله؟ فقام عمر فصنع كما صنع
 ابو بكر. فقال رسول الله صلي
 الله تعالى عليه وآله وسلم ايكم يقوم فيقتله؟ فقال
 علي انا. قال انت ان ادركته
 فذهب فوجداه قد انصرف
 فرجع. فقال رسول الله
 صلي الله تعالى عليه وسلم هذا
 اول قرن خرج في امتي لو قتلت
 ما اختلف اثنان بعده من امتي

خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے چوری کی تھی، ارشاد ہوا اسے قتل کر دو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا، خیر ہاتھ کاٹ دو۔ پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا، سب بارہ زمانہ صدیق اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا، پانچویں بار پھر چرایا،

لہ دلائل النبوة للبيهقي باب ما روى في اخباره صلى الله عليه وسلم الرجل الذي صفت الخ وادركته العير بروت ۲۸۸ و ۲۸۹
 مسند البجلي عن انس حديث ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰
 كشف الاستار عن زوائد البزار كتاب بل البني باب علامتهم وعبادتهم مؤسسة الرسالة بيروت ۳۶۰/۲

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جبکہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا، لے جاؤ اسے قتل کر دو۔ اب قتل کیا گیا۔

ابو یعلیٰ اور شاشی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں، ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بائندہ صحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ببلص فامر بقتله فقیل انہ سرق فقال اقطعوه ثم جئت به بعد ذلك الم اب بکر وقد قطعت قوائمه فقال ابوبکر ما اجد لك شيئا الا ما قضى فيك رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يوم امر بقتلك فانه كان اعلم بك فامر بقتله به فرمایا تھا کہ اس کو قتل کر دو وہ تیرا حال خوب جانتے تھے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (ت)

صحیح مستدرک کے لفظ حارث بن حاطب سے یہ ہیں،

ان سرجلا سرق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتی بہ فقال اقتلوه فقالوا انما سرق، قال فاقطعوه ثم سرق ایضا فقطع ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چوری کی اُسے آپ کی بارگاہ میں لایا گیا آپ نے فرمایا، اس کو قتل کر دو۔ عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا، اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس

لہ کثر الحال بحوالہ ع والاشاشی طبک ص حدیث ۱۳۸۶۱ موسستہ الرسالہ بیروت ۵۳۸/۵

ثم سرق على عهد ابي بكر
فقطعه ، ثم سرق فقطعه ،
حتى قطعت قوائمه ، ثم
سرق الخافصة ، فقال
ابوبكر رضي الله تعالى عنه
كان رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم اعلم بهذا حيث امر
بقتله اذ هبوا به فاقتلوه له

نے پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا۔ زمانہ صدیقی میں
پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا ، پھر چوری کی پھر قطع
کیا گیا ، یہاں تک کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں
کاٹ دئے گئے۔ پانچویں مرتبہ اس نے پھر چوری
کلی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا حال خوب
جانتے تھے جب کہ آپ نے پہلی مرتبہ ہی اس کے
قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کو لے جاؤ اور
قتل کر دو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علوم غیب ہی کی
بنیاد پر فرمایا تھا ورنہ ظاہر شریعت میں وہ مستحق قتل نہ تھے۔ امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی سلمہ اللہ
تعالیٰ خصائص کبریٰ شریف میں فرماتے ہیں،

باب ومن خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم انه جمع بين القبليتين
والهجرتين وانه جمعت له الشريعة
والحقيقة ولم يكن للانبياء الا
احدهما بدليل قصة موسى
مع الخضر عليه الصلوة
والسلام وقوله اني على
علم من علم الله
لا ينبغي لك ان تعلمه
وانت على علم من علم الله تعالى
لا ينبغي لي ان اعلمه

باب اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ دو قبیلوں اور
دو ہجرتوں کے جامع ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے لئے
شریعت و حقیقت کو جمع کر دیا گیا۔ دیگر انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی میں یہ دونوں
وصف جمع نہ ہوئے بلکہ وہ صرف ایک وصف
کے ساتھ متصف ہوئے۔ اس کی دلیل سیدنا
موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا
قصہ ہے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ
قول کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا
”میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے علم کا حامل

کہ المستدرک للحاکم کتاب الحدود حکایہ سارق قتل فی الخامسة دار الفکر بیروت ۳۸۲/۴

ہوں جسے جاننا آپ کو مناسب نہیں اور آپ کو منجانب اللہ ایسا علم عطا ہوا جس کو جاننا مجھے مناسب نہیں۔ (امام سیوطی فرماتے ہیں) میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں اس بارے میں کسی عالم کے کلام پر مطلع ہوتا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بدر بن المصاحب نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چور کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ حدیث کہ جس میں آپ نے ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا دونوں مذکورہ حدیثیں اس سے قبل "الاخبار بالمغیبات" کے باب میں گزر چکی ہیں۔

اس باب کی مزید وضاحت: تحقیق لوگوں کو اس کے سمجھنے میں مشکل پیش آتی اور اگر وہ غور و فکر کرتے تو مطلب واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم اور حقیقت سے مراد باطنی حکم ہے۔ بے شک علمائے کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی کہ اکثر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس لئے مبعوث ہوئے کہ وہ ظاہر پر حکم کریں نہ کہ امور باطنیہ اور ان کے حقائق پر جن سے وہ مطلع ہوئے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع و

وقد كنت قلت هذا الكلام
اولا استنباطا من هذا
الحديث من غير ان
اقف عليه في كلام احد
من العلماء، ثم رأيت
البدر بن المصاحب اشار اليه
في تذكرته ووجدت من
شواهد حديث السارق
الذي امر بقتله والمصل
الذي امر بقتله و
قد تقدم في باب
الاخبار بالمغیبات۔

مزید ايضاح لهذا الباب فقد
اشكل فهمه على قوم ولوثوا
لا تفصح لهم المراد بالشرعية
الحكم بالظاهر وبالحقيقة الحكم
بالباطن وقد نص العلماء على ان
غالب الانبياء عليهم الصلوة والسلام
انما بعثوا ليحكموا بالظاهر دون
ما اطلعوا عليه من بواطن الامور
حقائقها وبعث الخضر عليه السلام
ليحكم بما اطلع عليه من بواطن الامور
وحقائقها ولكون الانبياء لم يعثوا بذلك

انکر موسیٰ علیہ قتلہ الغلام وقال له
 "لقد جئت شیدئا نکرا" لان
 ذلك خلاف الشرع فاجابه
 بانہ امر بذاک وبعث
 به فقال "وما فعلته
 عن امری" (ذلك تاویل)
 وهذا معنی قوله له انک علی
 علم الح آخرہ۔

خبر ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
 اس کے ساتھ بعثت نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ
 حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس
 بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر
 علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا
 "یہ شک تم نے بہت بُری بات کی" اس نے
 کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے، لہذا
 اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے دیا کہ
 انھیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ
 بھیجا گیا ہے، اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادے
 سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس
 کہنے کا ہے جو کہ انھوں نے کہا تھا میں اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے ایسے علم کا حامل ہوں جسے جاننا
 آپ کو مناسب نہیں ہے۔

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ
 نے "شرح بخاری" میں فرمایا کہ علم سے مراد
 حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب
 یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس کا علم
 حاصل کریں تاکہ آپ اس پر حکم نافذ کریں، کیونکہ
 اس پر عمل کرنا تقاضائے شریعت کے خلاف ہے،
 اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں اسے حاصل کروں
 اور اس کے مقتضائے پر عمل کروں کیونکہ یہ بھی
 مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس قاعدے کے بموجب
 اس ولی کے لئے جائز نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ

قال الشيخ سراج الدين
 البلقيني في شرح البخاري
 المراد بالعلم التنفيذ والمعنى
 لا ينبغي لك ان تعلمه
 لتعمل به لان العمل به
 مناف لمقتضى الشرع ولا ينبغي
 ان اعلمه فاعمل بمقتضا
 لانه مناف لمقتضى الحقيقة
 قال فعل هذا لا يجوز
 للمولى التابع للنبي
 صلى الله تعالى عليه وسلم

تعالیٰ علیہ وسلم کا تابع ہے کہ جب وہ حقیقت پر
پر مطلع ہو تو وہ یقیناً حقیقت اس کا نفاذ
کمرے۔ بے شک اس پر یہی لازم ہے کہ حکم
ظاہر کو نافذ کرے، انتہی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابة"
میں فرمایا کہ ابوجہان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس بات پر متفق
ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم
ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انھیں وحی
کی گئی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا علم ظاہر پر حکم لگانا تھا۔ حدیث میں دو علوم
جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد ظاہر
باطن پر حکم لگانا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا
مطلب مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے فرمایا وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر
علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ ان کی
شریعت تھی لہذا یہ سب شریعت ہے۔ اور
ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں
اور اس باطن و حقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہے جس طرح کہ
اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔ اسی بناء
پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: "ہم تو ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔"

اذا اطلع على حقيقة ان ينفذ
ذلك بمقتضى الحقيقة و انما عليه
ان ينفذ الحكم الظاهر
انتہی۔

وقال الحافظ ابن حجر في
الاصابة قال ابوجہان في تفسيره
الجمہور على ان الخضر نبی
وكان علمه معرفة بواطن
او حيت اليه وعلمه موسى الحكم
بالظاہر فاشار الح ان
المراد في الحديث بالعلمين
الحكم بالباطن والحكم بالظاہر
لا امر آخر۔

وقد قال الشيخ تقی الدين
السبکی ان الذی بعث به
الخضر شريعة له فالصل
شریعة واما نبینا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فانه امر اولاً
ان يحكم بالظاہر دون ما
اطلع علیہ من الباطن والحقیقة
كغالب الانبياء علیہم الصلوٰۃ
والسلام، ولهذا قال نحن
نحكم بالظاہر، وفي
لفظ انما اقضى بالظاہر

والله يتولى السرائر وقال انما اقصى
 بنحو ما اسمع فمعت قضيت له
 بحق اخرفا نماهي قطعة
 من الناس و قال للعباس
 امنا ظاهرك فكانت
 علينا و اما سريرتك
 فالى الله و كانت يقبل
 عن الامم المتخلفين عن
 غزوة تبوك و يكل
 سرائرهم الى الله
 و قال في تلك المرأة
 لو كنت سراجا احدا
 من غير بينة
 لرجمتها و قال ايضا
 لو لا القرأت لكان
 لي ولها شان
 فهذا كله صريح
 في انه انما يحكم
 بظاهر الشرع بالبينه
 او الاعتراف دون ما
 اطلع به الله عليه من
 بواطن الامور و حقائقها
 ثم ان الله تبارك و تعالي
 و اذن له ان يحكم
 بالباطن و ما اطلع

ایک روایت میں اس طرح ہے: میں تو ظاہر پر
 فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا خدا عز و جل
 مالک ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو اسی پر فیصلہ دیتا
 ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں، لہذا میں نے جس کے
 لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ
 جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ کہ حضور
 پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جہاں تک تمہارے
 ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو
 تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عز و جل کے
 ذمہ ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم غزوہ تبوک سے رہ جانے والوں کی
 معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی
 حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے۔
 اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا: اگر میں
 بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو سنگسار کرتا تو ضرور
 اس عورت کو سنگسار کرتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ
 ”اگر قرآن نہ ہوتا تو یقیناً میرے لئے اور اس عورت
 کے لئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔ یہ تمام نظائر اور
 شواہد اس بات کے منظر ہیں کہ آپ کو دلیل و
 شہادت یا اعتراف و اقرار کے ساتھ ظاہر
 شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو
 باطنی امور پر اللہ عز و جل نے آپ کو مطلع فرمایا

عليه من حقائق الامور فجمع
له بيت ما كان للانبيا و
ما كان للخضر خصوصية
خصه الله بها و لم
يجمع الامرات لغيره،
وقد قال القرطبي
في تفسيره اجمع العلماء
عن بكرة ابيهم انه
ليس لاحد ان يقتل
بعلمه الا النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم
وشاهد ذلك حديث
المصنف والسارق
الذين امر بقتلهم
فانه اطلع على باطن
امرهما و علم منهما
ما يوجب القتل.

ولو تفلن الذين

لم يفهموا الى استشهادي
بهذين الحديثين في آخر الباب

اور اس کے حقائق آپ پر واضح فرمائے۔ اس کے بعد
اللہ عزوجل نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور
آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن پر حکم لگائیں اور
جن امور کی حقیقتوں کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے
اس پر فیصلہ فرمائیں۔ تو اس طرح آپ ان تمام
معمولات کے جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و
السلام کے لئے تھے اور اس خصوصیت کے ساتھ جو
حضرت خضر علیہ السلام کے لئے اللہ عزوجل نے
خاص فرمائے جامع تھے اور یہ امر آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی میں جمیع
نہیں کیا گیا۔ اور امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر
میں فرمایا علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کیلئے
یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے
قتل کا حکم دے سوائے نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ اس کی شاہد اس نمازی
اور چور والی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم
حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا تھا کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے باطنی حالات پر آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع فرمادیا تھا اور ان
دونوں کے بارے میں آپ کو علم ہو گیا تھا کہ
واجب القتل ہیں اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ
بعد واقع ہوا۔

(امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کاش کہ یہ
علماء اعلام اس بات کو سمجھ سکتے جس کو انہوں نے
نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آغریاب میں ان

دونوں حدیثوں کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔ اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم فرمانا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ مجنون و پاگل۔ بعض اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انھوں نے قتل کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے بطور نیابت ہوگا اور وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبیعین میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نازل ہوں گے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبیعین اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے ہوں گے۔ (ت)

اس کلام نفیس سے ثابت کہ عامہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف ظاہر شرع پر عمل کا اذن ہوتا ہے، اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے علم مغیبات پر عمل کا حکم ہے و لہذا انھوں نے نا سمجھ بچہ کو بے کسی جرم ظاہر کے قتل کر دیا اور یہ کہ اب جو ناگہانی موت سے مر جاتے ہیں انھیں بھی وہی قتل فرماتے ہیں، اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر شرع

لعرفوان السداد الحکم بالظاہر والباطن فقط لاشیء اخر لا یقولہ مسلم ولا کافر ولا مجانب المارستان وقد ذکر بعض السلف ان الخضر ال الان ینفذ الحقیقۃ وان الذین یموتون فجاءہ ہوالذی یقتلہم فان صح ذلك فہو فی ہذہ الامۃ بطریق النیابۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ صار من اتباعہ کما ان عیسیٰ علیہ السلام لما ی نزل یحکم بشریۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیابۃ عنہ ویصیر من اتباعہ وامتہ۔

اور اپنے علوم غیب و دونوں پر عمل و حکم کا رب عز و جل نے اختیار دیا ہے۔ اور امام قرطبی نے اجماع علماء نقل فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ محض اپنے علم کی بنا پر قتل کا حکم فرمادیں اگرچہ گواہ شاہد نہ ہو، اور حضور کے سوا دوسرے کو یہ اختیار نہیں، تو اگر اُس نماز والے یا اُس چور یا اُس شخص کو جس پر عورت نے دھوکے سے تہمت رکھی تھی قتل کا حکم فرمائیں تو یقیناً وہ حضور کے علوم غیب ہی پر مبنی ہے نہ کہ ان کا نافی۔ کیوں دبا بیو! اب تو اپنی اوندھی سنت پر مطلع ہوئے! فانی تو فکون (تو تم کہاں اوندھے جلتے ہو) مسلمانو! دبا بیو کے مطلب پر بھی غور کیا، حکم کے دو ہی معنی ہوئے، یا ظاہر شرع یا باطنی علوم غیب۔ ظاہر ہے کہ یہاں ظاہر کی رو سے تو اصلاً حکم رجم کی گنجائش نہ تھی، نہ ملزم کا اقرار، نہ اصلاً کوئی گناہ، صرف مدعی کا غلط دعویٰ سن کر قتل کا حکم فرمادیں، نبی کی شان تو ارفع اعلیٰ ہے۔ آج کل کا کوئی عالم، نہ عالم کوئی جاہل حاکم ہی ایسا کر بیٹھے تو ہر عاقل اسے یا سخت جاہل یا پکا ظالم کہے تو حدیث صحیح مان کر راہ نہ تھی مگر اسی طرف کہ حضور نے بر بنائے تہمت ہر گز یہ حکم نہ دیا بلکہ اپنے علوم غیب سے جانا کہ یہ شخص قابل رجم ہے اس بنا پر حکم رجم فرمایا، اسے دبا بیو مانتے نہیں بلکہ بزعم خود اسی کے ابطال کو یہ حدیث لائے ہیں، تو اب سمجھ لیجئے کہ ان کا مطلب کیا ہوا اور انھوں نے تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کیسا بھاری الزام قائم کیا، کیوں نہ ہو عداوت کا یہی مقصد ہے۔

قد بدت البغضاء من افواهہم
وما تخفی صدورہم اکبر قد بیتنا
لکم الایات ان کنتم تعقلون
والذین یؤذون رسول اللہ لہم
عذاب الیم
ہمذات الشیطن واعوذ بک رب
ان یحضرہ و صل اللہ
تعالیٰ علی سیدنا و مولانا

بیران کی باتوں سے جھٹک اٹھا اور وہ جو سینے
میں چھپائے ہیں بڑا ہے ہم نے نشانیاں
تمہیں کھول کر سنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔ اور
جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک
عذاب ہے۔ اے میرے رب تیری پناہ
شیطانوں کے دوسو سوں سے اور اے میرے رب
تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ اور
اللہ درود نازل فرمائے ہمارے آقا و مولیٰ

۱۔ القرآن الکریم ۱۱۸/۳
۲۔ " " ۶۱/۹
۳۔ " " ۹۸ و ۹۷/۲۳

محمد و آلہ وصحبہ اجمعین و
آخر دعوانا ان الحمد لله
رب العالمین، واللہ سبحنہ و تعالیٰ
اعلم و علمہ مجداً اتم و
احکم۔
محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ
پر۔ اور ہماری دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں
سراپا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا۔ اور
اللہ سبحنہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور اس کا
علم اتم و احکم ہے۔ (ت)

رسالہ انراحۃ العیب بسیف الغیب ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۵۰ از موضع پارہ پرگنہ مورانواں ضلع اناؤ مسئلہ محمد عبدالرؤف صاحب

۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ قیام کرنا بوقت ذکر و ولادت
شریف بدعت سینہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے مطلق پایا نہیں جاتا اور نہ وہ بات جو
بعد قرون ثلثہ قائم کی گئی قابل ماننے کے ہے۔ اور کہتا ہے کہ کیا اُسی وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی پیدائش ہوتی ہے جو یہ تعظیمی قیام کیا جاتا ہے یا یہ کہ اُسی وقت آپ کی تشریف آوری ہوتی
ہے، اگر یہ صحیح ہے تو کس مقام مجلس میں آپ متجلی ہوتے ہیں، اگر حضارِ محفل میں آپ رونق انبروز
ہوتے ہیں، تو یہ اور بے ادبی ہے کہ میلاد خوان منبر پر اور آپ فرش زمین پر، اور اگر آپ منبر پر جلوہ لگن
ہوتے ہیں تو یہ بھی بے ادبی ہوتی کہ برابری کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے، لہذا بہر نوع قیام بدعت سینہ ہے۔
اسکے برعکس عمر و محفل میلاد شریف اور قیام تعظیمی تقسیم شیرینی وغیرہ کو اپنا فرض منصبی اور نہایت درجہ مستحسن اور
وسیلہ نجات اور ذریعہ خلاصت دینی و دنیوی سمجھتا ہے، فقط۔

الجواب

قیام وقت ذکر و ولادت سید الانام علیہ و علیٰ ذویہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و
مستحسن علمائے اعلام و عادت مجہین کرام و غیظ و بایہ نام ہے ہم نے اپنے رسالہ اقامۃ القیامۃ
علیٰ طاعن القیام لنسبی نہامۃ ص ۱۰۰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ میں اُسے متعدد آیات
قرآن مجید سے ثابت کیا، مگر وہ بایہ کو کیا سوچے، لہم اعین لایبصرون بہا (وہ آنکھیں رکھتے ہیں

جن سے دیکھتے نہیں۔ ت) خصوصاً قرآن عظیم تک اُن کی فہم کیا پہنچے، قال اللہ تعالیٰ،
 وجعلنا علی قلوبہم اکتۃ اذ یفقیہوہا ۱۰
 ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے کہ اسے
 نہ سمجھیں۔ (ت)
 ہم جو آیات تلاوت کریں اُن کا کان کیونکر سنے وفی اذانہم وقرآن (اور ان کے کانوں میں گرائی۔ ت)
 راہ حق کی دعوت انہیں کیا نفع دے،

وان تدعہم الی الہدٰی فلن یرہتدوا ۱۱
 اور اگر انہیں تم ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی
 اذ ابدا ۱۲
 ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے۔ (ت)

قرونِ ثلاثہ کی بحث میں وہابیہ کو ہزاروں بار ان کے گھر پہنچا دیا گیا جس کا روشن بیان اصول ارشاد
 تصنیف لطیف امام العلماء حضرت سیدنا ابوالوالدہ قدس سرہ الماجد میں ہے۔ مدرسہ دیوبند بایں قوانین
 محترمہ تو قرونِ ثلاثہ در کنار قرونِ اثنا عشر کے بعد قائم ہوا پہلے اس کی بنا ڈھائیں اینٹ سے اینٹ
 بجائیں، یا یہ مسئلہ صرف انہیں چیزوں کے حرام کرنے کو ہے جن میں تعظیم و محبت حضور سرور عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم و اولیاء کرام علیہم الرضوان الائم ہے یہ قیام ذکر شریف آوری کی تعظیم ہے دل میں
 عظمت ہو تو جانیں کہ تعظیم ذکر شریف مانند تعظیم ذاتِ اقدس ہے کما بینہ الامام القاضی عیاض
 رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتاب الشفاء والامام احمد القسطلانی فی المواہب الشریفۃ
 (جیسا کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الشفاء میں اور امام احمد قسطلانی نے مواہب
 شریفہ میں اسے بیان کیا۔ ت) دل کے اندر سے اُسے بھلا کر خود ذاتِ کریم کی تشریف آوری ڈھونڈتے
 ہیں اور بے ادب گستاخ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ ”کیا اُسی وقت حضور کی پیدائش ہوتی ہے؟“ ہم
 مدعی نہیں کہ ہر مجلس مبارک میں تشریف آوری ضرور ہے، ہاں ہوتی ہے، اکابر اولیائے بارہا مشاہدہ
 کی ہے جیسا ہجۃ الاسرار امام اوحید ابوالحسن نجفی شطنوفی و تنویر الحکام امام جلال الدین سیوطی و
 تصانیف شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ میں مذکور ہے اور اس پر بیہودہ تشقیق کہ فرشتے پر تشریف
 رکھتے ہیں یا منبر پر چل جاتے ہیں۔ ایسا جاہلانہ سوال اُن تمام تشریف آوریوں پر ہو گا جن کا ذکر آمد

۱۰ القرآن الکریم ۲۵/۶

۱۱ ” ۲۵/۶

۱۲ ” ۵۴/۱۸

اکابر نے فرمایا اور خود ظاہری حیاتِ اقدس میں تشریف آوری اور تشریف فرمائی کس طرح ہوتی تھی، اور صحیح بخاری شریف کی اُس حدیث کو تو بالکل چھیل کر پھینک دینا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجدِ کریم میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے منبر بچاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعتِ اقدس سناتے اُس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے تھے؟ فرشِ پر حسان سے نیچے یا منبر پر حسان کے برابر؟ جو وہاں جواب دے ویسا بلکہ اس سے اعلیٰ یہاں موجود ہے کہ جلوہ فرمائی چشمِ ظاہر سے غیر مشہود ہے اور نور کی جلوہ افروزی فرش وغیرہ سے جدا متعالیٰ از معہود ہے۔ علامہ علی قاری شرح شفاء شریف میں فرماتے ہیں،

ان مراح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک وسلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام۔ تمام مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ یہ تشریف فرمائی زمین پر ہے کہ چھت والے اونچے ہوں یا چھت پر کہ دو منزلہ والے بلند، اور جن کے چھت نہیں ایک نیچا چھتر ہے اور اس کے گرد مکان اُس گھر میں تشریف فرمائی کس طرح ہے، بلکہ رب عز وجل فرماتا ہے،

ونحن اقرب الیہ من حبل الومرید۔ ہم آدمی سے اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اب ایک شخص لیٹا، دوسرا بیٹھا، تیسرا کھڑا، چوتھا سامنے کی چھت پر چڑھا ہے رب عز وجل کہ اس لیٹے کی شد رگ سے قریب ہے کیا یہ عینوں اُس سے اونچے ہیں، کیسی سخت بے ادبی و گستاخی ہے۔ یہی حدیث قدسی میں ہے، رب عز وجل فرماتا ہے،

انا جلیس من ذکر فی۔ میں اپنے یاد کرنے والے کا ہم نشین ہوں۔

یاد وہ بھی کر رہے ہیں جو فرش پر ہیں اور وہ بھی جو منبر پر، تو کیا ان سب کے برابر ہوا اور منبر والے سے نیچا؟ و لکن الوهابیۃ قوم لا یعقلون، ولا حول لیکن وہ باری بے عقل قوم ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے بغیر نہ گناہ سے بچا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی

۱۔ شرح الشفاء لمن لا علی القاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی المواقن التي لیستحب فیہا الصلوۃ الخ ۴/۴۶۴

۲۔ القرآن الکریم ۵۰/۱۶

۳۔ کشف الخفا حدیث ۶۱۱

دار الکتب العلمیہ بیروت

۱۸۳/۱

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی سیدنا و
مولینا وذوہہ اجمعین ، واللہ تعالیٰ
اعلم ، واما نزدنا الوجهین الآخرین
لابانۃ جھلہ فی قیاس الشاہد
علی الغائب فاعلم وربک اعلم۔

نیکی کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ ہمارے سردار و
مالک اور ان کے تمام اصحاب پر اللہ تعالیٰ
درود و سلام بھیجے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے
آخری دونوں وجہیں ہم نے صرف اس لئے زیادہ
کردی ہیں تاکہ شاہد کو غائب پر قیاس کرنے
کے سلسلہ میں اس کی جہالت ظاہر ہو جائے، تو جان لے
اور تیرا پروردگار خوب جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۵۱ از شہر محلہ بانخانہ مسئلہ محمد بخش صاحب ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میلاد شریف بھی کراتا ہے اور تمام اولیاء اللہ
کی نیاز نذر بھی کرتا ہے اور سب کو مانتا ہے، اور وہ شخص یہ بات کہتا ہے کہ تمام کام کرو لیکن وہ شخص ان
باتوں کو منع کرتا ہے کہ مزار شریف پر جا کر مرادیں مت مانگو بلکہ اللہ سے مراد مانگو اور مزار پر جا کر نیاز نذر
سب کچھ کرو۔ اور کہتا ہے کہ مرادیں اس طریقہ پر مت مانگو کہ فلاں فلاں میری حاجت رفع ہو، مزار پر
جا کر مت مانگو، مزار پر جا کر فاتحہ پڑھو ثواب پہنچاؤ، زیارت کرو کہ کیسے کیسے بزرگ آدمی گزرے ہیں۔ کچھ
کرو لیکن مراد مت مانگو خدا سے عرض کرو۔

الجواب

اگر وہ شخص اور کوئی بات و بابت کی نہیں رکھتا اور وہابیوں اور دیوبندیوں کو کافر جانتا ہے تو
اتنا کہنے سے وہابی نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۵۲ از قصبہ نظام آباد ضلع اعظم گڑھ مسئلہ سید علی اصغر ۹ شعبان چہار شنبہ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ،

- (۱) حنفی کس کو کہتے ہیں، پوری پوری تعریف کیا ہے؟
- (۲) زید ایک فارغ التحصیل علوم عربیہ کا ہے اور اپنے کو حنفی مذہب کا مقلد کہتا ہے، آمین بالجہر،
رفع یدین، قرأت فاتحہ خلف الامام کا قائل نہیں، تراویح بیس رکعت پڑھتا ہے اور وتر
تین رکعت۔ کتب فقہیہ پر عمل کرتا ہے۔ مسلمانوں کو زید کے ویچے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟
اور ایسی صورت میں زید کو حنفی کہیں گے یا نہیں؟
- (۳) محفل میلاد شریف میں قیام کرنا کیسا ہے؟

- (۴) زید محفل میلاد شریف میں شریک ہوتا ہے اور قیام کو مستحب کہتا ہے اور خود کہتا ہے اس کو حنفی کہیں گے یا وہابی؟
- (۵) وہابی یا غیر مقلد کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی پہچان کیا ہے؟ بَیِّنُوا تَوَجُّدًا (بیان فرمائیے اجر دئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

- (۱) علماء کی اصطلاح میں حنفی وہ کہ فردع میں مذہب حنفی کا پیرو ہو، پھر اگر اصول میں بھی حتیٰ کا مقلد ہے تو سنی حنفی ہے ورنہ گمراہ جیسے معتزلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) ان باتوں سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ زید فردعاً حنفی ہے اور اس قدر سے اس کے پیچھے صحت نماز لازم نہیں، پہلے تو معتزلہ تھے اب قطعی مرتد فرقے ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو حنفی کہتے اور فردع میں فقہ حنفی پر چلنے کا دعویٰ رکھتے ہیں ان کی حنفیت انھیں کیا مفید ہو سکتی ہے، امامت کے لئے سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القراءة جامع شرائط صحت و حلت ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳) مستحسن علمائے کرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۴) مجلس میلاد مبارک و قیام چاروں مذہب کے علماء و عام اہل اسلام کرتے ہیں یہ کچھ حنفیہ سے خاص نہیں اور بعض وہابیہ بھی براہِ تقیہ ان کے عامل ہوتے ہیں جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے۔ تقویۃ الایمان کو گمراہی و ضلالت اور دیوبندیت کو کفر و ردت صراحتاً بلا غرض بکشاہدہ پیشانی ماننے تو اسے وہابی نہ کہا جائے گا اور قلب کا علم عالم الغیب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۵) اسمعیل دہلوی و تقویۃ الایمان کو ماننے والا یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا اگرچہ زبان سے اس کا ماننا نہ کہے وہابی ہے، اور یہی اس کی پہچان کو بس ہے۔ پھر اگر فقہ پر چلنے کا ادعا کرے تو مقلد وہابی ہے اور اگر اس کے ساتھ فقہ کو بھی نہ مانے تو غیر مقلد وہابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- ۱۵۷ مسئلہ از شفا خانہ فرید پور ڈاک خانہ خاص اسٹیشن پتہ پور ضلع بریلی مسئلہ عظیم اللہ کیونڈر
- ۸ رمضان ۱۴۳۹ھ
- اولیاء کرام بعد وفات کے حیات رہتے ہیں یا نہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ حیات النبی ہیں اور اولیاء کرام کے مزار پر جا کر ان کے توسط سے التجا کرنا اور ان سے دُعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوا تَوَجُّدًا (بیان فرمائیے اجر دئیے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

35

اولیائے کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، انبیاء کی حیات روحانی جسمانی دنیاوی ہے بعینہ اسی طرح جسم کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں تھے اور اولیاء کی حیات اُن سے کم اور شہدائے زائد جن کے لئے قرآن عظیم میں دو جگہ ارشاد ہوا کہ اُن کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں۔ یہ حیات حیات روحانی و جسمانی برزخ میں ہے۔ حیات روح سب کو حاصل ہے کہ روح بعد موت فنا نہیں ہوتی، اس کا مفصل بیان ہماری کتاب "حیۃ الموت" میں ہے۔ اولیائے کرام سے تو تسل اور اُن سے طلب دعا بلاشبہ محمود ہے اور علماء و صلحاء میں معمول و معهود واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۹ از بینگالہ ڈاکخانہ تالشہ موضع ایضاً مسئلہ عبد الصمد ۲۲ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حشر کے دن سب مسلمان قبر سے کفن لے کر اٹھیں گے یا برہنہ؟
بیینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

کفن میں اٹھیں گے پھر وہ کفن طول مدت کی وجہ سے گل کر جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۵۹ از ناگل لکڑی ضلع گوڑگانوہ پوسٹ ڈھینا ریاست مسئلہ حافظ غلام کبریا
۱۶۰
۳ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:
(۱) اولیاء اللہ کو دور سے مشکل کے واسطے پکارنا کیسا ہے؟ اولیاء اللہ دور سے بعض وقت سنتے ہیں یا سب وقت سنتے ہیں؟
(۲) اگر کوئی یا رسول اللہ پکارے اور یہ اعتقاد رکھے کہ آپ بذات خود سنتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد ٹھیک نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں:
روح را قرب و بُعد مکانی یکسان است یہ روح کے مکانی قُرب و بُعد برابر ہیں۔ (ت)

تو وہ سب وقت سُن سکتے ہیں مگر ملا۔ اعلیٰ کی طرف توجہ اور اس میں استغراق اکثر کو ہر وقت سننے سے مانع ہو سکتا ہے مگر اکابر جن کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا،

استغراق آئنا بجمت کمال وسعت مدارک آئنا کامل وسعت مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و ارباب حاجات اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا اور مطالب حل مشکلات خود را از انہامی طلبند غرض مند محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے وہی یا بند لے

طلب کرتے اور پاتے ہیں۔ (ت)

یہ ہر وقت سنتے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالیٰ اسم قاضی الحاجات کے مظہر ہیں۔

(۲) بذاتِ خود کے اگر یہ معنی کہ بے عطائے الہی خود اپنی ذاتی قدرت سے سنتے ہیں تو یہ بے شک باطل بلکہ کفر ہے اور یہ ہرگز کسی مسلمان کا خیال بھی نہیں۔ اور اگر بذاتِ خود کے یہ معنی کہ بعطائے الہی حضور کی قوتِ سامعہ تمام مشرق و مغرب کو محیط ہے سب کی عرضیں آوازیں خود سنتے ہیں اگرچہ آدابِ دربار شاہی کے لئے ملائکہ عرضِ درود و عرضِ اعمال کے لئے مقرر ہیں تو یہ بے شک حق ہے بلاشبہ عرش و فرش کا ہر ذرہ اُن کے پیشِ نظر ہے اور ارض و سما کی ہر آواز ان کے گوشِ مبارک میں ہے۔ شاہ ولی اللہ کی فیوض الحرمین میں ہے،

لا يشغله شأن عن شأن اس کی ایک حالت اس کو دوسری حالت سے غافل نہیں کرتی۔ (ت)

وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۱ از دہلی بازار چکی قبر چھتا موم گراں مسئلہ محمد صاحب داد خاں
۶ سوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قادیانی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ اپنی موت مرے، زندہ آسمان پر جانا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے، کیونکہ اس میں حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک گھٹتی ہے کہ حضور دونوں عالم سے افضل و اعلیٰ ہو کر وفات پائیں اور زمین کے نیچے رہیں اور حضرت عیسیٰ

۱۰ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ ۴ سورۃ الانشقاق مسلم بیڈ پو لال کنواں دہلی ص ۲۰۶
۱۱ فیوض الحرمین مشہد آخر یعنی دقائق اور انکے اثرات کے بیان میں محمد سعید ایڈ سنز قرآن محل کراچی ص ۲۴

آسمان پر چلے جائیں یہ ممکن نہیں، اس خرافات کا کیا جواب ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

قادیا فی مکاروں کا فریب ہے کہ مرزا کے صریح کفر اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اس نے ٹری ٹری گالیاں دی ہیں چھپاتے اور مسئلہ حیات و موت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بحث کرتے ہیں جس کے ماننے نہ ماننے پر کچھ اسلام و کفر کا مدار نہیں۔ جمہور ائمہ کرام کا مذہب یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی انتقال نہ فرمایا قریب قیامت نزول فرمائیں گے، جہاں کو قتل کریں گے، برسوں رہ کر انتقال فرمائیں گے، روضہ پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک مزار کی جگہ خالی ہے وہاں دفن ہوں گے۔ اُس کا وہ جاہلانہ احمقانہ خیال تو ہمیں سے دفع ہو گیا، اور فقط آسمان پر ہونا اگر موجب فضل ہو تو فرشتوں کو تو آسمان پر مانے کا قال تعالیٰ و کہ من ملک فی السموات آسمانوں میں بہتیرے فرشتے ہیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں عالم سے افضل کہہ دیا ہے کیا ملائکہ سے افضل زمانے کا یا حضور کے وفات پا کر زمین پر رہنے اور ملائکہ کے آسمان پر ہونے سے معاذ اللہ شان اقدس کا گھٹنا جانے کا، اور فرشتے بھی نہ سہی چاند سورج ستارے تو آسمان پر ہیں حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک پاؤں سے افضل ہے اور یہ تو کس سے کہا جائے کہ زمین آسمان سے افضل ہے خصوصاً محفل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ و افضل ہے اندھوں نے جہت میں اوپر نیچے دیکھ لیا اور یہ نہ جانا کہ دل تمام اعضا کا سلطان اور سب سے افضل ہے اگرچہ بہت اعضاء اس سے اوپر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف کب سے نکالا اور کس نے نکالا؟ اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تھا یا نہیں؟ اپنے امام صاحب نے اس کو کیا ہے یا نہیں؟ صحابہ کے زمانہ میں تھا یا نہیں؟ کسی نے محفل کی تھی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

بیان میلاد شریف قرآن مجید نے نکالا اور اس نے متعدد آیتوں میں اس کا حکم دیا، کارڈ

میں آیتیں نہیں لکھی جاسکتیں غرض مقصود سے ہے، نام نیا ہونے سے شے نئی نہیں ہو سکتی، جو اس سے مقصود ہے وہ خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسجد مدینہ طیبہ میں حضرت حسان بن ثابت انصاری علیہ الرضوان کے لئے منبر کھپاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعت اقدس سنا تے حضور اور صحابہ کرام سنتے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۳ از ضلع ہوشنگ آباد مقام وڈا کنڈہ واسٹیشن ۵۱ رموسارے

مسئلہ دولت الدین ۱۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم و مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیخ اللہ کا وظیفہ کرنا ناجائز ہے، مہربانی فرما کر خلاصہ مسئلہ تحریر فرمائیں۔
یٰٰتینواتوجروا۔

الجواب

یہ مبارک وظیفہ بیشک جائز ہے۔ فتاویٰ خیر یہ علامہ خیر الدین رحلی استاذ صاحب درمختار میں ہے:

اما قولہم "یا شیخ عبد القادر" فنداء ان کا "یا شیخ عبد القادر" کہنا نداء ہے تو اسکی
فما الموجب لحرمتہ لہ حرمت کا موجب کیا ہے۔ (ت)
یہاں اس کو ناجائز کہنے والے و بانی ہیں اور وہ بایہ جے دین ہیں ان کی بات سننی جائز نہیں۔
وہو تعالیٰ اعلم۔

۱۔ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء ان من الشر حکمة امین کمپنی دہلی ۱۰۴/۲
احیاء العلوم بحوالہ ایضیں کتاب آداب السماع والوجد مطبعة مشہد الحسنی قاہرہ ۲۴۳/۲
۲۔ الفتاویٰ الخیریۃ کتاب الکراہیۃ والاحسان دار المعرفۃ بیروت ۱۸۲/۲

رسالہ

انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول اللہ (یا رسول اللہ کہنے کے جواز کے بارے میں نورانی تفسیریں)

مسئلہ ۱۶۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مودعہ مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرتا اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں اُن کا کیا حکم ہے؟ بدینو بالکتاب توجروا یوم الحساب (کتاب سے بیان فرمائیے روزِ حساب اجر دے جاؤ گے۔ ت)

۵۵۰ الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على جيبه المصطفى وآله واصحابه
أولى الصدق والصفاء.

کلمات مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کمرے گا مگر سفید جاہل یا ضال مفضل، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو شفاء السقام امام علام بقیۃ المجتہدین اکرام تقی الملتہ والدین ابوالحسن علی سبکی و مواہب اللدنیۃ امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ فاسی و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری و لمعات و اشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ و جذب القلوب الی ديار المحبوب و مدارج النبوة تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی و افضل القرۃ شرح ام القرۃ امام ابن حجر مکی وغیرہ کتب و کلام علمائے کرام و فضلاء عظام علیہم رحمۃ اللہ العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ الاہلال بفیض الاولیاء بعد الوصال مطالعہ کرے۔

یہاں فقیر بقدر ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے، حدیث صحیح بذیل بطراز گراں نہاے تصحیح جسے امام نسائی و امام ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام اللامۃ ابن خزیمہ و امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم جس میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دُعا تعلیم فرمائی کہ بعد نمازیوں کہے:

اللهم انی استلک واتوجه الیک بنبیک	اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ
محمد نبی الرحمة یا محمد انی	کرتا ہوں بوسیلتہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ
اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه	علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ!
لتقضی لی اللهم فشفعہ	میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس
فیّ لی	حاجت میں توجہ کرتا ہو کہ میری حاجت روا ہو۔
	الہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

۱۹۴/۲ جامع ترمذی ابواب الدعوات باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک امین کمپنی دہلی
سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی صلوة الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
المستدرک للحاکم کتاب الدعاء مکتبہ اسلامیہ بیروت ۵۱۹/۱ و صحیح ابن خزیمہ باب صلوة الترغیب ۲۲۶/۲

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے :

اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ وَكَانَ عَثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ فَلَقِيَ عَثْمَانَ بْنَ حَنِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَشَكَى ذَلِكَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عَثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنَّكَ الْمِيضَاءُ فَتَوَضَّأْتَ ثُمَّ أَتَيْتَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَاتَّوَجَّهْتُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَيَقْضِي حَاجَتِي، وَتَذَكَّرَ حَاجَتَكَ وَرُحْمَ الْحَتِّ حَتَّى أَرْوَحَ مَعَكَ. فَأَنْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ ثُمَّ أَتَى بَابَ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَجَاءَ الْبَوَابُ حَتَّى أَخَذَتْهُ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَتْهُ عَلَى عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَاجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطَّنْفَسَةِ وَقَالَ حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ فَقَضَاهَا لَهُ ثُمَّ قَالَ مَا ذَكَرْتَ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ وَقَالَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأَتَانَا، ثُمَّ أَتَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ فَلَقِيَ عَثْمَانَ بْنَ حَنِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ لَهُ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ الْحَتِّ حَتَّى

یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لئے امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المؤمنین نہ اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ: "اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یا رسول اللہ! میں حضور کے قوسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے۔" اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔ حاجتمند نے (کہ وہ بھی صحابی یا لا اقل کبار تابعین میں سے تھے) یوں ہی کیا، پھر آستان خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا، امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا، جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ

آپ نے ان سے میری سفارش کی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور بنیائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی وہ اندھا نہ تھا۔

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں والحديث صحيح۔ امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں،
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خدرت رجله فقیل له اذكر احب الناس اليك فصاح يا محمدا فانشرت له
 یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انھیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے باواز بلند کہا یا محمد! فوراً پاؤں کھل گیا۔

عہ و لفظ البخاری فی الادب المفرد خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذكر

احب الناس اليك فقال يا محمدا ۱۲ منہ
 لہ و لہ الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترغیب فی صلوة الحاجة حديث ۱ مصطفیٰ البابی مصر ۲۷۶ تا ۲۷۹
 مجمع الزوائد ۲۷۹/۲ باب صلوة الحاجة دار الكتاب بیروت ۲۷۹/۲
 عمل اليوم والليلة حديث ۱۶۸ دائرة المعارف النعمانية ص ۴
 الادب المفرد حديث ۹۶۴ مكتبة الاثرية سانكله ص ۲۵۰

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، تو اُس شخص کو یاد کرو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس نے یا محمد اہ کہا، اچھا ہو گیا۔ اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل مدینہ میں قدیم سے اس یا محمد اہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،

هَذَا مَا تَعَاهَدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ ۖ
یہ اہل مدینہ کے معمولات میں سے ہے۔ (ت)
حضرت بلال بن الحارث مَرْنِی سے قحط عام الرمادہ میں کہ بعد خلافت فاروقی سلمہ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہے۔ انھوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کھال کھینچی تو زری سرخ ہڈی نکلی۔ یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی، یا محمد اہ۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی۔ ذِکْرُهُ فِي الْكَامِلِ (اس کو کامل میں ذکر کیا گیا۔ ت)

امام مجتہد فقیہ اجل عبد الرحمن ہڈلی کو فی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا، مُحَمَّدٌ يَا مَنْصُورٌ۔ اور ظاہر ہے کہ الْقَلَمُ أَحَدُ الْقِسَائِنِ (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔ ت)۔ یثیم بن جلیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انھیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں، رَأَيْتُهُ وَعَلَى رَأْسِهِ قَلَنْسُوتُهُ أَطْوَلُ مِنْ ذِمَّائِهِ مَكْتُوبٌ فِيهَا مُحَمَّدٌ يَا مَنْصُورٌ۔ میں نے اُن کو دیکھا ان کے سر پر ہاتھ بھرے لمبی ٹوپی تھی جس میں لکھا ہوا تھا مُحَمَّدٌ يَا مَنْصُورٌ۔ اس کو تہذیب التہذیب وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاویٰ میں ہے،

سُئِلَ عَمَّا يَقَعُ مِنَ الْعَامَةِ مِنْ قَوْلِهِمْ
لَهُ الْاَذْكَارُ باب ما يقوله اذا خذرت رجلك
یعنی ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں
نسیم الریاض شرح الشفاء فصل فيما روى عن السلف مركزا لمستبركات ضا لجزال الهند ۳/۳۵۵
الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ذکر القحط وعام الرمادہ دار صادر بیروت ۵۵۶/۲
میزان الاعتدال فی نقد الرجال ترجمہ ۳۹۰۰ دار المعرفۃ للطباعة ۵۴۴/۲

عند الشدا ئد یا شیخ فلان ونحو ذلك
من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين
والصالحين وهل للمشائخ اغاثة بعد
موتهم ام لا؟ فاجاب بما نصه انت
الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء
والعلماء الصالحين جائزۃ وللانبياء و
للمرسل والاولياء والصالحين اغاثة
بعد موتهم رحمہم اللہ۔

کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے
فریاد کرتے اور یا شیخ فلان (یا رسول اللہ، یا علی،
یا شیخ عبد القادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات
کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد
انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انھوں
نے جواب دیا کہ بیشک انبیاء و مرسلین و اولیاء
علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال
بھی امداد فرماتے ہیں رحمہم اللہ۔

علامہ خیر الدین ربی استاذ صاحب درمختار، فتاویٰ خیریہ میں فرماتے ہیں:
قولہم یا شیخ عبد القادر فرہو نداء فما
الموجب لمحرمته رحمہم اللہ
سیدی جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں،

سئلت ممن يقول في حال الشدا ئد
يا رسول الله او يا علي او يا شيخ عبد القادر
مثلاً هل هو جائز شرعاً ام لا؟ اجبت نعم
الاستغاثة بالاولياء و نداءهم والتوسل
بهم امر مشروع و شيء مرغوب لا يُنكره
الا مكابر أو معاند وقد حرم بركة
الاولياء الكرام رحمہم اللہ۔

یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو
مصیبت کے وقت میں کہتا ہو یا رسول اللہ
یا یا علی یا یا شیخ عبد القادر مثلاً، آیا یہ
شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں
اولیاء سے مدد مانگنی اور انھیں پکارنا اور ان کے
ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے
جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحب
عناد، اور بیشک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ بسند مسلسل

۱۔ فتاویٰ ربی فی فروع الفقہ الشافعی مسائل شتی دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۳۳/م
۲۔ فتاویٰ خیریہ کتاب اکرامہ والاستحسان دار المعارف للطباعة بیروت ۱۸۲/۲
۳۔ فتاویٰ جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی

فاسره الروم مرة قال لهم الملك اف
اجعل فيكم الملك وازوجكم بناثق و
تدخلون في النصرانية فابوا وقالوا
يا محمد انا لله

یعنی ایک نصاریٰ روم انھیں قید کر کے لے گئے ،
بادشاہ نے کہا میں تمھیں سلطنت دوں گا اور
اپنی بیٹیاں تمھیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ ۔
انھوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمد انا ۛ

ماكانت الا الغطسة التي سأت حديثاً
خرجنا في الفردوس
امام فرطتہ ہیں :

بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے
بعد ہم جنتِ اعلیٰ میں تھے۔

پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے، از انجملہ یہ بیت ہے:۔
 سيعطى الصادقين بفضل صدق نجات في الحيوۃ وفي الممات
 قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو اُن کے سچ کی برکت سے حیات و موت
 میں نجات بخشے گا۔“

شرح الصدور كجواله عيون الحكايا باب زيارة القبور وعلم الموتى الخ خلافت اكيدي منسكوره سوتا س. ٩٠

فرشتوں کو بھیجا کیونکہ معقول؛ اور ان ائمہ دین نے یہ روایت کیونکہ مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلم رکھی۔ اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کہا ذکر فی الروایۃ نفسہا (جیسا کہ خود روایت میں ذکر کیا ہے۔ ت) اور طوس ایک نغز ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کہا ذکرہ الامام السیوطی فی تاسریخ الخلفاء (جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے تاریخ الخلفاء میں اس کو ذکر کیا ہے۔ ت)

ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لاقول تبع تابعین سے تھے واللہ الہادی (اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ ت) حضور پُر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

من استغاث بی فی کربۃ کشف عنہ و
من نادى باسمی فی شدۃ فرجت عنہ
ومن توسل بی الی اللہ عز وجل
فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلی
س رکعتین یقرؤ فی کل رکعۃ
بعد الفاتحة سورة الاخلاص
احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی علی
مرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکر فی
ثم یخطو الی جۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ
یذکرہا اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی
باذن اللہ ۛ

یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف
دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے
وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ
کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت
بر آئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت
میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے
پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود
وسلام بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف
کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے
اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا
ہو اللہ کے اذن سے۔

۸۹ ص	مصطفیٰ البانی مصر	باب زیارة القبور	۱ شرح الصدور
۱۰۲ ص	"	ذکر فضل اصحابہ و بشرایہم	۲ بہجۃ الاسرار
۱۰۱ ص	بکسلنگ کمپنی ممبئی	ذکر فضل اصحابہ و مریدیہ و مجیدیہ	زبدۃ الاسرار

۱ زبدۃ الآثار بکسنگ کمپنی بمبئی ص ۲
۲ " " " " " "

ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (ت)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب "لوائح الانوار فی طبقات الاخیار" میں فرماتے ہیں :

سیدی محمد غفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جاتے تھے، ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، باواڑ پکارا یا سیدی محمد یا غفری، ادھر ابن عمر حاکم صعیہ کو حکم سلطان حقیق قید کئے لئے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نذر کرنا سنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ۔ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں یا سیدی یا غفری لا حظنی اے میرے سردار اے محمد غفری! مجھ پر نظر عنایت کرو۔ ان کا یہ کہنا کہ حضرت سیدی محمد غفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے شکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

اسی میں ہے :

سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہو گئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی، دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا یا سیدی محمد یا حنفی، اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا اور مجھے بہ برکت حضرت اللہ عز و جل نے نجات بخشی۔

٨٨/٢ له نواحي الانوار في طبقات الاخيار ترجمه ٣٢٤ شيخ محمد الغري مصطفى البابي مصر
٩٥/٢ " " " " " " " " سيدنا مولانا شمس الدين حنفى

اسی میں ہے :

ولی ممدوح قدس سترہ کی زوہر مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں نہ اکر تئ
تھیں یا سیدی احمد یا بدوئی خا طر لک معنی اے میرے سردار اے احمد
بدوئی ! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے ۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوئی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں : کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ
سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر کی
حمایت میں ہے) اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی نذر پر اجابت نہیں
کرتے ، یوں کہہ یا سیدی محمد یا حنفی ، کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا
ان بی بی نے یونہی کہا ، صبح کو خاصی تندرست اٹھیں ، گویا کبھی مرض نہ تھا ۔
اسی میں ہے حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے :

من کانت له حاجة فلیات الی قبری و
یطلب حاجته اقضها له فان ما بینی
وبینکم غیر ذراع من تراب
وکل رجل یحجبه عن اصخبه ذراع من
تراب فلیس برجل یش
جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت
مانگے میں روا فرما دوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی
یا تم بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی
اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد
کا ہے کا ۔

اسی طرح حضرت سیدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا :
کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول انا من
المتصرفین فی قبورهم فمن کانت له
حاجة فلیات الی قبالة وجهی ویدکرھا
لی اقضها له یش
اسی میں ہے :

مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشموئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو

۱۔ و ۲۔ لوائح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۵ سیدنا مولانا شمس الدین الحنفی مصطفیٰ البابی مصر ۹۶
۳۔ لوائح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۹ الشیخ محمد بن احمد الفرغل مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۵/۲

فرماتے ہیں ایک کھڑاؤں بلاؤ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے
اور وہ کھڑاؤں اُن کے پاس تھی انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بد وضع نے
ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرومرشد
حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا یوں تداکی یا شیخ ابی لَاحِظَی اے میرے
باپ کے پیر مجھے بچائیے۔ یہ نذر کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں
اُن کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔

اسی میں سیدی موسیٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں :
کان اذا ناداهُ مریداً اجابہ من مسيرۃ
سنة او اکثر لے
جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں نذر کرتا
جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس
سے بھی زائد۔

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحی محمد ثب دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر مبارک حضرت سید
اجل شیخ بہار الحق والدین بن ابراہیم و عطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں :
ذکر کشف ارواح یا احمد یا محمد در دو طریق
ست، یک طریق آنست یا احمد را
در راستا بگوید و یا محمد را در چپا
بگوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ -
طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راستا بگوید
و چپا یا محمد و در دل وہم کند یا مصطفیٰ - دیگر
ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن
یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر
کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے
کشف ارواح کے ذکر یا احمد و یا محمد
میں دو طریقے ہیں : پہلا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد
دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے
دل پر یا رسول اللہ کی ضرب لگائے۔ دوسرا
طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد
بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل میں یا مصطفیٰ
کا خیال جمائے۔ اس کے علاوہ دیگر اذکار
یا محمد، یا احمد، یا علی، یا حسن،
یا حسین، یا فاطمہ کا چھ طرفی ذکر کرنے سے

۱۔ لوائح الافراد فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۶ الشیخ مدین بن احمد الاشمونی مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۲/۲
۲۔ " " " " " " الشیخ موسیٰ المکنی بانی عمران " " " " ۲۱/۲

ملائکہ مقرب ہیں تاثیر دارند یا جبریل ،
یا میکائیل ، یا اسرافیل ، یا عزرائیل
چار ضربی ، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید
یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرف
نداء را از دل بکشد طرف راستا برد و
لفظ شیخ را در دل ضرب کند یہ
تمام ارواح کا کشف حاصل ہو جاتا ہے۔ مقرب
فرشتوں کے ناموں کا ذکر بھی تاثیر رکھتا ہے ،
یا جبرائیل ، یا میکائیل ، یا اسرافیل ، یا عزرائیل
کا چار ضربی ذکر کرے۔ نیز اسم شیخ کا ذکر کرتے
ہوئے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کرے
کہ حرف نداء کو دل سے کھینچے ہوئے دائیں طرف
لے جائے اور لفظ شیخ سے دل پر ضرب لگائے۔ (ت)

حضرت سیدی نور الدین عبدالرحمن مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں
حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روح نے قریب انتقال
ارشاد فرمایا ،

از رفتن من غناک مشوید کہ نور منصور رحمہ اللہ تعالیٰ
بعد از صد و پنجاہ سال بر روح شیخ فرید الدین
عطار رحمہ اللہ تعالیٰ تجلی کرد و مرشد او
شد یہ
ہمارے جانے سے غمگین مت ہوں کہ حضرت
منصور علیہ الرحمہ کا نور ایک سو پچاس سال
بعد شیخ فرید الدین عطار کی روح پر تجلی کرتے
ہوئے ان کا مرشد ہو گیا۔ (ت)

اور فرمایا ،

در ہر حالتی کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمارا
مجد یا شم در ہر لباسی کہ باشم یہ
تم جس حالت میں رہو مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہارا
مددگار بنوں میں چاہے جس لباس میں ہوں۔ (ت)

اور فرمایا ،

در عالم مارا دو تعلق است ، یکے بہ بدن
و یکے بشما ، و چون بہ عنایت حق
سبحانہ و تعالیٰ فرسد و مجرد شوم و
مُنیا میں ہمارے دو تعلق ہیں ، ایک بدن کے ساتھ
اور دوسرا تمہارے ساتھ۔ جب حق تعالیٰ کی
عنایت سے میں فرد و مجرد ہو جاؤں گا اور عالم

لے اخبار الاخبار ترجمہ شیخ بہاء الدین براہیم عطاء اللہ الانصاری مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۱۹۹
لے دے و لے نفحات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین رومی کتابغوشی محمودی ص ۴۶۲ و ۴۶۳

عالم تجرید و تفریدِ رُفے نماید آن تعلق نیز از آن
شما خواهد بود

تفرید و تجرید ظاہر ہو جائے گا تو یہ تعلق بھی تمھارے لئے ہو گا۔ (ت)

36

36

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب والعم میں لکھتے ہیں :

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ
وَيَا خَيْرَ مَنْ يَرْجَى لِكُشْفِ زُرِّيَّةٍ
وَأَنْتَ مُجِيرِي مَنْ هَجُومَ مُلِمَّةٍ
وَيَا خَيْرَ مَا مَوْلَى يَا خَيْرَ وَاهِبٍ
وَمَنْ جُودُهُ قَدْ فَاقَ جُودَ السَّمَاءِ
إِذَا انْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں :

(فصل یازدهم در ابتہال بجناب آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رحمت فرستد بر تو
خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا، و اے
بہترین کسیکہ امید داشته شود، اے بہترین
عطاکنندہ و اے بہترین کسیکہ امید داشته
باشد برائے ازالہ مصیبت و اے بہترین کسیکہ
سخاوت او زیادہ است از باران، بار بیا تو اہی
میدہم کہ تو پناہ دہندہ منی از هجوم کردن مصیبت
و وقتے کہ بخلاند در دل بدترین چنگا لہار را احوطاً

(گیا رھویں فصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عاجزانہ فریاد کے بارے میں) اے خلقِ خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے۔ اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے۔ اے بہترین شخص کہ مصیبت کو دور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے۔ اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل میں بدترین نیچے گاڑتی ہیں۔ (ت)

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں :

ذکر بعد حوادث زمان کہ در آن حوادث لابدست
از استمداد بروج آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہے

بعض حوادثِ زمانہ کا ذکر جن حوادث میں حضورِ انور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ اقدس سے
مددِ طلب کرنا ضروری ہے۔ (ت)

۱۰۰ نفحات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین الرومی کتابفروشی محمودی ص ۴۲ و ۴۳

۲۲ ص

" " " " " " " " P.F.

۵۴ " " " " " " فصل اول " " " " ص ۲

به نظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی الله تعالی علیه
وسلم که بجائے دست زدن اندوگمین دست در
مرشدتے رہے۔

مجھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ ہر سختی میں غمزدگوں کی پناہ گاہ آپ ہی ہیں۔ (ت)

یہی شاہ صاحب قصیدہ ”مدرجہ حمزہ“ میں لکھتے ہیں :

یٰنَادِ ضَارِعًا خٰضِعًا قَلْبِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ یَا خَیْرَ الْبَرِیِّ
اِذَا مَا حَلَّ خُطْبُ مَدَلِّهِمْ
اِلَیْكَ تَوَجَّهْ وَبِكَ اسْتِنَادِی

وذلك وإبرهال والتجاء
نوالك ابتغى يوم القضا
فانت الحصن من كل البلاء
وفيك مطامعي وبك ارتحائي

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں،

فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل
الصلوات واکمل التحیات والتسلیمات ندا
کنند زار و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہار
بے قدری خود بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ
گرفتن بایں طہیری کہ اے رسول خدا، اے
بہترین مخلوقات عطا ئے خواہم روز فیصل
کہ دن، وقتے کہ فردا آید کارِ عظیم
در غایت تاریکی، پس تویی پناہ
از ہر بلا، بسوئے تست رُو آور دن من
بہ تست پناہ گرفتار من و در تست امید
داشتن من ^و احوال مختصاً۔

چھٹی فصل عالی مرتبت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنے کے بیان میں۔ آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ ذیل و خوار شخص شکستہ دل، ذلت و رُسوائی، عجز و انکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے یوں پکارتا ہے، اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اے بہترین خلق! میں فیصلے کے دن آپ کی عطا کا طلبگار ہوں۔ جب انتہائی اندھیرے میں بہت بڑی مصیبت نازل ہو تو ہر بلا میں پناہ گاہ تو یہی ہے۔ میری توجہ تیری طرف ہے، تجھ ہی سے میں پناہ لیتا ہوں، تجھ ہی سے طمع و امید رکھتا ہوں اھ ملخصاً (ت)

رکھتا ہوں اور مخصوصاً (ت)

۴ ص	مجتبائی دہلی	فصل اول	۱۰	الطیب النغم فی مدح سید العرب النغم
۳۳ ص	مطبع مجتبائی دہلی	فصل ششم	۱۱	" " " "
۳۳ و ۳۴ ص	" " "	"	۱۲	" " " "

یہی شاہ صاحبؒ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہؒ میں قضائے حاجت کے لئے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں:

اول دو رکعت نفل، بعد ازاں یک صد و یازدہ بار درود و بعد ازاں یک صد و یازدہ بار کلمہ تجمید و یک صد و یازدہ بار شیئاً تلتہ یا شیئہ عبد القادر جیلانیؒ۔
پہلے دو رکعت پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار درود شریف، ایک سو گیارہ بار کلمہ تجمید، پھر ایک سو گیارہ بار یہ پڑھے، اسے شیخ عبد القادر جیلانیؒ خدارا کچھ عطا فرمائیں۔ (ت)

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحبؒ اور ان کے شیخ و استاذ حدیث مولانا طاہر مہرؒ جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحبؒ نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والد مولانا ابراہیم گروہیؒ اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشیؒ اور ان کے استاذ مولانا احمد شناسیؒ اور شاہ صاحبؒ کے استاذ الاستاذ مولانا احمد علیؒ کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحبؒ کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل اور شاہ صاحبؒ کے پیر و مرشد شیخ محمد سعید لاہوریؒ جنہیں انتباہ میں ”شیخ معمر ثقہ“ کہا اور اعیان مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوریؒ اور ان کے شیخ مولانا عبد الملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانیؒ اور شیخ شناسیؒ کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ بروہیؒ اور ان دو صاحبوں کے پیر و مرشد مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گزالیؒ علیہم رحمۃ الملک الباریؒ، یہ سب اکابر ناد علیؒ کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علیؒ یا علیؒ کا وظیفہ کرتے ولہ الحجة السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ انہار الانوار و حیات الموات فی بیان سماع الاموات کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے بستان المحدثین میں حضرت ارفع و اعلیٰ امام العلماء نظام الاولیا

لہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہؒ

نوٹ، الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسل طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ لاہور نے ”وصفات النبیہ“ کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالباً یہ حوالہ اسی غیر ضروری ”حقیر میں قلم زد ہو گیا ہے ۱۲ شرف قادری۔“

حضرت سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاذ شمس الدین لقائی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت و حقیقت کے جامع، باوصف علو باطن، ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں۔ اکابر علماء فخر کرتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں، یہاں تک کہ لکھا، بالجملة مردے جلیل القدر سے ست کہ مرتبہ کمال خلاصہ یہ کہ وہ بڑی قدر و منزلت والے بزرگ اُفوق الذکر است۔ ہیں کہ ان کا مقام و مرتبہ ذکر سے ماورار ہے۔ (ت)

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں: ۱۰
انا لم یدى جامع لشتاتہ اذا ما سطا جور الزمان بنکبتہ
وان کنت فی ضیق و کرب و وحشۃ فنادییا زروق ات بسرعتہ
یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نوبت سے اس پر تعدی کرے اور قوتنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کرے یا زروق میں فوراً آ موجود ہوں گا۔

علامہ زیاد دی پھر علامہ اجموری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ، پھر علامہ داؤدی محشی شرح منہج، پھر علامہ شامی صاحب رد المحتار حاشیہ در مختار رقم شدہ پتیز ملنے کے لئے فرماتے ہیں کہ:

”بلندی پر جا کہ حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انھیں ندا کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان“

شامی مشہور و معروف کتاب ہے۔ فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہاشم تکملہ پر ذکر کی۔

غرض یہ صحابہ کرام سے اس وقت تک اس قدر ائمہ و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعت قلیلہ میں جمع کئے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہئے کہ

۱۔ بُستان المحدثین حاشیہ سید زروق فاسی علی البخاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۲
۲۔ حواشی الشامی علی رد المحتار کتاب اللقطہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۲۴

عثمان بن حنیف و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب پر کفر و مشرک کا فتویٰ جاری کریں تو ان سے اتنا کہتے کہ اللہ تمہیں ہدایت کرے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو تو کہے کہا اور کیا کچھ کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جان لیجئے کہ مذہب کی بنیاد پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک و کافر ٹھہریں وہ مذہب خدا و رسول کو کس قدر دشمن ہوگا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے۔ اور بہت ائمہ دین نے مطلقاً اس پر فتویٰ دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ النہی الاکید عن القلولۃ وراء عدی التقليد میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یا رسول اللہ و یا علی و یا حسین و یا غوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرکین کہتے ہیں خود کافر ہیں تو ان پر لازم کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ دُرُغْمَہ میں ہے:

ما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار و اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اسکے مرتکب کو استغفار و توبہ اور تجدید نکاح کا حکم التوبۃ و تجدید النکاح ہے

دیا جائے گا۔ (ت)

فائدہ: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کرنے کے عمدہ دلائل سے ”التحیات“ ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے السلام علیک ایتہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر نہ معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۱۔ صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اغاہ بغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۰۱/۲

صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال الایمان من قال لا یموت الا کافر ۵۴/۱

۲۔ الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۹/۱

وسلم کی نداء عاشا وکلا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے التحیات للہ والصلوات سے حمد الہی کا قصد رکھے اور السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے،

لا بُدَّ من ان یقصد بالفاظ التَّشہد معانیہا
الَّتِی وَضَعَتْ لَهَا من عِنْدِہ کَانَہ یُحْتَ
اللہ تعالیٰ ویسَلِّمُ عَلَی النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وَعَلَی نَفْسِہ وَعَلَی اُولِیائِہ
اللہ تعالیٰ ۛ

تشہد کے الفاظ سے ان معانی کا قصد کرنا ضروری ہے جن کے لئے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں۔ گویا کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ عبادت پیش کر رہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے۔ (ت)

تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے،

(ویقصد بالفاظ التَّشہد) معانیہا مراداً
لہ عَلَی وَجِہ (الانشاء) کَانَہ یُحْتَ
اللہ تعالیٰ ویسَلِّمُ عَلَی نَبِیِّہ و
عَلَی نَفْسِہ و اُولِیائِہ (لا الاخبار)
عَنْ ذَٰلِکَ ذِکْرٌ فِی
الْمَجْتَبِی ۛ

الفاظ تشہد سے ان کے معانی مقصودہ کا بطور انشاء قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہار بندگی کر رہا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود اپنی ذات اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے، ان الفاظ سے حکایت و خبر کا قصد نہ کرے۔ اس کو مجتبے میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں،

یَقْصُدُ مَعَانِیَہَ مَرَادَہُ لَہُ عَلَی
قصد کرے معنی مقصودہ کا بایں طور کہ نمازی

لے الفتاویٰ البندیۃ کتاب الصلوۃ الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۷/۷۶
لے الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۷/۷۷

اِنَّهُ يُنْشِئُهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا مِنْهُ لے اپنی طرف سے تحیۃ اور سلام پیش کر رہا ہے۔ (ت)
 اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی۔ اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گھڑتے ہیں کہ صلوٰۃ
 و سلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں نذر جائزہ اور ان کے ماہر راہ میں ناجائزہ، حالانکہ یہ سخت
 جہالت بے مزہ ہے، قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں ان ہوشمندوں نے
 اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود و سلام ہی نہیں بلکہ اُمت کے تمام اقوال و افعال و اعمال روزانہ و دو وقت
 سرکار عرش و قار حضور سیدہ الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کئے جاتے ہیں۔ احادیث کثیرہ
 میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمالِ حسنہ و سیئہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں
 پیش ہوتے ہیں اور یونہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین و اعزاء و اقارب سب
 پر عرض اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ "سلطنة المصطفى في ملكوت كل السورى"
 میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ليس من يوم الا وتعرض على النبي
 صلى الله تعالى عليه وسلم اعمال
 اُمتہ غدوة وعشيتا فيعرفهم
 بسماهم و اعمالهم لے
 یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت ہر صبح و شام
 پیش نہ کئے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں
 کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں
 وجہ سے ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ
 وصحبہ و شرف و کرم)۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ، بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتاب مبسوط لکھ سکتا ہے مگر
 منصف کے لئے اسی قدر کافی اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔
 اکفنا شر المضلین یا کافی
 وصل علی سیدنا و مولینا محمد
 الشافی و آلہ وصحبہ حُجَّۃ الدین
 اے کفایت فرمانے والے! ہماری طرف سے
 گمراہ کرنے والوں کے شر کا دفاع فرما۔
 ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر درود نازل فرما

لے مراقی الفلاح علی ہامش حاشیۃ الخطاوی کتاب الصلوٰۃ نور محمد کا رخاۃ تجارت کتب کراچی ص ۱۵۵
 لے المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن المبارک عن سعید بن المسیب المقصد الرابع الفصل الثانی بیروت ۶۹۴/۲

الصافی امین والحمد لله
سرب العالمین -
جو شفا عطا فرمایا نیوالے ہیں اور آپ کے آل واصحاب
پر جو دین صافی کے حمایتی ہیں آمین والحمد لله رب العالمین

کتبہ عبیدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبید المصطفیٰ احمد رضا خاں

رسالہ
انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول اللہ
ختم ہوا

رسالہ

اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (محبوبوں کے سرار کی شفاعت کے بارے میں چالیس حدیثیں سنانا)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۱۶۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟ بیعتوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

الحمد لله البصير السميع والصلوة
والسلام على البشير الشفيع
وعلى آله وصحبه كل مساء
وسطيع -
سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو دیکھنے والا
سننے والا ہے، اور درود و سلام نازل ہو
بشارت دینے والے شفاعت کرنے والے پر
اور اس کے آل و اصحاب پر ہر شام کو اور ہر
صبح کو۔ (ت)

سُبْحَانَ اللَّهِ! ایسے سوال سُن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیانِ سنیت اور ایسے واضح

عقائد میں تشکیک کی آفت، یہ بھی قُربِ قیامت کی ایک علامت ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔
 احادیثِ شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چھپ سکیں۔ بیسیوں صحابہ، صد ہا تابعین،
 ہزار ہا محدثین ان کے راوی، حدیث کی ہرگز نہ کتابیں صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنفات
 ان سے مالا مال۔ اہل سنت کا ہر نفس یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ وہ بھائی بہن بھی اس عقیدے سے
 آگاہ۔ خدا کا دیدار، محمد کی شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک و شرف
 و مجّد و کرّم۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ ”سمع و طاعة لاحادیث الشفاعة“ میں بہت کثرت سے ان
 احادیث کی جمع و تخیص کی، (یہاں) پر نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت، اور ان سے
 پہلے چند آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہوں :

الآیات

آیت اولیٰ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):
 عَلٰی اَنْ یَّعْثَرَ لِرَبِّکَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقامِ محمود میں بھیجے۔
 حدیث شریف میں ہے حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، مقامِ محمود
 کیا چیز ہے؟ فرمایا: ہُوَ الشَّفَاعَةُ وہ شفاعت ہے۔
 آیت ثانیہ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):
 وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبِّکَ فَتَرْضٰی ۝ اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو
 راضی ہو جائے گا۔

دینی مسند الفردوس میں میرا المذنبین مولیٰ علی حکم اللہ تعالیٰ وجہ سے راوی، جب یہ آیت اتری
 حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
 اِذَا لَا اَرْضٰی وَاَحَدٌ مِّنْ اُمَّتٍ فِی
 النَّارِ ۝ یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی کر دے گا وعدہ فرماتا
 ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہے۔

۱۔ القرآن الکریم ۷۶/۱۷

۲۔ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة بنی اسرائیل امین کمپنی دہلی ۱۴۲/۲

۳۔ القرآن الکریم ۹۳/۵

۴۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۹۳/۵ المطبعة البیہیة المصریة مصر ۲۱۳/۳۱

اللہم صلّ وسلّم وبارک علیہ۔

طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند میں جناب مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اشفع لامتی حتیٰ ینادینی ربی قد ارضیت یا محمد
فاقول ای رب قد رضیت۔^۱
میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ
میرا رب پکارے گا اے محمد! تو راضی ہوا، میں
عرض کروں گا، اے رب میرے! میں راضی ہوا۔

آیت ثالثہ: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

واستغفر لذنوبک وللؤمنین والمؤمنات
اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں
اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان
مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ، اور شفاعت کا ہے کا نام ہے!

آیت رابعہ: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوك
فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول
لو جید واللہ توأبأرحیماً
اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تیرے پاس حاضر
ہوں، پھر خدا سے استغفار کریں، اور رسول ان کی
بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنا والا
مہربان پائیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ گناہ کر کے اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو اور اُس سے
درخواست شفاعت کرو، محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔

آیت خامسہ: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

۱۔ المعجم الاوسط حدیث ۲۰۸۲ مکتبۃ المعارف ریاض ۴۴/۳

الترغیب والترہیب کتاب البعث فصل فی الشفاعۃ مصطفیٰ البابی مصر ۴۴۶/۴

الدر المنثور تحت الآیۃ ۵/۹۳ مکتبۃ آیۃ اللہ فی قم ایران ۳۶۱/۶

۲۔ القرآن الکریم ۱۹/۴

۳۔ ۶۳/۴

واذا قيل لهم تعالوا يستغفركم
رسول الله لتوارة وسرهم لے
جب ان منافقوں سے کہا جائے کہ اور رسول اللہ
تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔
اس آیت میں منافقوں کا حال بدآل ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے شفاعت نہیں چاہتے، پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت
سے بہرہ مند فرمائے۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے

منکر آج ان سے التجا نہ کرے

وصلی اللہ تعالیٰ علی شفیع المذنبین
والہ وصحبہ وحزبہ اجمعین۔
اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے گنہگاروں کی شفاعت
فرمانے والے پر اور ان کی آل، اصحاب اور تمام

امت پر۔ (ت)

الاحادیث

شفاعت کبریٰ کی حدیثیں جن میں صاف صریح ارشاد ہوا کہ عرصاتِ محشر میں وہ طویل دن ہوگا کہ کالے
نکٹے اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک۔ اُس دن سورج میں دس برس کال کی گرمی جمع کریں گے اور
سروں سے کچھ ہی فاصلہ پر لا رکھیں گے، پیاس کی وہ شدت کہ خدانہ دکھائے، گرمی وہ قیامت کہ اللہ
بچائے، بالنسوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہوگا، جہاز
چھوڑیں تو بجنے لگیں، لوگ اس میں غوطے کھائیں گے، گھبرا گھبرا کر دل حلق تک آجائیں گے۔
لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے۔ آدم و نوح،
خلیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر جواب صاف سنیں گے۔ سب انبیاء
فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم اس وقت نہیں ہم سے یہ کام نہ نکلے گا، نفسی نفسی، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔
یہاں تک کہ سب کے بعد حضور پر نور خاتم النبیین، ستیہ الاولین والآخرین، شفیع المذنبین،
رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونگے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لہا انا لہا

لے القرآن الکریم ۵/۶۳

لے البدایہ والنہایہ ذکر ثناء اللہ و رسولہ الکریم علی عبد و خلیلہ ابراہیم مکتبۃ المعارف بیروت ۱/۱۴۱
صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۰

فرمائیں گے یعنی میں ہوں شفاعت کے لئے، میں ہوں شفاعت کے لئے۔

پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا،

یا محمد ارفع رأسک وقل تسمع و سل
تعطہ واشفع تشفع
اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات
سنی جائیگی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت
کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقام محمود ہوگا جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور کی تعریف و حمد و ثناء کا غل بڑ جائے گا اور موافق و مخالف سب پر کھل جائے گا۔ بارگاہ الہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور مالک عظیم جل جلالہ کی یہاں جو عظمت ہمارے مولے کے لئے ہے کسی کے لئے نہیں، والحمد للہ رب العالمین (اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) اسی لئے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کر ان کی خدمت میں حاضر آئیں تاکہ سب جان لیں کہ منصب شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے والحمد للہ رب العالمین (اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم تمام کتابوں میں مذکور اور اہل اسلام میں معروف و مشہور ہیں، ذکر کی حاجت نہیں کہ بہت طویل ہیں، شک لانے والا اگر دو حرف بھی پڑھا ہو تو مشکوٰۃ شریف کا اردو میں ترجمہ منہکا کر دیکھ لے یا کسی مسلمان سے کہے کہ پڑھ کر سنادے۔ اور انہیں حدیثوں کے آخر میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ شفاعت کرنے کے بعد حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخشش گنہگاروں کیلئے

صحیح البخاری	کتاب الانبیاء	باب قول اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحا	قدیمی کتب خانہ کراچی	۴۷/۱
"	کتاب الرقاق	باب صفۃ الجنۃ والنار	"	۹۷۱/۲
"	کتاب التوحید	باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی	"	۱۱۰۲/۲
"	"	باب قول اللہ تعالیٰ وجوہ يومئذ ناضرة	"	۱۱۰۸/۲
"	"	باب قول الرب يوم القيامة مع الانبياء وغيرهم	"	۱۱۱۸/۲
صحیح مسلم	کتاب الایمان	باب اثبات الشفاعۃ	"	۱۱۱۸/۱

اللہم صل وسلم وبارک علیہ
والحمد للہ رب العالمین۔

ان پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب
جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۳: ابن عدی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

جس میں ان مشہور حدیثوں کے سوا ایک اور بعینہ یعنی چالیس حدیثیں اور لکھتا ہوں جو گوشِ عوام تک پہنچی ہوں، جن سے مسلمانوں کا ایمان ترقی پائے، منکر کا دل آتشِ غیظ میں جل جائے بالخصوص جن سے اس ناپاک تحریف کا رد و شریف ہو جو بعض بد دینوں، خدا ناستروں، ناحق کوشوں، باطل کمیشنوں نے معنی شفاعت میں کیں اور انکارِ شفاعت کے چہرہ نجس چھپانے کو ایک جھوٹی صورت نام کی شفاعتِ دل سے گھڑی۔ ان حدیثوں سے واضح ہو گا کہ ہمارے آقاؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کے لئے متعین ہیں، انہی کی سرکارِ یکس پناہ ہے، انہی کے در سے بے یاروں کا نباہ ہے، نہ جس طرح ایک بد مذہب کہتا ہے کہ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیع بنا دے گا۔ یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ ہمیں خدا اور رسولؐ نے کان کھول کر شفیع کا پیارا نام بتا دیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ یہ کہ بات گول رکھی ہو جیسے ایک بد نعت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے۔

یہ حدیثیں مرثوۃ جانفزا دیں گی کہ حضور کی شفاعت اس کے لئے ہے جس سے اتفاقاً گناہ

১৯৮৮

برسرِ شکر کے احکام،

آتاه الله وأتاه إليه ، جاعون ، وسيعلم الذين ظلموا أن منقلب ينقلبون ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم .

بے شک ہم اللہ تبارک کے لئے ہیں اور ہم کو اسی کی طرف لوٹنا ہے، عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹتے ہیں، اور اللہ بلند و عظیم کی توفیق کے بغیر نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت۔ (ت)

حدیث ۲۴: صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے دوبار تو دنیا میں عرض کر لی اللھم اغفر لاصتی!
اللھم اغفر لاصتی الھی! میری اُمت کی مغفرت فرما، الھی! میری اُمت کی مغفرت فرما۔ و اخسرت
الثالثة لیوم یرغب الی فیہ الخلق حتی ابراہیمؑ اور تیسری عرض اس دن کے لئے اٹھا رکھی جس میں
مخلوق الھی مہر ی طرف ناز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام۔

وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَالحَمْدُ لِلّٰهِ
سَرَبِ الْعَالَمِينَ۔

اور درود و سلام و برکت نازل فرما ان پر۔ اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں

کاپر اور دیگر ہے۔ (ت)

وَلَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ طَرَفًا مَوْلَانِي

سبب العلمین۔

جو سبب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۲۰۱: امام احمد بن حنبل صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدمی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آئی والی ہے، کیا تم یہ سمجھ لے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے؟ نہیں بلکہ وہ ان گنہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت غطا کار ہیں۔

اللہم صل وسلم وبارک علیہ
والحمد لله رب العلمین۔

اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما
ان پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب
جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۳: ابن عدی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، شفاعتی للہا لکن من امتی یہ میری شفاعت میرے ان اہل بیتوں کے لئے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے اے شفیع میرے، میں قربان تیرے، صلی اللہ علیک۔

حدیث ۴۸۸: حضرت ابو داؤد و ترمذی و ابن جہان و حاکم و بیہقی با فادہ تصحیح حضرت انس بن مالک اور ترمذی، ابن ماجہ، ابن جہان و حاکم حضرت جابر بن عبداللہ اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس

لہ سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعۃ
مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمر
لہ الکامل لابن عدی ترجمہ عمرو بن الحزم
کنز العمال حدیث ۳۹۰۷۳
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹
المکتب الاسلامی بیروت ۷۵/۲
دار الفکر بیروت ۱۸۰۱/۵
مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴۰۱/۱۲

اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ ابن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور
شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

شفاعتی یوم القیمة لاهل الکبائر من امتی لہ
میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے ہے جو
کبیرہ گناہ والے ہیں۔

صلی اللہ علیک وسلم، والحمد للہ
اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل فرمائے، اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں
سب العلمین۔

کا پروردگار ہے (ت)

حدیث ۹: ابوبکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

شفاعتی لاهل الذنوب من امتی۔ میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لئے ہے۔
ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، و ان سرقی و ان سرق (اگرچہ زانی ہو، اگرچہ
چور ہو) فرمایا، و ان سرقی و ان سرق علی سرعہ انف ابی الدرداء (اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو
برخلاف خواہش ابو درود کے)۔

حدیث ۱۰ و ۱۱: طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۱۔ سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الشفاعة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۶
جامع الترمذی ابواب صفۃ القیمة باب ماجاء فی الشفاعة امین کمپنی دہلی ۲/۶۶
المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لاهل الکبائر من امتی دار الفکر بیروت ۱/۶۹
السنن الکبریٰ کتاب الجنایات ۸/۱۷ و کتاب الشهادات ۱۰/۱۹۰ دار صادر بیروت
المعجم الکبیر حدیث ۱۱۴۵۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۱۸۹
موارد النعمان الی زوائد ابن حبان حدیث ۲۵۹۶ المطبوعۃ السلفیہ ص ۶۲۵
کنز العمال حدیث ۳۹۰۵۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۳۹۸
تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن ابراہیم الغازی ابن البصری دار الکتاب العربیہ بیروت ۱/۲۱۶

ان اشفع يوم القيمة لاكثر مما على ۴۹ یعنی رُوحے زمین پر جتنے پیرا پتھر، ڈھیلے ہیں میں قیامت
وجه الارض من شجر و حجر و صدری میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت
فراؤں گا۔

حدیث ۱۲: بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، واللفظ
لهذين (اور لفظ حاکم و بیہقی کے ہیں۔ ت) حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
شفاعتی لمن شهد ان لا اله الا الله مخلصا میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے ہے جو سچے دل سے
یصدق قلبه لسانه یتہ کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

حدیث ۱۳: احمد، طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
انها اوسع لهم وهي لمن مات ولا يشرك بالله شيئا یتہ
شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وسعت ہے کہ
وہ شخص کے واسطے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی
کو شریک نہ ٹھہرائے یعنی جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حدیث ۱۴: طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

أتى جهنم فاضرب بابها فيفتح لها
فادخلها فاحمد الله محامدا ما
حمدته احد قبلي مثلها ولا يحمدا احد بعدي
میں جہنم کا دروازہ کھلوا کر تشریف لیاؤں گا وہاں خدا کی
تعریفیں کروں گا ایسی نہ مجھ سے پہلے کسی نے کیں میرے
بعد کوئی کہے، پھر دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال

۳۴۴/۵	المکتب الاسلامی بیروت	۱۷ مسند احمد بن حنبل عن بریدہ الاسلمی
۱۷۲/۶	مکتبۃ المعارف ریاض	۵۳۵۶ حدیث
۳۹۹/۱۲	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	۳۹۰۶۲ حدیث
۷۰/۱	دار الفکر بیروت	۱۷ المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لمن شہد الخ
۴۱۵ و ۴۰۴/۴	المکتب الاسلامی بیروت	۳ مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری
۴۰۳/۴	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	۳۹۰۸۰ و ۳۹۰۷۹ حدیث
۲۹۹ و ۳۶۸/۱۰	دار الکتب بیروت	۱۷ مجمع الزوائد کتاب البعث باب ما جاء فی الشفاعۃ

ثم اخرج منها من قال لا اله الا الله، ملخصاً۔
 ۱۵ حدیث ۱: حاکم باقاده تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
 حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

یوضع للانبیاء منابر من ذهب فیجلسون
 علیہا ویبقی منبری لا یجلس علیہ
 أو لا أقعد علیہ قائماً بین یدئ
 ربّی مخافة أن یتبع فی الی الجنة
 ویبقی امتی بعدئ فاقول یا رب
 امتی، فقول اللہ عزوجل
 یا محمد ما ترید ان أضنع
 بامتک فاقول یا رب عجل حسابہم
 فما انزل اشفع حتی أعط صکاکاً
 برجال قد بعث بہم الی النار
 حتی أنت مالکاً خائراً
 النار فیقول یا محمد ما
 ترکت لغضب ربک فی امتک من
 نقیة۔

انبیاء کے لئے سونے کے منبر بچھائیں گے، وہ ان پر
 بیٹھیں گے، اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر
 جلوس نہ فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سرود قد
 کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھے
 جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد
 رہ جائے، پھر عرض کروں گا اے رب میرے امیری
 امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے
 محمد! تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا
 کروں؟ عرض کروں گا اے رب میرے! ان کا
 حساب جلد فرما دے۔ پس میں شفاعت کرتا رہوں گا
 یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چٹیاں ملیں گی جنہیں
 دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک! اروغہ دوزخ
 عرض کرے گا اے محمد! آپ نے اپنی امت میں
 رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔

اللہ صلو و بارک علیہ و الحمد
 للہ رب العالمین۔

اے اللہ! درود و برکت نازل فرما ان پر، اور
 تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب
 جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

۱۵ الجمع الاوسط حدیث ۳۸۵ مکتبہ المعارف ریاض
 المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب للانبیاء منابر من ذهب دار الفکر بیروت ۶۶ و ۶۵
 الجمع الاوسط حدیث ۲۹۵۸ مکتبہ المعارف ریاض ۳/۲۲۶ و ۲۲۷
 الترغیب والترہیب کتاب البعث فصل فی الشفاعة مصطفی البانی مصر ۲/۲۲۶

۴۸/۱	صحیح بخاری کتاب التیمم وقوله تعالیٰ فطم تجدد و اما	قدیمی کتب خانہ کراچی
۶۲/۱	کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض محرماً	صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۹۹/۱	سنن النسائی کتاب الغسل والتیمم باب التیمم بالصعبہ	نور محمد کار خانہ تجارت کتب کراچی
۷۴/۱	مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ	المکتب الاسلامی بیروت
۳۰۱/۱	المعجم الکبیر " " " حدیث ۱۱۰۸۵	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
۷۳/۱۱	مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر	المکتب الاسلامی بیروت
۱۶۲/۵	الترغیب والترہیب بحوالہ البزار فصل فی الشفاعة	مصطفیٰ البابا مصر
۴۳۳/۴	المعجم الاوسط حدیث ۷۴۳۵	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۱۲/۸	المعجم الکبیر عن سائب بن یزید حدیث ۶۶۷۳	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
۱۵۵/۷	مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ	المکتب الاسلامی بیروت
۴۰۴/۴		

ان لكل نبی دعوة قد دعا بها فی امتہ
 واستجیب له وهذا اللفظ لانس ولفظ
 ابی سعید لیس من نبی الا
 وقد أعطی دعوة فتعجلها (و لفظ
 ابن عباس) لم یبق نبی الا
 أعطی سؤلہ رجعنا الی لفظ انس
 والفاظ الباقین کمثله معنی
 قال وافی اختبات دعوتی
 شفاعۃ لأمتی یوم القیامۃ
 (مراد موسیٰ) جعلتها لمن مات
 من امتی لا یشرک باللہ شیئاً
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بجا رکھا
 ہے: ابو موسیٰ نے اضافہ کیا کہ میں ہر اس امتی کے لئے شفاعت کروں گا جو اس حال پر مرا کہ اللہ تعالیٰ
 کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اگرچہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دعا انھیں
 خاص جناب باری تبارک و تعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہے مانگ لو بیشک دیا جائے گا۔ تمام انبیاء آدم
 عیسیٰ تک (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے اور میں نے آخرت کے لئے اٹھا رکھی

- | | | | | | | | |
|---------------------------------------|-------------------|----------------------------|--------------------|--|------------------------|----------------------------|----------------------|
| ۹۳۲/۲ | ۱۱۳/۱ | ۲۰۸/۲ | ۲۰/۳ | ۴۳۳/۲ | ۱۱۳/۱ | ۲۰۸/۳ | ۴۱۶/۲ |
| صحیح بخاری | صحیح مسلم | مسند احمد بن حنبل | مسند احمد بن حنبل | السنن الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ | صحیح مسلم کتاب الایمان | مسند احمد بن حنبل | مسند احمد بن حنبل |
| باب فی قول اللہ تعالیٰ ادعونی استجبکم | باب اثبات الشفاعۃ | عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ | عن ابی سعید الخدری | باب اینما ذکرک الصلوٰۃ فصل فی دار صادر بیروت | باب اثبات الشفاعۃ | عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ | عن ابی موسیٰ الأشعری |
| قدیمی کتب خانہ کراچی | " | المکتب الاسلامی بیروت | " | " | قدیمی کتب خانہ کراچی | المکتب الاسلامی بیروت | " |

وہ میری شفاعت ہے میری امت کے لئے قیامت کے دن، میں نے اسے اپنی ساری امت کے لئے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اٹھی۔

اللہم اسرنا قنا بجاہہ عندك آمین ! اے اللہ! ہمیں انکی اس جہالت کے صدقے میں عطا

فرما جو ان کو تیری بارگاہ میں حاصل ہے (ت)

اللہ اکبر! اے گنہگار! امت! کیا تم نے اپنے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کمال رافت و رحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہ الہی عز جلالہ سے تین سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگ لو عطا ہوگا، حضور نے ان میں کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لئے نہ رکھا، سب تمہارے ہی کام میں صرف فرمادئے، دوسواں دنیا میں کئے وہ بھی تمہارے ہی واسطے، تیسرا آخرت کو اٹھا رکھا، وہ تمہاری اس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان مولیٰ رؤف و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی کام کرنے والا بگڑی بنانے والا نہ ہوگا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ حق فرمایا حضرت حق عزوجل نے،

عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم
بالمؤمنین رؤف رحیم یہ
ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری
بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر

کمال مہربان۔ (ت)

واللہ العظیم! قسم اس کی جس نے انہیں آپ پر مہربان کیا ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیارے اکلوتے بیٹے پر نہ ہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔
الہی! تو ہمارا تجھ وضعف اور ان کے حقوق عظیم کی عظمت جانتا ہے۔ اے قادر! اے واحد! اے
ہماری طرف سے ان پر اور ان کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو وافی ہوں اور
ان کی رخصتوں کو مکافی۔

اللہم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ
آلہ وصحبہ قدر سرفتنہ و
رحمتہ بامتہ و قدر افتک ورحمتک بہ آمین
امین اللہ الحق آمین!
اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما آپ
پر، آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر جتنا کہ
وہ اپنی امت پر مہربان ہیں اور جس قدر توان پر مہربان
ہے۔ اے معبود برحق! ہماری دعا قبول فرما۔ (ت)

سبحن اللہ! اُمّیوں نے ان کی رخصتوں کا یہ معاوضہ نہ کھا کہ کوئی افضلیت میں تشکیکیں نکالتا ہے، کوئی
ان کی تعریف اپنی سی جانتا ہے، کوئی ان کی تعظیم پر بگڑ کر آتا ہے، افعالِ محبت کا بدعت نام، اجلال و ادب
سے القرآن الکریم ۱۲۸/۹

پر شرک کے احکام،

اَنَا اللهُ وَاَنَا إِلَٰهٌ سَاجِدُونَ ، وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ
ظَلَمُوا أُمَّتَ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ -

بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم کو اسی کی
طرف لوٹنا ہے، عنقریب ظالم جان لیں گے کہ
کس کروٹ پر پلٹتے ہیں، اور اللہ بلند و عظیم کی توفیق
کے بغیر نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی
نیکی کرنے کی قوت۔ (ت)

حدیث ۲۴: صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے دوبار تو دنیا میں عرض کر لی اللہم اغفر لاصتی،
اللہم اغفر لامتی الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما، الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما۔ و اخسرت
الثالثة لیومیرغب الی فیہ الخلق حتی ابراهیمؑ اور تیسری عرض اس دن کے لئے اٹھا رکھی جس میں
مخلوق الہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
وصل وسلم وبارک علیہ والحمد للہ اور درود و سلام و برکت نازل فرما ان پر۔ اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں
سب العلمین۔

کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۲۵: بہیقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے شبِ اسری اپنے رب سے عرض کی، تُو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ فضائل بخشے۔
رب عز مجد نے فرمایا، اعطیتک خیراً من ذلک (الحق قولہ) خباآت شفاعتک و
لم اخباها لنسبی غیوک میں نے تجھے عطا فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے، میں نے تیرے لئے شفاعت
چھپا رکھی اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔

حدیث ۲۶: ابن ابی شیبہ و ترمذی باقائدہ تحسین و تصحیح اور ابن ماجہ و حاکم بحکم تصحیح حضرت ابی بن کعب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۱۲۴/۵ المکتب الاسلامی بیروت عن ابی بن کعب

صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب ان القرآن انزل علی سبعة احواف قیدی کتب خانہ کراچی ۲۴۳/۱
۵ الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ الباب الثالث الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافية ۱۳۴/۱

اذا كان يوم القيمة كنت اصام النبيين
وخطيبهم وصاحب شفاعتهم
غير فخر لي
قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب
اور ان کا شفاعت والا ہوں اور یہ کچھ فخر کی راہ سے
نہیں فرماتا۔

حدیث ۲۷ تا ۴۰: ابن علیؓ، حضرت زید بن ارقمؓ وغیرہ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی
حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

شفاعتی يوم القيمة حق فمن لم يؤمن بها
لم يكن من اهلها
میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس پر
ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا۔

مگر مسکین اس حدیث متواتر کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کر کے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم پر ایمان لائے۔

اللهم انك تعلم هديت فامتابشفاعة
حبيبك محمد صلى الله تعالى
عليه وسلم فاجعلنا من
اهلها في الدنيا والاخرة
يا اهل التقوى واهل المغفرة
واجعل اشرف صلواتك وانمي بركاتك
وازكي تحياتك على هذا الحبيب المحبته
والشفيع المرتضى وعلى اله وصحبه دائما
ابدا امين يا اسرحم الراحمين ، والحمد
لله رب العالمين۔

اے اللہ! تو جانتا ہے، بیشک تو نے ہدایت
عطا فرمائی ہے، تو ہم تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پر ایمان لائے ہیں۔
اے اللہ! تو ہمیں دنیا و آخرت میں لائق شفاعت
بنادے۔ اے تقویٰ و مغفرت والے! اپنا
افضل درود، اکثر برکات اور پاکیزہ تحیات بھیج
اس منتخب محبوب پر جس کی شفاعت کی امید
کی جاتی ہے اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ
پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اے بہترین رحم فرمانوالے!
ہماری دعا کو قبول فرما۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ
کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

۱۔ جامع الترمذی ابواب المناقب باب منہ امین کمپنی دہلی ۲۰۱/۲
سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۰
المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب اذا کان يوم القيمة الخ دار الفکر بیروت ۴۱/۱
۲۔ کنز العمال بحوالہ ابن نعیم عن زید بن ارقم الخ حدیث ۲۹۰۵۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۹۹/۴

مسئلہ ۱۶۶ مستولہ مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات
شب قدر میں تمام چیزیں مثل درخت و پتھر وغیرہ کے سجدہ کرتی ہیں یا نہیں؟

الجواب

ہاں ہر چیز سجدہ کرتی ہے، اولیاء نے اسے مشاہدہ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۶۷ از اودے پور میواڑ راجپوتانہ مدرسہ اسلامیہ مستولہ مولانا مولوی سید احمد صاحب
مہتمم مدرسہ اسلامیہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ

قدوة العلماء زبدۃ الفقہاء حضرت مولانا صاحب دام فیوضہم۔ بعد سلام مسنون نیاز مشحون
معروض خدمت بندگان والاہوں۔ آپ کا مکرم نام جس روز پہنچا اسی روز مولوی ظہیر حسن صاحب
بھی پہنچے اور بخیریت ہیں، کارِ درس و تدریس انجام دے رہے ہیں۔ حضور نے یاد آوری بزرگانہ سے
مشکور فرمایا۔ کارِ خدمت سے یاد فرمائیں۔

دیگر مکلف ہوں کہ مولوی عبد الرحیم صاحب احمد آبادی مع مولوی علاؤ الدین صاحب سندھی
سادات عظام و فقراء ذوی الاحترام کے پیچھے بلا وجہ پڑ رہے ہیں۔ طرح طرح کے الزام ان کے ذمہ لگا کر
تکفیر کے فتوے منگائے ہیں۔ اسی طرح سے فقراء سے غرضیکہ ایسی فضول باتیں کر کے بزرگانِ دین کا
دل دکھاتے ہیں وجہ خاص اس کی یہ ہے کہ ان کو احمد آباد کے لوگ پہلے نہیں مانتے تھے۔ سادات اور
فقر کی حقارت کرنے میں اب پہنچ گئے۔ اس بارہ میں حضور کو اشارہ کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
ایسے معاملہ میں جب تک فریقین کی جانب سے تحقیق نہ ہو تکفیر وغیرہ کا حکم نہ بخشا جائے، اور بلا وجہ
سادات و فقراء کے پیچھے پڑنا اور جڑ بنیاد حقارت کے واسطے اکھڑنا شرعاً ناجائز ہے۔ چنانچہ
حضرت فرید میاں صاحب سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں۔ اور
اسی طرف سے قاضی احمد میاں قادر میاں صاحب قادری کی نسبت سادات نہ ہونے کی وعظ وغیرہ
کہہ کر دل دکھا جاتے ہیں۔ سو اب بطور فتویٰ ارقام فرمادیں کہ حضرت شاہ فرید میاں صاحب
اور قادر میاں صاحب اور احمد میاں صاحب سادات کا دل دکھانا اور کسرِ شان سادات و فقراء
کی کرنا اور ان سے سند طلب کرنا اور نہ ملنے پر بُرا کہنا کہاں تک جائز ہے اور ایسا کہنے والے
کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ سو برائے کرم اس کا فتویٰ صاف تحریر فرمائیں۔ زیادہ
حد ادب۔ فقیر کو بھی بوجہ غلامانِ سادات ہونے کے سخت رنج ہے۔

الجواب

بگرامی ملاحظہ مکرم ذی المجد والکرم جناب مولانا مولوی سید قاضی احمد علی صاحب مدنی
دام مجدہم۔

بعد اوائے ہدیہ سنت ملتیں، نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون یاد آوری فرمایا۔ مولوی
عبدالرحیم صاحب نے صرف ایک شخص کی نسبت مجھ سے دوبار فتویٰ لیا، ایک اس بارہ میں کہ
اس نے حضرات ائمہ اطہار کو نبی و رسول بتایا، اس کے بارے میں میں نے "جزاء اللہ عدد وہ"
لکھی جس کو طبع ہوئے بارہ برس گزرے۔ دوسرا اس بارے میں کہ وہ معوذتین کو قرآن نہیں مانتا
اس پر میرا فتویٰ نذیر المنافقین میں چھپا جسے سال ہوئے۔ ان کے سوا میں نے ان کو کوئی فتویٰ کسی
کے کفر پر لکھ کر نہ بھیجا۔ ہاں ایک شخص کے کچھ اشعار کی نسبت سوال تھا جس میں اس نے اپنے پیر کی
تعریف میں بہت غلو و افراط کیا۔ اس پر میں نے صریح کفر ہونے کا فتویٰ نہ دیا بلکہ اس میں تاویلات
کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ دو نام جو آپ نے تحریر فرمائے ان کی بابت مجھے اصلاً یاد نہیں کہ کسی امر کا
کوئی فتویٰ کیسا ہی لکھا گیا ہو۔ ہاں زید و عمر کے کوئی سوال انھوں نے بھیجا اور میں نے جواب لکھا ہو تو
معلوم نہیں، مگر کفر کا فتویٰ صرف انہیں باتوں پر لکھا نہیں بلکہ چھاپ کر بھیجا ہے جسے ۱۲ اور ۷ برس
ہوئے۔ اور اشعار والا فتویٰ بھی غالباً وہیں طبع ہو گیا ہے۔

یہ فقیر ذلیل کچھ تعالے حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام و خاک پا ہے۔ ان کی محبت و عظمت
ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے، اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بد مذہب بھی ہو جائے
تو اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچے، ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی،
پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور
اس کی تعظیم کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں جو لوگ سید کہلاتے جاتے
ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں۔ نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم
دیا گیا ہے۔ اور خواہی بخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا مطعون کرنا ہرگز جواز
نہیں، الناس امناء علی انسابہم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں)، ہاں جس کی نسبت
ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اُسے سید کہیں گے
اور مناسب ہو گا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے۔ میرے خیال میں ایک
حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا انھوں نے فرمایا میں سید ہوں، کہا

کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی۔ رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے یہ شفاعت خواہ ہوا، اعراض فرمایا۔ اس نے عرض کی: میں بھی حضور کا امتی ہوں۔ فرمایا: کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی۔ میں مولوی عبد الرحیم صاحب کو اس بارے میں لکھوں گا، اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو منع کرونگا۔ امید ہے کہ وہ میری گزارش قبول کریں گے۔ آپ فقیر کی اسی تحریر کو فتویٰ تصور فرمائیں۔
فقیر احمد رضا غفرلہ از بریلی ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ

مسئلہ ۱۶۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الودود الرحیم

اما بعد! سوال از فاضل اجل عالم یے بدل حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب ساکن بریلی عم فیضہ الصوری والمعنوی۔

مخدومی مکرمی معظمی مفتی حضرت حامی دین متین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب ام مجتہد بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح رائے عالی ہو کہ ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں ایک سالہ آٹھ صفحہ کا مطبع حمیدی پریس واقع احمد آباد بازار کا لوپور میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ اس کے مشترک مولوی شیر محمد بن شاہ محمد ساکن احمد آباد محلہ مرزا پور متصل قصابان گاؤ ہیں۔ اور اس میں رسالہ کی اشاعت کی تاریخ یہ لکھی ہے ”مورخہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ روز دوشنبہ“ اور اس رسالہ کے صفحہ ۵ سے صفحہ ۷ تک ایک فتویٰ ہے اور وہ فتویٰ تاریخ ۱۱ جمادی الاولیٰ یوم الاربعاء ۱۳۳۲ھ کو لکھا گیا ہے۔

جناب مولانا صاحب! دست بستہ خدمت میں عرض یہ ہے کہ چھپا ہوا فتویٰ آپ کی خدمت میں رجسٹرڈ حاضر کیا جاتا ہے۔ یہ فتویٰ آپ نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟ یہاں بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہ فتویٰ نہیں لکھا، یہ فتویٰ مولانا صاحب کی طرف منسوب کر دیا ہے، مولانا اس فتویٰ کے لکھنے سے انکار فرماتے ہیں۔ یہ فرمانا ان حضرات کا صحیح ہے یا غلط ہے؟ اور یہ فتویٰ آپ نے چھ سال پہلے لکھا ہے یا نہیں؟ اور ہم نے آپ کا قلمی مہر کیا ہوا فتویٰ بھی مولوی شیر محمد صاحب کے پاس دیکھا ہے، اس کو ہم سچا سمجھیں یا نہیں؟ آپ ہم کو سمجھا دیجئے رب العالمین آپ کو اجر عظیم و ثواب جزیل عطا فرمائے گا۔
رفیقہ آپ کا خادم مہرباز خاں بن محمد خاں ساکن احمد آباد محلہ جمال پور کھاریہ متصل مسجد

وادئی بی مورخہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ چار شنبہ۔

الجواب

فقیر غفرلہ المولیٰ القدر جیب جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ میں بعد سفر مدینہ طیبہ کراچی آیا اور وہاں سے احباب احمد آباد لانے پر مہر ہوئے۔ یہاں میرے معظم دوست حامی سنت حاجی بدعت مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم و مغفور کے دو معزز شاگردوں مولوی عبدالرحیم صاحب و مولوی علاؤ الدین صاحب سلمہما اللہ تعالیٰ میں نزاع محقق دو فریق ہو رہے تھے۔ اور اس سے پہلے مولوی علاؤ الدین صاحب غریب خانہ پر تشریف لائے تھے اور ایک رسالہ پیش کیا جس میں مولوی عبدالرحیم صاحب پر سخت الزام قائم کرنے چاہے حتیٰ کہ نوبت تکفیر پہنچاتی تھی، فقیر نے انہیں سمجھایا اور اس رسالہ کی اشاعت سے باز رکھا اور ان الزامات کی غلطی پر دوستانہ متنبہ کیا۔ الحمد للہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے گزارش فقیر کو قبول کیا مگر باہم فریق بندی اس وقت تک تھی کہ فقیر حج سے واپس آیا اس وقت مولوی عبدالرحیم صاحب نے یہ سوال پیش کیا جس کا میں نے وہ جواب لکھا، وہ جواب میرا ہی ہے، مگر اس وقت کی حالت سے متعلق تھا۔ میں نے اس جواب ہی میں بتا دیا تھا کہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے مولوی عبدالرحیم صاحب کی تکفیر عناداً نہ کی تھی بلکہ مسئلہ ان کی سمجھ میں یوں ہی آیا تھا جس سے انہوں نے بعد تقسیم فقیر رجوع کی تو ان پر کوئی حکم سخت نہیں، ہاں اگر وہ بعد اس کے کہ حق سمجھ لے پھر بلا وجہ شرعی تکفیر کی طرف رجوع کریں تو اس وقت حکم سخت ہونا لازم ہے۔ اس کے بعد وہیں ایام اقامت فقیر میں فریقین فیصلہ فقیر پر راضی ہوئے اور بھگوان اللہ تعالیٰ باہم صلح کرادی گئی، میں نے اس وقت تک کوئی امر فریقین سے صلح شکن نہ پایا بلکہ قریب زمانہ میں جبکہ بعض فساد پسندوں نے تکفیر مولوی عبدالرحیم صاحب کا باطل و بے معنی غلط پھراٹھایا اور پرانا مہمل اشتہار مولوی قندھاری نے دوبارہ کسی شخص وزیر الدین کے نام سے چھاپا، اور مولوی عبدالرحیم صاحب کو دفع فتنہ کے لئے یہاں کے فتویٰ کی ضرورت ہوئی اور اس پر ان سے واقعات پوچھے گئے جس کا مفصل جواب انہوں نے ہفتم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کو بھیجا، اُس خط میں بھی یہ لفظ موجود ہیں "احمد آباد میں آپ کے قدم مبارک کراچی سے رونق افروز ہوئے تھے اور آپ نے صلح بندے کی اور مولوی علاؤ الدین صاحب کی کراچی تھی، جب سے اب تک بھگوان اللہ تعالیٰ صلح ہے وہ میرے موافق ہیں انتہی بلفظہ" اُس کے بعد میرا یہی فتویٰ جواب شیر محمد صاحب نے چھپایا مولوی عبدالرحیم صاحب نے اس کی نقل مجھے بھیجی تھی اور اس میں سے اُن تمام سطروں پر کہ مولوی علاؤ الدین صاحب کے متعلق تھیں سُرخ سے قلم پھیر دیا کہ اب اُن کی ضرورت نہیں۔ مولوی علاؤ الدین صاحب

کا جو خط فقیر کے نام آیا اس میں وہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک بدستور صلح پر قائم ہیں، یوں ہی اس سے بھی تازہ تر عنایت نامہ جناب شاہ صاحب وجہی علوی میں ہے پھر فقیر نہیں کہہ سکتا کہ اس فتوے کے چھاپنے کی کیا ضرورت ہوئی اور اس سے کیا نفع ہو سکتا ہے، اس میں تو مولوی علاؤ الدین صاحب پر حکم سخت ہونا اس شرط سے مشروط تھا کہ وہ بعد کشف شبہ تکفیر مسلم کی طرف معاذ اللہ پھر عود کریں۔ جب یہ شرط نہیں تو ہرگز اس فتوے سے نہ مولوی علاؤ الدین صاحب کو ضرر نہ چھاپنے والے کو نفع۔ اور خدا نخواستہ شرط محقق ہوئی تو اس کا حال اللہ جانتا ہے۔ بالکل یہ امر دین ہے اور دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ دونوں صاحب میرے دوست ہیں اور دونوں صاحب ذی علم اور ایک استناد کے شاگرد ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ بدستور صلح پر قائم ہوں گے جیسا کہ: دونوں صاحبوں کی تحریر سے مجھے معلوم ہوا، ورنہ جس طرف سے نقص عہد واقع ہو وہ ضرور اپنے حکم شرعی کا مستحق ہوگا کا ثنا من کان (جو کوئی بھی ہو۔ ت۔) فریقین اس آئے کریم کو پیش نظر رکھیں:

وقل لعبادی یقولوا للقی ہی احسن ان
الشیطن ینفخ بینہم ان الشیطن کان
للانسان عدوا مبینا ۝ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اور میرے بندوں سے فرما دو وہ بات کہیں جو
سب سے اچھی ہو، بیشک شیطان ان کے درمیان
فساد ڈال دیتا ہے۔ بیشک شیطان آدمی کا گھلا
دشمن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۶۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بیان کرتا ہے کہ فخر عالم سلطان الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ذاتی سے پیدا کیا اور وہ نور مقدس قدیم ہے۔ اور بکر بیان کرتا ہے اپنے نور مبارک سے مراد نور قدرت اس کی کا ہے اور وہ نور حادث ہے۔

اور مسئلہ دیگر یہ کہ زید بیان کرتا ہے کہ ثم دئی فتدائی فکان قاب قوسین اودائی (پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا اور اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ ت) سے مراد قرب اللہ تعالیٰ کا ہے کہ معراج شریف میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے قریب ہوئے اللہ سے کہ درمیان فرق دو کمان کا رہ گیا۔ اور اکثر یہ بیان مولود شریف میں ذکر ہوتا ہے۔

اور جو بیان کرتا ہے کہ یہ قریب ہونا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُس مقام پر مراد جبرئیل علیہ السلام سے ہے نہ خدائے تعالیٰ سے۔ بتینوا تو جبروا (بیان فرمائیے اجر دئے جاو گئے)

الجواب

عوام مسلمین کو نماز، روزے، وضو، غسل، قرأت کی تصحیح فرض ہے جس سے روز قیامت ان پر مطالبہ و مواخذہ ہوگا۔ اپنے مرتبہ سے اونچی باتوں میں کھریاں جمانا اور کچھڑیاں پکانا اور رائیں لگانا گمراہی کا پھانک ہے۔ والیعاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

منہ السلام از لاہور انجمن نعمانیہ مرسلہ مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی صدر ثانی انجمن
۱۴۹۱ھ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ

جناب مخدوم معظم من حضرت مولانا صاحب ادام اللہ فیضکم۔ بعد ہدیہ سلام سنت الاسلام گزارش۔ والا نامہ رجسٹری شدہ پہنچا۔ مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ لے کر غریب خانہ پر تشریف لائے باوجودیکہ حضرت مولانا مولوی محمد اکرام الدین صاحب بخاری کی طبیعت پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے، اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی، اور وہ بھی تشریف لائے، عریضہ ہذا لکھنے کے وقت پر دو صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں۔ جناب نے جس روشن ضمیری، درداد باطنی سے قلم برداشتہ اس قدر عجلت میں ایسا بے نظیر و مستند فتویٰ بنصوص صریحہ رقم فرمایا ہے اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلس حاضر وقت تا حال حالت وجد میں ہیں اور بار بار اللہم یاربک فی عینہم و اقبالہم و مجدہم و ایمانہم و علوشانہم فی الدارین (اے اللہ! ان کی عمر، بخت، بزرگی، بلند شان اور ایمان میں دونوں جہانوں میں برکت عطا فرما۔ ت) کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تا حال بغور مطالعہ کا موقع نہ ملا، کیونکہ دونوں حضرات اس کو حرز جہاں بنائے ہوئے ہیں اور دو دن تک اپنے پاس رکھنے کا اصرار کر رہے ہیں، اب آنجناب براہ عنایت میرے سوالات کا جواب بھی ارشاد فرمائیں،

(۱) کیا اس مسئلہ میں غلطی فتویٰ دینے والوں کو ہوتی وہ بہت کھلی اور فاش ہے یا بہت باریک قسم کی غلطی ہے جہاں اعلیٰ درجہ کے علماء بھی مغالطہ میں پڑ سکتے ہیں؟

(۲) بریلی، بدایوں اور پٹی بھیت وغیرہ کے مستند علماء اور ان کے فیض یافتوں پر کس حد تک آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنا چاہیے۔ یہ سوال ان بیچارے حنفی مسلمانوں کی طرف سے ہے

عہ یعنی فتویٰ مستقی بہ الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللبن کہ کتاب النکاح میں ہے۔
یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد ۱۱ صفحہ ۴۸ پر ہے۔

جو میری طرح علم کی آنکھیں نہیں رکھتے اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنفیوں کے مدرسہ کے علماء و مدرسین کا مصالحہ یہیں کہاں سے فراہم کرنا چاہئے۔

(۴) یہ کہ انجمن نعمانیہ کو تا حال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم انجمن کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانہ کے لئے باوجود متوازن تحریری تقاضوں اور خود جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب کی زبانی تقاضوں کے بھی ارسال کی جائیں حالانکہ انجمن ان کا دیردادا کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے۔ اگر اس فتویٰ کے وقت "سیف المصطفیٰ علی ادیان الافتراء"، "نقد البیان الحرمۃ ابنۃ اخي اللبان" اور "کاسر السقیہ الواہم" کتب خانہ میں موجود ہوتیں تو یہی خاکساران کو نکال کے کی خدمت میں پیش کر دیتا۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنفی حنفیوں کا مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟

(۶) لازمہ ہوں کہ پنجاب میں بالخصوص اور بد مذہبوں کے بالعموم حملوں کی مدافعت کی کیا تدابیر جناب کے خیال مبارک میں ہیں؟

(۷) عقائد حنفیہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرار داد ہونے کے بعد بھی مسودہ عقائد حنفیہ انجمن کی طرف سے نہ بھیجا، اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً یہاں سے مسودہ تیار کر کے انجمن کی خدمت میں بھیجا گیا جس کی کوئی ترمیم و اصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرحمت نہ ہوئی۔ اس کم توجہی کی اصلی وجہ کیا ہے؟ اب عقائد حنفیہ جو حسب مشورہ علماء ہم لوگوں نے شائع کئے ہیں، ارسال خدمت ہیں وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمائیں، دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں، ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لازمہ ہوں یا بد مذہبوں کے ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو انجمن کون کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت کے تکلیف سفر وغیرہ بھی خالصاً اٹھانے کے لئے آمادہ ہوں۔

(۹) ایک فہرست ایسے علماء اسلام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں، مع ان کے پورے پتہ کے کس لئے تاحال باوجود جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں گزارش کرنے کے نہیں پہنچی، اور کب تک وہ بہم پہنچ سکتی ہے؟

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آنجناب کے ساتھ تمام ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہو جانے اور اراکین انجمن کو آنجناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے اجاب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا کونسی وجوہات پر مبنی ہے، اگر انجمن میں کوئی امور قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟

الجواب

(۱) نظر بحال زمانہ تو یہ غلطی نہایت دقیق و عمیق بات میں خطا رہی الکفر کے قبیل سے ہونی چاہئے کہ مولوی اسحق صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عالم صاحب مراد آبادی نے کھائی۔ پھر غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل مجتہد العصر نذیر حسین صاحب نے کھائی، پھر ایک مدعی انا ولا غیر مولوی بردوانی صاحب نے کھائی اور ایک طویل تحریر بزعم خود اس کے اثبات میں لکھی، پھر زمانہ حال میں ان حضرات کے آرٹے آئی۔ مگر نظر واقع وہ بہت کھلی فاحش جبین میں ہمارے سنی ذی علم حضرات کا وقوع صرف وہی جواب رکھتا ہے جو حضرت سید الطائف جفینہ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جبکہ اس جناب سے سوال ہوا: اَیْزُفْنِی الْعَارِفَ (کیا عارف زنا کر سکتا ہے؟ - ت) دیر تک سر بگرمیاں رہے، پھر سر اٹھا کر فرمایا: وَكَانَ امْرَاؤُ اللَّهِ قَدْ رَأَى مَقْدُورًا (اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہو کر رہے گا) چونکہ قضا آید طبیب ابلہ شود اذا جاء القدر رعمی البصر واذا جاء القضاء ضاق الفضاء (حکم تقدیر آتا ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور حکیم ربانی کے وقت فضا تنگ ہو جاتی ہے) نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَا اِلَيْهِ رَاْجِعُونَ، لا عاصم الیوم الا من رحم ربّی (ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر اور سلامتی طلب کرتے ہیں۔ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، آج وہی بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ ت) لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر بلند ہی اور عظمت والے معبود کی توفیق سے۔ ت) — مولانا اس فتویٰ باطلہ کا ابقار ہرگز ٹھیک نہیں

باطل کا اعدام و افنا چاہئے نہ کہ تحفظ و البقاء۔ بد مذہبوں گراہوں سے جو ابا طیل خارج از مسائل مذہب واقع ہوں ان کی اشاعت مصلحت شرعیہ ہے کہ مسلمانوں کا ان پر سے اعتبار اٹھے۔ ان کی ضلالت میں بھی اتباع نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے:

اتوغبون عن ذکر الفاجر حتی یعرفہ الناس اذکروا للفاجر بما فیہ یحذرہ الناس
کیا فاجر کی برائیاں بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہو؟
لوگ اسے کب پہچانیں گے۔ فاجر میں جو برائیاں ہیں بیان کرو کہ لوگ اس سے حذر کریں۔

اور اہلسنت سے بتقدیر الہی جو ایسی لغزش فاحش واقع ہو اس کا اخفاء واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے براعتقاد ہوں گے۔ تو جو نفع ان کی تقریر اور تحریر سے اسلام و سنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا۔ اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے۔ اور اشاعت فاحشہ بنص قرآن عظیم حرام ہے قال اللہ تعالیٰ:
ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا الہم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ
جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ کی اشاعت ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

خصوصاً جبکہ وہ بندگانِ خدا کی طرف بے کسی عذروتامل کے رجوع فرما چکے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عدا خاہ بذنب لم یست حتی یعملہ
جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے عدا دلایا وہ مرنے سے قبل اسی گناہ میں ضرور مبتلا ہوگا۔

قال ابن المنیع وغیرہ المراد ذنب تاب عنہ، قلت وقد جاء کذا مقید فی الروایۃ کما فی الشرعۃ ثم فی الحدیقۃ النندیۃ۔
ابن منیع وغیرہ کہتے ہیں کہ گناہ سے مراد وہ ہے کہ اس سے توبہ کر لی گئی ہو۔ میں کہتا ہوں شرعہ اور حدیقہ میں روایت میں توبہ کی قید لگی ہوئی ہے۔

۱۔ نوادر الاصول الاصل فی ذکر الفاجر بما فیہ للتحذیر منہ دار صادر بیروت ص ۲۱۳

۲۔ القرآن الکریم ۱۹/۲۴

۳۔ جامع الترمذی ابواب صنفہ القیمۃ باب منہ امین کمپنی دہلی ۴۳/۲

۴۔ شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن الکلام وادابہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۳۳

ولہذا بتائیں کہ اگر گزشتہ علماء اہلسنت وجماعت جس امر میں متفق ہیں یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلادغذہ ان کے ارشادات پر عامل ہوں۔ یوں ہی وہ فرعیات جو اہلسنت اور ان کے مخالفین میں مابہ الامتیاز ہو رہے ہیں جیسے مجلس مبارک و فاتحہ و عرس و استمداد و نذر و امثالہا باقی رہیں فرعیات فقہیہ جن میں وہ مختلف ہو سکتے ہیں خواہ بسبب اختلاف روایات، خواہ بوجہ خطا فی الفکر یا بسبب مجتہد و تقلید تدبیر یا بوجہ کمی مہارت و مزاوت فقہ۔ ان میں فقہیہ کیا عرض کرے۔

مراسوز نیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد و گرم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
(میرے دل میں جلن ہے اگر کہتا ہوں تو زبان جلتی ہے اور اگر چپ رہوں تو ڈر ہے کہ
ہڈیوں کا مغز جل جائے گا۔ ت)

آہ، آہ، آہ! ہندوستان میں میرے زمانہ ہوش میں دو بندہ خدا تھے جن پر اصول و فروع و عقائد و فقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت تھی۔ اول اقدس حضرت خاتم الحقیقین سیدنا ابوالقداس سرہ الماجد عاشق اللہ نہ اس لئے کہ وہ میرے والد و والدی ولی نعمت تھے بلکہ اس لئے کہ الحق والحق اقوال، الصدق واللہ یحب الصدق (یہ حق ہے اور میں حق کہتا ہوں، یہ صدق ہے اور اللہ تعالیٰ صدق کو محبوب رکھتا ہے۔ ت) میں نے اس طیب صادق کا برسوں مطلب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب و عجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا اس جناب رفیع قدس سرہ البدیع کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا ملکہ حاصل تھا اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق و معضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں، خادم مکینہ کو مراجعت کتب و استخراج جزئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے "ظاہراً حکم یوں ہونا چاہیے" جو وہ فرماتے وہی نکلتا، یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادت مطالعہ نے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ عجم کی حالت تو آپ ملاحظہ ہی فرماتے ہیں، عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ ادنیٰ خوشہ چین و زلہ رہا، جو مکہ معظمہ میں اس بار حاضر ہوا، وہاں کے علم العلماء و افتہ الفقہاء سے چھ چھ گھنٹے مذاکرہ علمیہ کی مجلس گرم رہتی۔ جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دو حرف جانتا ہے اپنے زمانہ کے عہد افتار کے مسائل کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے اختلاف پڑایا اشتباہ رہا، اس ہیچ میر پر پیش فرمانا شروع کئے جس مسئلہ و حکم میں اس احقر نے ان کی موافقت عرض کی آثار لباشت ان کے چہرہ نورانی پر ظاہر ہوئے اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماع دیل سے پہلے آثار حزن نمایاں ہوئے، اور

خیال فرما لیتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔ یہ اسی طیب حاذق کی کفش برداری کا صدقہ ہے۔
(۲) دوم والا حضرت تاج الفول محب رسول مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریف۔ پچیس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی، ان کی سی وسعت نظر و قوت حفظ و تحقیق انبی ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔ ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کر کے اس کے فتویٰ پر عمل ہو۔
فقیر نے جواب میں عمائد و مشاہیر علمائے اہلسنت کی تخصیص کی اور جناب نے فیض یافتوں سے بھی سوال فرمایا ہے فیض کے لئے عرض عرض ہے۔ میں یہاں مطلقاً اتنا بھی عرض نہیں کر سکتا جو حضرات عمائد کی نسبت گزارش کیا۔

مولانا! اس تقریر فقیر کو اصول کے ایک اختلافی مسئلہ میں اس قول پر محمول نہ فرمائیں کہ متکلم اپنے عمومی کلام میں داخل نہیں ہوتا۔ حاشا فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالب علم ہے، کبھی خواب میں بھی اپنے لئے کوئی مرتبہ علم قائم نہ کیا۔ اور بجز تعلق بظاہر اسباب یہی ایک وجہ ہے کہ رحمت الہی میری دستگیری فرماتی ہے، میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں، اس لئے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے اور عجب پر علم حق کا افاضہ فرماتے ہیں، اور انھیں کے رب کریم کے لئے حمد ہے۔ اور ان پر ابدی صلوة و سلام۔
(۳) مدرس کے لئے ذی علم، ذی فہم، سنی صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے۔ صحت عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہوگی۔ اور یہ لوگ خود معروف نہ ہوں تو ایالی نمبر نہم کی معرفت لئے جائیں اور ان سے عرض کی جائے کہ حضرات کسی سفارش، خوشامد، رعایت پر کاربندی نہ فرمائیں المستشار مومن پر۔

(۴) نیاز مند کی چار سو تصانیف سے صرف کچھ اوپر سواب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلا معاوضہ تقسیم ہوا کہیں جس کے سبب جو رسالہ چھاپا جلد ختم ہو گیا، بعض تین تین چار چار بار چھپے۔ انجمن نھانیہ میں غالباً رمضان مبارک ۱۳۲۰ھ میں اس وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کئے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آگئی۔ ان کی فہرست اب فقیر کو یاد نہیں غالباً دفتر انجمن میں ہو، اگر وہ معلوم ہو جائے تو بقیہ رسائل جو ادھر چھپے اور مطبع میں ان کے نسخے رہے، بالراس والعین نذر انجمن بلا معاوضہ ہوں گے۔ دو برس سے عنان مطبع ایک انجمن نے اپنے ہاتھ میں لی ہے جس نے طریقہ فقیر تقسیم کثیر بلا عوض کو منسوخ کر دیا، پھر بھی انجمن نھانیہ کے لئے

ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجمن کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

(۵) خالص اہل سنت کی ایک قوت اجتماع کی ضرورت ہے، مگر اس کے لئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے :

(۱) علماء کا اتفاق۔

(۲) محل شاق قدر بالطاق۔

(۳) امرار کا اتفاق لوجہ الخلاق۔

یہاں یہ سب باتیں مفقود ہیں، فانّا لله وانا الیہ راجعون، ہمارے اغیار نام چلتے ہیں، معصیت بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اڑا دیں، غزانوں کے منہ کھول دیں، یونیورسٹی کے لئے کتنی جلد تینس لاکھ جمع ہو گیا۔ مدرسہ دیوبند کو ایک عورت نے پچاس ہزار دے دیا، مگر کسی سنی مدرسہ کو بھی یہ دن نصیب ہوا، اول تو تائید دین و مذہب جن کا نام لئے گھبراہٹیں گے، میاں ایہ ان مولویوں کے جھڑپے ہیں، اور شرما شرعی خفیف و ذلیل چندہ بھی مقرر کیا تو،

لا یؤدہ الا ما دمت علیہ قائماً۔ وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جیت تک سر پر سوار ہو۔ (ت)

بلکہ تعاضا کیجئے تو بگڑیں، اور ڈھیل دیجئے تو سورہیں، ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال وہ جال معلوم نہیں جس سے وہاں یہ خدا لہم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ اُن کو رموا کرے۔ ت) بندگانِ خدا کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں، اس کے لئے ریا و نفاق و مکر و خداع و بے حیائی و بے عزتی لازم ہے، وہ نہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے، پھر کسے کام کیوں کر چلے۔ ابھی ایک نمبری و بابی ایک بااثر صوفی کے یہاں چندہ لینے گیا انھوں نے فرمایا سنا ہے تم احمد رضا کے مخالف ہو۔ کہا حاشائیں تو اسی ذکر کا کتا ہوں۔ کتابن کر پانچ سو لے آیا۔ علماء کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں، جو بندہ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اُسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مہابنت ان کے دلوں میں پیری ہوئی ہے۔ ایامِ ندوہ میں ہندوستان بھر کا تجربہ ہوا۔ عباراتِ ندوہ سن کر ضلالتِ ضلالت کی رٹ لگا دیں۔ اور جب کئے حضرت لکھ دیجئے، بھائی لکھو او نہیں، ہمارے قلاں دوست ہرمانیں گے،

ہمارے فلاں استاد کو بڑا لگے گا، بہت کو یہ خیال کہ مفت میں اوکھلی میں سردے کر موشل کون کھائے، بد مذہب شمن ہو جائیں گے، دانتوں پر رکھ لیں گے، گالیاں، پھبتیاں اخباروں اشتہاروں میں چھاپیں گے۔ طرح طرح کے بہتان، افراء اٹھالیں گے۔ اچھی کچی جان کو کون جنجال میں ڈالے۔ بعض کو یہ کہہ کہ حمایت مذہب کی تو صلح کھلی نہ رہے گی۔ ہر دل عزیزی جا کر پلاؤ، قورے، نذرانہ میں فرق آئے گا، یا کم از کم آؤ بجکت تو عام نہ رہے گی۔

اتفاقِ علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہتر سے سچے اس کے مخالف ہو گئے۔ اس کی توہین تشنیع میں مگر اہوں کے ہم زبان بنے کہ ”ہیں“ لوگ اسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے۔ اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل، قاصروں کو ذی فضل بنانے کی کیا کوشش کرے گی۔ حاشا یہ کلیہ نہیں مگر لا کثر حکم الکلی (اکثر کا حکم وہی ہوتا ہے جو کل کا ہوتا ہے۔ ت) الحمد للہ یہاں مسلکِ عمومِ کلام سے ضرور خارج ہے و لوجه سہبی الحمد ابدا (میرے پروردگار کی ذات کے لئے ہمیشہ حمد ہے۔ ت) فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔ اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال و منال میں زیادہ ہے قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا، پھر حسد کیا حقارت پر؟ اور اگر دینی شرف و افضال میں زیادہ ہے اس کی دست بوسی و قدم بوسی کو اپنا حق جانا، پھر حسد کیا اپنے معظم بابرکت پر؟ اپنے میں جسے حمایتِ دین پر دیکھا اُس کے نشرِ فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریر و تقریرِ اسماعی رہا۔ اس کے لئے عمدہ القاب وضع کر کے شائع کئے جس پر میری کتاب ”المعتمد المستند“ وغیرہ شاہد ہیں۔ حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کے لئے حمد ہے کہ میں نے کبھی اس کے لئے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس سے نفور اور گوشہ نشینی کا دلدادہ رہا۔ جلسوں انجمنوں کے دوروں سے دور رہنا انھیں دو وجہ رہتا، اول حُبِ خمول۔ دوم

زمانہ می نخر و عیب و غیر از نیم نیست کجا برم خیر خود را بایں کساد متاع

(زمانہ عیب دار کو خیریتا نہیں اور میرے پاس اس کے علاوہ نہیں ہے۔ اس

کھوئے سامان کے ساتھ اپنے گدھے کو کہاں لے کر جاؤں۔ ت)

اور اب تو سالہا سال سے شدتِ هجومِ کار و انعدامِ کلی فرصت و غلبہ ضعف و نقاہت نے بالکل ہی

بٹھا دیا ہے، جسے میرے احباب نے نازک مزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور و تکبر پر حمل کیا۔ اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے۔ بالجلد اہل سنت سے امورِ شائستہ مفقود ہیں، پھر فرمائیں صورت کیا ہو۔

دفع گرامان میں جو کچھ اس حقیر شیخ میرزا سے بن پڑتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ ۱۴ برس کی عمر سے اس میں مشغول ہے۔ اور میرے رب کریم کے وجہِ کریم کو حمد کہ اس نے میری بساط، میرے حوصلے، میرے کاموں سے ہزاروں درجہ زائد اس سے نفع بخشا۔ باقی جو آپ چاہتے ہیں اسی قوتِ متفقہ پر موقوف ہے جس کا حال اوپر گزارش ہوا۔ بڑی کمی امرا کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے۔ حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ ”وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا“۔ کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں۔ مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدرِ حاجت آپ کے پاس نہیں۔ جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ البال نہیں۔ جو فایز البال ہیں وہ اہل نہیں۔ بعض نے خونِ جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے۔ کسی طرح سے کچھ چھپ لو اشاعت کیونکر ہو۔ دیوان نہیں، ناول نہیں کہ ہمارے بھائی دوا آنے کی چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں۔ یہاں تو سر چھیننا ہے۔ روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔

اول عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
ثانیاً طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی بخواہی گرویدہ ہوں۔
ثالثاً مدرسوں کی سبش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

رابعاً طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول و ظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔
خامساً ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریر و تقریر و عطا و مناظرۃ اشاعت دین و مذہب کریں۔

مولانا! اس گئی گزری حالت میں تو کوئی بفضلہ تعالیٰ آپ کے سامنے آ نہیں سکتا۔ دور سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں۔ جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون

ان کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔

سادہ سادہ حمایت (مذہب) و ردِ بد مذہبیاں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

سابقہ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔

شامنا شہروں شہروں آپ کے سفیر نگران رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکاری اعداد کے لئے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔ تاسعاً جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں، اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

عاشراً آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیہ و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں، آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں، بلکہ مولانا! روپے ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی ان شاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت سے افراد صرف تنخواہوں کے لالچ سے زہر اگلے پھلتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیکھئے اب آپ کی سی کہے گا یا کم از کم بہ لقمہ درختہ بہ تو ہوگا۔ دیکھئے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ:

”آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا۔“

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے، عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر ہے۔

(۷) مسودہ عقائد حنفیہ کہ یہاں بنظر استصواب آیا تھا بعض ترمیمات ضروریہ گیا بھی اور انجمن کو پہنچا بھی۔ اور انجمن نے اس میں اکثر ترمیمات کو قبول فرمایا بھی۔ اس پر گواہ خود یہ مسودہ تازہ ہے کہ جناب نے اب ارسال فرمایا ہے، یہ اکثر انھیں ترمیمات پر مشتمل ہے جو فقیر نے ایک نہایت سرسری نگاہ میں عرض کی تھیں، مگر جناب کا یہ فرمانا بھی کہ ترمیم یا تصدیق درکنار تو نے رسید بھی نہ بھیجی بجائے خود ہے۔ واقعی فقیر ترمیم کر کے بھیج چکا اور واقعی ترمیم کر کے فقیر نے نہ بھیجا۔ اس معملہ کا حل یہ ہے کہ فقیر بے حد عیدِ الفرست ہے، خاطر خواہ ترمیمیں (مگر دفرے دیگر

املا کنند) کی مصداق ہوتیں، اس کے لئے وقت نہ ملتا تھا۔ ایک ضرورتِ شدیدہ سے پہلی بھیبت جانا ہوا، حضرت مولانا محدث سورتی دامت برکاتہم نے اس کا ذکر فرمایا، فقیر نے عرض کی وقتِ فرصت سن لوں گا۔ نصف شب کے قریب وہاں کی ضروریات، اور احباب کی ملاقات سے فارغ ہوا اس وقت وہ مسودہ فقیر کو سنایا گیا، جا بجا تبدیلیات و نقص و زیادات و محو و اثبات عرض کرتا گیا اور حضرت ممدوح تحریر فرماتے گئے۔ ۱۸ صفحہ تک اس وقت ہوا پھر صبح بعد فراغ و ظائف، جبکہ ریل کا وقت قریب تھا، بقیہ عجبت تمام تمام کیا۔ مولوی ابوالعلاء امجد علی صاحب سلمہ بھی ہمراہ تھے، ان سے گزارش کی کہ آپ کے پاس بھی ایک مسودہ آیا ہوا ہے یہی ترمیمات آپ بھی لکھ بھیجنا۔ اور اتفاقِ رائے فقیر سے بھی انجمن مبارک کو اطلاع دیں۔ مگر بریلی آکر مولوی صاحب کو کثرتِ کار میں یاد نہ رہا۔ یوں وہ اصلاحاتِ فقیر کی طرف سے پہنچیں بھی اور نہیں بھی۔

اب آؤ گلا اس مسودہ ثانیہ میں بعض تو غلط کاتب ہیں انہیں فقیر نے بنا دیا ہے۔ ان میں بعض بہت ضروری الفاظ ہیں۔

ثانیاً بعض نئی ترمیمات اور خیال میں آئی ہیں، خواہ عبارتِ سابقہ پر یا اب جو مسودہ ثانیہ میں خود انجمن نے محو و اثبات کیا اس پر۔

ثالثاً اصلاحاتِ سابقہ میں سے اکثر تو قبول فرمائی گئیں مگر بعض وہ بھی ہیں کہ اس مسودہ ثانیہ میں بھی متروک ہوئیں یا نظر سے رہ گئیں خصوصاً ان میں بعض کا نہ پانا زیادہ مشوش خیال ہو سکتا ہے کہ بحال عمر الاقل رعایت و مدد ہمت کا سخت پہلو نکلتا ہے، ہاں سہواً ترک ہوا تو مفعول عن امتی الخطاء والنسیان (میری امت سے خطا و نسیان کو معاف کر دیا گیا ہے۔ ت) ارشاد والا ہے۔

سابعاً ان سب کے بعد بھی حکم المستشار مؤتمن (جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ ت) مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ سب مقاصد اجمالاً یہاں گوش گزار کروں۔

(اگلا صفحہ ملاحظہ ہو)

۳۸۲/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۱۳۹۱	لہ کشف الخفاء
۳۴۳/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی المشورۃ	سنن ابی داؤد کتاب الادب
۱۰۵/۲	امین کمپنی دہلی	باب ماجاء ان المستشار مؤتمن	جامع الترمذی ابواب الادب

ترمیمات جدیدہ یا ترمیمات جدیدہ مع بیان مجہ

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۳	۹	کوئی لطف جزئی	کوئی لطف یا اصلاح	قید جزئی اترازی نہ سمجھی جائے کہ وجوب کلی متوہم ہو حالانکہ
		یا اصلاح جزئی	یا کوئی شے .	لا یجب علی اللہ شئی (اللہ پر کچھ واجب نہیں۔ ت)
۴	۴	کئی	بہت	کئی ترجمہ چند کا ہے۔
۶	۷	ختم نبوت	ختم نبوت و افضلیت	اعلا کے شان اقدس و تفریح خاطر مومنین و
			مطلقہ و خلافت کبریٰ و	رغم الف عدو۔
			اولویت فی الشفاعة و فی	
			دخول الجنة و اصالہ فی کل	
			فضل و ساطعہ فی کل نعمۃ	
			و غیر با صفات کثیرۃ ناممکنۃ	
			الا شتر اک۔	
۶	۲۲	علم الہی غیر متناہی	علم الہی غیر متناہی بالفعل	بیان تمایز
۷	۷	آپ کا علم متناہی	حضور کا علم متناہی بالفعل	عوام متناہی کو بمعنی منتهی و منقطع نہ سمجھ لیں
			و غیر متناہی بالقوۃ	
۷	۲۰	زندہ بحیات خاصہ	زندہ بحیات حقیقیہ دنیا و	حیات خاصہ حیات برزخیہ روحانیہ بھی ہے کہ ہر شخص
		ہیں	جسمانیہ ہیں	کو حاصل۔
۸	۱۱ و ۱۲	تمام روئے زمین کی	تمام مخلوقات عاجز ہے	تحدی اگرچہ جن و انس سے ہوتی مگر عجز سب کو
		مخلوقات عاجز ہے		شامل ہے۔
۹	۲۱	حضرت مہدی علیہ السلام	حضرت امام مہدی رضی اللہ	صلوٰۃ و سلام بالاستقلال مخصوص بانبیاء و ملائکہ ہے
			تعالیٰ عنہ	
۱۱	۱۱ تا ۱۲	مختلفہ اقوال امام میں	مختلفہ اقوال امام میں جنہو امام	مجتہدین فی الفتویٰ سے امتیاز
		توزیع کے لئے	خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کیلئے	

عہ (ج) علامت جدیدہ ترمیم کی ہے ۱۲ رضی اللہ عنہ

۱۱	۱۴	ان کا کام صرف بعض کو ترجیح دینا	ان کا کام صرف بعض کو ترجیح دینا اور اصول امام کے موافق تازہ۔	حصر کی تصحیح اور مجتہدین فی الفتویٰ و مجتہدین فی المسائل سے امتیاز۔
۱۱	۱۵	ان کے بعد رحمت کا ظہور ہوا	ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا	یہ رحمت جدید ہے نہ کہ رحمت جدید ہے
ج ۱۱	۲۱	امام فخر الدین رازی	امام ابو بکر احمد ابن علی رازی	پہلے مسودہ میں صرف رازی تھا، اور وہ صحیح تھا، اس مسودہ میں فخر الدین بڑھایا گیا، اور یہ بھاری غلطی ہے امام فخر الدین رازی حنفی نہیں شافعی ہیں۔

ترمیمات سابقہ متروکہ (یہ دو قسم ہیں) ”قسم اول“

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱	۱۱	باقی صفات فعلیہ میں ان سے ازلًا متصف ہے	باقی سب فعلیہ نہیں نہ سب باقیات ازلہ	
۳	۱۵	عدل کی چھ صورتیں ہیں	عدل و فضل کی انہ	ان میں یہ بھی محدود ہوا کہ کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا، یہ عدل ہو تو اس کا خلاف ظلم ہوا اور ظلم محال ہے، تو اثبات واجب ہو حالانکہ لایجب علی اللہ شیء (اللہ پر کچھ واجب نہیں۔ ت)
۳	۱۹	اپنے بندوں میں سے کسی کو مصلحت یا اجر جزیل کوئی	اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی	مسودہ سابقہ میں بغیر غرض صحیح کا لفظ تھا، وہ تو بہت ہی بے جا تھا اب اسے مصلحت سے بدلایہ مصلحت راجع الی العبد ہے یا الی اللہ، ثانی محال ہے بہر تقدیر

<p>اول کا فرقہ شاہی جبل یا جزیرہ بعیدہ میں رہتا ہو جس سے مسلمانوں کو کوئی ضرر نہ ہو بلکہ ذمی مطیع خدمت گار اسلام جس سے مسلمانوں کو منافع ملتے ہوں اس پر مصائب ڈالنے میں کس کی مصلحت یا کون اجر ہے ایلام بلا عرض کو خلاف عدل ماننا معتزلہ کا مسلک ہے اہل سنت کے نزدیک يفعل الله ما يشاء (اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔ ت) ہاں اس کا فضل ہے کہ مومن کو مصیبت پر بھی ماجر فرماتا ہے ولہ الحمد۔ انتفاع سے شبہ قطعیت دلالت و ثبوت دونوں سے ہے، مجرد قطعاً ہونا کافی نہیں۔</p>	<p>ان کے لئے اجر رکھتا ہے</p>	<p>مصیبت نہیں دیتا</p>
<p>رہے سخی سوئے عوام ہے اور اطلاق میں عموم کا ایہام تو تصریح اوضح و امکان فی الافہام۔ ثقۃ علۃ ہے نہ رفعاً۔ ان کا قطعی جنتی ہونا بھی نصوص سے ثابت اور کتب میں مصرح ہے۔</p>	<p>ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں حتیٰ ہیں کوئی شبہ نہیں۔</p>	<p>۲۲ ۸</p>
<p>سوال منکر و نکیر سے ضرور ہونے والا ہے خدا چاہے ضرور ہو نیو لا ثقہ ہونا</p>	<p>سوال منکر و نکیر سے ضرور ہونے والا ہے خدا چاہے ضرور ہو نیو لا ثقہ ہونا</p>	<p>۱۵ ۹</p>
<p>حضرت امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر و بیعۃ الرضوان قطعی جنتی ہیں۔</p>	<p>حضرت امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر و بیعۃ الرضوان قطعی جنتی ہیں۔</p>	<p>۱۳ ۱۲</p>
<p>خوش آوازی سے مستحسن ہے جبکہ مزامیر غیور سدید (تقیید کے محل میں اطلاق درست نہیں۔ ت) خصوصاً جہاں عوام و خواص کا عوام سے خالی ہو۔</p>	<p>خوش آوازی سے مستحسن ہے جبکہ مزامیر غیور سدید (تقیید کے محل میں اطلاق درست نہیں۔ ت) خصوصاً جہاں عوام و خواص کا عوام سے خالی ہو۔</p>	<p>۱۵ ۱۴</p>

۱۵	۲۲	بصورت انکار صریح مطلقاً کافر ہے۔	فقہاء کے نزدیک مطلقاً کفر ہے۔	اطلاق سے عموم تک پہنچتے ہوں۔ صرف اتنا ہی رہتا کہ جب منکرات شرعیہ سے پاک ہو جب بھی سد اطلاق کرتا ورنہ خوش آوازی میں غنائے زناں بھی داخل۔ اور بعض متصوفہ زمانہ اس پر عامل۔ متکلمین صرف انکار ضروریات دین کو کفر جانتے ہیں وہو الاحوط (اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے) اور انکار اجماع میں نزاع طویل ہے۔
----	----	--	----------------------------------	--

”قسم دوم“

۱	۸	تدبیر کائنات جوئی و کلی اسی کی ذات سے منقص۔	باختیار خود تدبیر کائنات الخ	اس کے دو محل تھے تخصیص تعمیم و تعمیم تخصیص۔ اول یہ کہ تدبیر کا ہر فرد کائنات کو عام و شامل ہوتا۔ مختص بحضرت الوہیت ہے۔ دوم یہ کہ کسی فرد میں کیسی ہی تدبیر مطلقاً مختص بذات احدیت ہے۔ اول پر غیر خدا سے سلب عموم ہوگا اور ثانی پر عموم سلب۔ ثانی میں جب تک بالاستقلال یا بااختیار خود کی قید نہ لگائیں عین مسلک و ہدایت و مخالف کریمۃ فالصداہات امراً (پھر کام کی تدبیر کریں۔ ت) وغیرہ انصوص قاطعہ ہے، بلکہ اہل حقیقت کے نزدیک اول بھی کہ حقیقت مجریہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ مدبرۃ الكل ہے بالخلافۃ المطلقة عن حضرة الاحدیۃ (بارگاہِ احدیت سے خلافت مطلقہ کے سبب سے۔ ت) تو اس قید کا ترک و ہابیہ کو گنجائش دے گا۔
---	---	--	---------------------------------	---

۲	۱۰	ذاتِ حق ان سے منزہ ہے۔	ذاتِ حق پر سب محال بالذات ہیں۔	لفظ ترمیمہ استحالة ذاتِ حق کی تعین نہیں کرتا۔ اور بعد گزارش پھر وہی نگارش معلوم نہیں کس بنا پر ہے۔ کیا جمل و کذب وغیرہ وغیرہ میں کوئی عیب باری عز وجل کے لئے ممکن ہے یا اس زمانہ فتن میں کہ امکان کذب پر مکذبین جان دیتے ہیں۔ تصریح استحالة سے پہلو تہی چاہئے۔
۵	۲۱	ان میں باتباع سلف جو وجہ مباح تعظیم مروجہ ہر ملک ہوں۔	مسلمانوں میں جو الخ	کلام قابل تاویل ضرور تھا کہ غیر محل منع میں اطلاق تجویز ہی اتباع سلف ہے مگر وہابیہ کے لئے گنجائش تھی کہ فلاں فلاں امور سلف میں کب تھے، تو ان میں اتباع سلف کہاں!
۱۰	۳	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ میں تعلیہ پر مامور ہیں	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ قطعیہ میں الخ	غیر مقلد کہہ سکتے ہیں کہ دفع یدین و قرارت خلف الامام و جہرہ آئین و امثالہا سب منصوصہ ہیں تو ائمہ مجتہدین کی تعلیہ نہیں۔ یہ وہی بات تو ہے کہ حدیث کے ہوتے ہوئے قول امام کی کیا حاجت!
۱۶	۱۴	قوائے انسانیہ کو ملائکہ قوت نظریہ کو جبریل ماننا خلاف نص و اجماع ہے۔	خلاف نص و اجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے۔	اس اضافہ کے اسقاط میں مصلحت سمجھیں نہ آئی؟ کیا یہ کفر قطعی نہیں۔ کیا یہ انکار ضروریات دین نہیں، یا کافر کو کافر کہنا خلاف تہذیب ہے؟
۱۶	۷	بعد بعثت اقدس بعثت نبی کا قائل ہونا کفر ہے۔	بعد بعثت اقدس بعثت نبی کو جائز ماننا یا اس کو ختم نبوت میں محسل نہ جاننا کفر ہے۔	اس سے عدول کی مصلحت بھی مفہوم نہ ہوتی۔ کیا صرف قائل ہونا کفر ہے جائز ماننا کفر نہیں؟ یا اسے ختم نبوت میں محسل نہ جاننا کفر نہیں؟ یا کفار کی رعایت کرنی چاہئے۔ واغلظ علیہم

وليجدوا فيكم غلظة^۱ اور لتبيننه للناس و
لا تكتمونه^۲ اور لا يخافون لومة^۳ لائم^۴ اور
كونوا قوامين بالقسط شهداء الله ولو
على انفسكم^۵ اور لا تاخذكم بهما رافة
في دين الله^۶ وغير يا آيات^۷ كالحكم؟ اور اس پر
عمل فرض قطعی ہے یا نہیں؟

عرضِ اخیر

خون شدم ز اندیشہ انجام ایں معیارِ حق کایں ہمہ اصلا گراہست حاصل شد چہ شد
ہر کہ چون من آزماید روشناسہ ہنجو من ورنہ گراہست آدم رفے شامل شد چہ شد
(اس معیارِ حق کے انجام کے اندیشہ سے میں خون ہو گیا ہوں۔ یہ تمام اصلاہات اگر حاصل ہو گئیں
تو کیا ہوا جو میری طرح آزمائے وہ میری طرح آشنا ہوگا، ورنہ اگر ابلیس انسانی شکل اختیار
کر کے شامل ہو گیا تو کیا ہوا۔ ت)

من جرب بتا جرب حق عرف جس نے میری طرح آزمایا وہ میری طرح جان
معرفتی۔ لے گا۔

مولانا! اس مستودہ سے بعض عقائدِ اہلسنت پر عوام کو صرف اطلاع دینا مقصود نہیں بلکہ
ایک معیارِ سنیت قائم فرمانا ہے کہ جو اس پر تصدیق کر دے ہمارا ہے صر
چشم و دل را از دست نور سرور
(اس سے آنکھ اور دل کو خوشی کا نور حاصل ہوگا۔ ت)

اور جو نہ مانے بیگانہ ہے صر

۱۵ القرآن الکریم ۱۸۴/۳
۱۳۵/۴

۱۵ القرآن الکریم ۱۲۳/۹
۵۴/۵
۲/۲۴

سایہ اش دور باد از ما دور

(اس کا سایہ ہم سے دور ہے ۔ ت)

مگر یہ ہزار افسوس یہ گزارش کہ یہ غرض اس مسودہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ضلالتیں کہ آج کل مدعیان اسلام بلکہ مدعیان سنت میں پھیلی ہوئی ہیں، تصریحاً ان کا ذکر اور ان سے تبرید نہ ہو۔

مولانا! مجھے تجربہ ہوا ہے، ایک دو نہیں عبد با ایسے ابلیس آدم رومیوں کے کہ ان مسائل پر دستخط کر دیں گے، اور وہ نہ صرف سنت بلکہ اسلام کے کٹر دشمن اور آپ کے جگر حق میں شامل ہو کر آپ کے مذہب کے بیخ کن ہونگے۔ اسی لئے تو ائمہ کرام نے ایسوں کے اسلام کو کلمہ شہادت ہرگز کافی نہ جانا جب تک اپنے مسلک خبیثہ سے صراحتاً برائت نہ کریں۔ جامع الفضولین و وجہز کردری و بحر الرائق و زبد مختار وغیرہ میں ہے :

ولواقیہما (ای بالشہادتین) علی وجہ
العادة لم ینفعہ ما لم یتبوا۔
عادتہ کلمہ شہادت کا پڑھنا گمراہ کو مفید نہیں
جب تک وہ اپنی ضلالتوں سے برائت
نہ کرے۔

چند سال ہوئے ایک مولوی صاحب، شاہ صاحب، واعظ صاحب نے فقیر سے اپنی سنت کی سند تحریری مانگی۔ فقیر نے انھیں لکھا: حضرت! تصریح لفظی فتنہ دائرہ چاہئے۔

الم احسب الناس ان یتروا ان یقولوا
امنا و ہم لا یفتنون۔
کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امتنا کہنے سے چھٹی
مل جائے گی اور وہ آزلے نہ جائیں گے۔

پھر امور عشرین لکھ کر بھیجے، انھوں نے بے تکلف دستخط فرما دیے، فقیر نے سند سنت انھیں بھیج دی۔ وہ امور بعض اضافات جدیدہ (کہ ان برسوں میں ان کی حاجت ہوئی کہ فتنہ روزانہ متجدد ہیں) عرض کروں انھیں غور فرمائیں۔ انھیں اگر ان کی اشاعت پسند فرمائے اور ان پر بلاد غنہ تصدیق کو معیار سنت ٹھہرائے تو ان شاء اللہ العزیز یہی کافی دوائی ہے زیادہ کی ضرورت نہیں، اور یہ نہ ہوں تو شرح عقائد و مقاصد و موافقت کے ترجمے چھاپ کر اس پر دستخط لیجئے ہرگز کفایت نہیں۔ مولانا! بحمد اللہ میں نے

آپ کے رنگِ تحریر سے سمجھا کہ آپ صاف گو ہیں اور امرِ حق میں اسی کو پسند فرماتے ہیں اور الحق کو یہی پسندِ حق ہے :

فاصدع بما توهم و اعرض عن
المشركين اليه
جس کا حکم دیا گیا وہ علی الاعلان فرمادیں اور مشرکین سے اعراض فرمائیں۔

بجہِ سجنہ ہی طریقہ فقیر کا ہے ۔
فانش میگویم و از گفتہ خود د شادم
(میں کھل بات کرتا ہوں اور اپنے کئے ہوئے پر میرا دل خوش ہے ۔ میں عشق کا غلام ہوں اور دونوں جہاں سے آزاد ہوں ۔ ت)

اب یہاں پانچ صورتیں ہیں :
(ا) اقوالِ ضلال کے قائلین اور کتب کی صریح تصریح

(ب) صرف نامِ کتب

(ج) متن میں صرف اقوال ، اور حاشیہ پر نامِ قائل و کتاب

(د) حاشیہ پر صرف نامِ کتاب

(ه) مجرد اقوال بے اشعار نامِ قائل و کتاب

حاشیہ ! طریقہِ خامسہ میں کفایت نہیں ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد مشہور میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت ان سے سوال ہوا ، صاف صاف حکم کفر و ضلال لکھ دیا ۔ جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے ، فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہرگز نہ کہوں گا ۔

مولانا ! آج کل تو یہ حالتِ ایمان رہ گئی ہے ، اللہ و رسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے ، انا اللہ وانا الیہ راجعون ۔ بہر حال میں یہاں طریقِ اوسط اختیار کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مبارک انجمن کون سا پسند فرماتی ہے و حسبنا اللہ و نعم الوکیل (اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے ۔ ت)

میں نے قصہ کیا تھا کہ امورِ عشرین سے وہ باتیں کہ مسودہ میں آگئی ہیں ساقط اور بعض جدید اضافہ کروں ۔ اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام پہلے سے نفیس تر پیرایہ میں مع زیاداتِ کثیرہ جلیلہ

جزیلہ ذکر کروں کہ انجمن پسند فرمائے تو یہی پس ہے ورنہ یادگار رہے گی۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا کام دے گی و باللہ التوفیق۔

یہاں اسے لکھنا چاہتا تھا مگر یہ بفضلہ تعالیٰ ایک کافی وافی نفیس مستقل رسالہ ہو گیا جس کا نام ”نور الفریقان بین جند اللہ و احباب الشیطن“ رکھا گیا۔ بعد تبیض ان شاء اللہ العزیز اگر انجمن مبارک کی خواہش ہوئی جداگانہ مرسل ہوگا، واللہ الحمد۔

(۸ و ۹) کے جوابات اس فہرست سے واضح ہوں گے جسے لکھنے کے لئے فقیر نے ابو العلاء امجد علی صاحب سے گزارش کر دی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی نیاز نامہ کے ساتھ مرسل ہوگی۔ وہ امور کہ بعض جوابات سابقہ میں گزرے ضرور ملحوظ خاطر رہیں۔

(۱۰) تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ (یہ پورے دس ہوتے۔ ت) اللہ عز و جل انجمن کو مبارک تر کرے اور اہل سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے۔ کئی سال سے بحمدہ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہل سنت و جماعت سمجھتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابل شکایت معلوم نہ ہوا، مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے، اور اس پر نقاہت و ضعف قوت، اور اس پر محض تنہائی و وحدت، ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبوراً باز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں، اہل سنت و مذہب اہل سنت ہی کی خدمت ہے۔ جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ سال دو سال۔ اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں، اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا۔ اور جب بحمدہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت گاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے، ورنہ فقیر کا عذر قابل قبول ہے۔

مولوی سید دیدار علی صاحب و مولوی ابوالفرح عبد الحمید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کر کے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عز و جل یہاں سے لے رہا ہے ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا: سخت ضروری۔ فقیر نے عرض کی، دوسرے کوئی صاحب

اس پر مقرر فرمادیکئے اور مجھ سے کوئی اور خدمتِ اہل سنت لیجئے۔ فرمایا: نہ دوسرا کوئی اسے کر سکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ فقیر نے گزارش کی پھر عذر واضح ہے۔

غرض انجمنِ اہل سنت جو اہم مقاصد چاہے اللہ میں سے ایک میرے مقدور بھربال فعل موجود ہے تو اسی کو خدمتِ انجمن تصور فرمائیں، میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مذہبِ اہل سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سستی بھائیوں کا خیر خواہ ہوں۔ البتہ وجہ مذکورہ بالا سے نہ کہیں آنے جانے کی فرصت نہ طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت۔

و حسبنا اللہ و نعم الوکیل ، و اللہ
یقول الحق و یہدی السبیل۔
ہے۔ اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور سیدھی
راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ (ت)

اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوئے ہیں، جہاں کہیں مشورہ خیر ہو ضرور مطلع فرمائیں۔
فقیر کی کیا حاجت ہے۔ امیر المؤمنین عسکرفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت
راشدہ میں فرماتے:

لا خیر فیکم ما لم تقولوا ولا خیر
فی ما لم اسمع لہ
وقفنا اللہ تعالیٰ وایاکم و سائر اخوانہ
لکل خیر و حفظنا وایاکم من کل
شر، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و
مولانا محمد و آلہ و صحبہ و
ابنہ و حزبہ اجمعین و بارک و سلم
امین!

تم مشورہ خیر نہ دو تو تم میں بھلائی نہیں اور
میں اس کو نہ سنوں تو مجھ میں بھلائی نہیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں، تمہیں اور ہمارے تمام
بھائیوں کو ہر خیر کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر
سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و
مولیٰ محمد مصطفیٰ، آپ کی آل، اصحاب، اولاد
اور تمام امت پر درود و سلام اور برکت نازل
فرمائے۔ آمین! (ت)

۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۰ھ

اُمورِ عشرین در امتیازِ عقائدِ سنیین (سُنیوں کے عقائد کی پہچان میں سنی امور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله ربّ الانس والجنّة ، و
الصلوة والسلام على نبينا العظيم
والمنّة ، المنقذ من النار والمعطى
الجنّة الذي ذكره حرمنا وجهه جنّة
وعلى آله وصحبه واهل
السنة۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو انسانوں اور
جنوں کا رب ہے۔ اور درود و سلام ہو ہمارے
عظمت و احسان والے نبی پر جو جہنم سے بچانے
اور جنت عطا فرمانے والا ہے، جس کا ذکر حفاظت
اور اس کی محبت ڈھال ہے، اور آپ کی آل پر اور
صحابہ پر اور اہلسنت پر۔ (ت)

ماہِ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ بحریہ قدسیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیۃ میں فقیر کے پاس سانبھر
علاقہ ریاست جے پور (راجستھان) سے ایک خط بایں تلخیص آیا :

نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام فقیر (مصنّف علیہ الرحمہ)

بخدمت فیض درجت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی محدث و امام اہل سنت و جماعت
بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت ہے کہ درینولا ہمارے ملک مارواڑ (راجستھان) کی
بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج کل یہاں سانبھر میں جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب حنفی نقشبندی الہی

تشریف لائے ہیں، ہم لوگ آپ کی تصنیفات گوناگوں سے مستفیض ہو چکے تھے۔ اب خوش بیانی، اثر پہنائی و توجہ قلبی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ غیر مقلدین و دیگر عقائد باطلہ والے تو بد کر کے وعظ سے اُٹھتے ہیں کوئی وعظ ایسا نہیں ہوتا جس میں آپ ندوہ (یعنی صلح کلی الحاد) کی برائی بیان نہ کرتے ہوں، یہاں کے لوگ ندوہ کے بڑے شناخاں تھے اب ایسے متنفر ہو گئے ہیں جیسے کسی خبیث (جن) سے کوئی متنفر ہوتا ہے۔ ایک مولوی ندوی بھی یہاں آگیا ہے وہ کہتا ہے اگر مولوی احمد علی شاہ صاحب مخالفت میں تو خود جاہل و بد دین ہیں۔ چند لوگ اس کے کہنے سے بہک گئے، وہ کہتے ہیں اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی دربارہ مولوی احمد علی شاہ صاحب لکھ دیں تو ہم ان کی بات سنیں گے اور اپنے خیالات سے توبہ کریں گے۔ لہذا عرض خدمت ہے کہ مولوی احمد علی شاہ صاحب آپ کے علم میں جیسے ہوں تحریر فرمائیے، آپ کی یہ تحریر سرکشوں کے لئے بہت مفید ہوگی۔
العبد محمد عثمان

(سیدنا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں) فقیر کو اس سے پہلے مولانا موصوف سے تعارف تفصیلی نہ تھا اور امر شہادت خصوصاً دربارہ عقائد اہم و اعظم۔ لہذا جواب میں یہ خط ارسال فرمایا، (مکتوب اعلیٰ حضرت)۔

نامہ فقیر (مصنف علیہ الرحمہ) بنام حافظ (محمد عثمان) صاحب

بملاحظہ کرم فرما حافظ محمد عثمان صاحب زید لطفہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
لطف نامہ آیا، ممنون یاد آوری فرمایا، مولوی احمد علی شاہ صاحب نے غریب خانہ پر کرم فرمایا تھا پہلی ملاقات تھی، بعدہ جلسہ عظیم آباد (پٹنہ بہار) میں نیاز حاصل ہوا، وہ اس سے بھی مجھ تک سوائے سلام و مصافحہ کے کسی مکالمہ کی نوبت نہ آئی۔ امر شہادت عظیم ہے، میں معاذ اللہ کوئی سویر ظن نہیں کرتا بلکہ مولانا موصوف کے جن فضائل کو اب اجمالاً و سماعاً (بذریعہ حافظ مذکور) جانتا ہوں تفصیلاً و عیاناً جان لوں۔ مولانا کی حق پسندی سے امید ہے کہ فقیر کی اس عرض پر کمال خوش و مسرور۔ آج کل غیر مقلدین یا ندوہ سے ہی کافقہ ہندوستان میں ساری نہیں بلکہ معاذ اللہ صد ہا آفتیں ہیں۔ فقیر مینس امور حاضر کرتا ہے مولانا موصوف ان پر اپنی تصدیق کافی و وافی جس سے بکشاہدہ پیشانی تسلیم کامل روشن طور پر ثابت ہو تحریر فرما کر اپنی مہر سے مزین فرما کر فقیر کے پاس روانہ کر دیں۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

از بریلی ۲۷ رمضان مبارک ۱۳۱۸ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

امور عشرین تصدیق طلب از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب مزار پوری

- (۱) سید احمد خاں علی گڑھی اور اس کے متبعین سب کفار ہیں۔
- (۲) رافضی کہ قرآن عظیم کو ناقص کہے یا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر و مرتد ہے۔
- (۳) رافضی تہراتی فقہاء کے نزدیک کافر ہے اور اس کے گمراہ، بدعتی، جہنمی ہونے پر اجماع ہے۔
- (۴) جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضراتِ شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر قرب الہی میں تفضیل دے وہ گمراہ مخالف سنت ہے۔
- (۵) جنگِ جبل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تھا مگر حضراتِ صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہادی تھی جس کی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام، انکی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا نہ کانا بیشک رفض ہے اور خروج از دائرۃ اہلسنت۔ جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن و توہین کہے، انھیں بُرا جانے، فاسق مانے، ان میں سے کسی سے بغض رکھے مطلقاً رافضی ہے۔
- (۶) صد با سال سے درجہ اجتہاد مطلق تک کوئی واصل نہیں ہے بے وصول درجہ اجتہاد تقلید فرض، غیر متقلدین گمراہ بدین ہیں۔
- (۷) اہلسنت صد با سال سے چار گروہ میں منحصر ہیں جو ان سے خارج ہے بدعتی ناری ہے۔
- (۸) وہابیہ کا معلم اول ابن عبد الوہاب نجدی اور معلم ثانی اسمعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان، دونوں سخت گمراہ بدین تھے۔
- (۹) تقویۃ الایمان و صراطِ مستقیم و رسالہ یکروزہ و تنویر العینین تصانیف اسمعیل دہلوی صریح ضلالتوں، گمراہیوں اور کلماتِ کفریہ پر مشتمل ہیں۔
- (۱۰) مائتہ مسائل مولوی اسحق دہلوی غلط و مردود مسائل و مخالفاتِ اہل سنت و مخالفاتِ جمہور سے پُر ہیں۔
- (۱۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاءِ قدست اسرار ہم سے استمداد و استعانت اور انھیں وقتِ حاجت توسل و استمداد کے لئے ندا کرنا یا رسول اللہ، یا علی،

یا شیخ عبد القادر الجیلانی کہنا اور انھیں واسطہ فیض الہی جاننا ضروری و جائز ہے۔

(۱۲) عالم میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاءِ قِدِّسَتْ اَسْرَارُهُمْ کا تصرف حیاتِ دنیوی میں اور بعد وصال بھی بعطاءِ الہی جاری اور قیامت تک اُن کا دریائے فیض موجزن رہے گا۔
(۱۳) عام اموات اعیان کو دیکھتے، ان کا کلام سُنتے سمجھتے ہیں، سماعِ موتیٰ حق ہے، پھر اولیاء کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۱۴) اللہ عزوجل نے روزِ اَوَّل سے قیامت تک کے تمام ماکان و مایکون ایک ایک ذرے کا حال اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو بتا دیا حضور کا علم ان تمام غیبوں کو محیط ہے۔
(۱۵) امکانِ کذبِ الہی جیسا کہ اسماعیل دہلوی نے رسالہ یکروزہ اور اب گنگوہی نے براہینِ قاطعہ میں مانا صریح ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کذب قطعاً اجماعاً محال بالذات ہے مسئلہ خلفِ وعید کو ان کے اس ناپاک خیال سے اصلاً علاوہ نہیں۔

(۱۶) شیطان کے علم کو معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم سے زائد و وسیع تر ماننا جیسا کہ براہینِ قاطعہ گنگوہی میں ہے صریح ضلالت و توہینِ حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتیمید ہے۔

(۱۷) مجلسِ میلادِ مبارک اور اس میں قیامِ تعظیمی جس طرح صد ہا سال سے حرمینِ محترمین میں شائع و ذائع ہے جائز ہے۔

(۱۸) گیارہویں شریف کی نیاز اور اموات کی فاتحہ اور عرسِ اولیاء کہ مزامیر وغیرہا منکرات سے خالی ہو سب جائز و مندوب ہے۔

(۱۹) شریعت و طریقت دو قبائِل نہیں ہیں، بے اتباعِ شرع وصول الی اللہ ناممکن، کوئی کیسے ہی مرتبہِ عالیت تک پہنچے جب تک عقل باقی ہے احکامِ الہیہ اس پر سے ساقط نہیں ہو سکتے۔ جھوٹے متصوف کہ مخالفِ شرع میں اپنا کمال سمجھتے ہیں سب گمراہ مسخرگانِ شیطان ہیں۔ وحدتِ وجود حق ہے اور حلول و اتحاد کہ آجکل کے بعض متصوفہ (بناوٹی صوفی) کہتے ہیں صریح کفر ہے۔

(۲۰) ندوہ سرِ پایہ ضلالت و مجموعہ بدعات ہے، گمراہوں سے میل جول اتحادِ حرام ہے، ان کی تعظیم موجبِ غضبِ الہی، اور ان کے رد کا اُسناد و لعنتِ الہی کی طرف بلانا، انھیں دینی مجلس کا رکن بنانا دین کو ڈھانا ہے۔ ندوہ کے لکچروں اور روئیداد میں وہ باتیں بھری ہیں جن سے اللہ و رسولِ بزار و بری میں جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سب بد مذہبوں و گمراہوں

سے پناہ دے اور سنتِ حقہ خالص پر ثابت قدم رکھے۔
 ○ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی کے ان امور مقررہ مذکورہ کی تصدیق جناب مولانا شاہ احمد علی صاحب مرزا پوری نے فرمائی اور یہ عبارت لکھی:

”امورِ عشرین مندرجہ بالا بہت درست و ٹھیک ہیں۔ وحدت وجود حق ہے مگر اس میں بحث و مباحثہ فقیر کے نزدیک خوب نہیں، یہ امور کشفیہ سے ہیں اور متعلق کیفیت ایسے امور کو اولیاء اللہ ہی خوب سمجھے ہوئے ہیں۔ چونکہ فقیر کے پاس مہر نہیں لہذا دستخط ہی پر اکتفا کیا۔“

۲ شوال ۱۳۱۸ھ روز چہار شنبہ

○ پھر امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہم نے یہ تحریر فرما کر اپنے دستخط اور مہر ثبت فرمائی:
 ”آج کل بہت لوگ ادعاے سنیت کرتے اور عوام بیچارے دھوکے میں پڑتے ہیں بعض مصلحت وقت کے لئے زبان سے کچھ کہہ جاتے اور موقعہ پا کر پھر پٹیا کھاتے ہیں اکثر جگہ امتحان کے لئے ان شاء اللہ العزیز یہ امور عشرین بطور نمونہ کافی ہیں جو بعونہ تعالیٰ قرا سنیت پر سچا فائز ہے بے تکلف دستخط کر دے گا، ورنہ پانی مرنا آپ ہی نشیب ضلالت کی خبر دے گا۔“

اور جس نے عہد توڑا اس عہد توڑنے کا وبال	ومن نكث فانما ينكث على نفسه
اسی پر پڑے گا۔ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا	ومن ينقلب على عقبيه
اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور جو منہ	فلن يضرب الله شيئا، ومن
پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے	يتول فان الله هو الغني الحميد
سب خوبیوں سراہا۔ اور سب تعریفیں	والحمد لله رب العالمين
رب العالمین کے لئے ہیں۔ (ت)	

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی عفو عنہ
 بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۵۲ القرآن الکریم ۱۲۲/۳

۱۷ القرآن الکریم ۱۰/۴۸
 ۵۳ ۲۴/۵۷

مسئلہ ۱۸ از ضلع میرٹھ مسؤلہ محمد فضل الرحمن صاحب ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ
ایک قطعہ اشتہار ”پروانہ خداوندی“ مجھے اس قصبہ میں دستیاب ہوا ہے، لہذا
ارسال بظہور ہے۔ امید کہ مفصل مطلع فرمایا جائے کہ یہ اشتہار کہاں تک صیح ہے۔
”پروانہ خداوندی“

بسم اللہ الرحمن الرحیم، صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ
وسلم۔ یہ وصیت حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے شیخ احمد
خادم روضۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے کہ جمعہ کی رات کو خواب میں قرآن شریف
کی تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا اور فرمایا: اے شیخ احمد! یہ دوسری وصیت تیری طرف ہے علاوہ
اس پہلی وصیت کے، وہ یہ ہے کہ تم جملہ مسلمان کو رب العالمین کی طرف سے خبر کر دو کہ میں ان کے
بابت ان کے کثرت گناہ و معاصی کے سخت ہزار ہوں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ ایک جمعہ سے
دوسرے جمعہ تک (کلمہ گو) نوے ہزار اموات ہوئی ہیں جن میں ستر ہزار اسلام باقی تمام
غیر اسلام یعنی کفر پر مرے ہیں۔ جس وقت ملائکہ نے یہ بات سنی تو انھوں نے کہا: یا محمد! آپ کی
امت گناہوں کی طرف بہت مائل ہو گئی ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی ہے۔ پس
اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتوں کی تبدیلی کا حکم فرما دیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا: اے رب! ان پر تھوڑا صبر کر اور ان کو مہلت دے جب تک یہ خبر میں ان کو
پہنچا دوں، پس اگر وہ تائب نہ ہوئے تو حکم تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ
دامی گناہوں، کبیرہ گناہوں، زنا کاری، کم تولنے، کم میزان رکھنے، سود کھانے،
شراب کے پینے کی طرف بہت مائل ہو گئے ہیں۔ اور فقراء و مساکین کو خیرات نہیں دیتے۔ اور
دنیا کی محبت آخرت کی نسبت زیادہ کرتے ہیں اور نماز کو ترک کر بیٹھے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے پس اے شیخ احمد! تو ان کو اس
بات کی خبر دے، ان کو کہو کہ قیامت قریب ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ آفتاب مغرب سے
طلوع کرے ان شاء اللہ تعالیٰ، اور ہم نے اس سے پہلے بھی وصیت پہنچائی تھی لیکن یہ لوگ
نافرمانی اور غرور میں زیادہ دلیر ہو گئے۔ اور یہ آخری وصیت ہے۔ شیخ احمد خادم حجرہ شریف نے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی اس کو پڑھے اور اس کی نقل کر کے ایک
شہر سے دوسرے شہر تک پہنچائے وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا اور اس کی میں شفاعت کروں گا
دن قیامت کے، اور جو اس کو پڑھے اور اس کی نقل نہ کرے وہ قیامت کو میرا دشمن ہو گا۔ اور
کہا شیخ احمد نے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تین مرتبہ قسم کھاتا ہوں کہ یہ بالکل سچی بات ہے اور

میں اس میں جھوٹا ہوں تو خدا مجھ کو دنیا سے کافر کر کے نکالے۔ اور جو اس کی تصدیق کرے گا وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

الجواب

جن باتوں کی اس میں ہدایت ہے وہ باتیں اچھی ہیں، ان کے احکام قرآن و حدیث میں موجود ہیں، ان پر عمل ضرور ہے۔ باقی یہ تمہید جو اشتہار میں لکھی گئی ہے بے اصل ہے۔ بار بار اس قسم کے اشتہار شائع ہوئے ہیں، کسی میں خادم روضۃ انور کا نام صالح ہے، کسی میں شیخ احمد ہے۔ اور ایسے ہی بے باکی کے کلمات لکھے ہیں کہ اتنے مسلمان مرے ان میں سے صرف اتنے ایمان کے ساتھ گئے اور باقی معاذ اللہ بے ایمان مرے۔ اس اشتہار میں تو اتنی رعایت ہے کہ نوے ہزار اموات میں صرف بیس ہزار معاذ اللہ کافر رکھے ہیں اور اشتہاروں میں تو گنتی کے مسلمان رکھے۔ رب عز وجل سے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عرض نسبت کی ہے کس قدر بے معنی ہے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور سلامتی کے طلبگار ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷ اربع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک جاہل نے کوئی گناہ کیا جس کو قطعی نہ جانتا تھا کہ حلال ہے یا حرام۔ اور اسی یا دوسرے گناہ کو عالم نے کیا تو ان دونوں کے لئے از جانب شریعت حکم مختلف ہے یا نہیں؟ اور اگر مختلف ہے تو کیوں؟ اور اگر مختلف نہیں ہے تو کیوں؟ بیٹنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ذنب العالم ذنب واحد و ذنب	عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ
الجاہل ذنبان، قیل ولہ یا رسول اللہ،	دوہر گناہ۔ عرض کی یا رسول اللہ! یہ کس
قال العالم یعذب علی رکوبہ الذنب	لئے؟ فرمایا: عالم پر گناہ کرنے کا عذاب ہے
والجاہل یعذب علی رکوبہ الذنب	اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کرنے کا ہے
وترک التعلم	اور ایک علم نہ سیکھنے کا۔

لہ الجامع الصغیر	حدیث ۴۳۳۵	دار الکتب العلمیۃ بیروت	۲/۲۶۲
فیض القدر	تحت حدیث ۴۳۳۵	دار المعرفۃ بیروت	۳/۵۶۵

مسئلہ ۱۸۲ از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں مرسلہ سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم
۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ دوشنبہ

مولانا المعظم ذوالمجدد الکرم معظم وکرم دامت برکاتہم۔ پس از سلام مسنون عارض خدمت
ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ جناب کی صحت و عافیت کا مستعدی بخیر ہوں۔ میں نے جناب سے سید
ظہور حیدر صاحب مرحوم کے لئے جو ان کے نام سے ایک عدد کم کر کے تاریخ وفات ان کی کر دینے
کو کہہ آیا تھا اور جناب نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اگر ہوگئی ہو تو روانہ فرمائیں۔ تقریحات الحمد
والقہود اور التناسخ بھی روانہ ہوں جو بدایونی رسائل ہیں۔ اور اگر کوئی جدید رسالہ بحث
اذان میں شائع ہوا ہو تو روانہ ہو۔ کذا الاخرۃ جو چودھری صاحب سہاروی کی ہے وہ جدید الطبع
شنا ہے کہ جناب کی نظر و اصلاح سے بہت ماگزی ہے، آیا یہ درست ہے؟ اور اس میں جو
صفحہ ۲ پر امامت کے مسائل ہیں، قبروں پر چادریں چڑھانے کو بدعت سیئہ کے قسم اعتقاد یہ
اور باب زیارۃ القبور میں قبروں پر کچھ چڑھانے یا چومنے کو جو حرام اور بدعت مکہ دیا ہے، آیا یہ
بھی جناب کے نزدیک صحیح ہے؟ اس سے مطلع فرمائیے۔ والسلام

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت صاحبزادہ والا قدر بالا فخر حضرت جناب مولانا مولوی سید
محمد میاں صاحب دامت برکاتہم تسلیم مع التکرم ملتس والا حضرت سیدنا شاہ مہدی میاں
صاحب قبلہ کے حکم سے ان عظیم بے فرصتیوں میں یہ کتاب فقیر نے بنائی۔ اغلاط شدیدہ کثیرہ
عظیمہ شرعیہ کا نکالنا تو لازم و واجب ہی تھا۔ حکم یہ ہوا کہ اشعار کی بھی اصلاح کر۔ جس سے
بلا مبالغہ اتنی بڑی کتاب نظم اور اتنے کثیر حواشی از سر نو تصنیف کرنی ہوئی۔ بلکہ تصنیف جدید
میں اس کی نصف محنت بھی نہ ہوتی جو اس کے بنانے میں ہوئی۔ طبع اول کے صفحہ ۱۲۳ تک
کہ طبع جدید کے صفحہ ۱۳۳ ہے، تمام اصلاحات کی نقل میں نے اپنے پاس رکھی، اور جناب
چودھری صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ بعد تبلیض یہاں پھر دیکھنے کو بھیج دیا کریں۔ جناب
موصوف نے کچھ اجزاء کا پی شدہ دیکھنے کو بھیجے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ اصلاح میں
شدید تبدیلیں فرمادی ہیں۔ اس کے بعد مجھے چاہئے تھا کہ باقی کتاب واپس کرتا، مگر حکم حاکم

سے چارہ نہ تھا۔ باقی کی بھی اسی محنت سے اصلاح کی اور چودھری صاحب سے عرض کر بھیجی کہ اب بلیضہ یہاں بھیجنے کی حاجت نہیں۔ یہ مسئلہ چادر وغیرہ کا جو حضرت نے دریافت فرمایا ہے الحمد للہ کہ اسی صفحہ ۱۲۳ پر تھا جسے میں یہ دکھا سکتا ہوں کہ میری اصلاح یہ تھی، اور یہ حضرت خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ طبع جدید میں اس کی کیا گت ہو گئی ہے۔

طبع اول کے صفحہ ۸۵ و ۸۶ پر کہ اب صفحہ ۹۲ تا ۹۴ ہے، اس میں یہ شعر ”کچھ چڑھانا قبر پر یا چو مناد“ کاٹ کر یہ بنایا تھا:۔

سجدہ قبر اور طواف باخضوع
اُن کے آگے جھکنا تا حد رکوع

طبع دوم میں وہی اپنا شعر رہا۔ یہیں میں نے یہ اشعار اضافہ کئے تھے:۔

اولیاء سے استعانت ہے روا	وہ وسائل ہیں ترے پیش خدا
مُعطٰی و مالک فقط اللہ ہے	واسطہ اپنا ولی اللہ ہے
ہے تو تل کی طلب شرآن میں	وابتغوا آیا ہے اس کی شان میں
دیکھ تفسیر عزیزی پارہ عم	لکھتے ہیں یوں شاہ صاحب تم
اولیاء کہتے ہیں امداد بشر	جارح ہیں بہر امداد بشر
اہل حاجت ان سے حاجت مانگ کر	اپنی مشکل کہتے ہیں حل سر بسر
یہ بھی نہ مایا کہ نذر اولیاء	ہے تمام امت میں رائج بے خطا
ہے یہ مقصود شبہ عبد العزیز	نذر عرفی ہے نہ شرعی لے عزیز
تھکے جو لے جائیں شاہوں کے حصو	نذر کہتے ہیں اسے اہل شعور
فرق عرف و شرع سے غافل نہ ہو	کہہ نہ مشرک اہل الا اللہ کو
اُمت احمد کو جو مشرک کہے	خود ہے وہ نزدیک شرک و کفر ہے
اور سماع و علم موقی مطلقا	اہل سنت کا ہے اجماع اے فتی
مُرے مومن ہوں کہ کافر لا کلام	دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں مدام
اس پر ناطق ہے تو اتر سے حدیث	ہے فنائے رُوح تو قولِ خبیث

وہ نہیں سُنتے تو کیوں اُن پر سلام
کیا شریعت چاہے پتھر سے کلام
عام کے یہ دھڑ نہیں سُنتے ضرور
ہیں یہی مَوْتی یہی مَنْ فی القبور
یہ بھی جب حق چاہے سُنتے ہیں ندا
کیونکہ اِنَّ اللہَ یسمع من یشاء

ملاحظہ ہو طبعِ دوم میں ان کی کیا تبدیلی ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ سخت افسوس مجھے ان اشعار کا ہوا کہ
نعت شریف میں میں نے اضافہ کئے تھے وہ یہ ہیں :

حضرت علامہ کل بے شک و ریب	بخشا ہے انبیاء کو علمِ غیب
ان کو کرتا ہے مسلطِ غیب پر	اوروں کو ان کے توسط سے خبر
ان پر کر دیتا ہے روشن لاکلام	ختم تک دنیا و مافیہا تمام
مصطفیٰ کو سب سے بخشا ہے ہوا	مایکوں کا کان جس کا جُڑ ہوا
علم مانے شہ سے شیطان کا وسیع	کس سے جُڑ شیطان ہو یہ کفرِ شیع
علمِ غیب اُن کا سا جو ثابت کئے	بچے پاگل جانور کے واسطے
وہ شقی مرتدِ عدو اللہ ہے	کافروں سے بھی سوا گمراہ ہے
جو کریں تنقیصِ شانِ شاہِ دیں	لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
مصطفیٰ ہی ہیں قیامت میں شفیع	ہے انھیں کا حصہ یرشانِ رفیع
فاتحِ بابِ شفاعت ہیں وہی	کہنِ اربابِ شفاعت ہیں وہی
جو کبارِ دالے بے توبہ مریں	وہ کریم ان کی شفاعت بھی کریں
جو کہ اس دن کے وہ شافع نہیں	وہے گمراہ و غبیث اسے اہلِ یں
فضلہ خورانِ سگانِ استِزال	بلکے ہیں ایسے بد اقوالِ ضلال
اُن کی گمراہی سے تم مُنہ موڑنا	اپنے مولا کا نہ دامن چھوڑنا

وہ نہ ہوں شافع ہمارے گر کہاں
کئے ہم سوں کا ٹھکانہ پھر کہاں

ملاحظہ ہو کہ اس میں کتنا اور کیا باقی رہا۔ ان تمام اضافات پر حواشی تھے جن میں ہر لفظ کا آفتاب

زیادہ ثبوت تھا وہ بھی اکثر حذف ہو گئے۔ اب حضرت اپنی مسئلہ عبارت ملاحظہ فرمائیں، اشاعت اولیٰ میں اس حاشیہ کی عبارت یہ تھی :

صحت ہوتی ہے مکروہ الخ یعنی فاسق فاجر اور نابینا اور اہل بدعت اور جاہل کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن بعض کے پیچھے مکروہ تحریمہ اور بعض کے پیچھے مکروہ تنزیہی یعنی اہل بدعت اور وہ جاہل جو قرأت توڑے اور ادھکٹ حرفوں سے پڑھے، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہوتی ہے اور نابینا و فاسق کے پیچھے اگر وہ اہل بدعت اور جاہل نہ ہوں تو نماز مکروہ تنزیہی ہوتی ہے اہل بدعت کے پیچھے۔ اس لئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من احدث فی امرنا هذا لیس منه یعنی جس شخص نے نئی بات نکالی اپنی فہم و مراد سے۔ طرف سے پنج دین میں ہمارے کے جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے (مراد ایس سے بدعت سیئہ ہے) پس وہ شخص یعنی بدعتی مردود ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا :

کل بدعة ضلالة یعنی ہر بدعت گمراہی کا راستہ ہے۔ پس جو شخص ترکیب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہئے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہوگی۔

واضح ہو کہ قبروں کو سجدہ کرنے والے اور اہل قبور سے مت ماننے والے اور فرقہ ہائے باطلہ مثل خوارج و جبریہ و قدریہ کے، اور وہ ان پڑھ جاہل جو کہ کتاب و سنت سے بالکل ناواقف و بے بہرہ ہیں اور پھر ترک تقلید کرتے ہیں، یہ لوگ اہل بدعت ہیں ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرضیکہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع ہو چکا ہے ان کے خلاف عقیدہ رکھنا یہی بدعت ہے۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب الاقضية باب نقض الاحکام الباطلة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴/۲
۲۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب تخفيف الصلوة والخطبة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۵/۱
۳۔ سنن ابن ماجہ باب اجتناب البدع والجدل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶

اس فقیر نے یوں بنایا تھا،

شہ پہلے دور میں الم یعنی جاہل اور نابینا اور ولد الزنا اور غلام، فاسق اور اہل بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن اگلے چار کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور کچھ دؤ کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے جبکہ وہ فاسق معین ہو یعنی اس کا فسق ظاہر اور مشہور ہو ورنہ اس کے پیچھے بھی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ اور جبکہ اس بدعت کی بدعت و بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو ورنہ اس کے پیچھے باطل محض ہوگی، جیسے آج کل کے روافض و وہابی و نحری و قادیانی و چکڑالوی کہ اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں، اور غیر مقلد۔ حدیث میں فرمایا:

كل بدعة ضلالة - یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور اس سے مراد بدعت سیدہ ہے۔ پس جو شخص مرکب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہئے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ادا ہوگی۔

واضح ہو کہ بدعت سیدہ دو قسم ہے: عملی اور اعتقادی۔ عملی جیسے علم، تعزیے اور قبروں کو سجدہ۔ اور اعتقادی جیسے تفضیلیہ و خوارج و جہریہ و قدریہ وغیرہ۔ یہ لوگ اہل بدعت ہیں ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرض جن باتوں پر صحابہ و تابعین ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع ہو چکا ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت ہے، پھر ان میں جن کی بدعت حد کفر کو نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ باطل محض ۱۲ منہ

اب اشاعت ثانیہ میں جس طرح کر لیا گیا ہے وہ پیش نظر ہے۔ اسی طرح بیشمار تبدیلیات ہیں، اشعار میں بھی پھر اسی قسم کی اغلاط نے عود کیا ہے صفحہ ۱۲۳ کے بعد کی اصلاحات یہاں نہ رہیں اگر وہ بھی ہوں اور یہ کتاب مطابق اصلاح فقیر کوئی صاحب چھاپیں تو کتاب ثالت ہوگی۔ اور بفضلہ تعالیٰ اغلاط شرعیہ و شعریہ سے پاک۔

حضرت سید ظہور حیدر میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال بھی خیال میں آگئی تھی معروض ہے، ۱۰

نحو لقاء جدہ ام ظہور حیدر
حسن الی الجنان اذ ثم ظہور حیدر

قِيلَ مَتَى هَذَا السَّفَرُ هَمَّ ظَهْرٌ وَحِيدٌ
قُلْتُ لَنْ بَقِيَ السَّنَةُ تَمَّ ظَهْرٌ وَحِيدٌ

۱۳۳۳

۱۳۳۲

بدایوں کے رسالہ تنازع اور رسالہ حدوث و قدم پر جو الفاظ نیا زمند نے لکھے تھے ان کی نقل حاضر ہے۔ مولانا کے خط کی نقل گربدایوں سے مل گئی ہو تو میں بھی دیکھتا۔
والا خدمت حضرت جناب سیدنا شاہ ابوالقاسم حاج سید اسماعیل حسن میاں صاحب قبلہ، تسلیم معروض۔ رسالہ ”ہزار ضرب اقویٰ“ جس میں مولوی عبدالغفار خاں صاحب کے چوتھے رسالہ ”آثار المبتدعین“ پر کامل ایک ہزار رد ہیں، تین چار روز میں ان شاء اللہ تعالیٰ طبع ہو جائیگا۔ بعونہ تعالیٰ حاضر کیا جائے گا، کلکتہ والوں کا رد حاضر ہے، حسب تحریر اسماں تقسیم فرما دیا جائے فقط۔
۱۸۳ مسئلہ مسئلہ احمد علی معمار محلہ برہی روز پنجشنبہ تاریخ ۹ محرم ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد شیرینی اور کھانے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور عذریہ پیش کرتا ہے کہ فاتحہ دی ہوئی چیز کا اگر کچھ حصہ زمین پر گر گیا یا اور کسی قسم کی بے ادبی ہوئی تو فاتحہ دینے والا گنہگار ہوگا۔ ایسے شخص پر شرعاً کوئی عذاب یا ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اس کا یہ خیال باطل اور یہ عذر لاطائل ہے۔ زمین پر بلا قصد گر جانے میں کچھ گناہ کسی کے ذمہ نہیں۔ اور اگر کوئی دیوبانی یا رافضی معاذ اللہ قصداً بے ادبی کرے تو اس کا گناہ اس کے سر کیوں باندھا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ: لا تسزد وازرة ومرار اخریؕ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت)
ہاں اگر دینے والا جان کر وہابی یا رافضی اور کسی کافر کو دے تو وہ بے ادبی کہہ لوگ کریں اس دینے والے

عہ بقی بقی، سمع اور ضرب و ونوں سے آتا ہے علاوہ ازیں ضرب سے بمعنی انتظار لغت معروف ہے۔

کی طرف عائد ہوگی شخص مذکور اگر واقعی یہ عقیدہ رکھتا ہے جو زبان سے کہا تو قرآن مجید کا مخالف ہے
کما تلونا۔ ورنہ ظاہر یہ ہے کہ وہ باطن میں فائز اور لیار کرام کا منکر ہے۔ اور براہِ تقیہ یہ عذر بیہودہ گھڑتا
ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ شخص مستحقِ عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۴ مسئلہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بہیڑی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب نیکی بدی میزان میں تولینگی
تو نیکی کا پلہ بھاری ہوگا یا بدیوں کا، کیونکہ قاعدے سے جب نیکیاں زیادہ ہوں نیکیوں کا پلہ بھاری اور
نیچا ہوگا اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدی کا پلہ بھاری اور نیچا ہونا چاہئے، اور کتابوں میں لکھا بھی ایسا
ہی ہے کہ جب نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا اور جھکے گا، تو کیا واقعی نیکیاں زیادہ ہونگی
تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ مفصل بیان ہو کیونکہ نیکیاں بمقابلہ گناہوں کے ہلکی ہونا چاہئیں۔

الجواب

وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اٹھے گا اور
بدی کا پلہ نیچے بیٹھے گا۔ قال اللہ عز وجل :

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه
اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک
کام ہے وہ اُس کو بلند کرتا ہے (ت)

جس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۸۵ از گونڈل علاقہ کاٹھیاوار مسئلہ عبدالستار بن اسماعیل بروز سہ شنبہ

تاریخ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

بعض متصوف زندقہ جو زید، عمر، بکر یہ وہ سب کا خدا ہی خدا کہتے ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں
کہ اس وجہ سے منصور نے دعویٰ انا الحق کا کیا، بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی
لئے سبحانی ما اعظم شافی (میں پاک ہوں اور کتنی عظیم میری شان ہے۔ ت) فرمایا،
اور تمس تبریزی نے اسی وجہ سے قسم باذنی (اٹھ میرے حکم سے۔ ت) کہہ کر مردہ زندہ کیا۔
اب عرض یہ ہے کہ کیا واقعی یہ کلمات اوپر کے بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں؟ اور کیا اس
صوفی زندقہ کا یہ کہنا صحیح ہے؟ اور اگر ہے تو کیا یہ کلمات عند الشرع مردود ہیں یا نہیں؟ اور

اگر مرد وہیں تو اوپر کے تینوں بزرگوں کے ساتھ اہل سنت و جماعت کس طرح کا عقیدہ رکھیں؟
الجواب المملفوظ

اُن زنادقہ کا یہ قول کفر صریح ہے اور ان کے قول کی صحت کا شک واقع ہونا سائل کے ایمان کو مضر ہے تجدید اسلام چاہئے۔ وہ تینوں حضرات کرام اکابر اولیائے عظام سے ہیں قدسنا اللہ باسرارہم۔ حضرت شمس تبریز قدس سرہ سے یہ کلمہ ثابت نہیں، اور ثابت ہو تو معاذ اللہ اُسے ادعائے الوہیت سے کیا علاقہ! ایسی اضافات مجازیہ شائع ہیں۔ حضرت حسین منصور انا الحق نہیں کہتے تھے بلکہ انا الاحق (میں ہی احق ہوں۔ ت)، ابتلائے الہی کے لئے۔ سامعین کی فہم کی غلطی تھی۔ ان کی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں، ہر روز اخیر شب میں جنگل کو تشریف لے جاتیں اور عبادت الہی میں مشغول ہو جاتیں، ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھلی اور بہن کو نہ پایا، شیطان نے شبہ ڈالا، دوسری رات قصد اجاگئے رہے، جب وہ اپنے وقت معمول پر اٹھ کر باہر چلیں یہ آہستہ اٹھ کر پیچھے ہوئے، وہ جنگل میں پہنچیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں، یہ پتروں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے، قریب صبح انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یا قوت کا جام اُترا اور وہ ان کی بہن کے دہن مبارک کے پاس آگیا، انھوں نے پینا شروع کیا، یہ بے چین ہوئے اور چلا کر کہا: بہن! تمہیں خدا کی قسم چھوڑا میرے لئے بھی چھوڑ دو۔ انھوں نے صرف ایک جرعه اُن کے لئے چھوڑا جس کے پیتے ہی ان کو ہر شجر و حجر و درو دیوار سے آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ احق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے؟ یہ اس کا جواب دیتے انا الاحق بیشک میں احق ہوں۔ لوگوں نے کچھ سنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔

حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سوال کا خود جواب ارشاد فرمادیا، فرمایا: میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے۔ سائلوں نے اس پر دلیل چاہی فرمایا: تم سب ایک ایک خنجر ہاتھ میں لے کر بیٹھ جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سُنو بے تامل خنجر مارو کہ ایسے قاتل کی سزا قتل ہے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا اُن سب نے بے مہابا خنجر مارے۔ جس نے جس جگہ کے قصد پر خنجر مارا تھا خود اس کے اسی جگہ لگا۔ جب حضرت کو افاقہ ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ سب گھائل پڑے ہیں۔ فرمایا: میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے جس کا کہنا بجا ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کوہ طور پر اُس درخت میں سے ندا سنی کہ یا موسیٰ اخی انا اللہ

سب العلمین (اے موسیٰ! میں ہوں اللہ رب سارے جہانوں کا۔ ت) کیا یہ درخت نے کہا تھا، حاشا بلکہ رب العالمین نے درخت پر تجلی فرمائی اور حضرت کلیم کو اُس میں سے ندا مسموع ہوئی، کیا وہ ایک درخت پر تجلی فرما سکتا ہے اور بایزید پر نہیں؟ کیا محال ہے کہ بایزید پر تجلی کرے اور سب بخنی صاعظم شافی (میں پاک ہوں اور کتنی عظیم میری شان ہے۔ ت) اور لوگوں کو ان میں سے ندا آئے۔ حضرت مولوی معنوی قدس اللہ سرہ الشریف فرماتے ہیں: ایک جن جس پر تسلط کرتا ہے اس کی زبان سے کلام کرتا ہے اس کے جوارح سے کلام کرتا ہے یہ کیا تمہارے نزدیک رب عز وجل ایسا نہیں کر سکتا، کلام اس کلے اور زبان بایزید کی، بایزید شجرۃ موسیٰ ہیں اور مکمل وہ جس نے فرمایا انا اللہ رب العلمین۔ فلتلہ الحجة البالغة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶

علمائے عظام و مشائخ کرام نے منصور کو کیوں سولی دی؟ اگر بوجہ کفر سولی دی گئی ہے تو کیا منصور کو اب مسلمان اور کالمین میں سے شمار کریں یا ان کی نسبت کیا عقیدہ رکھیں؟

الجواب المملفوظ

ظاہر مسموع اُن کے کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً تعزیر قتل ہے لہذا حکم شرع پورا کیا گیا۔ نہ بر حکم شرع آب خوردن خطاست دگر خون بہ فتوے بریزی رواست (کیا ایسا نہیں شرع کے حکم کے بغیر پانی پینا گناہ ہے، اور اگر شرعی فتویٰ کے ساتھ تو خون بہائے تو جائز ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۸۷ از ریاست رامپور کوچہ قاضی مرزا صاحب حسین بروز شنبہ ۱۷ رجب ۱۳۳۲ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین و مشائخ کرام اور اولیائے عظام اس مسئلہ میں کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کرامتیں جو کہ مولود شریف و وعظ و غیبہ میں بیان کی جاتی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ایک بُڑھیال لب دریا بیٹھی روتی تھی، اتفاقاً حضرت کا

۱۔ القرآن الکریم ۲۸/۳۰

- ۲۔ تذکرۃ الاولیاء (اردو) شیخ فرید الدین عطار ملک ایڈ کمپنی اردو بازار لاہور ص ۸۳
 ۳۔ ثنوی معنوی دفتر چہارم قصہ سجائی ما اعظم شافی مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ۲۰۵/۴
 ۴۔ بوستان سعدی باب اول پہلی گفتار مکتبہ شرکت علیہ ملتان ص ۲۹

اس طرف سے گزر ہوا، حضرت نے فرمایا کہ اس قدر کیوں روتی ہو؟ بڑھیا نے عرض کیا، حضرت! میرے لڑکے کی بارہ برس ہوئے یہاں دریا میں مع سامان کے برات ڈوبی ہے میں یہاں آکر روزانہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مع کل سامان کے صحیح و سالم نکل آئی اور بڑھیا خوش و غم اپنے مکان کو چلی گئی۔

دوسرے یہ کہ حضرت کے ایک مرید کا انتقال ہو گیا، موتی کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس پر لڑکا زیادہ رویا پٹا اور اڑ گیا، تو آپ کو رحم آیا آپ نے وعدہ فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی۔ بعدہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہو کر روکا، جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کے آپ نے دریافت کیا کہ ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے؟ جواب دیا، ہاں۔ آپ نے فرمایا: روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بحکم رب العالمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر جھگڑا ہوا، آپ نے تھپڑ مارا حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کی ایک آنکھ نکل پڑی اور آپ نے اُن سے ذلیل چھین کر اُس روز کی تمام روہیں جو کہ قبض کی تھیں چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی ہم کو اُن کی خاطر منظور ہے اگر انھوں نے تمام روہیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

شرعاً ان روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریف یا وعظ وغیرہ میں درست ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیے۔ بیتوا تو جدوا (بیان فرمائیے اجر دیے جاؤ گے۔ ت)

الجواب الملقوظ

پہلی روایت اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گزری مگر زبان پر مشہور ہے، اور اُس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں، اس کا انکار نہ کیا جاتے۔

اور دوسری روایت ابلیس کی گھڑی ہوتی ہے اور اُس کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام۔ احمق، جاہل، بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا خوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے، کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ اُسے کفر کی طرف نسبت کیا جائے نہ کہ محبوبانِ الہی سیدنا عزرائیل علیہ السلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہینِ رسول کے سبب معاذ اللہ اُس کے لئے باعثِ کفر ہے، اللہ تعالیٰ جہالتِ ضلالت

سے پناہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۸۔ مرسلہ عبدالستار بن اسماعیل شہر گوندل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ شعبان ۱۳۳۲ھ
ان دنوں اکثر اجاب کو گمنام خطوط بدیں مضمون ملتے ہیں، بسم اللہ الرحمن الرحیم، قل
هو اللہ احد اللہ الصمد، ایاک نعبد و ایاک نستعین، النعمت علیہم عرصتین روز
میں نو خط نو جگہ بھیجے اس سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا ورنہ نقصان۔

اب عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا عند الشرع کیا اصل ہے؟ اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟
اگر واجب العمل ہے تو بلا نام و نشان کے گمنام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب الملقوظ

یہ بدعتِ شنیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ بے ادب
کھلے ہوئے کارڈوں پر کلامِ الہی لکھ کر بھیجا جاتا ہے کہ چٹھی رساں جو اکثر ہنود اور عموماً بے وضو ہوتے ہیں اسے
مس کرتے ہیں، ڈاکخانوں میں مہر لگانے والے بے وضو یا نجس ہاتھوں سے چھوتے ہیں زمین پر رکھ کر
مہر لگاتے ہیں اور خصوصاً زمین پر وہی رُخ ہوتا ہے جس پر آیات ہیں، یہ سب ناپاکیاں اس بدعتِ
خبیثہ کے سبب ہیں۔ اور پھر یہ اللہ پر افسوس ہے کہ ایسا کرو گے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں
بتلا ہو گے۔

ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون۔ یا اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں

علم نہیں۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۹۔ الف خاں مہتمم مدرسہ نجمین اسلامیہ قصبہ سنگور ریاست کوٹہ راجپوتانہ

یکشنبہ ۱۳۳۲ھ

ارواحِ مومنین یا کافر کا کسی وقت اپنے اپنے مکان میں آنا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے یا
نہیں؟ فقط۔

الجواب الملقوظ

ارواحِ کفار کا آنا کیونکر ہو سکتا ہے وہ مجوس و مقید ہیں، اور روحِ مومنین کی نسبت حدیث
میں ارشاد ہوا:

اذا مات المؤمن یُخلی سربه حیث شاء^۱۔ اس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جاتی ہے جہاں چاہے۔

”جہاں چاہے“ میں اپنا گھر بھی داخل ہے، اور بار بار وارج صالحین کا اپنے اور اپنے متعلقین کے گھر آنا اور مدد کرنا ثابت ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے ایک مریض کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ صاحبِ فراش تھے، رات کو جب سو رہے تھے انھیں پیاس لگی اور کپڑا اور پٹھنے کی ضرورت ہوئی، کوئی پاس نہ تھا، ان کے ایک بزرگ کی رُوح ظاہر ہوئی اُس نے پانی پلایا اور کپڑا اڑھایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۱۹۸۶ء مسلمہ مرسلمہ محمد عبدالواحد خاں مسلم حقیقی اسلام پورہ معرفت عبداللطیف ہیڈ ماسٹر
میسو پیل اردو سکول ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

واجب الاحترام والتعظیم اعلیٰ حضرت مدظلہم، قادیانی نے جس قدر تحریرات رسائل کتب اپنے دعوے کی تائید میں لکھے ہیں اگر آپ کے پاس ہوں اور ممکن ہو تو روانہ فرما دیجئے تاکہ اس کی تمام باتوں پر میں غور کر کے ایک رائے قائم کر لوں اور مباحثہ کے وقت سہولیت پیدا ہو جائے کیونکہ مخالف کتابیں دینے سے انکار کرتا ہے اگر یہ نہیں ہو سکتا ہے تو کم از کم ان کی کتابوں کے نام اور جگہ جہاں سے وہ دستیاب ہو سکتی ہیں تحریر فرمادیں، یہ تکلیف آپ کو دینا جائز نہیں مگر کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام کو انجام دے سکے، اب دوسری بات تردید یعنی جس قدر رسائل اشتہارات وغیرہ اس کے رد میں لکھے گئے ہوں روانہ فرمائے جائیں ورنہ آخر درجہ ان کی فہرست ہی سہی، اور مندرجہ ذیل شکوک رفع کر دیجئے (قرآن، صحاح ستہ ہی کے دلائل ہوں تو خوب ہے)۔

(۱) میں صحاح ستہ کو دیکھنا چاہتا ہوں مگر عربی نہیں جانتا، کیا کوئی اردو ترجمہ تحت اللفظ اسکی فراہم ہو سکتا ہے، اور کونسی کتاب زیادہ معتبر اور فائدہ رساں ہے؟

(۲) مشکوٰۃ شریف میں کیا بیان ہے، اس سے کیا مدد مل سکتی ہے؟

(۳) ہمارے یہاں سب سے زیادہ کون کون کتابیں معتبر ہیں؟

(۴) حضرت عائشہ کے مذہب پر آپ کی کیا رائے ہے؟

۱۔ اتحاد السادة المتقين کتاب ذکر الموت فضیلة ذکر الموت دار الفکر بیروت ۲۲۶/۱۰
۲۔ انفاس العارفين مترجم اردو امداد اولیاء ص ۳۶۹

- (۵) حضرت مسیح (علیہ السلام) کے زندہ ہونے کی کن کن حدیثوں سے دلیل مل سکتی ہے؟
 (۶) سُبْحَانَ الَّذِي فِيهِ سُبْحَانَ کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے؟
 (۷) اور آپ کو رات کو کیوں معراج ہوا، دن کو کیوں نہ ہوا؟
 (۸) اور کس، خضر، عزیر، الیاس (علیہم السلام) ان کے قصص قدسے صراحت کے ساتھ بیان کیجئے۔
 (۹) حضرت ہمدی اور عیسیٰ (علیہما السلام) دونوں مجداً اشخاص ہونے کی کن کن حدیثوں میں خبر ہے؟

الجواب

- (۱) صحاح ستہ کے اردو میں ترجمے ہوئے ہیں مگر عموماً وہابیہ نے کئے ہیں، اور ترجمہ دیکھ کر کوئی شخص قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتا۔
 (۲) مشکوٰۃ شریف ایک جامع کتاب ہے، بہت باتوں میں مدد دیتی ہے مگر تنہا کوئی کتاب سوا قرآن عظیم کے کافی نہیں۔
 (۳) ہمارے یہاں قرآن عظیم کے بعد حدیث میں صحیحین اور سنن اربعہ، مسانید امام اعظم، موطا و کتاب الآثار امام محمدر، کتاب الخراج امام ابو یوسف، کتاب الحج امام عیسیٰ بن ابان، شرح معانی الآثار امام طحاوی، مشکلات الآثار امام طحاوی، عقائد میں فقہ اکبر، وصالیہ امام اعظم، عقائد امام مفتی الانس والجن نجم الدین عمر فلسفی، فقہ میں ہدایہ، بدائع، مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، خانیہ، خلاصہ، بزازیہ، غرر، درر، تنویر الابصار، درمختار، غنیہ، حلیہ اور ہزار ہا کتب بے شمار۔
 (۴) ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بہت صغیر السن تھی تھیں، وہ جو فرماتی ہیں، اُن روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی ہیں جو اُن کے زمانے میں ہوئیں۔ معراج جسمانی ان کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔
 (۵) اس کے لئے دُرُ مَنُور و ابن جریر و تفسیر دیکھنی چاہئیں، ابھی میں اوپر کہہ چکا ہوں کہ ان مسائل میں بحث یہ قادیانیوں کا دھوکا ہے بحث اس کے ان کفریات میں چاہئے جس کا نمونہ اوپر مذکور ہوا۔
 (۶) حضرت عزت جل و علا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے، اس کی ابتدا

کہیں ہوا الذی سے ہوئی ہے جیسے :
 هو الذی بعث فی الامیین رسولاً
 وہی ہے جس نے اُن پڑھوں میں انہی میں سے
 ایک رسول بھیجا۔ (ت)
 هو الذی ارسل رسولہ بالہدی
 ودین الحق
 کہیں تبارک الذی سے :
 تبارک الذی نزل الفرقان علی
 عبداً لیکون للعلیین نذیراً
 بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے امارا قرآن
 اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے
 والا ہو۔ (ت)

کہیں حمد سے ، جیسے :
 الحمد للہ الذی نزل علی عبداً الکتاب
 ولم یجعل لہ عوجاً
 یہاں تسبیح سے ابتداء فرمائی ہے :
 سبحن الذی اسوی بعیدا لیلاً
 من المسجد الحرام
 پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات
 لے گیا مسجد حرام سے۔ (ت)
 اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر یحییٰ کی جاتی ہے ،
 سبحن الذی کیسی عمدہ چیز ہے ، سبحن کیسی عجیب بات ہے ، جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف
 لے جانا ، کمرہ زمہریر طے فرمانا ، کمرہ نار طے فرمانا ، کروڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے
 فرمانا ، تمام ملک و ملکوت کی سیر فرمانا۔ یہ تو انتہائی عجیب آیات و بیانات ہیں ہی اتنی بات کہ
 کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لئے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظمہ
 میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں

۱۵ القرآن الکریم ۲۸/۴۸ و ۹/۶۱

۱۶ " " " ۱/۱۸

۱۷ القرآن الکریم ۲/۶۲

۱۸ " " " ۱/۲۵

۱۹ " " " ۱/۱۷

کیا کم عجیب ہے! اس لئے سب اذن الذی ارشاد ہوا، کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اُن کے دو پھیرے ہوتے مرحلۃ الشتاء والصیف (سردی اور گرمی میں کوچ کرنا۔ ت) اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور اُن پر حجت الہی پوری قائم ہو سکتی تھی، چنانچہ مجد اللہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا، ابو جہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی، ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے؟ فرمایا، ہاں۔ کہا، اور آج شب میں واپس آئے؟ فرمایا، ہاں۔ کہا، اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجئے گا؟ فرمایا، ہاں۔ اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے، اور حضور سے پھر اُس ارشاد کا اعادہ چاہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرما دیا۔ کافر بغلیں بجائے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے، یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے۔ صدیق سے عرض کی، آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے بار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا۔ صدیق اکبر نے فرمایا، کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ کہا، ہاں وہ یہ عزم میں تشریف فرما ہیں۔ صدیق نے فرمایا، تو اللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر اُن کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر اُن کے پاس آتی ہے۔ پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے، سبانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکہ بتائیں گے، وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے۔ کافروں نے کہا، واللہ! نشان تو پورے صحیح ہیں۔ پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئے گا؟۔ حضور نے ارشاد فرمایا، فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اتر کر ہم نے اُس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اُس میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں

ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا۔ یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لئے بھی کسی طرح کافی نہ تھی، جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے اُن میں سے ایک نے کہا: وہ آفتاب چمکا، کہ اُن میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا۔ یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سر مُو فرق آنا محال ہے۔

قادیانی سے زیادہ تو اُن کفار مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعویٰ نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا۔ مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھینکے اڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے اور نہ اس کے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ دریکمال شوخِ خشنمی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیاء کی بھی پیشگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا کذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیاء کی تصدیقِ شرطِ ایمان کیوں ہوئی ان کی تکذیب کفر کیوں ہوئی؟

ولكن لعنة الله على الظالمين الذین لیکن اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو یکنبوت المرسلین۔ (رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ (ت)

ان عظیم وقائع نے معراجِ مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا۔ زید و عمر و خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ ساڈیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور آقا فتنۃ للناس نہ دیکھنا صریحِ خطا ہے۔ ساڈیا بمعنی رویت آتا ہے، اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں۔ ولہذا ارشاد ہوا:

سبحن الذی اسوی بعبداہ۔ پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو لے گیا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) راتِ تجلی لطفی ہے اور دنِ تجلی قہری، اور معراج کمالِ لطف ہے جس سے مافوق متصوٰ نہیں، لہذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصلِ محب و محبوب ہے اور وصال کے لئے

عادت شب ہی النسب مانی جاتی ہے۔ معراج ایک معجزہ عظیم طاہرہ ظاہرہ تھا، اور سنت الہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دی جاتی ہے اُن پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے، جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کئے جاتے، ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی شق رہی کہ اُن پر عذاب عام اُترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لئے رحمت، جنہیں اُن کا رب فرماتا ہے:

وما کان اللہ لیعذبہم وانت اے رحمت عالم! جب تک تم ان میں تشریف فرما فیہم یہ ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں۔

لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔

(۸) تصانیف علماء میں قصص الانبیاء دیکھئے اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو

پوچھئے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ قرآن عظیم ہی میں مذکور ہے کہ اُن کی رُوح قبض فرمائی پھر سو برس بعد زندہ فرمایا، کھانا پانی جو ساتھ تھا وہ اس سو برس میں نہ بگڑا، اور سواری کے لئے جانور کی ہڈیاں بھی گل چکی تھیں، اُن کی نظر کے سامنے اس کی ہڈیاں اُبھاریں اُن پر گوشت چڑھایا اُسے زندہ فرمایا۔

حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی قرآن عظیم میں ہے۔

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے مع جسم بہشت بریں میں اٹھایا،
واذ کرنی الکتب ادریس انہ کان صدیقاً اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق
نبیاً ورفعنہ مکاناً علیاً۔
تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام
کی طرف اٹھایا۔ (ت)

۳۳/۸	۱۰	الفتح آن الکریم
۲۵۹/۲	۱۱	" "
۸۲ تا ۶۵/۱۸	۱۲	" "
۵۷ و ۵۶/۱۹	۱۳	" "

سبحان اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر
 الا اللہ ما شاء اللہ لا یصلح السوء، الا اللہ
 ما شاء اللہ ما کان من نعمة فمن اللہ
 ما شاء اللہ لا حول ولا قوة الا باللہ

قوت ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ (ت)
 ایسا علیہ الصلوٰۃ والسلام شکرِ اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک غار میں یہ دعا
 کرتے ملتے،

اللہم اجعلنی من امة احمد
المرحومة المباركة المستجاب
لہما

اے اللہ! مجھے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
امت سے بنادے جس پر تیری رحمت و برکت
نازل ہوتی ہے اور جس کی دعائیں قبول کی جاتی

ہیں (ت)

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد وصال اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعزیت کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تشریف لائے، مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے اور ان پر مکہ لگائے ہوئے راہ چلتے نظر آئے، اکابر اولیاء کے پاس اکثر تشریف لایا کے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محاسن و عطا میں کثرت کرم فرماتا، اور اب تک اولیاء سے ملتے ہیں، جھگل میں بے بسی کے وقت

۱۵۵/۹ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۰۰۲ الیاس بن عیسیٰ علیہ السلام دار احیاء التراث العربی بیروت

تاریخ دمشق الكبير ترجمه ۱۰۰۴ ایاس بن عیسیٰ علیہ السلام دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۸/۹

159/9 " " " " " " " " " " " "

مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں۔

(۹) ان احادیث کی تفصیل خصائص کبریٰ امام جلال الدین سیوطی و کتاب الاشاعة فی الشراط الساعة سیدنا علامہ محمد ابن عبدالرسول برزنجی وغیرہا میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 ۱۹۹۲ء مسئلہ ۱۹۹۲ء حکیم عبدالجبار خان و ہام پور ضلع بجنور ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ
 (۱) کیا سید پر دوزخ کی آغ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بد اعمالی کی پاداش میں دوزخ میں جا ہی نہ سکے گا؟

(۲) آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتونِ جنت کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب سیدہ موصوفہ سیدہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے فقط۔

الجواب

(۱) سادات کرام جو واقعی علم الہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امید و اتقائی یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا، حدیث میں ہے: انما سیت فاطمة لان الله تعالى ان کا فاطمہ نام اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حرمہا و ذریعہا علی الناریہ ان کو اور ان کی تمام ذریعہ کو نار پر حرام فرما دیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

ان الله غير معذب ولا ولدك اے فاطمہ! اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو، مگر تم قطعاً بے نص قطعاً ناممکن ہے۔

(۲) امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد اجداد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہونے سے ان کا دامن فصائل مالا مال ہے مگر یہ شرف اعظم کہ حضرت سادات کرام کو ہے ان
 ۱۳۹/۱ دارالکتب العلمیہ بیروت حدیث ۲۳۰۹

المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۶۲/۲
 ۲۶۳/۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت حدیث ۱۱۶۸۵

کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا کی طرف سے ہے کہ ۱
فاطمہ بضعة متی ہے۔ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔
کل بنی آدم ینتمون الی عصبۃ ابیہم
الابنۃ فاطمۃ فانما ابوہم ینے
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۱ از امر وہ مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

مرشدی و مولائی مد فیوضکم العالی !
بعد آداب و نیاز غلامانہ گزارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہیں کہ سادات
بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی تنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا
ہونا روزِ رخ سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر و حدیث اکرموا اولادہ (میری اولاد
کا احترام کرو۔ ت) وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی فتوحات مکیہ کا باب سلمان فارسی
پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمائیے۔ زیادہ
آرزوئے قدسوی فقط۔

الجواب

سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آج کل بہت مشرب صریح کفر و ارتداد
کے ہیں جیسے قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی، چکرالوی، دیوبندی وغیرہم، جو مشرب رکھتا ہو
ہرگز سید نہیں،
انہ لیس من اہلک فانہ عمل
غیر صالح ہے
کام بہت نالائق ہیں۔ (ت)

۱/ ۵۳۲ صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب فاطمہ قیدی کتب خانہ کراچی
۱/ ۵۲۶ باب مناقب قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۲/ ۲۹۰ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل من فاطمہ رضی اللہ عنہا قیدی کتب خانہ کراچی
۲/ ۱۶۶ الاسرار المرفوعہ فی اخبار الموضوۃ حرف الکاف حدیث ۶۷۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۶

۱۶ القرآن الکریم ۱۶

ہاں سلامت ایمان کے اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عزوجل کے کرم سے امید والی یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں اُن سے اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے، حدیث ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله
وذريتها على النار۔ رواه البزار و
ابو يعلى والطبرانی فی الكبير والحاکم
وصح وتمام فی فوائدہ کلہم عن
عبد الله بن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

بیشک فاطمہ نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو
اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر دوزخ
کی آگ حرام فرمادی۔ اس کو بزار، ابو یعلیٰ،
طبرانی نے معجم کبیر میں، اور حاکم نے روایت کیا
اور اس کی تصحیح کی۔ یہ تمام اس کے فوائد میں ہے
سب نے اس کو عبد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ (ت)

اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا عذاب سے محفوظ ہے۔

وزعم المناویٰ اماھی وابتناھا فالمراد
فی حقہم التحريم المطلق، واما
من عبد اہم فالبحرم علیہم
نار الخلود اھ ورائتی کتبت
علیہ اقول قد علم المحفوظون
من اهل السنة والجماعة
ان نار الخلود محرمة علی کل
من قال لا اله الا الله فما خصوصية
ذرية نساء بل المعنى بحول
العزیز المقتدر هو التعميم
والله ذو الفضل العظیم۔
والله تعالیٰ اعلم

مناوی نے کہا کہ خود خاتونِ جنت اور ان کے
دونوں بیٹوں کے حق میں تو مطلقاً دوزخ کا حرام
ہونا مراد ہے۔ لیکن ان کے غیر میں دائمی طور پر
دوزخ میں رہنا حرام ہے اھ۔ مجھے یاد ہے کہ
میں نے اس پر یوں لکھا اقول (میں کہتا
ہوں) اہل سنت و جماعت جو کہ محفوظ ہیں جانتے
ہیں کہ دوزخ میں دائمی طور پر رہنا تو ہر اس شخص
پر حرام ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ اس
میں سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد
کی کیا تخصیص ہوتی بلکہ عزیت و اقمہ ارواے
معبود کی توفیق سے معنی میں نعیم ہے یعنی مطلقاً
حرمت۔ اللہ تعالیٰ فضل و علمت والا ہے (ت)

۱۳۹/۱ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳۰۹ حدیث ۲۳۰۹ دارالمعرفۃ بیروت
۴۶۲/۲ فیض القدر شرح الجامع الصغیر

مسئلہ ۲۰۲ **مرسلہ** از محمد ابراہیم موضع گردھروپور ڈاکخانہ رچھا ضلع بریلی
ایک شخص نجابت خاں جاہل اور بد عقیدہ ہے اور سود خوار بھی ہے، نماز روزہ خیرات وغیرہ کرنا بیکار
محض سمجھتا ہے۔ اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانان و اہل ہندو میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح کو اسکی
منحوس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ وقت اور پریشانی
اٹھانی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہو جانے کا وثوق ہو لیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ
اور پریشانی ہوگی۔ چنانچہ ان لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر
اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنے پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چند
توقف کر کے یہ معلوم کر کے وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ
اور طرز عمل کیسا ہے؟ کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں؟

الجواب

شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے، اذا
تطیرتم فامضوا جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو، وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے
مسلمان کو ایسی جگہ چاہئے کہ
اللہم لا تطیر الا طیرک ولا خیر الا
خیرک ولا الہ غیرک یہ
اے اللہ! نہیں ہے کوئی برائی مگر تیری طرف سے
اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے
اور تیرے بغیر کوئی معبود نہیں (ت)

پڑھ لے، اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز نہ رُکے نہ واپس آئے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۳ **مرسلہ** از اکبر آباد محلہ گھٹا اعظم خاں مکان منشی مظفر حسین خاں مختار مرسلہ محمد رضی الدین حشمتی نظامی
۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ،
(۱) مشرک داخل سلسلہ کسی مشائخ سلسلہ سے کس حیثیت سے اور کس طرح پر داخل سلسلہ ہو سکتا ہے؟

۱۔ فتح الباری کتاب الطب باب الطیرۃ مصطفیٰ البابی مصر ۲۲۳/۱۲
۲۔ کنز العمال حدیث ۲۸۵۸۸ موسسة الرسالہ بیروت ۳۲۲/۱۲
۱۱۵/۱۰

مشرک کی آلودگی ظاہر اُس میں نمایاں ہو جیسے اہل ہنود میں سی۔

(۲) ایسے شخص کی بیعت کسی مشائخ سلسلہ سے کب معتبر اور کیسی ہوگی؟

(۳) ایسا مشرک کسی مشائخ سلسلہ کا خلیفہ اور صاحبِ اجازت یا صاحبِ مجاز ہو سکتا ہے جس کی نسبت یقیناً بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا پابند نہیں، نہ اس نے احکام شریعت کی بظاہر پابندی کی، دائرہ اسلام میں بظاہر شامل نہیں ہوا، نہ اس نے شرک و کفر و فسق و فجور سے کسی جلسہ عام مسلمانوں میں توبہ کی، نہ توبہ کا شاہد بنایا۔

(۴) عوام الناس اپنی اغراض نفسانی سے ایسے شخص کو جس کی نسبت عرض کیا جا رہا ہے اس کو رشد و ہدایت کا اپنی ہادی بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

لا الہ الا اللہ کوئی کافر خواہ مشرک ہو یا موحد ہرگز نہ داخل سلسلہ ہو سکتا ہے نہ بے اسلام اس کی بیعت معتبر ہو سکتی ہے، نہ قبل اسلام اس کی بیعت معتبر ہو اگرچہ بعد کو مسلمان ہو جائے کہ بیعت ہو یا کوئی عمل سب کے لئے پہلی شرط اسلام ہے قال تعالیٰ،

وقد منالط ما عملوا من عمل فجعلنہ ہباء منثورا۔
اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصہ فرما کر انہیں باریک باریک بخبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ روزی کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (ت)

جو اس کے کفر پر رہتے ہوئے اُسے مجاز و ماذون بیعت و خلیفہ طریقت کرے اور جو اسے پیرِ رشد و ہدایت سمجھے یہ سب کافر ہو جائیں گے۔ بزاز، مجمع الانہر و درمختار وغیرہ میں ہے،

من شک فی کفرہ فقد کفر۔ جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

ہاں اگر وقتِ بیعت اس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام کا مقرر ہوا تو بیعت صحیح ہوئی اور اُس کے بعد قبل اظہار کفر ماذون کیا تو پیر الزام نہیں مگر جب بعد کو اس نے کفر کیا مرتد ہو گیا بیعت فسخ ہو گئی اب جو اُسے ہادی بنائے یہ کافر ہوگا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

لہ القرآن الکریم ۲۵/۲۳

لہ الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہدانی دہلی ۲۵۶/۱

۲۰۴
۲۱۱
از کلکتہ نمبر ۲۴ پوسٹ شملہ مانک تلہ
مرسلہ منصور علی میاں بگاں قدیم رسول
۱ شعبان ۱۳۳۷ھ

- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ،
- (۱) مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے؟
- (۲) درود شریف کے اندر بجائے علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم کے علیٰ آل داؤد یا علیٰ آل نرکویا وغیرہ مانہ آنے کی کیا وجہ؟
- (۳) جو مضمون قرآن شریف کے ہے اس کو مدلولِ قرآنی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کہہ سکتے ہیں تو طہر ابدی و طہر اقلبی میں کیا فرق ہے؟ اور اگر مدلول نص نہیں تو کیوں؟
- (۴) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم میں اصحاب پر آل کو مقدم کیوں کیا؟

(۵) درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت کے ختم ہو جانے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب

- (۱) اگر ولایت عام مراد ہے تو تساوی اللہ ولی الذین امنوا (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے۔ ت) اور خاصہ تو عموم خصوص مطلق ان اولیاء الا المتقون (اس کے ولی تو پرہیزگار ہیں۔ ت)
- (۲) آل ابراہیم علیہ السلام میں آل داؤد و آل زکریا علیہما السلام سب داخل ولا عکس۔
- (۳) جس مضمون پر قرآن عظیم دلالت فرمائے مدلولِ قرآنی ہے بیعتی اور قلبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور تشابہات میں قیاس جاری کرنا ضلالت امتنا بہ کل من عند ربنا (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ت) نہ کہ من عند نفسك (تیرے نفس کے پاس سے۔ ت)
- (۴) آل اصحاب کو بھی شامل ہے ولا عکس یہ تخصیص بعد تعمیم ہے۔

۲۵۷/۲	۱	القرآن الکریم
۳۳/۸	۲	" "
۷/۳	۳	" "

(۵) اللہ عزوجل نے فرمایا :

وَلَكِنَّ الرُّسُولَ اللّٰهُ وَخَاتَمُ
النَّبِيِّينَ عَلَيْهِ

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ

عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مِنْ خِلَافِهِمْ

وَلَا خِلَافُهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى

ذَلِكَ ۖ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔

ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں
پچھلے - (ت)میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا ان کی
رُسوائی کا ارادہ کرنے والا اور ان کا مخالف ان کو
نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
کا امر (قیامت) آجائے در آنحالیکہ وہ حق پر
قائم ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (ث)

مسئلہ ۲۱۲ از تھانہ فتحپور چوراسی ضلع اناؤ

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تیسری لڑکی ہوئی ، اس دن سے زید نہایت
پریشان ہے ۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تیسری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تیسرا لڑکا نصیب وراور اچھا ہوتا ہے ۔
زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہل ہنود اور عورتوں کی بنیادی
ہوتی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کرو ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کرو اور توشہ شاہنشاہ بغداد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرو حق تعالیٰ بتصدق سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر طرح کی بلا و نحوست سے
محفوظ رکھے گا۔ توشہ دو ہیں :

ایک خشک گیلانی ،

برنج (۵ مار) ، روغن زرد (۵ مار) ، شکہ (۵ مار) ، میوہ (۵ مار) ، شیر گاؤ (۵ مار) ،

زعفران (۵ تولہ) ، گلاب (ایک بوتل) ، کیوڑا (ایک بوتل) ، الائچی خورد (۵ مار) ،

لونگ (۳ تولہ) ۔

۱۵ القرآن الکریم ۳۳/۴۰

۲۵ الدر المنثور بحوالہ مسلم والترمذی وابن ماجہ تحت آیت ولولا دفع اللہ الناس لکنت آتية اللہ العظمیٰ قم ایران ۳۲/۱
صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفة من امتی قیدی کتب خانہ کراچی ۱۴۲/۲

اس کو پکا کر نیا زشہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کر کے مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جائے۔
دوسرا حل وہ اس طرح کہ،

میدہ گندم (۵ مار)، روغن زرد (۵ مار)، شکہ (۵ مار)، میوہ (۵ مار)
حل وہ پکا کر کیوڑا، گلاب، ورقِ فقرہ لگا کر فاقہ دے کر تقسیم کر دیا جائے۔ پانچ سیر سے کم ہونا اچھا نہیں
زیادہ کا اختیار ہے۔ چونکہ زید اور اس کی اہلیہ متبع حضور کے ہیں اس وجہ سے حضور کو تکلیف دی جاتی ہے
کہ یہ باتیں صحیح ہیں غلط آپ کچھ صدقات تحریر فرما دیجئے تاکہ ان کی تعمیل زید کر سکے کیونکہ ان صدقات میں
مبلغ ایک سو روپے صرف ہونگے اور زید کی تنخواہ صرف عہد روپے ہے یا ان صدقات میں کمی
فرما دیں۔

الجواب

یہ محض باطل اور زنا نے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدق
اور توشہ سرکار بقرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اچھی چیز ہے مگر اس نیت سے کہ اس کی نحوست دفع ہو
جائز نہیں کہ اس میں اس کی نحوست مان لینا ہو اور یہ شیطان کا ڈالا ہوا وہم تسلیم کر لینا ہوا والعیاذ
باللہ تعالیٰ اس قسم کے خطرے و سوسے جب کبھی پیدا ہوں ان کے واسطے قرآن کریم و حدیث شریف سے
چند مختصر و بیشمار نافع دعائیں لکھتا ہوں انھیں ایک ایک بار خواہ زائد آپ اور آپ کے گھر میں پڑھ لیں
اگر دل بچتے ہو جائے اور وہ وہم جاتا رہے بہتر و زبرد جب وہ و سوسہ پیدا ہو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے
اور یقین کیجئے کہ اللہ و رسول کے وعدے سچے ہیں اور شیطان ملعون کا ڈرانا جھوٹا۔ چند بار میں بعونہ
تعالیٰ وہ وہم بالکل زائل ہو جائے گا اور اصلاً کبھی کسی طرح اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ
دعائیں یہ ہیں:

لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا هو مولینا
وعلی اللہ فلیستوکل المؤمنون لہ

ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لئے اللہ نے لکھا
وہ ہمارا مولیٰ، اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا

لازم۔

حبیبنا اللہ و نعم انوکیل لہ
اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا اچھا بنانے والا۔

لہ القرآن الکریم ۵۱/۹

۵۲ " " ۱۴۳/۳

اللهم لا يأتى بالمحسّنات الا انت ولا يذهب السيئات الا انت ولا حول ولا قوة الا بك يله

الہی! اچھی باتیں کوئی نہیں لاتا تیرے سوا اور بُری باتیں کوئی دور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی زور طاقت نہیں مگر تیری طرف سے۔

اللهم لا طیرا لا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الہ غیرک یله

الہی! تیری ہی فال فال ہے اور تیری ہی خیر خیر، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ توشہ کہ انھوں نے بتایا نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں بر لانے کے لئے مجرب، ہمارے خاندان کے مشائخ میں اس کی ترکیب یوں ہے،

میدہ گندم (۵ مار)، شکہ (۵ مار)، گھی (۵ مار)، مغسز بادام (۱ مار)، پستہ (۱ مار)، کشمش (۱ مار)، ناریل (۱ مار)، لوگ، دارچینی، چھوٹی الائچی ہر ایک سو اچھٹا تک۔

حضور کی نیاز دے کر صالحین کو کھلائے اور اپنے مطلب کی دعا کرائے۔ اصل وزن یہ ہیں، بقدر قدرت ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔ نصف، چوتھائی، آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کرے وہی اثر دینگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۱۳ھ ازید رسہ نعمانیہ اسلامیہ محلہ فراشخانہ دہلی مسؤلہ محمد ابراہیم احمد آبادی ۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ عبادت جس کے غیر خدا عز و جل کو کرنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے اس کی کیا تعریف ہے جو جامع اور مانع ہو اور اپنی جنس، فصل یا عرض عام اور خاصہ پر مشتمل ہو۔

الجواب

امام لامشی پھر ابوالسعود ازہری پھر سید احمد طحاوی پھر سید محمد شامی فرماتے ہیں، العبادة عبارة عن الخضوع والتذلل وحدها فعل لا يراد عبادت انتہائی عاجزی اور انکساری کا نام ہے، اس کی تعریف یہ ہے وہ ایک ایسا فعل ہے

۱۱۶/۱۰ موسمۃ الرسالہ بیروت حدیث ۲۸۵۸۴ ۱۱۵/۱۰ " " " " حدیث ۲۸۵۸۰

امام شیخ الاسلام زکریا انصاری پھر علامہ سید احمد حموی غفر العیون نیز علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں :

نیز شرح الاشباہ والنظائر میں ہے :
العبادة ما نُعْبُدُ بِهِ بِشَرطِ النِّيَّةِ
ومعرفة المعبود ^{عليه} السلام

تعريفات علامہ سید شریف میں ہے :
العبادة هو فعل المكلف على خلاف
هوى نفسه تعظيما لله ۛ

مفردات امام راغب میں ہے :

العبودية اظهار التذلل والعبادة
ابلغ منها لانها غاية التذلل ولا يستحقها
الامن له غاية الافضال
وهو الله تعالى ولهذا قال
لا تعبدوا الا اياه

" " " " " " " " " " " " " "

٤٤ كتاب التعريفات باب العين
٤٥ المفردات في غريب القرآن
مطبعة الخيرية المنشأة بجالية مصر
كارخانه تجارت كتب كراچی

ص ۳۲۱

تاج العروس میں نقل کیا:

العبادة فعل ما يرضى به الرب لى عبادت وہ فعل ہے جس کے کرنے پر رب ارضی ہوتا ہے۔ (ت)

یہ تعریفیں بجائے خود قابل تعریف ہیں وانا اقول وبالله التوفیق (اور میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ ت) عبادت کسی کو اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جان کر اس کی تعظیم بجالانا ہے اور اسی سے باعث مذکور اُس کے لئے سزاقل نیز اس کے امر کا امثال اس حیثیت سے کہ اس کا امر ہے، اس تعریف کی تسجیل اور اُن تحریفات کے مالمہا و ما علیہا کی تفصیل موجب تطویل یہاں بعض نکت کے طرف ایما کریں فاقول وبہ استعین (تو میں کہتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ ت) :

(۱) عبادت حقہ کہ مستحق عبادت عزوجلہ کے لئے ہو اس میں اُس فعل کا واقعی تعظیم ہونا ضرور مجرّد زعم فاعل کافی نہیں اور عبادت باطلہ میں اس کا زعم بس مکاء و قصد یہ مشرکین عبادت الہی نہ تھا اور میتوں کے سامنے اُن کا سٹیکہ اور گھنٹی بجانا عبادت اگرچہ یہ بیہودہ افعال حقیقہ تعظیم نہ ہوں۔ یونہی امثال امر میں عبادت حقہ جب ہی ہے کہ واقعی وہ اس کا امر ہو، کفار کا امرنا اللہ بہذا (اللہ نے ہمیں اس کا حکم دینا۔ ت) کہنا اگر واقعی اُن کے زعم میں بھی ہو مراد وہی اور عبادت باطلہ میں صرف زعم کافی۔

(۲) عبادت کے لئے نیت شرط ہے اور معرفت معبود لازم، جیسا کہ اس کی تعریف سے ظاہر ہے، اور کوئی کافر اصلاً رب عزوجل کو نہیں جانتا جس کی تحقیق ہمارے رسالہ باب العقائد والکلام میں ہے، اور امام رستغنی نے تصریح فرمائی کہ:

الکفر هو الجهل بالله تعالى لى کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ جانے (ت) ولہذا کافر نہ اہل نیت ہے نہ اہل عبادت حقہ، کما نصوا علیہ قاطبہ (جیسا کہ اس پر سب نے نص فرمائی۔ ت) اور مشرک عبادت باطلہ کرتا ہے کہ اپنے معبود باطل کا تصور کر کے اسکی

لے تاج العروس شرح القاموس فصل العین دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۸

۲۸/۴

۳

تعظیم کا قصد رکھتا ہے۔

(۳) عبادت باطلہ میں التزام عبادت و قول بہ الوہیت غیر ہی اُسے اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جاننے پر دلیل واضح ہے اگرچہ مرکب عناداً منکر ہو کہ مانعید ہم الا لیقر بونا الی اللہ نہ لقی اللہ (ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔ ت) کہے، رب عز وجل ان کی تکذیب فرماتا ہے کہ تم الذین کفروا بربہم یعدلون (پھر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے تھے۔ ت) خود بشر کہیں روز قیامت اعتراف کریں گے، اذ نسو یکم رب العالمینؑ جبکہ تم تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ (ت)
(۴) بعض افعال کی وضع ہی عبادت کے لئے ہے تو ان سے تعظیم غیر کا قصد اور اس قصد باطل سے انہیں کرنا ہی مطلقاً حکم شرک لائے گا جیسے صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ عبادت پر موقوف رہے گا جیسے سجدہ کر فی نفسہ عبادت نہیں ولہذا سجرات اربعہ صلوٰۃ و سہو قنات و شکر کے سوا سجدہ بے سبب حقیقہ کے نزدیک صرف مباح ہے کما فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) اور شافعیہ کے نزدیک حرام کما فی الجوہر المنظم للامام ابن حجر المکی (جیسا کہ جوہر المنظم للامام ابن حجر مکی میں ہے۔ ت) ولہذا غیر خدا کے لئے سجدہ عبادت کفر ہو اور سجدہ تحیت حرام و کبیرہ ہے کفر نہیں کما فی المہندیۃ والدردوغیرہما من الاسفار الغریۃ وقد حققنا فی رسالتنا مستقلة فی الرد علی بعض المضلۃ (جیسا کہ ہندیہ اور رد وغیرہ روشن کتابوں میں ہے اس کی تحقیق ہم نے بعض گمراہوں کے رد میں اپنے ایک مستقل رسالہ میں کر دی ہے۔ ت)

(۵) عبادت کہ لغۃ خضوع ہے عبادت شرعیہ کو لازم ہے وہ تذل سے خالی نہیں اگرچہ بظاہر صورت تذل نہ ہو جیسے زکوٰۃ و جہاد کہ اسے حاکم و آمر و قاہر اور اپنے آپ کو محکوم و مامور و مقہور جان کے امتثال امر میں تذل ہے مگر اقصیٰ غایات تذل ہونا ضرور نہیں کہ نماز زکوٰۃ سے زائد تذل ہے بلکہ نماز کا سجدہ اس کے رکوع، رکوع قیام، قیام قعود سے اگرچہ اجزائے نماز سب عبادت ہیں۔ ہاں اُسے اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جاننا ضرور ہے۔

۱۵ القرآن الکریم ۳/۳۹

۱۶ " " ۱/۶

۱۷ " " ۸/۲۶

(۶) فقہاء کبھی نفسِ فعل پر نظر کرتے ہیں اگر وہ وضعاً عبادت نہیں اسے عبادت نہیں کہتے جیسے عتق و وقف اور کبھی نیت مخصوصہ کے ساتھ دیکھتے اور عبادت کہتے ہیں جیسے قضا۔ عتق میں اسے منجملہ اشرف عبادات بتایا ہے حتیٰ کہ درمختار وغیرہ میں نکاح کو بھی عبادت فرمایا۔ علامہ حموی نے اس سے مراد جماع حلیہ ٹھہرایا۔ اشتباہ میں ہے،

لیکن عتق تو وہ ہمارے نزدیک وضع کے اعتبار سے عبادت نہیں اس دلیل کے ساتھ کہ عتق کافر سے بھی صحیح ہو جاتا ہے جبکہ کافر کا کوئی فعل عبادت نہیں ہوتا۔ اگر آزاد کرنے والا اللہ کی رضا کی نیت کرے تو یہ عتق عبادت بن جائے گا جس پر ثواب دیا جائے گا، اور اگر اس نے نیت کے بغیر آزاد کیا تو صحیح ہے اور اس کے لئے کوئی ثواب نہیں ہوگا اگر یہ صریح ہے۔ رہے کنایات تو ان میں نیت ضروری ہے، اگر کسی نے بُت یا شیطان کے لئے غلام کو آزاد کیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار ہوگا۔ اور اگر مخلوق کے لئے آزاد کیا تو صحیح اور مباح ہے اس پر نہ تو اسے ثواب ہوگا نہ ہی گناہ۔ اور بُت کے لئے آزاد کرنے میں یہ تخصیص ہونی چاہئے کہ جب آزاد کرنے والا کافر ہو۔ رہا مسلمان اگر وہ بُت کے لئے آزاد کرے درانحالیکہ وہ بُت کی تعظیم کا ارادہ کرنے والا ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ مخلوق کے لئے آزاد کرنا مکروہ ہونا چاہئے۔ مدبر بنانا اور مسکاتب بنانا عتق کی طرح ہے لیکن جہاد تو وہ سب سے بڑی عبادتوں میں سے ہے چنانچہ اس کے لئے خلوص نیت ضروری ہے۔ لیکن وصیت تو وہ عتق کی مثل ہے۔

اما العتق فعندنا ليس بعبادة وضعاً
بدليل صحته من الكافر و
لا عبادة له فان نوع وجه الله تعالى
كان عبادة مثابا عليه و ان
اعتق بلامية صح و لا ثواب له
ان كان صريحا ، و اما
الكنایات فلا بد لها
من النية فان اعتق
للصنم او للشيطان صح و
اثم وان اعتق لاجل مخلوق
صح و كان مباحا لا ثواب
ولا اثم وينبغي ان يخصص
الاعتاق للصنم بما اذا
كان المعتق كافرا ، اما
المسلم اذا اعتق له قاصدا
تعظيمه كفر كما ينبغي
ان يكون الاعتاق للمخلوق
مكروها والتدبير والكتابة
كالعتق ، واما الجهاد فمن اعظم
العبادات فلا بد له من
خلوص النية ، واما الوصية فكان لعتق

ان قصد التقرب فله الثواب و
 الا فهي صحيحة فقط واما الوقف
 فليس بعبادة وضعا بدليل صحته
 من الكافرات نوى القربة
 فله الثواب والا فلا - واما النكاح
 فقالوا انه اقرب الى العبادات
 حتى الاشتغال به افضل من التخلل
 لمحض العبادة وهو عند الاعتدال سنة
 مؤكدة على الصحيح فيحتاج
 الى النية لتحصيل الثواب وهو ان
 يقصد اعفاف نفسه وتحسينها وحصول
 ولد قسرنا الاعتدال في الشرح الكبير
 شرح الكنز ولما لم تكن النية
 فيه شرط صحته قالوا يصح
 النكاح مع الهزل وعلى هذا
 سائر القرب لا بد فيها من
 النية بمعنى توقف حصول
 الثواب على قصد التقرب
 بها الى الله تعالى من
 نشر العلم تعلما وافتاء
 وتصنيفا واما القضاء
 فقالوا انه من العبادات
 فالثواب عليه متوقف
 عليها وكذلك اقامة
 الحدود والتعزير وكل

اگر تقرب کا ارادہ کرے گا تو اسے ثواب ملے گا
 ورنہ فقط وہ صحیح ہو جائیگی۔ رہا وقف تو وضع کے
 اعتبار سے عادت نہیں ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے
 کہ وہ کافر کی طرف سے بھی صحیح ہو جاتا ہے چنانچہ
 اگر تقرب کی نیت کرے گا تو اسے ثواب ملے گا
 ورنہ نہیں۔ لیکن نکاح اس کے بارے میں تو مشائخ
 نے کہا کہ وہ عبادات کے قریب ترین ہے یہاں تک
 کہ اس میں مشغول ہونا محض عبادت کے لئے خلوت
 سے افضل ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق اعتدال
 کے وقت نکاح سنتِ موکدہ ہے۔ چنانچہ ثواب
 حاصل کرنے کے لئے اس میں نیت کی حاجت
 ہے اور وہ یہ کہ نفس کی پاکدامنی اور اولاد حاصل
 کرنے کا قصد کرے، اور اعتدال کی تفسیر ہم نے
 کنز کی شرح ”شرح الكبير“ میں کر دی ہے۔ اور
 جب نکاح کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط
 نہیں ہے تو فقہائے نے کہا ہے کہ نکاح ہزل کے
 ساتھ بھی صحیح ہو جائے گا۔ اسی پر باقی عبادات
 کو قیاس کیا جائے گا کہ ان میں نیت ضروری
 ہے یا نہیں معنی کہ ثواب کا حصول اس بات پر
 موقوف ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا
 ارادہ کرے جیسے علم کو پھیلانا چاہے کسی کو علم سکھا کر
 یا فتویٰ دے کر یا کوئی کتاب لکھ کر رہا قاضی بننا
 تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ عبادات میں سے ہے
 چنانچہ اس میں ثواب عبادت کی نیت پر موقوف
 ہوگا۔ اسی طرح حدود و تعزیرات کا قائم کرنا اور

ادا کرنا۔ (ت)

ایمان اور نکاح کے (ت)

میں حقیقت ہے۔ (ت)

سے زیادہ طویل ہوتا ہے، بلکہ قرینہ اس پر مصنف

الوطى بل القرينة قوله

[illegible]

یستم فی الجنة فلم یثبت وقسوع العقد فیہا کما نقلہ الحموی فی النکاح عن العلامة محمد بن ابی شریف اقول وای حاجة الیہ بعد قولہ تعالیٰ و نہ وجہہم بحور عین ۱۰ کما لم تحتج الیہ امر المؤمنین نہ ینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعد قولہ عز وجل زوجنکھا ۱۱ کہ نہیں محتاج ہوئیں اس کی طرف ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس ارشاد کے بعد ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی۔ (ت)

اقول تحقیق یہ ہے کہ یہ اختلاف حیثیت ہے ورنہ وضعاً ان میں سے کچھ عبادت نہیں ولہذا قضا بھی کافر سے صحیح ہے جبکہ امام نے اُسے ذمیوں کا قاضی بنایا ہو اور عتیق بھی عبادت ہے جبکہ نیت مذکورہ کے ساتھ ہو اور ثواب نیت پر مطلقاً موقوف اگرچہ فعل عبادت نہ ہو اور یہیں سے ظاہر کہ اخیر میں جو افعال ذکر کئے یعنی اقامت حدود و تعزیرات و افعال حکام و ولایہ و ادا و تحمل و شہادت سب کی تشبیہ قضا کے ساتھ بشرط عبادت ہو جانے میں بھی ممکن نہ صرف توقف ثواب علی النیت میں کہ مطلقاً ہر فعل کو حاصل (جواب نامکمل دستیاب ہوا)

۱۳۱۴ھ از بمبئی کلابا کافی شاپ سید وزیر علی صاحب مسئلہ محمد ابراہیم صاحب ۵ جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ بحضور فیض گنج پیر روشن ضمیر جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بعد آداب خادمانہ کے عرض پرواز ہوں کہ یہاں پر عیسائیوں کا (عیسائی) بہت زور شور ہے اور ہر وقت یہ لوگ پریشان کرتے ہیں فی الحال ان کے دو سوال جن کے حل کرنے کے واسطے عرض کی جاتی ہے ہم لوگ حضور کے خادم اور نام لینے والے حضور کو ہی ہماری لاج ہے کلمہ شریف (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یہ قرآن میں کس جگہ لکھا ہے اگر نہیں تو وہ اس کی تشریح مانگتے ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ وہ شافع محشر کس طرح سے؟ اس کا ثبوت

دو کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے ؟ حضور اس کو نہایت ضروری تصور فرما کر جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب

(۱) قرآن مجید سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لا الہ الا اللہ ہے اور اس کے متصل سورۃ فتح میں محمد رسول اللہ ﷺ

(۲) سورۃ بنی اسرائیل میں ہے ،

عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔
 قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کر دے
 جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ت)

مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے۔ سورۃ نسا پارہ ۵ رکوع ۶ میں ہے ،
 وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔
 اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب !
 تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی
 چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور
 اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (ت)
 رسول کا گناہگاروں کے لئے استغفار کرنا شفاعت ہی ہے۔ بے علم آدمی کو کافروں سے بد مذہبوں سے
 الجناہت کرنا سخت حرام ہے انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے ایاکم وایاھم
 لا یضلوکم ولا یفتنونکم اُن سے دُور رہو انہیں اپنے سے دور کر دو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں
 فتنے میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ، واللہ تعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ ، اور اللہ تعالیٰ
 خوب جانتا ہے۔ ت)۔

۱۔ القرآن الکریم ۱۹/۴

۲۔ " ۲۹/۴۸

۳۔ " ۴۹/۱۷

۴۔ " ۶۴/۴

۵۔ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ
 قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱۰/۱

رسالہ

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

(مطالب کی وضاحت ابو طالب کی بحث میں)

مسئلہ ۲۱۵ از بدایوں ۱۲۹۴ھ بعبارت سوال و ثانیاً بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور قریب مسجد کالج مرسلہ جماعت اہل سنت ساکنان احمد آباد ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ ہجری کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ابو طالب کو کافر اور ابولہب و ابلیس کا مماثل کہتا ہے اور عمر و بدین دلائل اس سے انکار کرتا ہے کہ انھوں نے جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت و نصرت حمایت و محبت بدرجہ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد لکھے حضور نے ان کے لئے استغفار فرمائی اور جامع الاصول میں ہے کہ :

”اہل بیت کے نزدیک وہ مسلمان مرے۔“

شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعاده میں فرمایا :

کم ازان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند و کم از کم اس مسئلہ میں توقف کرتے ہیں اور احتیاط صرف نگہ دارند۔
کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ (ت)

اور مواہب لدنیہ میں ایک وصیت نامہ اُن کا بنام قریش منقول جو حرفاً حرفاً اُن کے اسلام پر شاہد ان دونوں میں کون حق پر ہے، اور ابو طالب کو مثل ابولہب و ابلیس سمجھنا کیسا اور اُن کے کفر میں کوئی حدیث

صحیح وارد ہوئی یا نہیں، بر تقدیر ثانی انھیں ضامن و کفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں؟ بیتوا بسند الکتاب توجروا من الملك الوهاب بیوم القیامہ والحساب (کتاب کی سند کے ساتھ بیان فرمائیے قیامت اور حساب کے دن ملک الوهاب سے اجر فیہ جاؤ گے۔ ت)

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

اللھم ربنا و لوجهك الحمد احق ما قال العبد و كلنا لك عبد لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا ساد لما قضيت ولا ينفع ذا الجبد منك الجبد لك الحمد على ما هديت و عفوت و عافيت و منحت و اوديت تبارکت و تعالیت سبحنک رب البيت مستجیرین بجمال و جہک الکریم من عذابک الالیم و شہدین بان لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم انت العزیز الغالب لا یعجزک ہارب ولا یدرک ما منعت طالب ما علیک من واجب قدرت الاقدار و دورت الادوار و کتبت فی الاسفار ما انت کاتب یعمل عامل بعمل الجنان فیظن الظان من الانس و الجنان انت سید خلہا و کانت قد کانت فی قلبہ الکتاب فاذا هو خائب و یفعل فاعل افعال النیرات فیحسب الجیران و من طلع علیہ النیران انت

اے اللہ! ہمارے پروردگار! اور حمد تیری ذات کے زیادہ لائق ہے نسبت اس کے جو بندے نے کہا۔ اور ہم سب تیرے بندے ہیں، جو تُو نے عطا فرمایا اُسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے تُو نے روک دیا اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور تیرے فیصلے کو کوئی رد کر نیوالا نہیں، اور تیرے سامنے کسی تو لگر کی تو لگزی اُس کے لئے نافع نہیں، تیرے لئے ہی حمد ہے اس پر جو تُو نے ہدایت دی، معاف فرمایا، عافیت دی، عطا فرمایا اور والی بنایا۔ تُو برکت والا ہے اور برتر ہے، اے رب کعبہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیرے دردناک عذاب سے تیری ذات کی پناہ مانگتے ہوئے اور اس پر گواہی دیتے ہوئے کہ اللہ برتر و عظیم کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت۔ تُو عزت والا غالب ہے، کوئی بھاگنے والا تیرے قابو سے باہر نہیں جاسکتا اور جو تُو روک دے کوئی طالب اس کو پا نہیں سکتا۔ تجھ پر کچھ بھی واجب نہیں، تُو نے تقدیر میں مقدر فرمائیں اور ادوار کو گردش دی، اور جو تُو نے لکھا تھا کتب تقدیر میں لکھ دیا۔ کوئی آدمی جنتیوں جیسے کام کرتا ہے تو انسانوں اور جنوں میں سے کچھ گمان کر نیوالا

سیوردها و کائنات قدحان قید رکھ
 القدس فاذا هو تائب اسرسلت خیر
 خلقك وسراج افقك محمد المبعوث
 بيسرك ورفقك بشيرا و نذيرا و
 سراجا منيرا ملا ضوءه المشارق
 والمغارب وعم نورہ الاباعد والاقارب
 وحرم يقرب حضرته من حضرة قر به
 ابوطالب فلك الحجة السامية صل
 على محمد صلاة نامية وعلى
 اله وصحبه واهله وحزبه صلاة
 ترضيك وترضيه وتحفظ المصلی
 عما يريدہ وبارک وسلم ابدا
 ابدا والحمد لله دائما سرمدًا آمین
 آمین یا ارحم الراحمین !

گمان کرنے لگے ہیں کہ عنقریب یہ جنت میں داخل
 ہو جائے گا گویا کہ ایسا ہو گیا۔ پھر اس پر لکھا ہوا
 غالب آجاتا ہے تو وہ ناکام ہو جاتا ہے اور کوئی عامل
 جہنمیوں جیسے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسکے
 پڑوسی اور دیگر لوگ سمجھنے لگتے کہ عنقریب یہ
 اس میں داخل ہو گا اور گویا کہ اس کا وقت قریب
 ہو چکا ہے پھر تقدیر اس کو پالیتی ہے تو وہ تائب
 ہو جاتا ہے۔ تو نے اپنی مخلوق میں سے بہترین کو
 بھیجا جو تیرے افق کا سراج ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم جو تیری طرف سے آسانی
 اور نرمی کے ساتھ مبعوث ہوئے خوشخبری سناتے،
 ڈر سناتے، چمکادینے والے چراغ جس کی روشنی
 نے مشرقوں اور مغربوں کو بھر دیا، اس کا نور دور
 نزدیک والوں کو عام ہے۔ اور ابوطالب اس

کی بارگاہ کے قرب کے باوجود اس کی بارگاہ قرب سے محروم رہے۔ چنانچہ تیری ہی حجت بلند ہے۔ محمد مصطفیٰ،
 آپ کی آل، آپ کے اصحاب، آپ کے اہل خانہ اور آپ کی جماعت پر ایسا برہنہ والا درود نازل فرما
 جو تجھے بھی پسند ہو اور انھیں بھی پسند ہو جو درود پڑھنے والے کو ہلاکت سے بچائے اور برکت و سلام نازل
 فرما ہمیشہ کے لئے۔ اور ہر حمد ہمیشہ ہمیشہ اللہ ہی کے لئے ہے۔ اسے بہترین رحم فرمانے والے! ہماری
 دعا کو قبول فرما۔ (ت)

اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سید المرسلین سید الاولین والآخرین سید الابار صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم الی یوم القرار کی حفظ و حمایت و کفالت و نصرت میں مصروف رہے، اپنی اولاد
 سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمن جاں ہو گیا تھا، اور حضور
 کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبیوں سے مخالفت گوارا کی، سب کو چھوڑ دینا قبول کیا، کوئی دقیقہ غلگساری
 جاں نثاری کا نام نہ رکھا، اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے رسول
 ہیں، ان پر ایمان لانے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے، بنو ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ

2/2

تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے، نعت شریف میں قصائد ان سے منقول اور ان میں براہ فراست وہ امور ذکر کئے کہ اس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے بعد بعثت شریف ان کا ظہور ہوا، یہ سب احوال مطالعہ احادیث و مراجعت کتب سیر سے ظاہر۔ ایک شعر ان کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی ہے

و ابیض یستسقی الغمام بوجهہ شمال الیتامی عصمة للاراملہ
(وہ گورے رنگ والے جن کے رُوئے روشن کے توسل سے میز پرستا ہے، یتیموں کے جائے پناہ یواؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - ت)

محمد بن اسحق تابعی صاحب سیر و مغازی نے یہ قصیدہ تمام نقل کیا جس میں ایک سوادس بیتیں مرج جلیل و نعت مینع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی قدس سرہ شرح صراط مستقیم میں اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں،

دلالت صریح دارد بر کمال محبت و نہایت نبوت
او، انتہی۔
یہ قصیدہ ابوطالب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت اور آپ کی نبوت کی انتہائی معرفت پر دلالت کرتا ہے۔

مگر مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال و اقوال ان سے حالت اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباسؓ بلکہ ظاہر اسیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاعمام حضور افضل الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کہلائے جاتے۔ تقدیر الہی نے برہنہ اس حکمت کے جسے وہ جانے یا اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں گروہ مسلمین و غلامان متبعین المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار (تو عبرت لو اسے نگاہ والو! - ت) صرف معرفت گو کسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں، دانستن و شناختن اور چیز ہے اور اذعان و گردیدن اور کم کا فرقتے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا جحد و ابہرہ و استیقنتہا انفسہم (اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا - ت) اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جرم گنہگار تھے حتیٰ کہ یہ امر ان کے نزدیک کا لیجان سے بھی زائد تھا معانہ میں بصر غلطی

۱۔ صحیح البخاری ابواب الاستقار باب سوال الناس الامام الاستقار قیدی کتب خانہ کراچی ۱۳۶/

۲۔ شرح سفر السعاده فصل در بیان عیادت بیمار ان مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ص ۲۲۹

۳۔ القرآن الکریم ۲/۱۳

۴۔ القرآن الکریم ۲/۵۹

صلوات

بھی کرتی ہے اور یہاں کسی طرح کا شبہ و احتمال نہ تھا۔ قال جل وعلا (اللہ جل وعلا نے فرمایا) :
يعرفونه كما يعرفون أبناءهم۔ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں
کو پہچانتا ہے۔ (ت)

وقال عز من قائل :

فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين۔
تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اسکے
منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت مکروں پر۔ (ت)

وقال جل ذكره :

يجدونہ مكتوباً عندہم فی التوراة والانجیل۔
لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل
میں۔ (ت)

بعض کو چشم بد باطن و بائید عصر کہ اس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں حضور کا
ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیوں نہ لاتے، نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا و رسول کی تکذیب اور یہود و نصاریٰ
کی حمایت و تصدیق کرنے والے ہیں اعدو ذبا اللہ من وسواس الشیطان (میں شیطان کے وسوسوں سے
پناہ مانگتا ہوں۔ ت) شرح عقائد نسفی میں ہے :

لیست حقيقة التصديق ان تقع فی
القلب نسبة الصدق الى الخبر
والمخبر من غير اذعان وقبول بل هو
اذعان وقبول لذلك بحيث يقع
عليه اسم التسليم على ما صرح به
الامام الغزالي۔
حقیقت تصدیق یہ نہیں کہ دل میں خبر یا مخبر کی سچائی کی
نسبت واقع ہو جائے بغیر اذعان و قبول کے بلکہ وہ تو
اذعان اور اس طرح قبول کرنا ہے کہ اس پر
اسم تسلیم واقع ہو۔ جیسا کہ امام غزالی
علیہ الرحمہ نے اس کی تصریح فرمائی
ہے۔ (ت)

اسی میں ہے :

۱۔ القرآن الکریم ۱۳۶/۲

۲۔ القرآن الکریم ۸۹/۲

۳۔ " ۱۵۴/۴

۴۔ شرح عقائد النسفی والایمان فی اللغة العربیة قندھار افغانستان ص ۸۹

بعض القداریۃ ذہب الحاث الایمان
 هو المعرفة واطبق علما ونا علی فساد
 لاث اهل الكتاب كانوا يعرفون نبوة
 محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما
 كانوا يعرفون ابناءهم مع القطع بکفرهم
 لعدم التصدیق ولا من الکفار
 من کانت يعرف الحق یقینا وانما
 کانت ینکر عنادا واستکبارا قال اللہ
 تعالیٰ وجحدوا بها واستیقنتها
 انفسهم لہ

بعض قدریہ اس طرف گئے ہیں کہ ایمان فقط معرفت
 کو کہتے ہیں، اور ہمارے علماء کا اس قول کے فساد
 پر اجماع ہے، کیونکہ اہل کتاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو ایسے پہچانتے تھے
 جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے، اس معرفت کے
 یا وجہ دان کا کفر قطعی ہے کیونکہ وہاں تصدیق
 نہیں پائی گئی۔ اور اس لئے بھی کہ بعض کافر
 یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے اور محض عناد و
 تکبر کی وجہ سے انکار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا: حالانکہ ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں
 میں اُن کا یقین تھا۔ (ت)

محقق دوانی شرح عقائد عضدی میں فرماتے ہیں:

التلفظ بکلمتی الشهادتین مع القدرة
 علیہ شرط فمت اخل به فهو کافر
 مغلل فی النار ولا تنفعه المعرفة
 القلبية من غیر اذعان وقبول
 فان من الکفار من کانت يعرف
 الحق یقینا وکانت انکاره عنادا
 واستکبارا کما قال اللہ تعالیٰ وجحدوا
 بها واستیقنتها انفسهم ظلما و
 علوا لہ

شہادت (توحید و رسالت کی شہادت) کے دو
 کلموں کے ساتھ تلفظ کرنا جبکہ اس پر قادر ہو
 ایمان کی شرط ہے، تو جس نے اس میں کوتاہی کی
 تو وہ کافر ہے اور دائمی طور پر جہنم میں رہنے والا
 ہے، اور اذعان و قبول کے بغیر معرفت مستلزی
 اس کو نفع نہیں دے گی، کیونکہ بعض کافر ایسے
 ہیں جو یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے۔ ان کا انکار
 عناد و تکبر کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا: اور ان کے منکر ہوئے حالانکہ اُن کے دلوں
 میں ان کا یقین تھا ظلم اور تکبر کی وجہ سے۔ (ت)

لہ شرح عقائد النسفی والایمان لایزید ولا ینقص دارالاشاعت العربیۃ قندھار افغانستان ص ۹۳
 لہ الدوانی علی العقائد العضدیۃ والکفر عدم الایمان مطبع مجتہائی دہلی ص ۱۰۱

آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ متوافرہ متضافرہ سے ابوطالب کا کفر پرنا اور دم واپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحابِ نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی سُستی کو مجالِ دمِ زدن نہیں۔ ہم یہاں کلام کو سائے فصل پر منقسم کریں۔

فصل اول — آیات قرآنیہ

آیت اولیٰ: قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى نے فرمایا۔ ت) :
 أَنْتَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو
 وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے وہ خوب جانتا
 بِالْمُهْتَدِينَ ہے جو راہ پانے والے ہیں۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیہ کریمہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

معالم التنزیل میں ہے :
 نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)
 جلالین میں ہے :

نَزَلَ فِي حَرْصِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 عَلَى إِيْمَانِ عَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ آپ کے چچا ابوطالب کے ایمان لانے کی حرص
 میں نازل ہوئی۔ (ت)

مدارک التنزیل میں ہے :
 قَالَ الزَّجَّاجُ أَجْمَعَ الْمَفْسُورُونَ أَنَّهَا نَزَلَتْ زجاج نے کہا کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ
 فِي أَبِي طَالِبٍ ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)
 کشف زمخشری وتفسیر کبیر میں ہے :

۱۔ القرآن الکریم ۵۶/۲۸		
۲۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت آیت ۵۶/۲۸	دارالکتب العلمیہ بیروت	۳۸۴/۳
۳۔ تفسیر جلالین	اصح المطابع دہلی	۳۳۲/ص
۴۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی)	دارالکتب العربیہ بیروت	۲۴۰/۳

قال الزجاج اجمع المسلمون انها نزلت في ابي طالب عليه السلام
زجاج نے کہا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ
ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں،
اجمع المفسرون على انما نزلت في ابي طالب وكذا نقل اجماعهم على هذا
مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوطالب
کے حق میں نازل ہوئی، اور جیسا کہ زجاج وغیرہ نے
اس پر ان کا اجماع نقل کیا ہے۔ (ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے،
لقوله تعالى في حقه باتفاق المفسرين
انك لا تهدي من احببت اليه
مفسرین اس (ابوطالب) کے بارے میں ہے،
اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو۔ (ت)

حدیث اول: صحیح حدیث میں اس آیت کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا، صاف انکار کیا اور کہا
مجھے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہو گیا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا۔ اس پر
رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری یعنی اے حبیب! تم اس کا غم نہ کرو تم اپنا منصب تبلیغ
ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں نور ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے اور
اُسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا کسے محروم رکھے گا۔

صحیح مسلم شریف کتاب الایمان وجامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه ابوهريرة رضي الله عنه نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم لعنه (خدا دمسلم فی اخری تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا (مسلم نے

لہ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۵۶/۲۸ المطبعة البهية مصر ۲/۲۵
تفسیر الکشاف دار الکتاب العربی بیروت ۴/۴۲۲

لہ شرح صحیح مسلم للامام النووی کتاب الایمان باب الدلیل علی صحة الاسلام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۱/۱
لہ مرقاۃ المفاتیح کتاب الفتن باب صفة النار واهلها تحت حدیث ۵۶۶۸ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶۴۰/۹

عند الموت) قل لا اله الا الله اشهد
لك بها يوم القيمة قال لولا ان تعيرني
قریش يقولون انما حملہ علی ذلك
المجنزع لا قررت بها عينل فانزل الله
عز وجل انك لا تهدي من احببت
ولكن الله يهدي من يشاء ۛ
نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ: اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو، ہاں خدا ہدایت دیتا
ہے جسے چاہے۔ (ت)

معالم و مدارک و بیضاوی و ارشاد العقل السليم و خازن و فتوحات الہیہ و غیر ما تفاسیر میں اسی حدیث
کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ثانیہ: قال جل جلالہ (اللہ جل جلالہ نے فرمایا۔ ت) :
ماکان للنبي والذین آمنوا ان يستغفروا
للمشرکین ولوکانوا اولی قربی من بعد
ما تبیت لهم انهم اصحب الجحیم ۛ
روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں
مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قرابت والے ہوں
بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکتی آگ
میں جانیوالے ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔
تفسیر امام نسفی میں ہے :
هم عليه الصلوة والسلام ان يستغفر
لابی طالب فنزل ماکان للنبي
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غارہ فرمایا کہ ابوطالب
کے لئے استغفار کریں تو یہ آیت کریمہ نازل
ہوئی کہ "نبی کو یہ روا نہیں۔" (ت)

۴۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الدلیل علی صحۃ الاسلام ۱/۲	۱۱۳/۹
۱۵۰/۲	امین کمپنی دہلی	سورۃ القصص	۱۱۳/۹
۱۴۸/۲	دار الکتب العربیہ بیروت	تحت آیت ۱۱۳/۹	۱۱۳/۹

جلالین میں ہے :

نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لعمہ ابی طالبؑ
یہ آیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے
چچا ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کے بارے
میں نازل ہوئی۔ (د)

امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں :

قال الواحدی سمعت ابا عثمان الخیری سمعت ابا الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحق الزجاج
يقول فی هذه الآية أجمع المفسرون انها نزلت فی ابی طالبؑ یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں
بسنہ خود ابواسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اُتری۔

اقول هكذا اثره ههنا والمعروف من
الزجاج قوله هذا فی الآية الاولى
كما سمعت والمذكور ههنا فی المعالم
وغيرها ان الآية مختلف فی سبب
نزولها فليراجع تفسير الواحدی
فلعله اسرأ اتفاق الاكثرین و
له یلق للخلاف بالالكونه خلاف
ما ثبت فی الصحيح۔

میں کہتا ہوں یہاں تو وہ ایسا ہی منقول ہے حالانکہ
زجاج کا یہ قول پہلی آیت کے بارے میں معروف
ہے جیسا کہ توشن چکا ہے۔ اور معالم وغیرہ میں
اس مقام پر مذکور ہے کہ آیت کے سبب نزول
میں اختلاف ہے چنانچہ تفسیر واحدی کی طرف
مراجعت کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کی مراد
اکثر مفسرین کا اتفاق ہو اور اُس نے مخالفت
کی اس بنیاد پر کوئی پروا نہ کی ہو کہ اس کے
مخالفت ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکا ہے۔ (د)

بیضاوی میں پہلا قول اس آیت کا نزول دوبارہ ابی طالبؑ لکھا۔

علامہ شہاب خفاجی اُس کی شرح عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں :

هو الصحيح فی سبب النزول یعنی یہی صحیح ہے۔

اسی طرح اس کی تصحیح فتوح الغیب وارشاد الساری میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے کما سیأتی

- ۱۔ تفسیر جلالین تحت آیت ۱۱۳/۹ صحیح المطابع دہلی ص ۱۶۷
۲۔ عمدۃ القاری کتاب الجنائز تحت حدیث ۱۳۶۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۲/۸
۳۔ عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت لایۃ ۱۱۳/۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶۳۸/۴

وہذہ التصحیحات ایضاً ایۃ الخلاف کمالیس بخاف (جیسا کہ عنقریب آئے گا، اور یہ تصحیص بھی مخالفت کی علامت ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)
حدیث دوم: صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے:

واللفظ محمد قال حدثنا محمود فذکرہ عندہ
 عن سعید بن المسیب عن ابیہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان اباطالب لما
 حضرته الوفاة دخل علیہ النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و
 عنده ابو جہل فقال اع عم
 قل لا الہ الا اللہ کلمۃ احاج
 لك بہا عند اللہ فقال ابو جہل
 وعبد اللہ بن امیۃ یا اباطالب
 اتوغب عن ملة عبد المطلب
 فلم یزالا یكلمانہ حتی قال
 اخر شئ کلہم بہ علی ملة
 عبد المطلب (نہاد البخاری
 فی الجنائز و تفسیر سورۃ
 القصص کمثل مسلم فی
 الایمان و اف ان یقول
 لا الہ الا اللہ) فقال النبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم لا ستغفرن
 لك ما لمانہ عنہ ، فنزلت
 ما کان للنبی والذین امنوا
 ان یستغفروا للمشکین ولو کانوا اولی قربی
 من بعد ما تبین لهم انہم اصحب

اور لفظ محمد کے ہیں، انہوں نے کہا ہم کو حدیث
 بیان کی محمود نے، پھر اپنی سند کے ساتھ سعید
 بن مسیب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے ذکر کیا،
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ ابوطالب جب قریب الموت
 ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے
 پاس تشریف لائے جبکہ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ
 وہاں موجود تھے، آپ نے فرمایا: اے چچا! کلمہ طیبہ
 لا الہ الا اللہ پڑھ لو میں اس کے ذریعے تمھارے لئے
 جہنم کو روک دوں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا،
 اے ابوطالب! کیا عبد المطلب کے دین سے اعراض
 کر لو گے؟ وہ دونوں مسلسل ابوطالب سے یہی بات
 کہتے رہے۔ یہاں تک کہ ابوطالب نے جو آخری بات
 انھیں کہی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر
 قائم ہوں (امام بخاری نے جنائز اور سورہ قصص کی
 تفسیر میں یہ اضافہ کیا جیسا کہ امام مسلم نے کتاب الایمان
 میں کیا ہے کہ ابوطالب نے لا الہ الا اللہ کہنے
 سے انکار کر دیا) تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کر دیا گیا میں تیرے
 لئے ضرور استغفار کروں گا۔ چنانچہ یہ آیت کریمہ
 نازل ہوئی: ”روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ
 استغفار کریں مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قرابت
 والے ہوں بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ

الجحیم ۵ ونزلت انک لاتہدی من
اجبت لہ
بھڑکتی آگ میں جائیں گے ، اور یہ آیت کریمہ نازل
ہوئی : اے نبی ! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست
رکھو۔ (ت)

اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابوطالب نے وقت مرگ کلمہ طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابوہریرہ العین
کے انوائے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزوجل مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لئے استغفار
کروں گا۔ مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں اتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابوطالب کے لئے
استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں دوزخیوں کے لئے استغفار ہائز نہیں۔

نسأل اللہ العفو والعافیۃ امتا تزییف
الزمن مشرعی نزول الایۃ فیہ بان
موت ابی طالب کانت قبل الہجرة و
هذا اخر ما نزل بالمدينة اھم فمردود
بما ف ارشاد الساری عن الطیبی
عن التقریب انه یجوز ان النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت
یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا
والتشدید مع الکفار انما ظہر فی
هذه السورة اھ قال اعنی القسطلانی

ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے
ہیں۔ رہا ز مخشری کا ابوطالب کے بارے میں اس
آیت کے نزول کو اس بنیاد پر ضعیف قرار دینا
کہ ابوطالب کی موت ہجرت سے پہلے ہوئی، جبکہ
یہ آیت کریمہ آخری مرحلہ پر مدینہ منورہ میں نازل
ہوئی۔ تو وہ مردود ہے اُس دلیل کی وجہ سے
جو ارشاد الساری میں طیبی سے بحوالہ تقریب
مذکور ہے کہ ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اس آیت کے نزول تک ابوطالب
کے لئے استغفار کرتے رہے ہوں۔ کافروں کے ساتھ

۱۸۱/۱ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرك عند الموت لا اله الا الله قديمی کتب خانہ کراچی
صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصہ ابی طالب قديمی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱
صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة البراءة باب ما كان للنبي والذين آمنوا من قديمی کتب خانہ کراچی ۶۵/۲
سورة القصص باب قوله تعالى انک لاتہدی من اجبت ۷۳/۲
صحیح مسلم کتاب الايمان باب الدليل على صحة الاسلام من حضر الموت ۴۰/۱
سنن النسائي کتاب الجنائز النهی عن الاستغفار للمشرکین نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۲۸۶/۱
۱۲ الکشاف عن حقائق غوامض التنزيل تحت آية ۱۱۳ مکتبة الاعلام الاسلامی فی الحوزة العلمية قم ايران ۳۱۵/۲
۳ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة توبہ دارالکتب العربیة بیروت ۱۵۸/۴

قال في فتوح الغيب وهذا هو الحق
ورواية نزولها في ابی طالب هي
الصحيحة الله وكذا اسرده الامام الرازي
في الكبير وقال العلامة الخفاجي في
عناية القاضى بعد نقل كلام
التقريب اعتمده من بعده من
الشراح ولا ينافيه قوله في الحديث
فنزلت لامتداد استغفاره له
الى نزولها اولات الغاء للسببة
بدون تعقيب الله.

شدت پسندى تو اس سورة میں ظاہر ہوئی ہے اہ امام
قطلائی نے فرمایا کہ فتوح الغیب میں ہے کہ یہی حق ہے
اور اس کے ابوطالب کے بارے میں نزول والی روایت
بھی صحیح ہے اہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں یونہی
زمخشری کا روکیا ہے اور علامہ خفاجی نے عناية القاضی
میں تقریب کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا کہ بعد
والے تمام شارحین نے اس پر اعتماد کیا ہے
اور یہ حدیث میں وارد راوی کے قول فنزلت
کے منافی نہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے نزول آیت تک ابوطالب کیلئے استغفار
میں استمرار فرمایا یا اس لئے کہ فار سببیت کیلئے ہے
نہ کہ تعقیب کے لئے اہ۔ (ت)

میں کہتا ہوں کہ استغفار کے استمرار و دوام پر
دلیل سیدہ الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
ہے کہ میں تیرے لئے ضرور استغفار کروں گا
جب تک مجھے منع نہ کیا گیا۔ لہذا یہ مقام جزم ہے
نہ کہ مقام تجویز و تائید۔ علاوہ ازیں امام جلال الدین
سیوطی علیہ الرحمۃ نے کتاب الاتقان میں یہ بیان
کرنے کے لئے ایک فصل قائم فرمائی ہے کہ کئی

اقول والدلیل علی الاستمرار
واستدامة الاستغفار قول سيد الابرار
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا استغفرت
لك ما لم انه عنه فهذا مقام الجزم
دون التجویز والاستظهار اعلا ان
الامام الجليل الجلال السيوطی في
كتاب الاتقانت عقد فصلا لبيان

۱۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة التوبة دارالكتاب العربی بیروت ۱۵۸/۷
۲۔ عناية القاضی حاشیة الشهاب علی تفسیر البیضاوی تحت آیت ۱۱۳/۹ دارالکتب العلمیة بیروت ۶۴۸/۴
۳۔ صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب ۵۴۸/۱ و سورة التوبة ۶۴۵/۲ و سورة القصص ۷۰۳/۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحة الاسلام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۰/۱
۴۔ الاتقان فی علوم القرآن فصل فی ذکر ما استثنی من ملکی والمدنی دارالكتاب العربی بیروت ۷۳/۱

ما نزل من آیات السور المکیة بالمدينة
وبالعکس و ذکر فیہ عن بعضهم
ان آية ما كان للنبي آية مكية
نزلت في قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم لا يج طالب لا تستغفرن لك
ما لم انه عنه واقرة عليه فعل هذا
يزهق الاشكال من رأسه ثم ان
لفظ البخاري في كتاب التفسير فانزل
الله بعد ذلك قال المحافظ في فتح الباري
الظاهر نزولها بعده بمدة لرواية
التفسير و هذا ايضا يطيح الشبهة
من رأسها افاد هذين العلامة
الزرقاني في شرح المواهب وبعد اللتيا
والحق اذ قد افصح الحديث الصحيح
بنزولها فيه فكيف ترد الصحاح
بالمهوسات.

زرقاني نے شرح مواہب میں ان دونوں کا افادہ فرمایا۔ اس لمبی اور مختصر گفتگو کے بعد جب حدیث صحیح نے
ابوطالب کے بارے میں نزولِ آیت کی تصریح کر دی تو خواہشات کے ساتھ صحیح حدیثوں کو کیسے رد
کیا جاسکتا ہے۔ (ت)

آیت ثالثہ : قال عز مجده (اللہ عز مجده نے فرمایا۔ ت) :

وهم ينهون عنه وينأون عنه وہ اس نبی سے اوروں کو روکتے اور باز رکھتے ہیں
وان يهلكون الا انفسهم و اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور دُور رہتے

لے و لے شرح الزرقاني على المواهب اللدنية ذكر وفاة خديجة و ابى طالب دار المعرفه بيروت ۱/ ۲۹۳

مايشعرون ۵

ہیں اور اس کے باعث خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔

یعنی جان بوجھ کر عجیبے شعوروں کے سے کام کرے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون۔ سلطان المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن کے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے استاد مجید امام عطار بن ابی رباح و مقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں: یہ آیت ابوطالب کے باب میں اُتری۔ تفسیر امام لغوی محی السنہ میں ہے:

قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینہی الناس عن اذی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویمنعہم ویباعدہ عن الایمان بہ اے ابی طالب نے فرمایا کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی، وہ لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے روکتا تھا اور انھیں منع کرتا تھا اور خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دُور رہتا۔ (ت)

انوار التنزیل میں ہے:

ینہون عن التعرض لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویباعدون عنہ فلا یؤمنون بہ کابی طالبؑ

حدیث سوم: فریابی اور عبد الرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبد بن حمید اور ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح اور بہیقی دلائل النبوة میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر میں راوی:

قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی عن المشرکین ان یؤذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی یہ آیت ابوطالب کے بارے میں اُتری کہ وہ کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

۵ القرآن الکریم ۲۶/۴

۵ معالم التنزیل (تفسیر لغوی) ما تحت آیت ۲۶/۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۲

۵ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) " " دار الفکر بیروت ۲۰/۲

یتباعدا عما جاربہ

ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دور رہتے۔

مفاتیح الغیب میں فرمایا اس میں دو قول ہیں، ان میں سے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اور آپ کی رسالت کے اقرار سے روکتے ہیں، جبکہ عطاء اور مقاتل نے کہا کہ یہ آیت کویمہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی وہ قریش کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے روکتے تھے پھر خود آپ سے دور رہتے اور دین میں آپ کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

قول اول دو وجہ سے زیادہ مناسب ہے، وجہ اول یہ ہے کہ اس آیت کویمہ سے ماقبل والی تمام آیات قریش کے طریقہ کی مذمت کا تقاضا کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ اللہ کا قول ”وہم ینہون عنہ“ (یعنی وہ اس سے روکتے ہیں) بھی امر مذموم پر محمول ہونا چاہئے۔ اگر ہم اس کو اس معنی پر محمول کریں کہ ابوطالب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے روکتے تھے تو یہ نغم مذکور حاصل نہ ہوگا۔ وجہ ثانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا ہے کہ ”وہ خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں“ اس سے مراد وہی ہے جس کا ماقبل ذکر ہو چکا ہے۔

قال فی مفاتیح الغیب فیہ ”قولات منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوۃ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل نزلت فی ابی طالب کانت ینہی قریشا عن ایذاء النبی علیہ الصلوۃ والسلام ثم یتباعدا عنہ ولا یتبعہ علی دینہ“ والقول الاول اشبه لوجہین الاول ان جمیع الایات المتقدمہ علی ہذا الایۃ تقتضی ذمہ طریقہم فکذا لک قوله ”وہم ینہون عنہ“ ینبغی ان یکون محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان اباطالب کانت ینہی عن ایذاہ لما حصل ہذا النظم والشاف انہ تعالیٰ قال بعد ذلک ”وان ینہکون انفسہم“ یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا ینبغی ذلک ان ینہکون المراد من قوله ”وہم ینہون عنہ“ انہم

لہ الدر المنثور بجوالہ القرطبی و عبد الرزاق وغیرہ تحت الآیۃ ۲۶/۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۷۷ جامع البیان (تفسیر طبری) تحت آیت ۲۶/۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۰۲ دلائل النبوة للبیہقی جامع ابواب المبعث باب وفاتہ ابی طالب دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۳۴۰ تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیت ۲۶/۶ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ریاض ۴/۱۲۷۷

عن اذیتہ لات ذلک حسن لا یوجب
الہلاک لہ۔

اور یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور وہ
اس سے روکتے ہیں سے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے روکنا ہو اس لئے کہ یہ تو
حسن ہے جو موجب ہلاکت نہیں ہوتا (ت)

میں کہتا ہوں اصل مذمت تو نائی معنی دور
رہنے کی وجہ سے ہے جو نبی کے سبب سے شدید
ہو گئی، کیونکہ علم کے بعد گناہ اس گناہ سے زیادہ شدید
ہو جاتا ہے جو زمانہ جہالت میں کیا گیا ہو۔ چنانچہ نبی کا
یہاں ذکر اس شدت و عظمت کے اظہار کے لئے جو
اس سے ملحق گناہ اور بوجہ سے متعلق ہوتی ہے کیونکہ
علم اللہ تعالیٰ کی حجت ہے تیرے حق میں اور میرے
خلاف کیساتھ ابوطالب کے بارے میں رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو نہیں
دیکھا کہ ”اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے
نچلے طبقے میں ہوتا۔“ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔
ابوطالب کی طرف سے تمام عمر نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت، کفالت، نصرت اور
محبت کے باوجود جو کہ معلوم ہے۔ اگر نبی اللہ اس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نہ ہوتی تو ابوطالب
جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے کیونکہ کمال
معرفت کے باوجود انھوں نے ایمان سے انکار کیا

اقول اصل الذم للنائی
وقد تشدد بالنہی فان الذنب
بعد العلم اشد منه حين
الجهل فذكر النہی لابیانة
شدّة ما يلحقه من الذم في ذلك و
عظمة ما يعتريه من الوثر
فيما هنالك فان العلم حجة الله مالك
وعليك الاتّرع الى قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم في ابی طالب ولولا اننا
لكان في الدرك الاسفل من النار
كما ساق مع ما علم من حمايته
وكفالتة ونصرتة ومحبتة للنبي
صلى الله تعالى عليه وسلم طول عمره
فانما كاد يكون في الدرك الاسفل
لولا شفاعته رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم لما ابى
الايمان مع كمال العرفان فالایة

۱۸۹/۱۲ مفتاح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیت ۲۶/۶ المطبعة البهية مصر
۵۴۸/۱ صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصّة ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۱۵/۱ صحیح مسلم باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب " " "

على و نرات قوله تعالى اُتَا مرون
 الناس بالبر و تنسوت انفسكم و
 انتم تتلون الكتب افلا تعقلون ه
 فذكر في سياق الذم امرهم بالبر
 و تلاوته ثم الكتاب و انما القصد الى
 نسيانهم منهم و ذكر هؤلاء الذين للتسجيل
 بل قال حب ذكره يا ايها الذين
 امنوا لم تقدموا ما لا تفعلون ه
 كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما
 لا تفعلون ه فشد التنكير على
 القول من دون عمل و ان كانت
 القول خيرا في نفسه قال في معالم
 التنزيل قال المفسرون ان المؤمنين
 قالوا لنعلم اى الاعمال احب الى الله
 عز و جل لعملائه و لبذلنا فيه اموالنا
 و انفسنا فانزل عز و جل ان الله
 يحب الذين يقاتلون في سبيله
 صفا فابتلوا بذلك يوم احد فاولوا
 مدبرين فانزل الله تعالى لم تقولون
 ما لا تفعلون اه و به ينحل الوجهان
 لمن النصف لاجرم ان قال الخفاجي

چنانچہ آیت مذکورہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرز پر ہے کہ "کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں؟" ان کے نیکی کا حکم دینے اور کتاب پڑھنے کو مذمت کے سیاق میں ذکر کیا۔ مقصود تو ان کا اپنی جانوں کو بھلنا ہے اور ان دونوں باتوں کا ذکر بطور تمہید ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے، کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو؟ تو یہاں پر قول بلا عمل پر سخت نفرت کا اظہار فرمایا اگرچہ فی نفسہ قول اچھا ہو۔ معالم التنزیل میں کہا کہ مفسرین نے فرمایا کہ موتوں نے کہا: اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین عمل کون سا ہے تو ہم اس کو ضرور کریں گے اور اس میں اپنے مال و جان قربان کر دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انھیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پر باندھ کر!" پھر غسنوہ احد میں انھیں اس میں مبتلا کر دیا گیا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ لوگ کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ہو! اور اس سے منصف کے لئے دونوں وجہیں کھل گئیں۔ علامہ خفاجی نے

سۈرە القرآن الکریم ۲/۴۴

۳۹۲/۶۱ " ۹۲

کے معالم التنزیل (تفسیر لغوی) تحت آیت ۶۱/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۰۷/۴

فالعناية بعد نقله كلام الامام
فيه نظرا له وبالجملة فعطاء اعلم
منا ومنكم باساليب القرآن ونظمه
فضلا عن هذا الحبر العظيم الذي
قد فاق اكثر الامة في علم القرآن
وفهمه ، والله تعالى اعلم۔

عناية میں امام کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا، اس میں نظم
ہے۔ خلاصہ یہ کہ عطاء قرآن مجید کے اسالیب و
نظم کو ہم سے اور تم سے زیادہ جاننے والا ہے چنانکہ
عظیم عالم تبحر جو قرآن مجید کے علم و فہم میں اکثر
امت پر فوقیت رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ
اعلم (ت)

فصل دوم — احادیث

حدیث چہارم : صحیحین و مسند امام احمد میں حضرت سیدنا عباسؓ عم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ورضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

انہ قال للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ما اغنیت عن عمک فواللہ کانت
یحوطک و یغضب لک قال هو فی
ضحضاح من نار و لولا اننا لکانت فی
الدرك الاسفل من النار۔ و فی روایة وجدته
غمرات من النار فاخرجته الی
ضحضاح۔

یعنی انھوں نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چچ
ابو طالب کو کیا نفع دیا؟ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا
اور حضور کے لئے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا۔ فرمایا،
میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اُسے کھینچ کر
پاؤں تک آگ میں کر دیا، اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے
سب سے نیچے طبقہ میں ہوتا۔

امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں :

یؤید الخصوصية انه بعد ان امتنع
له عناية القاضي حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي تحت الآية ۶/۲۶ دار الكتب العلمية بيروت ۶۵/۱
صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قصة ابي طالب قديمی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱
صحیح البخاری کتاب الادب باب كنية المشرك قديمی کتب خانہ کراچی ۹۱۷/۲
صحیح مسلم کتاب الايمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب " " " ۱۱۵/۱
مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت ۲۱۰ و ۲۰۷/۱
صحیح مسلم کتاب الايمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب " " " ۱۱۵/۱

شفع له حتى خفف له العذاب بالنسبة لغيره^۱

ہوا کہ ابوطالب نے با آنکہ ایمان لانے سے انکار کیا پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نے اتنا کام دیا کہ نسبت باقی کافروں کے عذاب ہلکا ہو گیا۔

حدیث پنجم: صحیحین و مسند امام احمد میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر عندہ عمہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیمة فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ^۲

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ابوطالب کا ذکر آیا، فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ روز قیامت میری شفاعت اُسے یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنوں تک ہوگی جس سے اس کا دماغ جوش مارے گا۔

یونس بن بکر نے حدیث محمد بن اسحق سے یوں روایت کیا: یغلی منہ دماغہ حتی لیسئل علی قدمیہ اس کا بھیجا اُبل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدة القاری وارشاد الساری شرح صحیح بخاری و مواہب اللدنیہ وغیرہ میں امام سیوطی سے منقول:

الحکمة فیہ ان اباطالب کانت تابعاً للرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لجملة الا انه استمر ثابت القدم علی دین قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصة لتثبیتہ ایاہما علی دین قومہ^۳

یعنی ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عز و جل جو ہمیشگی عمل دیتا ہے ابوطالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا، ملت کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب مسلط کیا۔

۱۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة القصص باب لعلہ انک لاتدیٰ مصطفیٰ البانی مصر ۱۲۳/۱۰

۲۔ مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۵۰/۲

۳۔ صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۳۸/۱

صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب " " ۱۱۵/۱

۴۔ المواہب اللدنیہ بخوالہ ابن اسحق ۲۶۲/۱ وارشاد الساری بخوالہ ابن اسحق تحت الحدیث ۳۸۸۵ ۲۵۱/۸

۵۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب حدیث ۳۸۸۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۲/۱۴

ارشاد الساری بخوالہ السیوطی تحت الحدیث ۳۸۸۵ ۳۵۱/۸ و المواہب اللدنیہ بخوالہ السیوطی ۲۶۲/۱

اسی طرح تیسرے شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

حدیث ششم: بزار و ابویعلیٰ و ابن عدی و تمام حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل نفعت اباطالب قال اخرجته من غمرۃ جہنم الی ضحضاح منها۔
یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا؟۔ فرمایا، میں نے اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی عمدہ میں فرماتے ہیں،

فان قلت اعمال الکفرۃ ہباء منشور الافانۃ فیہا قلت ہذا النفع من بركة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخصائصہ علیہ
اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو بخار میں ہوا پر اُڑائے ہوئے۔

حدیث ہفتم: طبرانی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

ان الحارث بن ہشام اقی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم حجۃ الوداع فقال یا رسول اللہ انی کنت علی صلتۃ الرحم والاحسان الی الجبار وایواء الیتیم واطعام الضیف واطعام المسکین وکل هذا قد کان یفعلہ ہشام بن المغیرۃ فما ظنک بہ یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کل قبر ای لای شہد صاحبہ ان لا الہ الا اللہ فہو جذوۃ من النار وقد وجدت
یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز حجۃ الوداع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، یا رسول اللہ! میں ان باتوں پر عمل کرتا ہوں رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا، محتاج کو کھانا کھلانا، اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اُس کی نسبت کیا گمان ہے؟ فرمایا: جو قبر بنے جس کا مُردہ لا الہ الا اللہ نہ مانتا ہو وہ دوزخ کا انگار ہے، میں نے خود اپنے چچا ابوطالب کو

۱۔ مسند ابویعلیٰ الموصلی عن مسند جابر بن عبد اللہ حدیث ۲۰۴۳ م۳۲ مستدرک علوم القرآن بیروت ۳۹۹/۲
۲۔ عمدۃ القاری کتاب مناقب الانصار تحت الحدیث ۳۸۸۳ دار الکتب العلمیہ ۲۳/۱۷

عمی اباطالب فی طمطام من النار فاخرجه
اللہ لمکانہ منی واحسانہ الموت فجعله فی
ضحضاح من النار ۱۲

سر سے اونچی آگ میں پایا، میری قرابت و خدمت کے
باعث اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں سے نکال کر پاؤں
تک آگ میں کر دیا۔

مجمع بحار الانوار میں بعلامت کاف امام کرمانی شارح بخاری سے منقول،
نفع اباطالب اعمالہ ببرکتہ صلوات اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم وان کان اعمال الکفرۃ
ہباء منشوراً ۱۳

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابوطالب
کے اعمال نفع دے گئے درنہ کافروں کے کام تو
زرے برباد ہوتے ہیں۔

حدیث ہشتم: امام احمد سند اور امام بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اهون اهل النار عذابا ابوطالب وهو
منتعل بنعلین من نار یغلی منہما
دماغہ ۱۴

بیشک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب
پر ہے وہ آگ کے دو جوڑتے پھنکے ہوئے ہیں جس
سے اس کا دماغ کھولتا ہے۔

نیز صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا:

ان اھون اھل النار عذابا من لہ
نعلان و شراکات من نار یغلی منہما
دماغہ کما یغلی المرحل ما یزعم ان
احدا اشد منہ عذابا و انہ لاهونہم
عذاباً ۱۵

دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہے جسے
آگ کے دو جوڑتے اور دو قسمے پھنکے جائیں گے
جن سے اُس کا دماغ دیگ کی طرح جوش مارے گا
وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اُسی پر ہے
حالانکہ اُس پر سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

اسی حدیث میں امام احمد کی روایت یوں ہے:

۱۴ المعجم الکبیر عن ام سلمہ حدیث ۹۷۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۳/۳۰۵
المعجم الاوسط حدیث ۷۳۸۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۱۹۰

۱۵ مجمع بحار الانوار

۱۶ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۱۵
۱۷ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۱۵

یوضع فی اخص قد میہ جمراتان اُس کے تلووں میں انگارے رکھے جائیں گے جس
یغلی منہما دماغہ ^۱ سے بھیجا اُبلے گا۔
اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:

یقول اللہ لاھوت اهل النار عذابا یوم
القیمة لو ان لك صافی الارض من
شیء اکت تفتدع به ، فیقول نعم
فیقول ارادت منك اھوت من هذا
وانت فی صلب آدم ان لا تشرك
بی شیئا فابیتہ ان لا تشرك
بی ^۲

دوزخوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے
اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری
ہلک ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب
سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا؟ وہ عرض کرے گا
ہاں۔ فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزِ یثاق جبکہ
تو پشتِ آدم میں تھا اس سے بھی ہلکی اور آسان
بات چاہی تھی کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تُو نے
نہ مانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہوئے۔

اس حدیث سے بھی ابوطالب کا شرک پر مرننا ثابت ہے۔

کتاب النہیس فی احوال النفس فی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے،

قیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مسح اباطالب بعد موته والنسی تحت
قد میہ ولذا ینتعل بنعلین من
الناس ^۳

یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابوطالب
کے بدن پر دستِ اقدس پھیر دیا تھا مگر تلووں پر
ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لئے ابوطالب کو روزِ قیامت
آگ کے دو جو تے پہنائے جائیں گے باقی جسم برکت
دستِ اقدس محفوظ رہے گا)

حدیث نہم: امام شافعی و امام احمد و امام اسحق بن راہویہ و ابو داؤد و طیالسی اپنی مسانید اور ابن سعد

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن نعمان بن بشیر المکتب الاسلامی بیروت ۲۷۲/۲
۲۔ صحیح البخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۷۰/۲
۳۔ صحیح مسلم کتاب صفة المنافقین باب الکفار " " ۳۷۲/۲
۴۔ مشکوٰۃ المصابیح باب صفة النار و اهلها الفصل الاول قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۰۲
۵۔ تاریخ النہیس فی احوال النفس نفیس وفاة ابی طالب مؤسسة شعبان بیروت ۳۰۰/۱

طبقات اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود
مختار اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابویعلیٰ مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین
مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی،

قال قلت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عمک الشیخ الضال قد مات قال اذهب فوارا بآکلبہ
یعنی میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کا چچ وہ
بڈھا کمرہ مرگیا۔ فرمایا، جا، ات دبا۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مولانا علی نے عرض کی،

ان عمک الشیخ الکافر قد مات فما تری فیہ، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امری ان تغسلہ وامرک بالغسل
حضور کا چچ وہ بڈھا کافر مر گیا اس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
نہا کر بادو۔

امام شافعی کی روایت میں ہے،

فقلت یا رسول اللہ انہ مات مشرکاً قال اذهب فوارا بآکلبہ
میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ فرمایا، جاؤ، دباؤ۔

امام الانبیا ابن خزیمہ نے فرمایا، یہ حدیث صحیح ہے۔

امام حافظ الشان اصابع فی تمیز الصیابہ میں فرماتے ہیں، صحیحہ ابن خزیمہ (ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ت)

۱۔ نصب الراية بحوالہ الشافعی واسحق بن راہویہ و ابی داؤد الطیالسی وغیرہم کتاب الصلوۃ
فصل فی الصلوۃ علی المیت الحدیث الحادی العشر النورۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی لاہور ۲۹۰۹/۲
۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الرجل یموت لہ قرابۃ مشرک آفتاب عالم پریس ۱۰۲/۲
۳۔ مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۰ و ۱۲۹/۱
۴۔ السنن الکبریٰ کتاب الجنائز باب المسلم یغسل ذاقراۃ دار صادر بیروت ۳۹۸/۲
۵۔ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الجنائز باب فی الرجل یموت لہ قرابۃ المشرک اداره القرآن کراچی ۳۴۸/۳
۶۔ نصب الراية بحوالہ الشافعی کتاب الصلوۃ فصل فی الصلوۃ علی المیت النورۃ الرضویۃ لاہور ۲۹۰/۲
۷۔ الاصابۃ فی تمیز الصیابہ حروف الطار ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴

الله الذي يحيي ويميت وهو حي لا يموت
اغفر لأمتي فاطمة بنت اسد ووسع عليها
مدخلها بحق نبيك والانباء الذين
من قبلي ، فانك امرأه المرحمين —
سأواه الطبراني في الكبير والوسط وابن
حبان والمحاكم وصححه وابعونعيم
في الحلية عن انس ونحوه
ابن ابي شيبة عن جابر والشيرازي
في الالقاب وابن عبد البر
وابعونعيم في المعرفة والديلمي
بسند حسن عن ابن عباس وابن عساكر
عن علي رضي الله تعالى عنهم اجمعين .

۱- مجمع الزوائد کتاب المناقب باب مناقب بنت اسد دارالکتاب بیروت ۲۵۶/۹
کنز العمال محدث مؤسسه الرساله بیروت ۱۰۰/۱۰۰

رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو۔

اولئك كتب في قلوبهم الايمان و
ايدهم بروح منه و يداخلهم جنت
تجربى من تحتها الانهر خلد ين
فيها رضى الله عنهم ورضوا عنه اولئك
حزب الله الا ان حزب الله هم
المفلحون ۞ جعلنا الله منهم بهم
ولهم بفضل رحمة بهم انه
هو الغفور الرحيم، والحمد لله رب
العلمين وصلى الله تعالى على سيدنا
ومولينا محمد و آله واصحابه
اجمعين آمين !

یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور
اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انھیں باغوں
میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں، ان میں
ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے
راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سُننا ہے اللہ کی
جماعت ہی کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے
صدقے میں ان میں سے کر دے۔ بیشک وہ ہی
بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اور سب تعریفیں
اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔
اور وہ نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا
محمد مصطفیٰ، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر،
اے اللہ! ہماری دُعا قبول فرما! (ت)

حدیث دہم: بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار
اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

انہ قال یا رسول اللہ این تنزل
فی دارک بمکة فقال وھل ترک عقیل
عن سباع اود وروکان عقیل ورث اباطالب
ھو وطالب ولہ یرثہ جعفر ولا علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہما شیئاً لانہما کاتا مسلمین
وکان عقیل وطالب کافرین فکان عمر بن
الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لایرث

یعنی انھوں نے خدمت حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! حضور
کل مکہ معظمہ میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں
نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرمایا، کیا ہمارے لئے
عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام
زین العابدین نے فرمایا، ہوا یہ تھا کہ ابوطالب کا
ترک عقیل اور طالب نے پایا، اور جعفر نے علی

المؤمن الكافر، ولفظ ابن ماجه والطحاوى
فكانت عمر من اجل ذلك يقول ^{ال}
ولفظ الاسماعيلى فمن اجل ذلك
كانت عمر يقول ^ب

رضى اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملا۔ یہ دونوں حضرات
وقت موت ابی طالب مسلمان تھے اور طالب
کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس وقت
تک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بنا پر امیر المؤمنین
عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے
کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہنچتا۔

تنبیہ: لاشك ان قوله وكان عقیل
ورث اباطالب مدرج فی الحديث
ولم یبین قائله فی الكتب الذی
ذكرنا واخترت انا انه الامام خیرین
العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
قال الامام العینی فی العمدة قوله
وكان عقیل ادراج من بعض الرواة
ولعله من اسامة کذا قال الکرمانی
والصواب ما ذکرته وقد کتبت علی هامش
العمدة ما نصه۔

تنبیہ: اس میں شک نہیں کہ اس کا قول "اور
عقیل وارث ہوا ابوطالب کا" حدیث میں داخل
کیا گیا اس کا قائل ان کتابوں میں مذکور نہیں جن کا ہم نے
ذکر کیا ہے اور میں نے اختیار کیا ہے کہ امام زین العابدین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام عینی نے عمدة القاری
میں کہا کہ اس کا قول "وكان عقیل" بعض دیوں
کی طرف سے حدیث میں داخل کیا گیا ہے ممکن ہے
یہ ادراج وادخال اسامہ کی طرف سے ہو۔
کرمانی نے یوں ہی کہا ہے اے، اور درست وہی
ہے جو میں نے ذکر کیا، اور میں نے عمدة القاری پر
حاشیہ لکھا جس کی صراحت یہ ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں بلکہ وہ علی بن حسین بن علی ہے رضی اللہ
تعالیٰ عنہم، اس کو امام مالک نے اپنی کتاب موطا

اقول بل هو من علی بن حسین
بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، بیتہ

۱۔ صحیح البخاری کتاب المناکب باب توریث دورکتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱۶/۱

صحیح مسلم کتاب الحج باب النزول بمکة وتوریث دوربا " " " ۴۳۶/۱

۲۔ سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض باب میراث اهل الاسلام من اهل الشرک الخ ایچ ایم سید پبلی کراچی صفحہ ۲

۳۔ عمدة القاری کتاب المناکب باب توریث دورکتہ الخ تحت المحدث ۱۵۸۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۲۲/۹

۱۔ موطا امام مالک کتاب الفرائض باب میراث اہل الملل میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۶۶۶
۲۔ " " " " " " " " " " " "

فیقال جزع عَمَّكَ مِنَ الْمَوْتِ لَا قَرَرْتَ بِهَا
عَيْنُكَ وَاسْتَغْفَرَ لَكَ بَعْدَ مَمَاتٍ فَقَالَ
الْمُسْلِمُونَ مَا يَمْنَعُنَا أَنْ نَسْتَغْفِرَ لِأَبَانَا
وَلِذَوِي قَرَابَتِنَا قَدْ اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ لِأَبِيهِ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِهِ فَاسْتَغْفِرُ وَالْمُشْرِكِينَ
حَتَّى نَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ
أَمْنُوا الْآيَةُ۔

کر رہے ہیں۔ یہ سمجھ کر مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی۔ اللہ عزوجل نے آیت
اتاری کہ مشرکوں کے لئے یہ دعا نہ نبی کو روا نہ مسلمانوں کو؛ جب کہ روشن ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں۔ — والعیاذ باللہ
تعالیٰ۔

حدیث پانزدہم، ابو نعیم علیہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

كَانَتْ مَشِيَّةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِسْلَامِ
عَمِي الْعَبَّاسِ وَمَشِيَّتِي فِي إِسْلَامِ
عَمِي أَبِي طَالِبٍ فَغَلَبَتْ مَشِيَّةَ اللَّهِ
مَشِيَّتِي۔

اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور
میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابوطالب مسلمان ہو،
اللہ تعالیٰ کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ
ابوطالب کافر رہا اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مشرک باسلام ہوئے۔ فللہ الحجۃ البالغۃ۔

فصل سوم

چون اَقْوَالِ اَئِمَّةِ کَرَامِ وعلمائے اعلام اُوپر گزرے اور بعد کلام خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کا حال خدا و رسول سے زیادہ کون جانے، عز مجده و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

۱۵۲/۱۲ مَوسَمَةُ الرِّسَالَةِ بیروت حدیث ۳۴۴۳۹ لے کنز العمال برمز ابی نعیم عن علی

مگر کثیر فوائد و تسکین زائد کے لئے بعض اور بھی کہ سر دست پیش نظر ہیں اضافہ کیجئے کہ زیادت خیر زیادت خیر ہے۔
وبالله التوفیق۔

امام الامام مالک الازمہ، کاشف الغم، سراج الائمہ، سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

ابو طالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات کا قریب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔ والہیاء باللہ۔

امام برہان الدین علی بن ابی بکر فرغانی ہدایہ میں فرماتے ہیں:

اذا مات الکافر وله ولی مسلم فانه يغسله ويكفنه ويدفنه بذلك امر على رضى الله تعالى عنه في حق ابيه ابی طالب لکن يغسل غسل الثوب النجس ويلف في خرقه و يحفر حفيرة من غير مراعاة سنة التكفين والحد ولا يوضع فيه بل يلقى به

جب کافر مر جائے اور اس کا کوئی مسلمان رشتہ دار موجود ہو تو وہ اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے باپ ابو طالب کے بارے میں ایسا ہی حکم دیا گیا۔ لیکن اس کو غسل ایسے دیا جائے جیسے طید کپڑے کو دھویا جاتا ہے، اور کسی کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور اس کے لئے گڑھا کھودا جائے، کفن پہنانے اور لحد بنانے کی سنت ملحوظ نہ رکھی جائے، اور نہ ہی اسکو گڑھے میں رکھا جائے بلکہ پھینکا جائے۔ (ت)

امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں:

مات کافر يغسله وليه المسلم ويكفنه ويدفنه والاصل فيه انه لما مات ابو طالب اتى على رضى الله تعالى عنه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وقال انت عمك الشيخ الفضال

کافر مر جائے تو اس کا مسلمان رشتہ دار اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے۔ اس میں اصل یہ ہے کہ جب ابو طالب مر گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا بڑا عا گراہ عچپا

لے الفقہ الاکبر مع وصیت نامہ ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور ص ۲۱
لے الہدایہ باب الجنائز فصل فی القلوة علی المیت المکتبۃ العربیۃ دستگیر کالونی کراچی ۱/۶۲-۱۶۱

مرگیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
اُس کو غسل دو، کفن پہناؤ اور دفن کرو اور کوئی نئی
چیز نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے آملو یعنی اس کی نماز جنازہ
مت پڑھنا الخ۔ (ت)

قد مات فقال اغسله واكفنه وادفنه و
لا تحدث حدثا حتى تلقاني
لا تصل عليه الخ۔

مسلمان کا کوئی قریبی کافر رشتہ دار مر گیا، اس کا
کافروں میں کوئی وارث موجود نہیں ہے تو وہ مسلمان
اُسے غسل دے جیسے پلید کپڑے کو دھویا جاتا ہے،
ایک کپڑے میں پیٹھے اور ایک گڑھا کھود کر اُس میں
پھینک دے اور اس سلسلے میں سنت کا لحاظ
نہ کرے کیونکہ مروی ہے کہ جب ابو طالب کا انتقال
ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر کہا
یا رسول اللہ! آپ کا گمراہ چچا مر گیا ہے الخ۔

علامہ ابراہیم حلی غنیہ شرح غنیہ میں فرماتے ہیں،
مات للمسلم قریب کافر لیس له ولی
من الکفار یغسله غسل الثوب النجس
ویلقه فی خرقۃ ویحفر له حفرة
ویلفیه فیہا من غیر مراعاة السنة
فی ذلک لما روی ان اباطالب لما هلك
جاء علی فقال یا رسول اللہ عمتک
الضال قد مات الخ۔

علامہ ابراہیم طرابلسی برہان شرح مواہب الرحمن پھر علامہ شمس الدین احمد طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح
میں زیر قول نور الایضاح ان کان للكافر قریب مسلم غسله (اگر کسی کافر کا کوئی قریبی رشتہ دار
مسلمان ہو تو وہ اس کو غسل دے۔ ت) فرماتے ہیں،

الاصل فیہ ما رواه البوداؤد وغیره عن علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما مات
ابوطالب الحدیث۔
اصل اس میں وہ حدیث ہے جس کو البوداؤد وغیرہ
نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا کہ جب ابو طالب مر گیا تو انھوں نے کہا، الحدیث۔ (ت)

علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں،

یغسل ولی المسلم الکافر ویکفنه و مسلم رشتہ دار کافر کو غسل دے، کفن پہنائے اور

لہ الکافی شرح الوافی

۱۔ غنیۃ المستملی شرح نیت المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۶۰۳
۲۔ حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح باب احکام الجنائز فصل لسلطان احق بصلوۃ نور محمد کاخانہ لکچی ص ۳۲۹

يدقته بذلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا
عند ان یفعل بابیہ حین مات لہ کرنے کا حکم دیا گیا جب ان کا باپ مر گیا۔ (د)
ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قرابت دار کا فرمودہ کو نہلا سکتا ہے کہ مولیٰ علی
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنے باپ ابوطالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے نہلایا۔
فتح القدیر و کفایہ و بنایہ وغیرہ تمام شروح پر یہ میں اس مضمون کو مقبول و مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اسکی
عبارات بکثرت ملیں گی سب کی نقل سے اطالت کی حاجت نہیں۔ واضح ہوا کہ سب علمائے کرام ابوطالب کو
کافر جانتے ہیں۔ یونہی امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں باب الرجل یسوت لہ قرابۃ مشرک و منع مشرک یا
یعنی باب اُس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے۔ اور امام نسائی نے باب مواراة المشرک
یعنی دفن مشرک کا باب، اور دونوں نے اُس میں یہی حدیث موت ابی طالب ذکر کی، انھیں نسائی کے اسی
مجتبیٰ میں ایک باب النہی عن الاستغفار للمشرکین ہے اس میں حدیث دوم روایت کی، ابن ماجہ
نے سنن میں باب میراث اہل الاسلام من اہل المشرک لکھا یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں
اس میں حدیث دوم وارد کی۔

امام اجل صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے مؤطا شریف میں باب التوارث بین اہل الملل منعقد
فرمایا یعنی مختلف دین والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم اور اس میں حدیثیں مسلم و کافر کے عدم توارث
کی روایت فرماتیں جن میں یہ حدیث امام زین العابدین دربارہ ترکہ ابوطالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی۔
یونہی امام محرم المذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا شریف میں باب لایوث المسلمہ الکافر منعقد فرما کر حدیث
مذکور ایراد کی۔

۱۹۰/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل السلطان حتی بصلوۃ	لہ بحر الرائق کتاب الجنائز
۱۰۲/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب الرجل یسوت لہ الخ	لہ سنن ابی داؤد
۲۸۳/۱	نور محمد کارخانہ کراچی	باب مواراة المشرک	لہ سنن النسائی
۲۸۶/۱	"	باب النہی عن الاستغفار للمشرکین	لہ " " "
۲۰۰	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب میراث اہل الاسلام من اہل الشکر	لہ سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض
۶۶۶	میر محمد کتب خانہ کراچی	باب میراث اہل الملل	لہ مؤطا الامام مالک کتاب الفرائض
۳۲۰ و ۳۱۹	نور محمد کارخانہ کراچی	باب لایوث المسلم کافر	لہ مؤطا الامام محمد

امام اہل محمد بن اسماعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجنائز میں ایک باب وضع فرمایا باب اذا قال
المشرك عند الموت لا اله الا الله یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک مرتے وقت لا اله الا الله کہے
تو کیا حکم ہے، اور اس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اُسی کی کتاب الادب میں لکھا باب کنیۃ المشرك
اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور،

سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
يقول وهو على المنبر ان بنی ہاشم بن
المغيرة استاذنونی ان یتكحوا ابنتهم علی
بن ابی طالبؑ۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے
سنا جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے کہ بنی ہاشم
بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی
بیٹی کا نکاح علی بن ابوطالب کے ساتھ کر دیں۔ (ت)

ذکر کی — امام قسطلانی نے تطبیق حدیث و ترجمہ میں لکھا مذکور باب المشرك بکنیۃ نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ابوطالب مشرک کو کنیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا:
قد جوزوا ذکر الکافر بکنیۃ اذا کان لا یعرف
الا بها کما فی ابی طالب اذا کان علی سبیل
التألف سراجاء اسلامهم او تحصیل منفعة
منهم لا علی سبیل التکریم فانما مأمورون بالاعتدال
علیہم۔

عمدة القاری میں ہے:
قال ابن بطال فیہ جواز تکنیۃ المشرك
امام ابن بطال نے فرمایا، اس حدیث سے مشرک کو
بلفظ کنیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

اُسی میں ہے:

- ۱۔ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرك عند الموت الخ قیدی کتب خانہ کراچی ۱/۱۸۱
۲۔ کتاب الادب باب کنیۃ المشرك " " ۲/۹۱۶
۳۔ کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنته فی الغیرہ الخ " " ۲/۴۸۴
۴۔ ارشاد الساری کتاب الادب باب کنیۃ المشرك تحت الحدیث ۶۲۰۸ بیروت ۳/۲۱۰ و ۲۰۴
۵۔ عمدة القاری شرح البخاری کتاب الادب تحت الحدیث ۶۲۰۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۲/۳۲۹

4
4

فیه دلالة ان الله تعالى قد يعطي الكافر عوضاً من اعماله التي مثلها يكون قربة لاهل الايمان بالله تعالى لانه صلى الله تعالى عليه وسلم اخبر ان عمه نفعه تربيته اياه وحياطته له التخفيف ^{المن}.

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ عز وجل کا فرک بھی اس کے اعمال کا کچھ عوض دیتا ہے جو اہل ایمان کریں تو قرب الہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خردی کہ حضور کے چچ کو حضور کی خدمت و حمایت نے تخفیف عذاب کا فائدہ دیا۔

امام عارف باللہ سیدی علی متقی مکی قدس سرہ الملکی نے اپنی کتب جلیلہ منہج العمال و کنز العمال و منتخب کنز العمال میں ایک باب منعقد فرمایا، الباب السادس فی اشخاص ليسوا من الصحابة أن شخصوں کے ذکر میں جو صحابی نہیں۔ اور اسی باب میں ابوطالب و ابو جہل وغیرہما ذکر کیا۔

اسی طرح علامہ عبدالرحمن بن شیبہ نے تیسیر الوصول الی جامع الاصول میں احادیث ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اس میں صرف حدیث دوم و چہارم و پنجم کو جلوہ دیا۔ اگر ابوطالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وہ شخص صحابہ سے خارج ہو سکتا جس نے یحییٰ سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضور و سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غلغلہ ڈالا۔

یونہی امام حافظ الحدیث ابو الفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصحابہ فی تمیز الصحابہ میں ابوطالب کو باب الکنی حرف الطاء المملک کی قسم رابع میں ذکر کیا، یعنی وہ لوگ جنہیں صحابی کہنا مردود و غلط و باطل ہے۔

اسی میں فرماتے ہیں،

ورد من عدة طرق في حق من مات في الفترة ومن ولد مجنوناً ونحو ذلك ان كلا منهم يذلف بحجة ويقول لو عقلت او ذكرت لا منت فترفع لهم نار ويقال لهم ادخلوها فمن دخلها

یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ جو زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مر گیا یا مجنون پیدا ہوا اور جنون ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنہیں دعوت انبیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء نہ پہنچی ان میں ہر ایک روز قیامت ایک عذر پیش کرے گا کہ الہی! میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچی تو میں ایمان لاتا، ان کے امتحان کو ایک

۱۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب کنیۃ المشرک تحت حدیث ۶۲۰۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۳۹/۲
۲۔ کنز العمال الباب السادس فی فضل اشخاص ليسوا من الصحابة مؤسسة الرسالة بیروت ۱۵۰/۱۲

میسر فرمایا :

وقد فخر المنصور على محمد بن عبد الله
 بن الحسن لما خرج بالمدينة وكاتبه
 المكاتبات المشهورة ومنها في كتاب
 المنصور وقد بعث النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم وله اربعة
 اعمام فامن به اثنان احدهما
 ابي وكفر به اثنان احدهما
 ابوكثير

يعني جب امام نض زكوة محمد بن عبد الله بن حسن مجتبیٰ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ عباسی عبد اللہ بن محمد
 بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور
 منصور ووائقی پر غرور فرمایا اور مدینہ طیبہ پر
 تسلط کر کے خلیفہ و امیر المومنین لقب پایا ان میں
 اور خلیفہ کو منصور میں مکاتبات مشہور ہوئے
 ازاں جملہ منصور نے ایک نامہ میں لکھا جب حضور اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہوئی حضور
 کے چار چچ زندہ تھے حمزہ و عباس و ابوطالب و ابولہب۔ دو حضور پر ایمان لائے ایک ان میں میرے باپ

ہیں یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور دوکا فر رہے ایک اُن میں آپ کے باپ ہیں یعنی ابوطالب۔
 یہ منصور علاوہ خلیفہ و اہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء محدثین سے ہیں۔
 امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں انھیں فقیہ النفس و جید المشاركة فی السلم لکھا
 اور فرمایا،

ولد سنة خمس وتسعين وادرك
 جدہ ولہ یرو عنہ وروی عن ابیہ و
 و عن عطاء بن یسار و عنہ
 ولده المہدی لہ
 وہ ۵۹۰ھ میں پیدا ہوا، اپنے دادا کو پایا مگر ان
 سے روایت نہیں کی اپنے باپ اور عطاء بن یسار
 روایت کی اور اُس سے اُس کے بیٹے مہدی نے
 روایت کی۔ (ت)

اور امام اجل فض زکیہ کو یوں بے تامل لکھ بھیجا اور امام کا اس پر رد نہ فرماتا بھی بتا رہا ہے کہ کفر
 ابی طالب واضح و مشہور بات تھی، اصحاب میں اس کے بعد فرمایا، ومن شعر عبد اللہ بن المعتز
 یخاطب الفاطمیین

وانتم بنو بنتہ دوننا

ونحن بنو عمہ السلم

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما، یا یوں کہے کہ چھ خلفاء کے بیٹے عبد اللہ بن المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتصم ابن الرشید
 ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر بعض سادات کرام کے خطاب میں ہے کہ،
 ”تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہو ہم نہیں، اور ہم حضور کے مسلمان
 چچا کے بیٹے ہیں۔“

اس میں بھی کفر ابی طالب پر صاف تعریض موجود ہے عبد اللہ اہل علم و فضل سے ہیں، حدیث میں علی
 بن حرب معاصر امام بخاری و مسلم کے شاگرد نیز امام ممدوح کتاب الاحکام پھر امام قسطلانی مواہب میں
 فرماتے ہیں،

نحن نوجوا ان یدخل عبد المطلب ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور ان کے اہلبیت

لہ تاریخ الخلفاء احوال المنصور ابو جعفر عبد اللہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۸۰
 لہ الاصابۃ فی تیز الصباۃ حرف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۸/۴

وَالْبَيْتَةُ الْجَنَّةُ إِلَّا أَبَا طَالِبٍ فَانْهَ ادْرِكْ
الْبُعْثَةُ وَلَمْ يُوْثِقْ مِنْهُ إِلَّا بِاخْتِصَارٍ -

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں :

من عجائب الاتفاق ان الذين ادركهم
الاسلام من اعمام النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم اربعة لم يسلم منهم
اثنان واسلم اثنان وكان اسم من
لم يسلم ينافي اسمي المسلمين وهما
ابو طالب اسم عبد مناف وابولهب و
اسمه عبد العزى بخلاف من اسلم وهما
حمزة والعباس.

عجائب اتفاق سے ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے چار چچا زمانہ اسلام میں زندہ تھے دو
اسلام نہ لائے اور دو مشرف باسلام ہوئے
وہ دو کہ اسلام نہ لائے اُن کے نام بھی پہلے ہی سے
مسلمانوں کے نام کے خلاف تھے ، ابو طالب کا نام
عبد مناف تھا اور ابو لہب کا عبد العزی ، اور دو کہ
مسلمان ہوئے ان کے نام پاک و صاف تھے
حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

وكذا اثره الزرقاني في شرح المواهب -

امام احمد بن محمد خطيب قسطلاني مواهب لدنيہ و منہ مخدہ میں فرماتے ہیں :

كان العباس صغرا عمه صلى الله تعالى عليه
وسلم ولم يسلم منهم الا هو وحمزة.

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے سب سے چھوٹے چچا تھے ، حضور کے اعمام میں صرف
یہ اور حضرت حمزہ مسلمان ہوئے و بس۔

امام محمد محمد بن امیر الحاج علیہ شرح غیہ او اخر صلوٰۃ اس مسئلہ کے بیان میں کہ کافر کے لئے دعائے مغفرت
ناجائز ہے ، آیت دوم تلاوت کر کے فرماتے ہیں :

ثبت في الصحيحين ان سبب نزول
صحيحين میں ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

له المواهب اللدنية قضية نجا والديه صلى الله تعالى عليه وسلم رأى المصنف في المسئلة المكتبة الاسلامي بيروت ۱۸۳/

الاصابة في تميز الصحابة حرف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بيروت ۱۱۸/۴

فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصہ ابی طالب مصطفیٰ آبنابی مصر ۱۹۶/۸

شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ عام الحزن وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۶/۱

المواهب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع المكتبة الاسلامي بيروت ۱۱۱/۲

امام محمدی السنہ بغوی معالم شریف اول رکوع سورۃ بقرہ میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا
سواء علیہم یحرق قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی حلی کتاب النخیس میں فرماتے ہیں ، کفر چار قسم ہے ،
کفر انکار و کفر تجدد و کفر عناد و کفر نفاق ۔ کفر انکار یہ کہ اللہ عزوجل کو نہ دل سے جانے اور زبان سے
ماننے ، جیسے ابلیس و یہود ۔ اور کفر نفاق یہ کہ زبان سے ماننے مگر دل میں نہ جانے ۔ و کفر العناد
ہو ان یعرف اللہ بقلبه و یعترف بلسانه ولا یدین بہ لکفر اجم طالب حیث
یقول ۛ

٣٠١/١ وفاة ابى طالب مؤسسة شعبان بيروت
معالم التنزيل تفسير البغوى تحت الآية ٦/٢ دار الكتب العلمية بيروت
٢١/١ " " " " " " " "

کفر کے اللہ عزوجل سے ملے گا وہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرانی نے شرح التفتیح پھر امام قسطلانی نے مواہب میں کفار کی ایک قسم یوں بیان فرمائی:

من آمن بظاہره و باطنه وكفى بعدا
الاذعان للفرع كما حكى عن ابى طالب
انه كان يقول انى لاعلم ان
ما يقوله ابن اخى لحق
ولو لاني اخاف ان تعيرني
نساء قریش لا تبعته وفى
شعره يقول

یعنی ایک کافر وہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے
معترف ہو مگر اذعان نہ لائے جیسے ابوطالب سے مروی
کہ مشیک میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو کچھ میرے بھتیجے
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ضرور حق ہے
اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب
لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہو جاتا اور اپنے ایک
شعر میں کہا:

لقد علموا ان ابننا لا مكدب
يقيناً ولا يعزى لقول الاباطل
فهذا تصریح باللسان و
اعتقاد بالجنات غير انه
لم يذعن به

خدا کی قسم کافران قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے
بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور
معاذ اللہ کوئی کلمہ خلاف حق کہنا ان کی طرف نسبت نہیں
کیا جاتا۔

تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ
ہے مگر اذعان نہ ہوا۔

امام ابن اثیر جزری نہایت، پھر علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

كفر عناد هو ان يعرفه بقلبه ويعتق
بلسانه ولا يدعيت به كاذب طالب
اقرار كره مكرتسيم والقياد سے باز رہے جیسے
ابوطالب۔

علامہ مجد الدین فیروز آبادی سفر السعادة میں فرماتے ہیں:

چون عزم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوطالب جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب

۱/ ۲۶۵ لے المواہب اللدنیة عام الحزن وفاة ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت

۲/ ۲۹۵ لے شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیة وفاة خیدجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت

بیمار شد با وجود آنکہ مشرک بود اور اعیادت فرمود
و دعوت اسلام کرد ابو طالب قبول نہ کر دآء مخلصاً
بیمار ہو گئے تو ان کے کافر ہونے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ان کی عیادت کی اور اسلام لانے کی
دعوت دی جسے ابو طالب نے قبول نہ کیا۔ (ت)

۹۶ شیخ محقق مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:
حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابو طالب کفر را۔
پھر بعد ذکر احادیث فرمایا:

۹۷ و در روضۃ الاجاب نیز اخبار موت ابو طالب بر کفر
آوردہ الخ۔
روضۃ الاجاب میں بھی ابو طالب کے کفر پر مرنے
کی احادیث لائی گئی ہیں الخ (ت)

بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:
احادیث کفرہ شہیدہ و قد نزل فی حق
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فی شان عمہ ابی طالب انک لاتہدی من
اجبت کما فی صحیح مسلم و سنن
الترمذی و قد ثبت فی الخبر الصحیح
عن الامام محمد ابی القرم اللہ تعالیٰ
وجہہ الکریم و وجوہ ابائہ الکرام ان
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ورث طالباً و عقیلاً اباهما و لہ یورث
علیاً و جعفر اقال علی و لذا ترکنا نصیبنا فی
الشعب کذا فی مؤطا الامام مالک رحمہ
حدیثیں اُس کے کفر کی مشہور ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر ان کے چچا ابو طالب کے بارے میں
یہ آیت نازل ہوئی: اے نبی! تم ہدایت نہیں
دیتے جسے دوست رکھو جیسا کہ صحیح مسلم اور ترمذی
میں ہے بتحقیق امام محمد باقر اللہ تعالیٰ نے ان کے
اور ان کے آباء و اجداد کے چہرے کو مکرم بنایا،
سے خبر صحیح میں ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے طالب و عقیل کو ان کے باپ کا
وارث بنایا مگر علی و جعفر کو وارث نہیں بنایا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اسی وجہ سے
ہم نے شعب ابی طالب سے اپنا حصہ ترک کر دیا۔
مؤطا امام مالک میں یوں نہیں ہے۔ (ت)

۱۰ شرح سفر السعادت فصل در بیان عیادت بیمار ان و نماز جنازہ مکتبہ نوری رضویہ سکھ ص ۲۴۹

۱۱ مدارج النبوة وفات یافتن ابو طالب ۴۸/۲

۱۲ " " " " ۴۹/۲

۱۳ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی عشورات الشریف رضی قم ایران ۱۵۳/۱۵۴

یعنی کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اس کے ثبوت میں آیت اولے کا اترنا اور حدیث دہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترک نہ دلانا بیان فرمایا۔

اقول و ذکر الامام الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقع نزلة من القلم وانما هو الامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما اسمعناك من المؤطا والصحيحين وغيرها۔

میں کہتا ہوں امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر قلم کی لغزش سے واقع ہوا۔ درحقیقت وہ امام زین العابدین ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسا کہ ہم تجھے بخوالہ مؤطا و صحیحین وغیرہ بتا چکے ہیں۔ (ت)

نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض فصل الوجه الخامس من وجوه السب امام ابن حجر کی سے نقل فرمایا:

حدیث مسلم ان ابی واباک في النار اراد بابیه عمه اباطالب لان العرب تسمى العم اباً (ملخصاً)۔

حدیث مسلم میں کہ میرا اور تیرا باپ جہنم میں ہیں، باپ سے مراد آپ کے چچا ابوطالب ہیں کیونکہ عرب چچا کو باپ کہہ دیتے ہیں (ملخصاً)۔ (ت)

یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابوطالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔

امام خاتم الحفاظ جلال الملہ والذین سیوطی مساکم الخفاء فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اسی حدیث کی نسبت فرماتے ہیں:

ما المانع ان يكون المراد به عمه ابوطالب فكانت تسمية ابی طالب ابا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شائعة عندهم بكونه عمه وكونه رباة وكفله من صغرة اهـ ملخصاً۔

کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابوطالب مراد ہو کہ وہ دوزخ میں ہے، اُس زمانہ میں شائع تھا کہ ابوطالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باپ کہا جاتا چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس کی خدمت و کفالت کرنے کے باعث۔

اقول جس طرح ابی ابوطالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی بی بی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔

نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل الوجه خامس مرکز اہلسنت برکات ضاعجرات الہند ۴/۲۱۴
 ۲۲۸ و ۲۲۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۲۲۹ و ۲۲۸

اُسی میں فرماتے ہیں،

اخرج تمام الرازمی فی فوائدہ بسند
ضعیف عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
سلم اذا کان یوم القیامة شفعت لابی و
امی وابی طالب واخلی کانت فی
الجاهلیة اوردة المحب الطبری وھومن
الحفاظ والفقہاء فی کتابہ ذخائر العقبی
فی مناقب ذوی القربی وقال ان ثبت
غھوموول فی ابی طالب علی ما ورد
فی الصحیح من تخفیف العذاب عنہ
بشفاعتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتی
وانما احتاج الی تاویلہ فی ابی طالب
دون الثلثة ابیہ وامہ واخلی یعنی
من الرضاۃ لان ابا طالب ادرك البعثة
ولم یسلم والثلثة ماتوا فی الفترۃ

یعنی تمام الرازی نے بسند ضعیف ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں روز قیامت اپنے والدین اور ابوطالب اور اپنے بھائی کی کہ زمانہ جاہلیت میں گزرا شفاعت فرماؤں گا۔ امام محبت طبری نے کہ حافظان حدیث و علمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقبیٰ میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو ابوطالب کے بارے میں اس کی تاویل وہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، خاص ابوطالب کے باب میں تاویل کی حاجت یہ ہوئی کہ ابوطالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضاعی کہ زمانہ فترت میں گزرے۔

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روز قیامت اپنے والدین اور ابوطالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کی کہ زمانہ جاہلیت میں گزرا شفاعت فرماؤں گا۔

۲ قول یہاں تاویل بمعنی بیان مراد و معنی ہے جس طرح شرح معانی قرآن کو تاویل کہتے ہیں۔ کفار سے تخفیف عذاب بھی حضور سید الشاقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے ہے شفاعت کبریٰ کہ فتح باب حساب کے لئے ہے تمام جہان کو شدیل و عام ہے۔ امام نووی نے بآئنگہ ابوطالب کو بالیقین کافر جانتے ہیں تو یہ صحیح مسلم شریف میں حدیث چہارم و پنجم کا باب یوں لکھا،

باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وسلم لابی طالب و التخفیف عنہ بسببہ۔

لہ الحادوی للفتاویٰ مسائلک المنہار فی والد المصطفیٰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۸/۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱

امام بدرالدین زکریا نے خادم میں ابن حمیر سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابوالہب کو بروز دوشنبہ ملتی ہے لسرورہ بولادۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واعتاقہ ثویبۃ حین بشر بہ قال وانما ہی کرامۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لئے کہ اُس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اس کا مژدہ سن کر ثویبہ کو آزاد کیا تھا، یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اس نے تخفیف پائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نقلہ فی المسائلک ایضاً (اسے مسالک میں بھی نقل کیا گیا۔ ت) نیز مسالک الخفا پھر شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے،

قد ثبت فی الصحیح واخبار الصادق المصدق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان
اباطالب اھون اھل النار عذاباً بالملقطا۔
بیشک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابوطالب پر
سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔

اللھم اجننا من عذابک الالیم بجاء
نبیک المرفوف الرحیم علیہ وعلى الہ
افضل الصلوۃ وادوم التسلیم
امین ! والحمد لله رب العالمین۔
اے اللہ! ہمیں اپنے دردناک عذاب سے بچا
رؤف ورحیم نبی کے صدقے میں، آپ پر اور آپ
کی آل پر بہترین درود اور دائمی سلام ہو۔ اے
اللہ! ہماری دعا قبول فرما۔ اور سب تعسریں
اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

فصل چہارم

علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر شروع جامع صغیر
میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں،

هذا يؤذنت بموته على كفره
وهو الحق ودهم البعض يه
یعنی یہ حدیث بتاتی ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر
ہوئی اور یہی حق ہے اور اس کا خلاف وہم ہے۔

امام عینی زیر حدیث دوم وچہارم فرماتے ہیں،

لہ الحاوی للفتاویٰ بحوالہ الزکری مسالک الخفاری والد المصطفیٰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۸/۲
لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ وفات خدیجہ وابی طالب ۲۹۴/۱ و الحاوی للفتاویٰ ۲۲۸/۲
لہ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث اھون اھل النار عذاباً بالملقطا مکتبۃ الامام الشافعی بیاض ۳۸۴/۱

ہذا اكله ظاهرا نه مات على غير الاسلام فان قلت ذكر السهيلى انه ساءى في بعض كتب المسعودى انه اسلم قلت مثل هذا لا يعارض ما في الصحيح^۱ ان سب حديثوں سے ظاہر ہے کہ ابو طالب کی موت غیر اسلام پر ہوئی، اگر تو کہے کہ سہیلی نے ذکر کیا کہ انھوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں دیکھا کہ ابو طالب اسلام لے آئے میں کہوں گا ایسی بے سرو پا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض نہیں ہو سکتی۔

اقول علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اس کی کتاب مروج الذہب خلفائے کرام و صحابہ عظام عشرہ مبشرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرائے جا بجا آلودہ و ملوث ہے لوط بن یحییٰ ابو مخنف رافضی نجیث بانک کے اقوال و نقول بکثرت لاتا ہے جس کے مردود و تالف ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رفاض و فاسق و بانکین کے اخبار پر اس کی کتاب کا مدار ہے جیسا کہ اس کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے، فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نسخہ مروج الذہب کے ہاش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے۔ شاہ مجد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں،

ہشام کلبی مفسر کہ رافضی غالی ست و ہمچنین مسعودی صاحب مروج الذہب و ابوالفرج اصہبانی صاحب کتاب الاغالی و علی ہذا القیاس امثال اینہار ایں فرقہ در اعداد اہلسنت داخل کنند و بمقولات و منقولات ایشان الزام بہنت خواہند^{۱۰۹} ہشام کلبی مفسر جو کہ غالی رافضی ہے، اسی طرح مروج الذہب کا مصنف مسعودی اور ابوالفرج اصہبانی صاحب کتاب الاغالی اور علی ہذا القیاس ان جیسے دیگر رافضیوں کو یہ فرقہ، اہل سنت میں داخل کرتا ہے اور ان کے اقوال و منقولات سے اہل سنت کو الزام دینا چاہتا ہے۔ (دست)

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں،

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ ابن عساکر وغیرہ^{۱۱۰} ابو طالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر وغیرہ نے اس کی تصریح کی۔

۱۰۹ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار تحت حدیث ۳۸۸۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۴/۱
۱۱۰ تحفہ اثنا عشریہ باب دوم فصل دوم کید بہت و رسوم صہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۱
۱۱۱ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۲۸۶/۳

اسی طرح اصحاب میں ہے کما سیاقی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت)

علامہ شہاب نسیم الریاض میں فرماتے ہیں،

من الغریب ما نقله بعضهم ان الله تعالى
احیاه له صلى الله تعالى علیه وسلم
قامت به كابویه و اظنه من افتراء
الشیعة ۱۰

غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ
نے والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی طرح ابوطالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لئے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے،
میرے گمان میں یہ رافضیوں کی گھڑت ہے۔

اقول وضاع کذاب رافضیوں ہی میں منحصر نہیں مگر یہ ان کے مسلک کے موافق ہے لہذا اس
کی وضع کا گمان انہیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جرم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو، اس
بنا پر لفظ ظن فرمایا، ورنہ اس کے موضوع و مفتری ہونے میں تو شبہ نہیں، کمالا یخفی (جیسا کہ
پوشیدہ نہیں۔ ت)

علامہ صہبان محمد بن علی مصری کتاب اسعاف الراغبین میں فرماتے ہیں،

اما اعمامہ صلى الله تعالى علیه وسلم
فاثنا عشرة حمزة والعباس وهما
المسلمان و ابوطالب والصحيح انه
مات كافرا ۱۱

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
بارہ چچ تھے، حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابوطالب
اور صحیح یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

فصل پنجم

شرح مقاصد و شرح تحریر پھر رد المحتار حاشیہ در مختار باب المرتدین میں ہے،
المصر على عدم الاقرار مع المطالبة
به كافر وفاقا لكون ذلك من امارات
عدم التصديق ولهمذا اطبقوا

جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور
وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالاتفاق کافر ہے
کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے،

نسیم الریاض القسم الاول: باب الاول الفصل الخامس مرکز المہنت گجرات الهند ۲۱/۱
۱۰ اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ علی ہامش نور الانصار دار الفکر بیروت ص ۹۴

علی کفر ابی طالبؑ
اسی واسطے تمام علمائے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

۱۱۵ مولانا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں،
اذا امر بها وامتنع و اجب عنها کابی طالب
فہو کافر بالاجماعؑ
جسے شہادت کلمۃ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ باز رہے اور ادا کئے شہادت سے انکار کرے جیسے ابو طالبؑ، تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

۱۱۶ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اُس شخص کے بارے میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر و مانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی، علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار اُسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں، نقل کر کے فرماتے ہیں،

قلت لکن بشرط عدم مطلب الاقرار منه
فان ابی بعد ذلك فکافر اجماعا
لقضية ابی طالبؑ
یعنی یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ اُس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے۔ ابو طالب کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔

۱۱۷ اُسی کی فصل ثانی باب اشراط الساعة میں ہے،
ابو طالب لعنہ عند اهل السنة۔ اہل سنت کے نزدیک ابو طالب مسلمان نہیں۔
شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادة میں فرماتے ہیں،
مشائخ حدیث و علمائے سنت بریں اندک ایمان ابو طالبؑ غیبت نہ پذیر فرمے و در صحاح احادیث ست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در وقت وفات وے بر سر وے آمد و
مشائخ حدیث اور علماء سنت کا موقف یہ ہے کہ ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں ہے۔ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ ابو طالب کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے

۱۔ رد المحتار کتاب لیر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۳/۳ و ۲۸۴

۲۔

۳۔

۴۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن حدیث ۵۴۵۸ المکتبۃ المعبیہ کوئٹہ ۳۶۰/۹

فصل ششم

بھرفراتے ہیں،

علامہ محمد بن عبد الباقی شرح مواہب میں روایت ضعیفہ ابن اسحق کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب مع اپنے جوابوں کے آتی ہے ذکر کر کے فرماتے ہیں،

انوار التنزیل وارشاد العقل میں زیر آیہ کریمہ انک لاتہدی من اجبت فرمایا،

الجمہور علیٰ انہما نزلت فی
ابن طالب علیہ السلام

۱۰ شرح سفر السعاده فصل در بیان عیادت بیماران و نماز جنازه مکتبه نوریہ رضویہ سکر ص ۲۷۹

٢٨٤/١

" " " " " " " " " " "

شرح الزرقاني على المواهب اللدنية عام الحزن وقاعة خديجة وابي طالب دار المعرفة بيروت ٢٩١

۵۰ انوار المنزلی (تفسیر البیضاوی) تحت الآیة ۲۸/۵۶ دار الفکر بیروت ۲۹۸/۴

علامہ خواجه اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں :

اشارة الى الرد على بعض الرافضة
اذ ذهب الى اسلامه
اصابه في

ذكر جمع من الرافضة انه مات مسلماً
قال ابن عساكر في صدر ترجمته قيل انه
اسلم ولا يصح اسلامه مختصراً
رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان
مرے۔ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع
تذکرۃ ابو طالب میں فرمایا بعض اسلام ابو طالب
کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں۔ مختصر

زرقانی میں ہے :

الصحيح ان ابا طالب لم يسلم، وذكر
جمع من الرافضة انه مات مسلماً
وتمسكوا باشعار واجباروا هيبة تكفل
بردها في الاصابة
صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے، رافضیوں
کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام پر مڑنا مانا
اور کچھ شعروں اور واہیات خبروں سے تمسک کیا
جن کے رد کا امام حافظ الشان نے اصباح میں
ذکر کیا۔

نسیم فصل کیفیة الصلوة عليه صلى الله تعالى عليه وسلم والتسليم فيه :

ابو طالب توفي كافراً وادعاء
بعض الشيعة انه اسلم
لا اصل له
ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض رافضیوں
کا دعویٰ باطلہ کہ وہ اسلام لائے محض بے اصل
ہے۔

شیخ محقق شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں :

- ۱۰ عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت الآیۃ ۵۶/۲۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۹/۷
۱۱ الاصابة فی تمیز الصحابة حروف الطاء القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۶/۳
۱۲ تاریخ دمشق البکیر ترجمہ ۸۹۴ ابو طالب دار احیاء التراث العربی ۲۲۸/۷
۱۳ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۲۴۳/۳
۱۴ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض مرکز احلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳۸۴/۳

شیخ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں ابو طالب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی معرفت حاصل تھی۔ اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں جن کو شیعہ اسلام ابو طالب کی دلیل بتاتے ہیں اور اپنے دعویٰ پر جس چیز سے استدلال کرتے ہیں وہ اُن کے دعویٰ پر دلالت نہیں کرتی۔^(۱)

۱۲۹
اسی میں ہے :

معنی نماز کہ صحت اسلام البین بلکہ سائر آبائے
وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہورست و شیعه
اسلام ابو طالب را نیز از این قبیل دانند اھ مختصراً

پوشیدہ نہ رہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین بلکہ تمام آباء و اجداد کے اسلام کا صحیح ہونا مشہور ہے اور شیعہ اسلام ابو طالب کو بھی اسی قبل سے سمجھتے ہیں (۱) اختصار (ت)

فصل ہفتم

الحمد لله کلام اپنی نہایت کو پہنچا بعد اس قدر نصوص علیہ وجلیہ قرآن وحدیث وارشادات صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ قدیم و حدیث کے منصف کو چارہ نہیں مگر تسلیم اور شبہات کا حصہ نہیں مگر فنائے عیم پھر بھی تمہیں مرام و تسکین ادا ہوا مناسب مقام۔ عمرو نے آٹھ شبے ذکر کئے اور نواں کہ اگر شبہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وہی ہے اُس سے متروک ہوا ہم اُن سب کو ذکر کر کے بتوفیق اللہ تعالیٰ اظہار جواب و امانت صواب کریں۔

شبہ اولیٰ کفالت۔ اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) ہاں بالیقین مگر کفالت نبی مستلزم اطاعت نبی نہیں، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

فالتقطه ال فرعون ليكون لهم عدا
وحزننا الآية۔
تو اُسے اٹھایا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن
اور ان پر غم ہو الایہ (ت)

۱۰ سفر السعادت فصل در بیان عیادت بیماران الخ مکتبه نوریه رضویہ کمر ص ۲۲۹

۲۴۹-۵۰ ص " " " " " " " " ۵۲

۳۵ القرآن الكريم ۸/۲۸

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا - ت) :

قال العزيز فينا وليدا وليث فينا
من عمر كسنت ليه
بولایا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا
اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس
گزارے۔ (ت)

شبہ ثانیہ - نصرت و حمایت - نقول ضرور مگر مدعا سے دور، رافضی اس سے
دلیل لائے اور علمائے سنت جواب دے چکے۔ اصحاب میں فرمایا،

استدل الرافضی بقول الله تعالى فالذين
امنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النوا
الذى معه اولئك هم المفلحون
قال وقد عزمه ابوطالب
بما اشتهروا علمه ونايذا قرلشا
وعاداهم بسببه مما لا يدفعه
احد من نقلة الاخبار
فيكون من المفلحين انتهى
وهذا مبلغهم من العلم
وانا نسلم انه نصره وبالع
في ذلك لكنه لم يتبع
النور الذى معه وهو
الكتاب العزيز الداعى
الى التوحيد ولا يحصل الفلاح الا
بحصول ما رتب عليه من
الصفات كلها

یعنی اسلام ابی طالب پر رافضی اس آیت سے
دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی
پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور
جو نور اس نبی کے ساتھ اتارا گیا اس کے پیرو
ہوئے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی
نے کہا، ابوطالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف
ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش
سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی
راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وہ فلاح پانے
والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے علم کی
رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں
کہ ابوطالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجہ
غایت کی مگر اس نور کا اتباع نہ کیا جو حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اترا
یعنی قرآن مجید داعی توحید اور فلاح توجب ملے کہ
جتنی صفات پر اسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔

لے القرآن الکریم ۱۸/۲۶

لے الاصابۃ فی تمیز الصحابة حروف الطاء ترجمہ ۶۸۵ ابوطالب دارصادر بیروت ۱۱۸/۴

اقول اولاً یہ نصرت و حمایت کا قصہ بارگاہ رسالت میں پیش ہو چکا، عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! ابوطالب چینی و چنان کرتا اسے کیا نفع ملا؟ جواب جو ارشاد ہوا حدیث چہارم میں گزرا۔

ثانیاً بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اور وہ کونبی کی ایذا سے روکتے اور خود ایمان لانے سے بچتے ہیں، دیکھو آیت و حدیث سوم۔

ثالثاً اعتبار خاتمہ کا ہے انما الاعمال بالخواتیم (اعمال کا دار و مدار خاتموں پر ہے۔ ت) جب ابوطالب کا کفر پر مرقا قرآن و حدیث سے ثابت تو اب اگلے قسطے سنانا اور گزشتہ کفالت و نصرت سے دلیل لانا محض ساقط۔ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک حدیث طویل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

فواللہ الذی لا الہ غیرہ ان احدکم	قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم میں کوئی
لیعمل بعمل اہل الجنة حتی	شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ
ما یكون بینہ و بینہا الا ذراع فیسبق	اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ کا فرق
علیہ الکتاب فیعمل بعمل اہل	رہ جاتا ہے اتنے میں تقدیر غالب آجاتی ہے کہ وہ
النار فیدخل النار	دوزخیوں کے کام کر کے دوزخ میں جاتا ہے۔

(والعیاذ باللہ رب العالمین)

رابعاً صرف اسلام مستلزم اسلام نہ ثبوت خاص نہ ثبوت عام، صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی غزوہ خیبر میں ایک مدعی اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے عظیم قتال کیا، صحابہ اس کے مدح ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دوزخی ہے۔ اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ مترنزل ہو جاتے (یعنی ایسے عالی درجہ کے عمدہ کام ایسی جلیل و جمیل نصرت اسلام اور اس پر تاری ہونے کے احکام) بالآخر خبر پائی کہ وہ معرکہ میں زخمی ہوا اور وہی تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ مسند احمد بن حنبل۔ حدیث سہل بن سعد۔ المکتب الاسلامی بیروت ۳۳۵/۵

۲۔ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قولہ تعالیٰ ولقد سبق کلنا الخ۔ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۰/۲

صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الادمی الخ۔ " " " " ۳۳۲/۲

سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب القدر۔ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۲/۲

بما تو مروا عرض عن المشركين (تو اعلان یہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ ت) نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوت اسلام شروع کی اشرف قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی اٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اُسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور انہیں ہم کو دے دو، اور اسی ارادہ فاسد پر عمارہ بن ولید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے انہیں دے دیں گے، ابوطالب نے کہا،

والله لئن لم اتسومونني اتعطونني
ابنکم اغذوه لکم واعطیکم ابني
تقتلونه هذا والله ما لا يكون
ابدا حين تروح الابل
فان حنت ناقه الح غیر
فصیلها دفعتہ الیکم۔

خدا کی قسم کیا بُری گاہکی میرے ساتھ کر رہے ہو،
کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمہارے لیے اسے
کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا بیٹا تمہیں
دے دوں کہ تم اُسے قتل کرو۔ خدا کی قسم یہ کبھی
ہونی نہیں، جب اونٹ شام کو نکلتے ہیں تو
اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف
میل کرتی ہو تو میں بھی تم سے اپنا بیٹا بدل لوں۔

لخصنا حدیث ابن اسحق ذکرناہ
بلاغاً ومن حدیث مقاتل ذکرہ
فی المواہب۔

(ہم نے اس کو حدیث ابن اسحق سے ملخص کیا جسے
انہوں نے مفصل بیان کیا اور ہم نے ملخص کیا اور
حدیث مقاتل سے جس کو مواہب میں ذکر
کیا گیا ہے۔ ت)

ابوطالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے
بچے سے ہوتی ہے ایسی محبت ایمان نہیں، ایمان حُب شرعی ہے، ابوطالب میں اس کی شان نہیں،
محبت شرعی و ایمانی ہوتی تو نار کو عار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملت جاہلیت پر
اصرار کیوں ہوتا۔

امام قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں،

قد كان ابوطالب يحوطه صلى الله تعالى عليه وسلم وينصره ويحبّه جابطعيا لاشريعيا فسبق القدر فيه واستمر على كفره والله الحجة السامية^{۱۳۲}

نسیم الریاض میں ہے :

حنونه على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ومحبته له امر مشهور في السير وكان يعظمه ويعرف نبوته ولكن لم يوفقه الله للاسلام وفي الامتناع ان فيه حكمة خفية من الله تعالى لانه عظيم قریش لا يمكن احدا منهم ان يتعدى على ما في جواره فكان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في بدء امره في كنف حمايته يذبهم عنه كما قال : ه

والله لن يصلوا اليك بجمعهم حتى اوسد في التراب دفينا

فلو اسلم له يكت له ذمة عندهم ولذا لم يكت له صلى الله عليه وسلم بعد موته بد من الهجرة^{۱۳۳}

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت سب کچھ کی، طبعی محبت بہت کچھ رکھی، مگر شرعی محبت نہ تھی، آخر تقدیر الہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی، اور اللہ ہی کے لیے سب حجت بلند۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی مہر و محبت مشہور ہے اور تعظیم و معرفت نبوت معلوم، مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی۔ اور کتاب الامتناع میں فرمایا : ابوطالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے وہ سرور قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر تہمتی نہ کر سکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتداء اسلام میں ان کی حمایت میں تھے وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے، خود ایک شعر میں کہا ہے :

خدا کی قسم تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر نہ دیا جاؤں۔

تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک ان کی پناہ کوئی چیز نہ رہتی، آخر ان کے انتقال پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمائی ہوئی۔

۱۳۲ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصہ ابی طالب دارالکتب العربیہ بیروت ۲۰۱/۶
۱۳۳ نسیم الریاض القسم الاول الباب الاول الفصل الثانی مرکز اہلسنت برکات رضا تجارت الہند ۲۱/۲

اقول قرب انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہو سکتی ہے، مرتے وقت کفر پر اصرار کی حکمت اللہ جانے یا اس کا رسول۔ شاید اس میں اولاً یہ نکتہ ہو کہ اگر اسلام لا کر مرتے مخالف گمان کرتے کہ اللہ کے رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ فریب برتنا اپنے چپ کو مسلمان تو کر لیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھنے کے لئے ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وہ کام نہ رہا ظاہر کر دیا۔

ثانیاً ان مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ حالت کفر میں مرے جس کا پتا حدیث ان ابی و ابابکؓ دیتی ہے اول ناگوار ہوا جب اپنے چپ کو شامل فرمایا سکون پایا۔

ثالثاً مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ قائم فرمانا کہ اپنے اقارب جب خدا کے خلاف ہوں ان سے برارت کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں، نماز نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے صیب کو منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔

سابعاً عمل میں اخلاص، قہر و خوف و انقیاد کی ترغیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر مجبور بیٹھنے سے ترمیم، جب ابوطالب کو ایسی نسبت قریب بیان کا رہا ہے عجیبہ وجہ نہ منافقادی کام نہ آئی تو اور کیا چیز ہے۔ الی غیر ذلک مما اللہ و رسولہ بہ اعلم جمل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اس کے علاوہ دیگر وجوہ جنہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ ت)

شہ رابعہ — نعت شریف — اقول یہ تو اور حجت الہیہ قائم ہونا ہے جب ایسا جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود عنود قبل طلوع شمس رسالت کیا کچھ نعت و مدحت نہ کرتے جب کوئی مشکل آتی مصیبت منہ دکھاتی حضور سے توسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دعا مانگتے:

اللهم انصرونا علیہم بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفته فی التوراة ۱
الہی! ہمیں اُن پر مدد دے صدقہ نبی آخر الزماں کا جس کی نعت ہم تو رات میں پاتے ہیں۔

پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا:

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علیہ
اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا تو اس سے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی

لعنت ہو منکروں پر۔ (ت)

الکفایت لے

اصحاب میں فرماتے ہیں،

اما شهادة ابی طالب بتصدیق النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالجواب
عندہ و عما ورد من شعرا ابی طالب
فی ذلک انه نظیر ما حکى اللہ تعالیٰ عن
کفار قریش "و جحدوا بها واستيقنتها
انفسهم ظلماً و علواً فکان کفرهم عناداً و منشوء
من الالفة و الکبر و الی ذلک اشار ابو طالب
بقوله لولا ان تعیر فی قریش لے

شبهہ خامسہ — حضور کا استغفار فرمانا — اقول اولاً اس کا جواب خود رب الارباب
جل جلالہ دے چکا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قید لگا دی تھی مالم انه عند تیرے
لے استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ رب العزہ جل جلالہ نے منع فرما دیا اب اس سے
استناد و خط القاد۔

ثانیاً خود یہ وعدہ ہی کلمہ طیبہ سے انکار سن کر ارشاد ہوا تھا، دیکھو حدیث دوم۔ پھر اسے
دلیل اسلام ٹھہرانا عجب ہے۔

شبهہ سادسہ — حکایت جامع الاصول — اقول سید اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ
عنہم مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابو طالب کو مشرک کہتے باوصف حکم اقدس غسل و کفن میں تا مل عرض
کرتے سید السادات سید الکائنات علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ و اکل التیمات اسے مقرر رکھتے، جنازہ
میں شرکت سے باز رہتے، سیدنا جعفر بن ابی طالب و امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ اسلام
ترک کفار سے محرومی پاتے، سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی وجہ کفر ابی طالب بیان
فرماتے۔ امیر المؤمنین عسہ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختن اہل بیت اسے کافر کا ترک مومن کو نہ ملنے کی دلیل

لے القرآن الکریم ۸۹/۲

لے الاصابۃ فی تمییز الصحابة حرف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۲

ٹھہراتے۔ سیدنا عباس علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے حال سے سوال کر کے وہ جواب پاتے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت وان یهلكون الا انفسہم کا ابوطالب کے حق میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہشتم اور اُمّ المؤمنین ام سلمہ زوجہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ہفتم امیر المؤمنین علی برادر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت فرماتے ہیں یہ سرداران و سردارانِ اہلبیت کرام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ان کے بعد وہ کون سے اہلبیت قائل اسلام ابوطالب ہوئے، کیا قرآن و حدیث و اطلاق ائمہ قدیم و حدیث کے مقابل ایسی حکایات بے زمام و خطام کچھ کام دے سکتی ہیں، حاشا، لاجرم شیخ محقق مدارج النبوة میں فرماتے ہیں،

از اعمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ و عباس مسلمان نہ شدہ اند و ابوطالب و ابولہب زمان اسلام را دریافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ جمہور علماء برین اند و صاحب جامع الاصول آورده کہ زعم اہلبیت آنست کہ ابوطالب مسلمان از دنیا رفتہ واللہ اعلم بصحتہ کذا فی مروضة الاحباب^{۱۳۶} لے

پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچوں میں سے حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا کوئی مسلمان نہ ہوا۔ ابوطالب و ابولہب نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام لانے کی توفیق نہ پائی۔ جمہور علماء کا موقف یہی ہے۔ اور صاحب جامع الاصول نے ذکر کیا ہے کہ اہل بیت کا گمان یہ ہے کہ ابوطالب مسلمان ہو کر دنیا سے گئے ہیں اس کی صحت کا حال اللہ خوب جانتا ہے، یونہی روضۃ الاحباب میں ہے۔ (ت)

اقول علماء کا جابجا کفر ابی طالب پر اجماع نقل فرماتا اور اسلام ابی طالب کا قول مزعوم روافض بتاتا، جس کے نقول اگلے فصول میں مذکور و منقول، اس حکایت بے سرو پا کے رد کو بس ہے، کیا باوصف خلافت ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہو سکتا یا معاذ اللہ ان کا خلافت لایعتد بہ ٹھہرا کر دعویٰ اتفاق فرما دیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلافت حاصل تو جانب اجانب اعمیٰ روافض قصر نسبت پر کیا حامل، پس عند التحقیق یہ حکایت بے اصل اور محکی عنہ معدوم و باطل، ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقہ روافض ہے مراد ہوں تو عجیب نہیں اور شبہہ زائل۔

شبیہ سابعہ — عبارت شرح سفر السعاده — اقول یہ تہمت محض ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارتیں خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گزر چکیں جو اس کی تکذیب کو بس ہیں۔ شیخ فرماتے ہیں: حدیث صحیح ابوطالب کا کفر ثابت کرتی ہے علما اہل سنت ابوطالب کا کفر مانتے ہیں شیعہ انہیں مسلمان جانتے ہیں ان کے دلائل مردود و باطل ہیں۔ ان سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا محل، ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آباء و اجداد حضور سیدہ انام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام تحریر فرمائی ہے:

جہاں فرمایا کہ متاخرین نے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار و اجداد شرک و
کفر باری تعالیٰ کی میل کچیل سے پاک و صاف ہیں
نہ از کم اس مسئلہ میں انھوں نے توقف کیا ہے
اور احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے۔ (ت)

شبهہ ثامنہ وصیت نامہ
 منہائے سند ایک رافضی غالی، مواہب شریف میں جس سے عمر و ناقل یہ وصیت نامہ یوں منقول،
 حکى عن هشام بن السائب الكلبي او ابیه انه
 قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جمع اليه
 وجوه قریش ثم الخ۔
 اقول اولاً وایک حکایت منقطع ہے جس کا
 یعنی ہشام بن سائب کلبی کو فی یا اس کے باپ
 کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابوطالب نے مرتے وقت
 عہدگان قریش کو جمع کر کے وصیت کی۔

ہشام وکلبی دونوں رافضی ملعون ہیں، میزان الاعتدال میں ہے؛

قال البخاری ابوالنضر الکلبی ترکہ یحییٰ
وابن مہدی قال علی ثنا یحییٰ
عن سفین قال الکلبی كلما حدثتک
عن ابی صالح فهو کذب، و
قال یزید بن نمار یحیٰ ثنا الکلبی

امام بخاری نے فرمایا ابوالنضر کلبی کو امام کبھی بن معین و امام
عبدالرحمن بن مہدی نے اسے متروک کیا۔ امام سفین
فرماتے ہیں: مجھ سے کلبی نے کہا جتنی حدیثیں میں نے
آپ کے سامنے ابوصالح سے روایت کی ہیں وہ
سب جھوٹ ہیں۔ یزید بن نمار یحییٰ نے کہا: کلبی رافضی

تھا۔ امام سلیمان اعلیٰ نے تابعی نے فرمایا کہ ان رافضیوں سے کچھ نہیں نے علماء کو پایا کہ ان کا نام کذاب رکھتے تھے۔ تبوذکی کہتے ہیں میں ہمام سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے خود کلبی کو کہتے سنا کہ میں رافضی ہوں۔ ابو عوانہ کہتے ہیں کلبی نے میرے سامنے کہا کہ جبریل نبی کو وحی نکھاتے تھے جب حضور بیت الخلا کو تشریف لے جاتے تو مولیٰ علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کو نکھانے لگتے۔ جو زبانی وغیرہ نے کہا: کلبی کذاب ہے۔ دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا: متروک ہے۔ ابن جتان نے کہا اس کا مذہب دین میں اور اُس میں کذب کا وضوح ایسا روشن ہے کہ محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا ذکر کرنا حلال نہیں اور نہ اس سے سند لانا امر ملتقطاً

وكان سبائيا قال الاغش اتق هذه السبائية فاني ادرکت الناس وانا لیسئونهم الکذابین التبوذکی سمعت هاما يقول سمعت الکلبی يقول انا سبائی عن ابی عوانة سمعت الکلبی يقول کان جبرئیل یملی الوحی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخلاء جعل یملی علی علی قال المجوز جانی وغیرہ کذاب وقال الدارقطنی وجماعة متروک وقال ابن جبان مذهبه فی الدین ووضوح الکذب فیہ اظهر من ان یحتاج الی الاغراق فی وصفه لا یحل ذکره فی الکتاب فکیف الاحتجاج به آھ ملتقطاً۔

اُسی میں ہے :

امام احمد نے کلبی کے بیٹے ہشام کی نسبت فرمایا: وہ تو یہی کچھ کہانیاں کچھ نسب نامے جانتا تھا مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اس سے حدیث روایت کرے گا۔ امام دارقطنی وغیرہ نے فرمایا: متروک ہے۔ امام ابن عساکر نے کہا: رافضی نامعتمد ہے۔

هشام بن محمد بن السائب الکلبی قال احمد بن حنبل انما کان صاحب سمر و نسب ما ظننت ان احدا یحدث عنه وقال الدارقطنی وغیرہ متروک وقال ابن عساکر رافضی لیس بشقة۔

ثانیاً خود اُسی وصیت نامہ میں وہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اُن حاضرین سے کہا :

لے میزان الاعتدال ترجمہ ۷۵۴، محمد بن سائب الکلبی دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۵۵۴ تا ۵۵۹
لے " " " " ۹۲۲۴ ہشام بن محمد السائب " " ۴/ ۳۰۲

قد جاء بامر قبله الجنان وانكره
اللسان مخافة الشان^۱ به
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس وہ بات
لے کر آئے جسے دل نے مانا اور زبان نے انکار کیا
اس خوف سے کہ لوگ دشمن ہو جائیں گے۔

علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:
لما تعيرونه به من تبعيته لابت
اخي^۲ به
یعنی وہ خوف یہ ہے کہ تم عیب لگاؤ گے کہ وہ اپنے
بھتیجے کا تابع ہو گیا۔

یعنی بھتیجیا تو بیٹے کی مثل ہے انھیں امام بناتے آپ غلام بنتے عار آتی ہے، تم طعن کرو گے اس نے
اسلام سے انکار ہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔

ثالثاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول مگر جہتوں
کو وصیت ہو خود جاہلی حمت ہو تو اس سے کیا حصول۔ قال اللہ تعالیٰ:
كبر مقتا عند الله ان تقولوا
ما لا تفعلون^۳ به
اللہ کو سخت دشمن ہے یہ بات کہ کہو اور
نہ کرو۔

تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ ادروں کو ترغیب دینا اور آپ بچنا وہی انداز وقت مرگ برتا۔
اصابع میں فرمایا:

وهو امر ابی طالب ولديه بالتباعد فتركه
ذلك هو من جملة العناد وهو ايضا
من حسن نصرت له و ذبه عنه ومعاداة
قومه بسببه^۴ به
رہا یہ کہ ابو طالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنا کہ سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو خود اس کا ترک کرنا
یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی
اُسی خوبی مدد و حمایت اور حضور کے باعث اپنی
قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔

۱۔ المواہب اللدنیہ عام الحزن وفاة ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۲۶۵/۱

۲۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ وفاة خدیجۃ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۵/۱

۳۔ القرآن الکریم ۳/۶۱

۴۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴

یعنی جہاں وہ سب کچھ تھا این ہم بر علم ایمان بے اذعان ملنا کیا امکان ، ولہذا علمائے کرام جہاں ابوطالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی الکفر کی بھی تصریح کر جاتے ہیں اسی مواہب لدنیہ اور ان کی دوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اوپر گزرے ۔
مجمع البحار میں ہے ،

فی العاشرة دنا موت ابی طالب فوصی بنی المطلب باعانتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومات فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان عملک الضال قد مات قال فاغسلہ وکفنه ووارہ غفر اللہ لہ فجعل یتغفر لہ ایا ما حتی نزل "ما کانت للنبی" ۱۳۹ علامہ حنفی حاشیہ شرح ہمزہ میں لکھتے ہیں :

قال القرطبی فی المفہم کان ابو طالب یعرف صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل ما یقولہ ویقول لقریش تعلمون واللہ انت محمد لم یکذب قط ویقول لابنہ علی اتبعہ فانہ علی الحق غیرانہ لم یدخل فی الاسلام ولم یزل علی ذلک حتی حضرته الوفاة فدخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طامعاً فی اسلامہ وحریماً علیہ باذلاف ذلک

یعنی امام قرطبی نے مفہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا : ابوطالب خوب جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے قریش سے کہتے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ وجہہ سے کہتے ان کے پیرو رہنا کہ یہ حق پر ہیں یہ سب کچھ تھا مگر خود اسلام میں نہ آئے موت آنے تک اسی حال پر رہے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما ہوئے اس امید پر کہ شاید مسلمان ہو جائیں اس کی حضور کو سخت خواہش

جہدہ مستفرغاً ما عندہ ولكن عاقت
عن ذلك عوائق الاقداس التي لا ينفع
معها حرص ولا اعتذار لہ
تھی جو کچھ کوشش ممکن تھی سب خرچ فرمادی مگر وہ
تقدیریں اڑے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے
نہ عذر۔

وحسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا
قوة الا بالله العلی العظیم۔
اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے کیا ہی اچھا کارساز ہے
اور نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے
کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔

شبہہ تاسعہ الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہو گئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے محض مہلات تھے
اب ایک شبہہ باقی رہا جس سے زمانہ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ "اسلام ابی طالب" میں
استناد کیا اور اکابر ائمہ و علمائے اہل سنت مثل امام اجل بھٹی و امام جلیل سیلی و امام حافظ الشان ابن حجر
عسقلانی و امام بدر الدین محمد عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر کی و علامہ حسین دیار بکری و علامہ محمد زرقانی
و شیخ محقق دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا۔ سنی کے لئے تو اسی قدر سے جواب
ظاہر ہو گیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے ائمہ و علمائے اہلسنت مگر تمیم فائدہ
کے لئے فقیر غفرلہ المولیٰ القدر وہ شبہہ اور علماء کے اوجب ذکر کر کے جو کچھ فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائض
ہوا تحریر کرے وباللہ التوفیق، ابن اسحق نے سیرۃ میں ایک روایت شاذہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ کہ
ابو طالب کے مرض الموت میں اشراف قریش جمع ہو کر ان کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
سمجھا دو کہ ہمارے دین سے غرض نہ رکھیں ہم ان کے دین سے تعرض نہ کریں ابو طالب نے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کی، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ ایک بات
کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ اور تمہاری مطیع۔ ابو جہل لعین نے عرض کی: حضور ہی کے
باپ کی قسم ایک بات نہیں دس باتیں۔ فرمایا: تو لا الہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر کافریاں بجا کر بھاگ
گئے۔ ابو طالب کے منہ سے نکلا: خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو ان سے نہ چاہی تھی۔ اس کہنے سے
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمید پڑی کہ شاید یہی مسلمان ہو جائے۔ حضور نے بار بار فرما مانا
شروع کیا، اے چچا! تو ہی کہہ لے جس کے سبب سے میں تیری شفاعت روز قیامت حلال کروں۔
جب ابو طالب نے حضور کی شدت خواہش دیکھی تو کہا: اے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا

کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی خود ابوطالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہوا کلمہ پڑھ لیا، تو میں پڑھ لیتا، اور وہ بھی اس طرح پڑھتا لا قولہا الا لا سرک بہا (میں نہ کہتا وہ کلمہ مگر اس نے کراپ کے خوش گون) صرف اس لئے کہ حضور کی خوشی کر دوں۔ یہ باتیں نزع میں تو ہو ہی رہی تھیں جب روح پرواز کرنے کا وقت نزدیک آیا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لبوں کی جنبش دیکھی کان لگا کر سنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، یا ابن اخي والله لقد قال اخي الكلمة التي امرت ان يقولها اے میرے بھتیجے! خدا کی قسم میرے بھائی نے وہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اس سے کہلاتے تھے۔ قال فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم له اسمع سيد عالم صلي الله تعالى عليه وسلم نے فرمایا میں نے نہ سنی۔

یہ وہ روایت ہے علماء نے اس سے پانچ جواب دیئے:

اول یہ روایت ضعیف و مردود ہے، اس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے۔ یہ جواب امام بیہقی پھر امام حافظ المشان ابن حجر عسقلانی و امام بدر الدین محمود عینی و امام ابن حجر مکی و علامہ زر قانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ خمس میں ہے: قال البیہقی انه منقطع الخ و سیاق بہیقی نے کہا یہ منقطع ہے الخ اس کی پوری تفصیل تمامہ۔ عنقریب آرہی ہے۔ (ت)

عمدة القاری میں ہے:

ف سندہ من لا یسمی اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔ (ت)

شرح مواہب میں ہے:

روایۃ ابن اسحق ضعیفۃ۔ ابن اسحاق کی روایت ضعیف ہے۔ (ت) اسی میں ہے:

۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام وفاة ابی طالب و خدیجۃ دار ابن کثیر و التوزیع للطباعة و النشر القسم اول ص ۲۱
۲۔ تاریخ النخیس وفاة ابی طالب مؤسستہ شعبان بیروت ۳۰۰/۱
۳۔ عمدة القاری کتاب الناقب الانصار باب قصۃ ابی طالب تحت حدیث ۳۸۸۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۳/۱
۴۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول وفاة خدیجۃ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۱/۱

قیہ من لم یسویہ

اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام
نہیں لیا گیا۔ (ت)

شرح حمزہ میں ہے ،

روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسرائیہ
الاسلام عند موتہ۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضعیف
روایت ہے کہ ابوطالب نے بوقت موت رازداری
سے انھیں اسلام کی خبر دی۔ (ت)

اصابر میں ہے ،

لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعۃ
اثبت فیہ اسلام ابی طالب منہا ما اخرجہ
عن محمد بن اسمعق الی ان قال بعد
نقل متمسکات الرافضی، اسانید ہذا
الاحادیث وأھیة۔

یعنی میں نے ایک رافضی کا رسالہ دیکھا جس میں
اس نے بعض روایات سے اسلام ابی طالب
ثابت کرنا چاہا ہے۔ ازاں جملہ یہ روایت ابن کحی
ہے۔ ان سب کی سندیں واہی ہیں۔

اقول وبالله التوفیق ھہنا امور
يجب التنبه لھا،

اقول (میں کہتا ہوں) اور توفیق
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، یہاں چند امور ایسے
ہیں جن پر آگاہ ہونا ضروری ہے ،

پہلا امر منقطع یہاں پر یہی کہ کلام میں اس معنی
میں استعمال نہیں ہوا جو جہور کے نزدیک مشہور
اصطلاح ہے، یعنی وہ حدیث جس کی سند سے کوئی
راوی ساقط ہو گیا ہو یا تو مطلقاً یا اس شرط کے
ساتھ کہ اس کی سند میں ایک سے زائد راوی
پے درپے ساقط نہ ہوئے ہوں، بصورتِ اول

اولھا لیس المنقطع ھہنا فی
کلام البیہقی بالاصطلاح المشہور عند
الجمہور انہ الذی سقط من
سندہ سراو اما مطلقاً او بشرط
ان لا یسقط انہ من واحد
علی التوالی وهو المرسل علی

۱۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول وفاة خدیجۃ وابی طالب دارالمعرفۃ بیروت ۲۹۱/۱

۲۔ الاصابۃ فی تیز الصحابۃ حرف الطار القسم الرابع ابوطالب دارصادر بیروت ۱۱۶/۴

الاول او منه على الثاني باصطلاح الفقهاء
واهل الاصول واذا نظفت سر حاله
فعندنا وعند الجمهور مقبول كيف و
ذلك خلاف الواقع في رواية ابن اسحق
فان سنده على ما رأيت في
سيرة ابن هشام ونقله المحافظ
وغیره في الفتح وغیره
هكذا حدثني العباس بن عبد الله
بن معبد عن بعض اهل عن
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما
وهذا الانقطاع فيه كما ترى و
لا ممانعة لارادة الانقطاع من قبل
ان ابن عباس لم يدرك الواقعة
فانه انما ولد عام مات ابو طالب
ولد قبل الهجرة بثلاث سنين
كما في التقريبات، وكذلك
ارخ ابن الجزار موت
ابي طالب قبل هجرته صلى
الله تعالى عليه وسلم
بثلاث سنين كما في
المواهب، وذلك لان مراسيل

وہ مرسل ہے، اور بصورت ثانی مرسل کی ایک نوع
ہے فقہاء اور اہل اصول کی اصطلاح میں۔ اور
جب اس کے رجال عادل ہوں تو وہ ہمارے نزدیک
اور جمهور کے نزدیک مقبول ہے۔ اور جمهور کی اصطلاح
میں یہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے حالانکہ ابن اسحق کی
روایت میں معنی مذکور کے خلاف واقع ہے، کیونکہ
اس کی سند جیسا کہ میں نے سیرت ابن ہشام میں
دیکھی اور حافظ وغیرہ نے اس کو فتح الباری وغیرہ
میں نقل کیا وہ یوں ہے مجھے حدیث بھیان کی
عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض گھروالوں
سے انھوں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔
اور اس میں جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے کوئی انقطاع
نہیں اور نہ ہی اس جہت سے انقطاع مراد لینے
کی کوئی گنجائش ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے یہ واقعہ نہیں پایا کیونکہ آپ اس سال پیدا
ہوئے جس سال ابو طالب کا انتقال ہوا۔ آپ کی
ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی جیسا کہ تقریب
میں ہے اور یونہی ابو طالب کی موت کی تاریخ
ابن جزار نے بیان کی وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
کی ہجرت سے تین سال پہلے فوت ہوئے جیسا کہ
مواہب میں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ مراسیل

۱۔ السيرة النبوية لابن هشام وفاة ابي طالب وخديجة دار ابن كثير للطباعة القسم الاول ص ۱۷۷
۲۔ تقریب التہذیب ترجمہ ۳۴۲۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵۰۴/۱
۳۔ المواہب اللدنیۃ عام الحرم وفاة ابي طالب المكتبة الاسلامیۃ بیروت ۲۶۲/۱

۱/۱۴۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱۔ تقریب النواوی مع تدریب الراوی النوع التاسع المرسل
"	"	۲۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی " "
ص ۲۰۱	مطبع مجتہدائی دہلی	۳۔ مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مسئلہ تعریف المرسل

قرار دیا جس کو تابعی نے صحابہ میں سے ایک مرد سے روایت کیا اس صحابی کے نام کی تصحیح نہیں کی اور اختصار اور ان دونوں (تقریب و تدریب) میں ہے دونوں قسم منقطع، صحیح موقف حبس کی طرف فقہاء کرام اور محدثین میں سے خلیب و ابن عبد البر وغیرہ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ منقطع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند متصل نہ ہو، چاہے کسی وجہ سے انقطاع ہو، وہ اور مرسل ایک ہی ہیں۔ اور اس کا اکثر اطلاق ایسی حدیث پر ہوتا ہے جس میں تابعی کے نیچے درجے کا کوئی شخص صحابہ سے روایت کرتے جیسے امام مالک علیہ الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کریں۔ ایک قول کے مطابق منقطع وہ حدیث ہے جس میں تابعی سے قبل (صحیح یہ ہے کہ صحابی سے قبل) کوئی راوی مختل ہو، چاہے تو وہ مخذون ہو یا مبہم، جیسے کہا جائے "کوئی شخص" یہ اس پر مبنی ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا "یعنی فلاں نے ایک شخص سے روایت کی" یہ منقطع کہلاتی ہے۔ اور ما قبل میں گزر چکا ہے کہ اکثریت اس کے خلاف ہے۔ پھر یہ قول اس شرط کے ساتھ مشہور ہے کہ ساقط فقط ایک راوی ہو یا دو ہوں مگر پے در پے نہ ہوں جیسا کہ اس پر عراقی اور شیخ الاسلام نے جزم کیا ہے اور تلخیص۔

ما رواه التابعی عن رجل من الصحابة لم يسم مرسلًا مختصرًا، وفيهما (النوع العاشر المنقطع الصحيح الذي ذهب اليه الفقهاء والخطيب و ابن عبد البر وغيرهما من المحدثين ان المنقطع ما لم يتصل اسنادة على اى وجه كانت انقطاعه) فهو و المرسل واحد (واكثر ما يستعمل في رواية من دون التابعي عن الصحابة كمالك عن ابن عمر وقيل هو ما اختل منه رجل قبل التابعي) الصواب قبل الصحابي (محدذ وفاكان) الرجل (او مبهما كرجل) هذا بناء على ما تقدم ان فلانا عن رجل يستعمل منقطعاً وتقدم ان الاكثرين على خلافه ثم ان هذا القول هو المشهور بشرط ان يكون الساقط واحد فقط او اثنين لاعلى التوالى كما جزم به العراقي و شيخ الاسلام ثم املخصاً۔

۱۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی النوع التاسع المرسل قیدی کتبنا نہ کراچی ۱۶۱/۱ و ۱۶۲
۲۔ " " " " " " النوع العاشر المنقطع " " " " ۱۶۱/۱ و ۱۶۲

دوسرا امر: مبہم اس مجہول میں سے نہیں جو ہمارے نزدیک اور تمام علماء ماہرین یا اکثر کے نزدیک مقبول ہے، اس لئے کہ اگر کسی راوی سے فقط ایک ہی شخص روایت کرے تو وہ مجہول العین ہے۔ ہم اور کثیر محققین اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا ظاہری طور پر تزکیہ ہو جائے مگر باطنی طور پر نہ ہو تو وہ مستور ہے، ہمارے اور اکثر محققین کے نزدیک یہ مقبول ہے جیسا کہ میں نے اس کو رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مجہول کی دونوں قسموں میں سے کوئی نہیں پہچانا جاتا مگر نام ذکر کرنے سے تو مبہم ان دونوں قسموں میں سے کوئی قسم بھی نہ ہو بلکہ وہ مجہول الحال کی مثل ہے جس کی عدالت نہ ظاہری طور پر معلوم ہوتی ہے نہ باطنی طور پر، اگر ہم اس (مجہول الحال) کو بھی مخفی کر لیں اس کے ساتھ جس کا نام ذکر کیا جاتا ہے تو اس صورت میں مبہم بالکل ہی مجہول اصطلاحی میں سے نہیں ہوگا، اگرچہ معنی لغوی کے اعتبار سے اس پر مجہول کا اطلاق ہوگا۔ اس میں حکم کی تحقیق یہ ہے کہ غیر صحابی کا ابہام بغیر لفظ تعدیل کے جیسے مجھے حدیث بیان کی ایک ثقہ نے۔ ہمارے نزدیک قبولیت میں حذف راوی کی مثل نہیں۔ کیونکہ اسقاط راوی کے باوجود اس پر جرم، اعتماد کی نشانی ہے بخلاف اسناد کے۔ مسلم الثبوت اور اس کی شرح فوائج الرحموت میں ہے کسی شخص نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی

ثانیہا لیس البہم من المجهول المقبول عندنا وعند کثیر من الفحول او اکثرهم فان الراوی اذا لم یرو عنه الا واحد اقمجهول العین نمشیہ نحن وکثیر من المحققین واذا انما کی ظاہرا لا باطنا فمستور نقبلہ نحن واکثر المحققین کما بینتہ فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" و ظاہر ان شینا من هذا لا یعرف الا بالتسمیة فالبیہم لیس منہما فی شئ بل هو کمجهول الحال الذی لم تعرف عدالتہ باطنا ولا ظاہرا وان خصصناہ ایضا بمن سمي فلیس من المجهول المصطلح علیہ اصلاً وان کانت یطلق علیہ اسم المجهول نظر الی المعنی اللغوی، و تحقیق الحکم فیہ ان ابہام راوی غیر الصحابی بغیر لفظ التعدیل کحدثنا ثقة لیس کحذفہ عندنا فی القبول فان المجزم مع الاسقاط امارة الاعتماد بخلاف الاسناد قال فی مسلم الثبوت و شرحه فواتح الرحموت (قال، رجل لا یقبل

ایک مرد نے، تو مذہب صحیح میں قبول نہیں کیا۔ یہ ارسال کی مثل نہیں جیسا کہ شمس الائمہ سے منقول ہے، کیونکہ یہ مجہول سے روایت ہے جبکہ ارسال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متن کی نسبت کا جرم ہے اور یہ بغیر توثیق کے نہیں ہو سکتا تو اس طرح دونوں میں فرق ہو گیا بخلاف اس کے کہ اگر کسی نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ایک ثقہ نے یا صحابہ کرام میں سے ایک مرد نے کیونکہ یہ ثقہ سے روایت ہے، اس لئے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ اگر یہ اصطلاح بنائی جائے کہ فلاں معین شخص جس کی عدالت معلوم ہے کہ ”ایک مرد“ کے ساتھ تعمیر کیا جائے گا تو اس کے مقبول ہونے میں کوئی اشکال نہیں، اقول (میں کہتا ہوں) میرے لئے اُس شخص کا استثناء ظاہر ہوا جس نے ابہام کیا حالانکہ اس کی عادت معروف ہے کہ بغیر ثقہ کے کسی سے روایت نہیں کرتا جیسا کہ ہمارے امام اعظم اور امام احمد اور دیگر ائمہ کرام جن کے نام ہم نے ”منیر العین“ میں ذکر کئے ہیں۔ اس لئے کہ مبہم مجہول الحال سے ہو گیا یا اس کی مثل سے تحقیق اس میں علماء نے اس تفصیل کے ساتھ تصریح فرمائی ہے، دونوں کتابوں میں کہا کہ مجہول سے عادل کی روایت کے بارے میں چند مذہب ہیں، ان میں سے ایک مذہب اس کی تعدیل ہے، کیونکہ عادل کی شان یہ ہے کہ وہ فقط عادل سے روایت کرتا ہے۔ دوسرا مذہب

فی (المذہب (الصحيح) وليس هذا كالارسال كما نقل عن شمس الائمة لان هذا رواية عن مجهول والارسال جزم بنسبة المتن الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا لا يكون الا بالتوثيق فافترقا (بخلاف) قال ثقہ اور رجل من الصحابة لان هذا رواية عن ثقة لان الصحابة كلهم عدول (ولو اصطلاح على معين) معلوم العدالة على التعيين برجل (فلا اشكال) في القبول له، اقول ويتراءى لي استثناء من ابهم وقد علم من عادته انه لا يروى الا عن ثقة كما منا الاعظم والامام احمد وغيرهما من سيدناهم في ”منير العین“ فان المبهم امام مجهول الحال او كمثلہ وقد صرحوا فيه بهذا التفصيل قال في الكتابين (في رواية العدل) عن المجهول (مذاہب) احدها (التعدیل) فان شات العدل لا يروى الا عن عدل (و) الثاني

لے فواجح الرجوت شرح مسلم الثبوت بذیل المستقصیٰ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱۴۰۲/۲

(المنع) لجوانر وایتہ تعویلا علی
المجتہد انه لا یعمل الا بعد التعدیل
(و) الثالث (التفصیل بین من
علم) من عادتہ (انہ لا یروی الا عن
عدل) فیکون تعدیلا (اولا) فلا
(وہو) ای الثالث (الاعدل) و ہو
ظاہر اہ باختصار۔

ثالثہا یس الحکم علی کافر
معلوم الکفر لاسیما المدرك صحة
لغویة بطریات الاسلام من باب
الفضائل المقبول فیہ الضعاف باتفاق
الاعلام کیف وانہ یتنی علیہ کشیر
من الاحکام کتحریم ذکرہ الا بخیر
و وجوب تعظیمہ بطلب الترضی علیہ
اذا ذکر بعد ما کانت ذاک حراما
بل ربما المنجر الی الکفر والعیاذ
باللہ تعالیٰ، وقبول قولہ فی
الروایات ان وقعت الی غیر ذلک
والیقین لا یزول الشک والضعیف
لا یرفع الثابت وانما السرف قبول
الضعاف حیث تقبل انہا
ثمہ لم تثبت شیئا
لریشیت کما حققناہ بما لا مزید علیہ

منع تعدیل ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اُس نے مجتہد پر
بھروسہ کرتے ہوئے یہ روایت کر دی ہو کیونکہ مجتہد
تعدیل کے بعد ہی عمل کرتا ہے۔ اور تیسرا مذہب
تفصیل یعنی اگر اس کی یہ عادت معلوم ہے کہ وہ فقط
عادل سے روایت کرتا ہے غیر عادل سے نہیں،
تو تعدیل ہوگی ورنہ نہیں۔ اور یہ تیسرا مذہب زیادہ
عدل والا ہے اور وہ ظاہر ہے اہ اختصار۔

تیسرا امر: جس کافر کا کفر معلوم ہو خصوصاً
جبکہ وہ صحت لغویہ کو پانے والا ہو۔ اُس پر اسلام
کے طاری ہونے کا حکم از قبیل فضائل نہیں ہے
جس میں باتفاق علماء ضعیف حدیثیں بھی مقبول ہیں۔
ایسا کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ اس پر بہت سے احکام
کی بنیاد ہے مثلاً بھلائی کے سوا اس کے ذکر کا حرام
ہونا، اس کی تعظیم کا واجب ہونا اور اس کے ذکر
کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا۔ بعد اس کے یہ
حرام بلکہ بسا اوقات کفر تک پہنچا دینے والی چیز
ہے، اور اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور روایات میں اس
کے قول کو قبول کرنا جبکہ واقع ہوں وغیرہ ذالک،
حالانکہ یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔ اور
ضعیف حدیث ثابت کو رفع نہیں کر سکتی۔ ضعیف
حدیثیں جہاں قبول کی جاتی ہیں وہاں ان کو قبول کرنے
میں راز یہ ہے کہ وہاں ضعیف حدیثیں کسی غیر ثابت
چیز کو ثابت نہیں کرتیں جیسا کہ ہم اپنے رسالہ

لہ فوائج الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفیٰ مسئلہ مجہول الحال الخ غشور الشریف الرضی قم ایران ۱۵۰۶

ما دفع الاوهام المتطرفة اليه في رسالتنا
 "الهداد الكاف في حكم الضعاف" فاذا لم
 تكف لتثبت ما لم يثبت فكيف ترفع
 ما قد ثبت ما هذا الا غلط و شطط
 وهذا واضح جدا فاتضح بحمد الله
 ان الرواية ضعيفة واهية و
 انها في اثبات ما ريم منها
 غير مغنية ولا كافية هكذا ينبغي
 التحقيق والله تعالى ولى
 التوفيق.

"الهداد الكاف في حكم الضعاف" میں اس کی
 تحقیق کر دی ہے جس پر زیادتی نہیں کی جاسکتی
 جس نے اس مسئلہ میں پیدا ہونے والے تمام دہریوں
 کا ازالہ کر دیا ہے۔ چنانچہ جب وہ ضعیف حدیثیں
 غیر ثابت چیز کو ثابت نہیں کر سکتی ہیں تو ثابت شدہ
 چیز کو رفع کیسے کر سکیں گی۔ یہ محض غلط اور حق سے
 دوری ہے، یہ خوب واضح ہے۔ بحمد اللہ واضح ہو گیا
 کہ روایت مذکورہ ضعیف اور بیہودہ ہے اور اس
 سے جس مقصد کو ثابت کرنا مطلوب تھا اس کے لئے
 یہ مفید و کافی نہیں ہے۔ یہ نہیں تحقیق چاہئے اور
 اللہ تعالیٰ توفیق کا مالک ہے۔ (ت)

ثانیاً اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو ان احادیث جلیلہ جریہ صحاح اصح کے مخالف تھی لہذا مردود
 ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب ان کے مقابل کیا التفات کے قابل اقول جواب اول بنظر سند تھا
 یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سند صحیح بھی ہوتی تو متناً شاذ تھی اور ایسا شذوذ قاذح صحت یوں بھی ضعیف
 رہتی اب کہ سند بھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہر حال مردود و نامعتبر۔ یہ جواب بھی علمائے ممدوحین نے
 دیا اور امام قسطلانی و شیخ محقق نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔

خمیس^{۱۴۱} میں بعد عبارت مذکورہ امام بیہقی سے ہے،
 والصحيح من الحديث قد اثبت لابي طالب
 الوفاة على الكفر والشرك كما روينا في
 صحيح البخاري^{۱۴۲}

یعنی حدیث صحیح ابو طالب کا کفر و شرک پر مبنی ثابت
 کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود۔

بعینہ اسی طرح مواہب^{۱۴۳} میں ہے۔
 عمدہ میں بعد عبارت مذکورہ اور زرقانی میں امام حافظ الشان سے ہے،
 ولو كانت صحيحا لعارضه حديث
 اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اس باب میں وارد حدیث

لہ تاریخ الخفیس فی احوال النفس نفیس وصیت ابی طالب مؤسسہ شعبان للنشر بیروت ۱/۳۰۰

الباب لانه اصبح منه فضلا عن
انه لم يصح له

اصابہ میں بعد کلام سابق ہے :
و علی تقدیر ثبوتہا فقد عارضہا
ما هو اصح منہا۔

پھر حدیث دوم لکھ کر فرمایا،
فہذا هو الصحيح الذي يرد الرواية
التي ذكرها ابن اسحق

شرح ہمزید کی عبارت اوپر گزری :
صرائح الاحادیث المتفق علی صحتها
ترد ذلک علیہ

مدارج النبوة میں ہے :

در احادیث و اخبار اسلام وے ثبوت نیافتہ
جز انچہ در روایت ابن اسحق آمدہ کہ وے
اسلام آورد نزدیک بوقت مرگ و گفتہ کہ چون
قریب شد موت وے عباس گفت یا ابن
اخی! واللہ بتحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ
امر کہ دی تو اورا بیاں کلمہ و در روایتی آمدہ کہ
آنحضرت گفت من نشیدم با آنکہ حدیث

١ له عمدة القارى كتاب مناقب الانصار حدير
 شرح الزرقاني على المواهب اللدنية المف
 ٢ الاصابة في تمييز الصحابة حرف الطاء
 ٣ " " " "
 ٤ شرح همزية

صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر
 آپ نے اس کو حکم دیا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے
 نہیں سنا باوجودیکہ حدیث صحیح نے کفر ابوطالب کو ثابت
 کر دیا ہے (اختصار (ت)

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے یہاں ہاشم مدارج پر اپنے دو حاشیے
 لکھے پائے جن کی نقل خالی از نفع نہیں۔

اول قول شیخ کے قول جز آنچہ در روایت
 ابن اسحق آمدہ پر اس عبارت کے ساتھ حاشیہ
 لکھا، میں کہتا ہوں یہ استثناء منقطع ہے۔
 ائمہ فن جیسے امام بیہقی، امام ابن حجر عسقلانی،
 امام عینی اور امام ابن حجر کی وغیرہ نے اس روایت
 کے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہے کیونکہ اس میں
 ایک راوی مبہم واقع ہوا ہے، پھر صحیح حدیثوں کی
 مخالفت کی وجہ سے منکر ہے۔ اور شیخ علیہ الرحمہ
 اپنے کلام کے آخر میں ان لفظوں کے ساتھ اس کے
 ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ باوجودیکہ حدیث
 صحیح نے اس کے کفر کو ثابت کر دیا ہے معلوم
 ہو گیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

دوم قول شیخ و در روایت آمدہ پر بایں
 الفاظ اقول این لفظ ایہام میکند
 آن را کہ این جا دو روایت ست و روایت
 مذکورہ ابن اسحق عاری ست از ذکر رد
 فرمودن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول

لے مدارج النبوة باب دوم وفات یافتن ابوطالب مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان ۴۸/۲

مبارکش لو اسمع حالانکہ نہ چنان ست بلکہ این تترہاں
روایت ابن سنی ست بریں معنی آگاہ باید بود۔
ابن سنی کا تترہ ہے۔ اس معنی پر آگاہ ہونا چاہیے۔
ثالثاً خود قرآن عظیم اسے رد فرما رہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو استغفار سے کیوں ممانعت آتی۔ یہ جواب حافظ الشان کا ہے اور اُسے خمس میں بھی ذکر کیا۔

اصحاب میں بعد عبارت مذکورہ قریبہ ہے :

اذ لو كان قال كلمة التوحيد ما نهى الله تعالى
نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم عن الاستغفار
اگر اس نے کلمہ توحید کہہ لیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے
نبی کو اُس کے حق میں استغفار سے منع نہ فرماتا۔
اقول استغفار سے نہی کفر میں صریح نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام
میں میت مدیون کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے ممنوع تھے۔ علمائے متاخرین نے حدیث استاذنت ربی
ان استغفر لامي فلم ياذن لي (میں نے اپنے رب سے اذن طلب کیا کہ میں اپنی ماں کیلئے استغفار
کروں تو اُس نے مجھے اذن نہ دیا۔ ت) کا یہی جواب دیا ہے تو استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ
للمشركين و لفظ اصحاب الجحيم سے اولیٰ و انسب ہے اگر کلمہ اسلام پر موت ہوتی تو رب العزّة
ابو طالب کو مشرک کیوں بتاتا، اصحابِ نار سے کیوں ٹھہراتا۔ لاجرم یہ روایت بے اصل ہے۔

مرابعاً اقول اس میں ایک علت اور ہے، حدیث صحیح چہارم دیکھئے خود ہی عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں، یا رسول اللہ! حضور نے اپنے چچ ابو طالب کو بھی کچھ نفع دیا وہ حضور کا
غموارِ طردار تھا، ارشاد ہوا ہم نے اُسے سرِ ایا جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرمادی کہ ٹخنوں تک آگ ہے
میں نہ ہوتا تو اسفل السافلین اس کا ٹھکانا تھا۔
سبحن اللہ! اگر عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمہ توحید پڑھنا سنتے تو

۱۵

۱۵ الاصابة في تميز الصحابة حرف الطار القسم الرابع ابو طالب دار صادر بيروت ۱۱۷/م
۱۶ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی جواز زیارة قبور المشركين الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۴/۱
۱۷ صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱
۱۸ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ۱۱۵/۱
۱۹ مسند احمد بن حنبل عن العباس المكتبة الاسلامی بیروت ۲۰۷ و ۲۱۰/۱

اس سوال کا کیا عمل تھا، وہ نہ جانتے تھے کہ الاسلام یجب ما قبلہ مسلمان ہو جائے گا رے ہوئے سب اعمال بد کو ڈھادیٹا ہے، کیا وہ نہ جانتے تھے کہ آخر وقت جو کافر مسلمان ہو کر مرے بے حساب جنت میں جائے، من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة (جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوا۔ ت) اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پُرانے قہقہے نصرت و یاری و حمایت و غمخواری یہ نہیں کہتے یا رسول اللہ! وہ تو کلمہ اسلام پڑھ کر مرا ہے، یہ پوچھتے ہیں کہ حضور نے اسے بھی کچھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتے کہ کون سے اعلیٰ درجات جنت عطا فرمائے، وہ حالت صحیح میں ہوتے تو پرواز سوال یوں ہوتا کہ یا رسول اللہ! ابوطالب کا خاتمہ ایمان پر ہوا اور حضور کے ساتھ اُن کی غایت محبت و کمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ عز و جل نے فردوس اعلیٰ کا کون سا محل انہیں کرامت فرمایا تو نظر انصاف میں یہ سوال ہی اس روایت کی بے اصلی پر قرینہ واضح ہے اور جواب تو جو ارشاد ہوا ظاہر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے قتلے سابقہ مختصرہ میں ذکر کیا تھا اب شرح مواہب میں دیکھا کہ علامہ زرقانی نے بھی اس کی طرف ایما کیا، فرماتے ہیں:

فی سوال العباس عن حاله دلیل علی ضعف
روایۃ ابن اسحاق لانه لو كانت الشهادة
عنده لہ یسأل لعلہ بحالہ
حضرت عباس کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھ لیا تھا تو وہ یہ سوال نہ کرتے اس لئے کہ ان کو اس کا حال معلوم ہوتا۔ (ت)

اقول یونہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کی طرف اس کی روایت کی نسبت جاتی ہے علامہ اُس تفسیر کے جو آیت ثانیہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کہ وہ حضور پر نور سبید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابوطالب کے بارے میں وہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سُن چکے ہیں جس میں ناری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اس کا مقتضی یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۶۳/۶	مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ قم ایران	تحت الآیۃ	لہ الدر المنثور
۲۵۱/۴	دار الفکر بیروت	کتاب التوبۃ من قال لا الہ الا اللہ	المستدرک للحاکم
۴۸/۷	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۶۳۴	المعجم الکبیر
۲۹۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	المقصد الاول وفاة خدیجہ	لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ

ابو طالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں نسخ و تغیر کو راہ نہیں مگر لازم بحکم حدیث صحیح مسلم باطل تو ملزم بھی علیہ صحت سے عاطل، فافہم۔

خاصاً یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ہیں، اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کا کلمہ پڑھنا نہ سنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا، یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے نہ سنا، اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقول ہو سکتی ہے۔

اقول پہلے جوابوں کا حاصل سن دیا یا متناثر روایت کی تضعیف تھی اس جواب میں اُسے ہر طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعی سے مس نہیں اُس سے یہ ثابت ہوا کہ ابو طالب نے کلمہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے یہ جواب امام سہیلی نے روض الانف میں ارشاد فرمایا اور اُن کے بعد امام عینی و امام قسطلانی نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے:

قال السهيلي ان العباس قال ذلك في حال كونه على غير الاسلام ولو اداها بعد الاسلام لقبلت منه ^{له} سہیلی نے کہا کہ حضرت عباس نے یہ بات حالت غیر اسلام میں کہی اگر بعد اسلام وہ اس کو ادا کرتے تو مقبول ہوتی۔ (ت)

اقول وباللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی فرمایا کہ ہمارے مسامح قدسیت تک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا ورنہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش بلیغ ہونے لگی اس حد شدت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وہ امر عظیم محبوب و قوع میں آئی ایسے سہل لفظوں میں جواب دے دیا جائے، لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم سنتے تو ٹھیک تھا یہ صریح رد شہادت ہے تو جو گواہی خدا و رسول رد فرما چکے دوسرا اس کا قبول کرنے والا کون!

وبهذا التحقيق لا نبقى استنار والله الحمد اور اس عمدہ تحقیق سے بعد اللہ روشن ہو گیا کہ امام عینی نے

امام سہیلی کے نقل کلام میں اقتصار کر کے بہت اچھا کیا اُس کی بنیاد پر جو گزرا اور اس کی طرف تجاوز نہ کر کے بھی اچھا کیا جس کی طرف امام قسطلانی نے تجاوز کیا اور اُن کی اتباع کی علامہ زرقاتی نے ، کیونکہ ان دونوں نے اُس کے کلام کو پورا نقل کیا اور اس پر قائم رہے ۔ اور یہ لفظ ان دونوں کے ہیں ۔ (جواب دیا گیا) جیسا کہ امام سہیلی نے روض میں فرمایا کہ اگر ابوطالب کے بارے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت آپ کے اسلام لانے کے بعد ہوتی تو مقبول ہوتی، اسکو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے ساتھ رد نہ کیا جاتا کہ ”میں نے نہیں سنا“ کیونکہ عادل گواہ جب کہے کہ میں نے سنا ہے اور اس سے زیادہ عدل والا کہے کہ ”میں نے نہیں سنا“ تو اُس کے قول کو قبول کیا جائے گا جو سماع کو ثبات کرنے والا ہے ۔ سہیلی نے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ عدم سماع کئی ایسے اسباب کا احتمال رکھتا ہے جو گواہ کو سننے سے روکتے ہوں، لیکن چونکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے قبل اس کی شہادت دی لہذا اُن کی شہادت قبول نہ ہوگی اھ۔ میں کہتا ہوں اس میں کلام نہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثبات کیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی فرمائی۔

ان الامام العینی لقد احسن اذا قصر فی نقل کلام الامام السہیلی علی ما مروی عنہما فعل اذ لم یعتقد الی ما تعدی الیہ الامام القسطلانی وتبعہ العلامة الزرقانی حیث اثرا کلامہ برمتہ واقر اعلیہ و هذا الفظہما (اجیب) کہا قال السہیلی فی الروض (بانت شہادۃ العباس لابی طالب لو اداها بعد ما اسلم کانت مقبولة ولم ترد) شہادۃ (بقول علیہ الصلوٰۃ والسلام لم اسمع لان الشاهد العدل اذا قال سمعت وقال من هو اعدل منه لم اسمع اخذ بقول من اثبت السماع) قال السہیلی لان عدم السماع یحتمل اسبابا منعت الشاهد من السمع (ولکن العباس شہد بذلك قبل ان یسلم) فلا تقبل شہادۃ اھ اقول فلیس الکلام فی ان عباس اثبت والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نفی،

لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۱ و ۲۹۲

فہم اشہادتان جاءتا عندنا احدهما
تثبت والاخرى تنفی فتقدم التی
تثبت لوکان صاحبہا عدلاً ومعاذ اللہ
ان تقدم علی قوله صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لم یقبل شہادۃ العباس و
لم یرکن الیہا فهو صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قاض لا شاهد آخر وانما الشاهد
العباس وحده فاذا لم یقبلہا النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فمن یقبلہا بعدہ هذا
ما عندی وانا فی عجب عا جب ہنہنا من
کلام هؤلاء الاعلام الاکابر فامعن النظر لعل
لہ معنی قصرت عنہ ید فہمی القاصیر۔
مجھے اس مقام پر ان اکابر علماء کے کلام پر سخت تعجب ہے میں نے گہری نظر سے دیکھا کہ شاید اس کا کوئی
معنی بن سکتا ہو مگر میرے فہم قاصر کا باعث اس سے قاصر رہا۔ (ت)
یہ اجوبہ علماء ہیں اور کلمہ اللہ کافی وواقفی وصادفی ہیں، وانا أقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ
کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت)

سادساً ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت انہیں احادیث صحیحین کی مثل سنداً و متناً ہر طرح
اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بروجہ کمال مقبول و صحیح، پھر بھی نہ مستدل کو
نافع نہ کفر ابی طالب کی اصل دافع۔ آخر جب بحکم احادیث جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک و ناری بتا رہی ہے
تو یہ کسی کے مٹائے مٹا نہیں، یہ دوسری حدیث کہ فرضاً اسی پتہ کی صحیح و جلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے
کہ ابوطالب نے اخیر وقت لا الہ الا اللہ کہا، یہ نہیں بتاتی کہ وہ وقت کیا تھا، آخر وقت دو ہیں
ایک وہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں اور یہ وقت وقت قبول ایمان ہے، دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت
غمرہ ہو کر پردے اٹھ جائیں جنت و نار پیش نظر ہو جائیں مؤمنون بالغیب کا محل نہ رہے کافر کا اس
وقت اسلام لانا بالاجماع مردود و نامقبول ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:
فلعلیک ینفعہم ایمانہم لہما سآو
باسنا سنۃ اللہ التی قد خلت
تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں
نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ کا دستور جو اس کے

فی عبادۃ و خسر هنالك الکفریت لہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان اللہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغفر،
سرواۃ احمد والترمذی وحسنہ و
ابن ماجۃ والمحاکم وابن جبان والبیہقی
فی الشعب کلہم عن سیدنا عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

اب اگر وقت اول کھانا مانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع اُن احادیث صحیحہ کے اس حدیث صحیح مفروض سے
مناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو رد کے بغیر چارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر مانتے ہیں تو آیت و
احادیث سب حق و صحیح ٹھہرتے ہیں اور تناقض و تعارض بے تکلف دفع ہوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور
پڑھا مگر کب اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا لہذا حکم شرک و نار برقرار رہا۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ
تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

حتی اذا درکہ الغرق قال امنت
انہ لا الہ الا الذی امنت بہ
بنو اسرائیل وانا من المسلمین ؕ اَللّٰہُ
وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین ؕ

یہاں تک کہ جب اُسے ڈوبنے نے آیا تو بولائیں
ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس
پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔
کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور توفسادی
تھا۔ (ت)

۱۵ القرآن الکریم ۸۵/۴

۱۹۲/۲ جامع الترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل التوبۃ الخ امین کمپنی دہلی
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۲/۲
المستدرک للحاکم کتاب التوبۃ باب ان اللہ یغفر لعبده دار الفکر بیروت ۲۵۴/۴

۱۶ القرآن الکریم ۹۰/۱۰

۹۱/۱۰

صورتِ اولیٰ ظاہر البطلان، لہذا شقِ اخیر ہی لازم الاذعان، اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی تو قطعاً یہی صورت واقع ہوئی اور وہ ضرور قرین قیاس بھی ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قریب مرگ ہی جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ اسی حالت میں کفارِ قریش سے وہ محاورات ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار باصرار دعوتِ اسلام فرمائی، کفار نے ملتِ کفر پر قائم رہنے میں جان لڑائی، آخر پچھلا حجاب وہ دیا کہ ابوطالب ملتِ جاہلیت پر جاتا ہے یہاں تک بات چیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اٹھے غیب سامنے آیا اس ناز نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبیر کا المعاینۃ (خبر مشاہدہ کی مثل نہیں۔ ت) اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں ڈوبتا ہوا سوار پکڑتا ہے اب لا الہ الا اللہ کی قدر آئی، کنا چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لبوں کو جنبش ہوئی مگر بے سود کہ وقت نکل چکا تھا،

اتاللہ واتالیہ سراجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔
ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت ہے مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔ (ت)

تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلمہ پڑھا، اور قرآن و حدیث تو قطعاً سچے ہیں کہ حکم کفر بدستور رہا، والعیاذ باللہ رب العالمین (اللہ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)۔
سابعاً اس سے بھی درگزریے، یہ بھی مانا کہ حالتِ غرغره سے پہلے ہی پڑھا ہے، پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے، دل کے حال کا عالم خدا ہے، کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسے کافر بتائے تو ہم اس کے کلمہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو۔ ایمان زبان سے کلمہ خوانی کا نام نہیں، جب دلوں کا مالک اس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و اسلام نہیں، آخر نہ سنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر نشہد اٹک لے رسول اللہ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ ت) کہنے پر کیا ارشاد ہوا:

۱۔ مسند احمد بن حنبل
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۷۱
۲۔ القرآن الحکیم ۱/۶۳

واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد
ان المنافقین لکذوبون لہ
غرض لاکہ جتن کیجئے آیت برات سے برات ملے یرشد فی نہیں رہے گی ہمان آتش در کاسہ (وہی قسمت
مہی نصیب - ت) کہ

تبیین لہم انہم اصحاب الجحیم لہ
والعیاذ باللہ رب العلمین اللہم ارحم
الراحمین صل وسلم وبارک علی السید
الامین الاقی صمت عندک یا لحق
المبین اللہم بقدرتک علینا وفاقنا
ایک ارحم عجزنا یا ارحم الراحمین
امین امین امین والحمد للہ
رب العلمین لا الہ الا اللہ عداۃ للقاء
اللہ محمد رسول اللہ ودیعة عند
اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصلى اللہ
تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ اجمعین
والحمد للہ رب العلمین -

کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں - (ت)
اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار
ہے - اے اللہ بہترین رحم کرنے والے اور ود
سلام اور برکت نازل فرما اُس امانت والے سردار
پر جو تیری بارگاہ سے حق مبین لے کر آنے والا
ہے - اے اللہ! اپنی قدرت کے ساتھ جو
ہم پر ہے اور ہماری محتاجی تیری طرف ہے ہمارا
عجز پر رحم فرما اے بہترین رحم فرمانے والے -
ہماری دعا قبول فرما اور تمام تعریفیں اس خدا کے لئے
ہیں جو کل جہانوں کا پروردگار ہے - اللہ کے بغیر کوئی
سچا معبود نہیں - محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وعدہ اللہ تعالیٰ

کے پاس ودیعت ہے - نگاہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے -
اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل اور سب صحابہ پر - اور سب تعریفیں
اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے - (ت)

بجہ اللہ ازاحت شبہات سے بھی بروج احسن فراغ پایا،

وہناك شبهة اخرى اوهت و
اھوت لہ نور دھا اذ لہ تعرض
یہاں ایک دوسرا شبہ ہے جو بہت کمزور اور
بہت ہلکا ہے ہم اس کو اس لئے وار نہیں کرتے

لہ القرآن الکریم ۱/۶۳
۵۷ ۱۱۳/۹

ولم تعرف فلا تطيل الكلام بايرادها و كذا تو اس کا تعرض کیا گیا ہے اور نہ ہی وہ
لنطوها على غرها ليعادها۔ معروٹ ہے۔ چنانچہ ہم اس کو وارڈ کر کے کلام
کو لمبا نہیں کرتے۔ لہذا چاہتے کہ ہم اس کے مقررہ وقت تک اُس کو اُس کے شکن پر لپیٹ دیں۔ (ت)
اب بقیہ سوال کا جواب لیجئے اور اس رسالہ میں جن ائمہ و علماء و کتب سے یہ مسئلہ ثابت کیا آخر
میں اُن کے اسماء شمار کر دیجئے کہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہلی آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر خلاف سے
باتھ اٹھائے لہذا تین فصل کا وصل اور مناسب کہ تلك عشرة كاملة (یہ پورے دس ہوئے۔ ت)
جلوہ دکھائے۔

فصل شتم

جب ابو طالب کا کفر اولہ کا تنہا سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار
اگر اخبار ہے تو اللہ عزوجل پر افتراء، کفار کو رضائے الہی سے کیا بہرہ، اور اگر دُعا ہے کما هو
الظاهر (جیسا کہ ظاہر ہے۔ ت) تو دُعا بالجمال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ استہزاء، ایسی
دُعا سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہی فرمائی۔
كما في الصحيحين وقد بينناه
في رسالتنا ذيل الدعاء لاحسن
الدعاء التام ذيلنا بهما رسالة
احسن الدعاء لأداب الدعاء لخاتمة
المحققين سيدنا والوالد قدس
سره الماجد۔

علماء نے کافر کے لئے دُعاے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اس کے حرام ہونے
پر توافجاء ہے، پھر دُعاے رضوان تو اس سے بھی ارفع و اعلیٰ،
فات السید قد یعفو عن عبدا اس لئے کہ مالک بعض دفعہ اپنے غلام کو معاف

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة البراءة باب ما كان للنبي والذين آمنوا إلہ قديمی کتب خانہ کراچی ۲/۵۰
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ الاسلام من حضرہ الموت إلہ " " " ۱/۲

وہو عنہ غیر مراضی کما ان العبد
سما یحب سیدہ و هو علی امرہ
غیر ماضی و حسبنا اللہ و نعم الوکیل -

کر دیتا ہے حالانکہ وہ اس پر راضی نہیں ہوتا،
جیسا کہ غلام بسا اوقات اپنے مالک کو پسند کرتا ہے
مگر اس کے حکم پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اللہ ہمیں
کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ (ت)

امام محمد محمد علی علیہ السلام فرماتے ہیں،
صرح الشیخ شہاب الدین القرافی المالکی
بان الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه
تکذیب اللہ تعالیٰ فیما أخبر به
ولهذا قال المصنف وغيره ان کانا
مؤمنین لہ

یعنی امام شہاب قرافی مالکی نے تصریح فرمائی کہ
کفار کے لئے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے کہ اللہ
عزوجل نے جو خبر دی اس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے
اس لئے فیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگا دی کہ ماں
باپ کے لئے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وہ
مسلمان ہوں۔

پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ تقدم انه كفر
رد المحتار میں ہے :

الدعاء بكفر لعدم جوارحه عقلاً و
لا شرعاً و لتكذيب النصوص القطعية
بخلاف الدعاء للمؤمنين كما علمت
فالحق ما في الحلية -
در مختار میں ہے :

الحق حرمة الدعاء بالمغفرة للكافر
اسی طرح بحر الرائق میں ہے۔

اس کی دعا کفر ہے کیونکہ یہ عقلاً و شرعاً ناجائز ہے
اور اس میں نصوص قطعیہ کی تکذیب ہے بخلاف
مومنوں کے لئے دعا کے۔ جیسا کہ توجان چکا ہے
اور حق وہ ہے جو علیہ میں ہے۔ (ت)

لہ حلیۃ الملی

۲

رد المحتار کتاب الصلوة فصل واذا اراد الشروع فی الصلوة دار احوال الشرائع العربیہ ۲۵۱/۲
الدر المختار " " " " " " مطبع مجتبیٰ دہلی ۴۸/۱

اقول (میں کہتا ہوں) جس کا قصد

علامہ شامی نے کیا یعنی کفر کی معافی کا عقلاً عدم جواز
تو اس میں انہوں نے عدۃ الکلام کے مصنف امام نسفی
اور اہلسنت کے گروہ قلیل کی پیروی کی ہے، جبکہ
جمہور کے نزدیک یہ شرعاً ممتنع اور عقلاً جائز ہے جیسا
کہ شرح المقاصد اور مسامرہ وغیرہ میں ہے۔ اور دلائل
اسی کے مؤید ہیں لہذا یہی صحیح اور اسی پر بھروسہ ہے
تو اب حق وہ ہے جس کی طرف صاحب البحر گئے ہیں
اور ذکر میں اسی کی پیروی کی ہے، اور مکمل کلام اس
مقام پر رد المحتار پر ہمارے حاشیہ میں ہے (ت)

ہاں ابولہب والہیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور غن انصاف کرنا ہے ابوطالب کی عمر
خدمت و کفالت و نصرت و حمایت حضرت رسالت علیہ و علی آلہ القلوۃ والتحیۃ میں کئی اور یہ ملائعہ درپہ
و علانیہ درپے ایذا و اضرار رہے کہاں وہ جس کا وظیفہ مدح و ستائش ہوا اور کہاں وہ شقی جس کا
ورد ذم و نکو شہس ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے مصروف مگر بتسخیر تقدیر نفع اسلام میں مصروف
اور دوسرا مردود و متمد و معدود و معاند ہمہ تن کسر بیضہ اسلام میں مشغوف صر
بہیں تفاوت رہ اذ کہا ست تا بہ کجا

(ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ت)

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابوطالب پر تمام کفار سے کم عقاب ہے اور یہ اشیقہ ان میں
ہیں جن پر اشد العذاب ہے، ابوطالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ ملائعہ ان میں کہ،
لہم من فوقہم ظلل من الناس ومن
تحتہم ظلل
ان کے نیچے آگ کا بچھونا اور اوپر آگ کے
لحاف۔

سراپا آگ، ہر طرف سے آگ، والعیاذ باللہ رب العالمین (اور اللہ رب العالمین کی پناہ۔ ت)
۱۶/۳۹ سورۃ القرآن الحکیم ۷۴/۴

بلکہ دونوں کا ثبوت کفر بھی ایک سائیں، ابوطالب کے باب میں اگرچہ قول حق و صواب وہی کفر و عذاب اور اُس کا خلاف شاذ و مردود و باطل و مطرود، پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال چھوڑ ان اعداء اللہ کا کافر و ابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر، تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت یکساں، نہ عمل یکساں نہ سزا یکساں، ہر جگہ فرق زمین و آسمان، پھر مماثلت کہاں۔
نسأل اللہ سلوک سوی الصراط و نعوذ ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے پر چلنے کا سوال باللہ من التفریط و الافراط۔
کہتے ہیں، اور افراط و تفریط سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ (ت)

فصل نہم

ان ائمہ دین و علمائے معتدین کے ذکر اسامائے طیبہ میں جنہوں نے کفر ابی طالب کی تصریح و تصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری، فمن الصحابة:

- | | |
|---|---|
| (۱) امیر المومنین صدیق اکبر | (۲) امیر المومنین فاروق اعظم |
| (۳) امیر المومنین علی مرتضیٰ | (۴) جبرائیل سیدنا عبداللہ بن عباس |
| (۵) حافظ الصحابہ سیدنا ابوہریرہ | (۶) صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی |
| (۷) حضرت سیدنا عباس عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم | (۸) سیدنا ابوسعید خدری |
| (۹) سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری | (۱۰) سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق |
| (۱۱) سیدنا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم | (۱۲) حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا |
- پہلے چھ حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور انس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد بیان فرماتے ہیں اور پر ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی ابلغ ہے۔

ومن التابعین:

- (۱۳) آدم آل عبا بن علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و کرم و جودہم۔
(۱۴) امام عطاء بن ابی رباح استاذ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
(۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلۃ ائمہ محدثین و مفسرین تابعین سے ہیں۔

(۱۶) سعید بن محمد ابو السفر تابعی ابن التابی ابن الصغابی نبیره سیدنا جبر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۷) امام الامم سراج الامم سیدنا امام اعظم البغوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ومن تبع تابعین :

(۱۸) عالم المدینہ امام دار الحجۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹) محرر المذہب مرجع الدین فی الفقہ والعلم سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰) امام تفسیر مقاتل بلخی۔

(۲۱) سلطان اسلام خلیفۃ المسلمین جن کے آنے کی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

بشارت دی تھی کہ :

منا السفاح ومنا المنصور ومنا المهدي۔

س رواۃ الخطیب وابن عساكر وغيرهما

بطريق سعيد بن جبير عنه قال السيوطي

قال الذهبي اسنادا صالح۔

اسناد صالح ہے۔ (ت)

بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے،

س رواۃ كذا لك الخطيب من طريق الضحاك

عن ابن عباس وابن عساكر في ضمن

حديث عن ابي سعيد الخدري رضي الله

تعالى عنهم رفعاه الى النبي صلى الله

تعالى عليه وسلم۔

عليه وسلم مک کیا۔ (ت)

اعنی امام ابو جعفر منصور نبیر زادہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ومن اتباع التابع ومن يلهم :

(۲۲) امام الدین فی الحفظ والحديث ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔

(۲۳) امام اجل ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔

(۲۴) امام بدر الحسن احمد بن شعیب نسائی۔

(۲۵) امام ابو عبد اللہ بن یزید ابن ماجہ قرظونی۔

یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبد اللہ بن المعز کا ہے۔

وَمِنْ بَعْدِهِمُ الْمَقْسُومِينَ :

(۲۶) امام محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود قرظی بغوی۔

(۲۷) امام ابواسحق زجاج ابراہیم بن السری۔

(۲۸) جابر اللہ محمود بن عسمر خوارزمی زعمشری۔

(۲۹) ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب بسیط و وسیط و وجیز۔

(۳۰) امام اجل محمد بن عسمر قرظی رازی۔

(۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل غزنوی دمشقی مکمل الکبیر۔

(۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابی الفتح سیرانی شہار صاحب تقریب۔

(۳۳) امام ناصر الدین ابوسعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی۔

(۳۴) امام علامۃ الوجود مفتی ہمالک رومیہ ابوالسعود بن محمد عمادی۔

(۳۵) علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب تفسیر لباب شہیرہ خازن۔

(۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد محلی۔

(۳۷) علامہ سلیمان جمل وغیرہم ممن یاتی۔

وَمِنْ الْمُحَدِّثِينَ وَالشَّارِحِينَ :

(۳۸) امام اجل احمد بن حسین بیہقی۔

(۳۹) حافظ الشام ابوالقاسم علی بن حسین بن ہبۃ اللہ دمشقی شہیر بابن عساگر۔

(۴۰) امام ابوالحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری۔

(۴۱) امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن احمد سیلی۔

(۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی۔

(۴۳) امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم۔

(۴۴) امام ابوالسعادات مبارک بن محمد بن ابی الکریم معروف بابن اثیر جزیری صاحب نہایہ و جامع الاصول۔

(۴۵) امام جلیل عبد الدین احمد بن عبد اللہ الطبری۔

(۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طبری شارح مشکوٰۃ۔

- (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری۔
- (۴۸) علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس۔
- (۴۹) امام حافظ الشان ابوالفضل شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی۔
- (۵۰) امام جلیل بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی۔
- (۵۱) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی صاحب تنقیح الاصول۔
- (۵۲) امام خاتم الحفاظ جلال الملتی والدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی۔
- (۵۳) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری۔
- (۵۴) علامہ عبدالرحمن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی۔
- (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی۔
- (۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی۔
- (۵۷) علامہ زین العابدین عبدالرؤف محمد شمس الدین مناوی۔
- (۵۸) امام شہاب الدین احمد بن حنبل مکی۔
- (۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی اخباری۔
- (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحباب۔
- (۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملتی والدین علی بن حسام الدین متقی مکی۔
- (۶۲) علامہ شہاب الدین احمد خفاجی شارح شفا۔
- (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی۔
- (۶۴) علامہ محمد حفنی محشی افضل القرطبی۔
- (۶۵) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔
- (۶۶) شیخ محقق مولانا عبدالحق بن سیف الدین بخاری۔
- (۶۷) علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی مصری۔
- (۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین وغیرہم ممن مضی ویکبھی۔
- ومن الفقهاء والاصولیین :**
- (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر بریان الدین فرغانی صاحب ہدایہ۔
- (۷۰) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز۔

- (۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن محمد بن الہمام۔
 (۷۲) امام جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ۔
 (۷۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد ابن امیر الحاج حلبی۔
 (۷۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمن۔
 (۷۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح غیب۔
 (۷۶) علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی۔
 (۷۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر۔
 (۷۸) ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد کھنوی۔
 (۷۹) علامہ سید احمد مصری طحاوی۔
 (۸۰) علامہ سید محمد افندی ابن عابدین شامی وغیرہم ممن تقد مرجم اللہ تعالیٰ علمائنا
 جمیعاً من تاخر منہم ومن تقد مر امین (اس کے علاوہ دیگر علماء جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے
 اللہ تعالیٰ ہمارے تمام علماء متاخرین و متقدمین پر رحم فرمائے، آمین۔ ت)

فصل دہم

اُن کتابوں کے نام جن کی نقول دربارہ ابوطالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں:

کتاب تفسیر

- (۱) معالم التنزیل امام بغوی (۲) مدارک التنزیل امام نسفی (۳) انوار التنزیل امام بیضاوی
 (۴) ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم للفتی العلامة العماوی (۵) کشف حقائق التنزیل للزمخشری
 (۶) مفاتیح الغیب للامام الرازی (۷) تکملة المفاتیح للشمس النجفی (۸) جلالین
 (۹) فتوحات الہیہ للشیخ سلیمان (۱۰) عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی للعلامة الشہاب
 (۱۱) معانی القرآن للزجاج (۱۲) فتوح الغیب للطیبی (۱۳) تقریب مختصر الکشاف للسیرافی
 (۱۴) بسیط للواحدی (۱۵) باب التاویل فی معانی التنزیل للعلامة الخازن۔
 (۱۶) الاحکام لبيان ما فی القرآن من الابهام للعسقلانی۔

کتب حدیث

(۱۹) سنن ابی داؤد	(۱۸) صحیح مسلم	(۱۷) صحیح بخاری
(۲۲) سنن ابن ماجہ	(۲۱) مجتبى نسائی	(۲۰) جامع ترمذی
(۲۵) مسند امام شافعی	(۲۴) مؤطا امام محمد	(۲۳) مؤطا امام مالک
(۲۸) مشکوٰۃ المصابیح	(۲۷) شرح معانی الآثار	(۲۶) مسند امام احمد
(۳۱) منہج العمال للامام المتقی	(۳۰) جامع صغیر	(۲۹) تیسیر الوصول الی جامع الاصول
(۳۴) مصنف عبد الرزاق	(۳۳) منتخب کنز العمال لہ	(۳۲) کنز العمال لہ
(۳۷) مسند اسحق بن راہویہ	(۳۶) مسند ابو داؤد طیالسی	(۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
(۴۰) زیادات مغازی ابن اسحق تیس بن بکر	(۳۹) کتاب یوشی بن طارق ابو قرہ	(۳۸) طبقات ابن سعد
(۴۳) مسند بزار	(۴۲) غنی ابن زود	(۴۱) صحیح ابن خزيمة
(۴۶) معجم اوسط لہ	(۴۵) معجم کبیر طبرانی	(۴۴) مسند ابی یعلیٰ
(۴۹) کتاب الجنائز للمروزی	(۴۸) کامل ابن عدی	(۴۷) فوائد تمام رازی
(۵۲) فوائد سمویہ	(۵۱) کتاب ابی بشر	(۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شہب
(۵۵) حلیۃ الاولیاء لابن نعیم	(۵۴) مستدرک حاکم	(۵۳) مستخرج اسمعیلی
(۵۸) سنن سعید بن منصور	(۵۷) دلائل النبوة	(۵۶) سنن بیہقی
(۶۱) تفسیر ابن جریر	(۶۰) مسند عبد بن حمید	(۵۹) مسند فریانی
(۶۴) تفسیر ابوالشیخ	(۶۳) تفسیر ابن ابی حاتم	(۶۲) تفسیر ابن المنذر
(۶۶) مغازی ابن اسحق علی ما قرنا وحررنا۔		(۶۵) تفسیر ابن مردویہ

شروح حدیث

(۶۸) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلینی	(۶۷) منهاج شرح مسلم للنووی
(۷۰) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للقاری	(۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقسطلانی
(۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر للعزیزی	(۷۱) تیسیر شرح جامع صغیر للناوی
(۷۴) کوکب الداری شرح صحیح بخاری للکرمانی	(۷۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی

(۷۵) مفہم شرح صحیح مسلم للقرطبی

کتابِ فہم

(۷۷) کافی شرح الوافی کلاہا للامام النسفی

(۷۶) ہدایہ

(۷۹) کفایہ شرح ہدایہ

(۷۸) فتح القدر للمحقق

(۸۱) غنیۃ شرح فیہ للمحقق الحلبي

(۸۰) علیہ شرح فیہ للامام الحلبي

(۸۳) طحاوی علی مرقا الفلاح للشریلالی

(۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق

(۸۵) بنایہ شرح ہدایہ للعلینی

(۸۴) رد المحتار علی الدر المختار

(۸۶) برہان شرح مواہب الرحمن کلاہا للطرابلسی

کتابِ سیر

(۸۸) شرح مواہب للزرقانی

(۸۷) مواہب لدنیہ و منح محمدیہ

(۹۰) شرح صراط المستقیم للشیخ

(۸۹) صراط المستقیم للمجد

(۹۲) خمیس للذیاری بکری

(۹۱) مدارج النبوة لہ

(۹۴) روضة الاحباب

(۹۳) اسعاف الراغبین للصبان

(۹۶) روض سہلی

(۹۵) تاریخ ابن عساکر

(۹۷) امتاع الاسماع للمقریزی

کتابِ عقائد و اصول و علوم شتی

(۹۹) شرح المقاصد للعلامة الماتن

(۹۸) فقہ اکبر للامام اعظم

(۱۰۱) مسالك الخلفاء فی الدی الہدی علیہ وسلم للامام السیوطی

(۱۰۰) اصاہہ فی تمیز الصحابہ للامام ابن حجر

(۱۰۳) شرح شفا علی القاری

(۱۰۲) افضل القری لقراء القرآن للامام ابن حجر

(۱۰۵) حنفی شرح الامیزیہ

(۱۰۴) نسیم الریاض للحنفای

(۱۰۷) فواتح الرحموت لبحر العلوم

(۱۰۶) مجمع البحار للفتنی

(۱۰۹) نہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر

(۱۰۸) التقرير والتحریر فی الاصول للعلامة ابن المیر الحاج

(۱۱۰) شرح تنقیح الفصول فی الاصول کلاماً للقرافی (۱۱۱) ذخائر العقبۃ فی مناقب ذوی القربی للماظہ الحبیب

تذیل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی:

- | | |
|----------------------------------|-------------------------------------|
| (۱۱۲) شرح عقائد نسفی | (۱۱۳) شرح عفت مد عضدی |
| (۱۱۴) سیرت ابن ہشام | (۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن |
| (۱۱۶) میزان الاعتدال | (۱۱۷) تقریب التہذیب |
| (۱۱۸) تقریب امام نووی | (۱۱۹) تدریب امام سیوطی |
| (۱۲۰) مسلم الثبوت | (۱۲۱) در مختار |
| (۱۲۲) تاریخ الخلفاء | (۱۲۳) تحفہ اثنا عشریہ |
| (۱۲۴) صحیح ابن حبان | (۱۲۵) القاب شیرازی |
| (۱۲۶) استیعاب الوعس | (۱۲۷) معرفۃ الصحابہ لابن نعیم |
| (۱۲۸) مسند الفردوس و ملی | (۱۲۹) خادم الامام بدر الدین الزرکشی |
| (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی | |

ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان
 آمین آمین الحمد للہ علی الاختتام
 ونسأله حسن الختام۔

اللہ تعالیٰ ایمان اور امان کے ساتھ ہمارا خاتمہ
 کرے، آمین۔ حسن اختتام رسالہ پر تمام تعریفیں
 اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے
 حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں۔ (ت)

پہلے یہ سوال بدایوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجد رسالہ چند ورق کا لکھا اور اس کا نام
 ۹۲ معتبر الطالب فی شیون ابی طالب رکھا، اب کہ دوبارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے
 بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا تقاضا فرمایا حسب حالت راہنہ و فرصت حاضرہ شرح و بسط
 کافی کو کام میں لایا اور اسے اُس اجمالِ اول کی شرح بنایا نیز شرح مطالب و تسکین طالب میں
 بحمد اللہ تعالیٰ حافل و کامل پایا، لہذا شرح الطالب فی مبحث ابی طالب اس کا نام رکھا
 اور یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام۔

والحمد للہ ولی الانعام و افضل سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو انعام کا

الصلوة و اکمل السلام علی سیدنا
محمد ہادی الانام و علی آلہ
وصحبہ الغر الکرام و علینا بہم و
لہم الی یوم القیمة آمین یا ذا الجلال
والاکرام، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
و علمہ جبل مجدہ اتم و
احکم۔

ماک ہے۔ اور افضل درود و اکمل سلام ہو
ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر جو کل جہان کے ہادی
ہیں، اور آپ کے روشن پیشانیوں والے اہل کرم
آل و اصحاب پر اور ان کے صدقے میں ہم پر اور
اُن کے لئے یوم قیامت تک ہماری دعا قبول فرما
اے بزرگی اور اکرام والے۔ اللہ سبحنہ و تعالیٰ
خوب جانتا ہے۔ اور اس کا علم اتم و مستحکم
ہے۔ (ت)

عبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادر
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

رسالہ
شرح المطالب فی مبحث ابی طالب
ختم ہوا

نوٹ

جلد ۲۹ عقائد و کلام و دینیات کے عنوان پر اختتام پذیر ہوئی،
فتاویٰ رضویہ کی آخری جلد ۳۰ ان شاء اللہ تعالیٰ سیرت اور
فضائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنوان پر مشتمل ہوگی۔

رسالة

حياة الموات

في بيان

سماحة الموت

١٣٠٥ هـ

حیات برزخی و سماح موتی کا مدلل بیان

اعلیٰ حضرت اہم احمد رضا خان بریلوی مدظلہ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور پاکستان